رسائل ۱۳۴۷
ممالک غیر کیلئے ۶ صہ
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۱)

فہرست مضامین

| | صفحہ | | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱۔ شذرات از مترجم | ۱ | ۸۔ کیا عیسائیت نے یورپ کو مہذب بنایا؟ | ۲۸ |
| ۲۔ اسلام اور معقولیت | ۹ | ۹۔ اسلام اور تصوف، مذاہب کی مشترکہ بنا | ۲۹ |
| ۳۔ مسئلہ کفارہ قوانین قدرت کے خلاف ہے | ۱۵ | ۱۰۔ گوشوارہ آمد و خرچ دفتر ووکنگ مسلم مشن | ۴۵ |
| ۴۔ مسیحیت یا مسیح | ۱۷ | ۱۱۔ التماس ضروری | ۴۷ |
| ۵۔ لارڈ ہیڈلے اور سفر حج | ۲۰ | | |
| [illegible] مشن | ۲۲ | | |
| [illegible] | ۲۴ | | |

سالانہ قیمت اشاعت اسلام لاہور کو آنی چاہئیں

# اطلاع ضروری

۱۔ رسالۂ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہیئے۔ ورنہ شکایت معاف۔

۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے۔

۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی۔

۵ سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صر نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔

۶۔ جواب طلب خطوط کیلئے۔ ۱ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

۷۔ جو صاحب ۱۰ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔

۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از سنہ ۱۹۱۴ء لغایت سنہ ۱۹۲۰ء فی جلد عہ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء فی جلد سے ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

۹۔ مربیٔ رسالۂ اشاعت اسلام وہ ہے۔ جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے مبلغ پچاس روپیہ سالانہ چندہ دے۔

# اُجرت نامۂ اشتہار رسالۂ اشاعت اسلام

| تعداد طبع | ایک صفحہ | نصف صفحہ | ربع صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱۲ | ۵۶ | ۳۵ | ۲۰ |
| ۶ | ۳۵ | ۲۰ | ۱۴ |
| ۳ | ۲۰ | ۱۵ | شے ر |
| ۱ | ﻌـہ ر | صر ر | سے ر |

اُجرت اشتہار پیشگی لیجائیگی۔ معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا۔ مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتا ہے۔ اشتہار کے خرچ پہلے بھیجنے چاہیئں۔

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو مہر کاتب کی اجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی۔

۲۔ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہ لئے جائینگے۔

۳۔ ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخ نامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی۔

## درخواستیں بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آفی چاہیئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم



# اشاعت اسلام

جلد (۱۰) بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

## شذرات

**چرچ کانگریس** چرچ کانگریس میں جو ستمبر ۱۹۲۳ء کے آخری ہفتہ میں بمقام پلی موتھ منعقد ہوئی۔ جو مضامین زیر بحث نہایت دلچسپ تھے جنمیں اس امر کو قطعی طور پر ثابت کیا گیا۔ کہ کلیسیا اور اسکے ناقابل عمل معتقدات مُردگی کی حالت تک پہنچ چکے ہیں۔ اور ہوشمند اور سوچ وبچار رکھنے والے مردوں اور عورتوں پر ان کا کوئی اثر نہیں رہا۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ کلیسیا کی آواز صدا بصحرا سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتی۔ اسبات کا اعتراف کیا گیا کہ بہت سے لوگ کلیسیا میں محض عادتاً جاتے ہیں کسی اثر یا جذبہ کے ماتحت نہیں لیکن جنگ کے بعد حالت بالکل بدل گئی ہے۔ حضرات پادرنے اب خود اس حالت کو محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ اور کانگریس میں کوئی ایسا مضمون نہیں پڑھا گیا جسمیں یہ سوال معرض بحث میں نہ آیا ہو۔ فلاں اور فلاں معاملہ میں" کلیسیا نے (اپنے اصولوں کو موجودہ زمانہ کے مطابق بنانے میں) کیا کچھ کمی کی۔ ہے یا کر رہا ہے۔ ریورنڈ جارج سیمپسن نے جو رامسڈل کے پادری ہیں عبادت اور دیہاتی گرجاؤں کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے دیہاتی لوگوں

میں لمبے عرصہ تک کام کیا ہے یہ گواہی دینگے۔ کہ وہاں کے عبادت گذار خاموش اور ذکی الحس ہوتے ہیں۔ اور مذہبی امور میں گفتگو کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔ یہ بدنتائج مذہب اور ایمان اور ایک دیہاتی واعظ ہر دو کیلئے ایک سخت ابتلا اور امتحان ہیں۔ ریورنڈ موصوف نے کانگریس کو یہ بھی بتایا کہ جنگ سے پیشتر اگر دس آدمی گرجا میں عبادت کیلئے آتے تھے تو اب شاید پانچ ہی آتے ہیں +

**غریب لوگوں کی ضروریات** مسٹر آر کینڈی کاکس نے بتایا۔ کہ مسیحی اصولوں کے متعلق غریب لوگوں کا نقطۂ نگاہ عجیب ہے۔ اُن کے لئے یہ بہت مشکل ہے۔ مسیح کو اپنے غریب علاقوں میں رہنے والا تصور کریں۔ اور وہ ہرگز اس بات کو نہیں مانتے کہ مسیح کی رہائش اس خدا کے گھر میں ہے۔ جو انکے غریب علاقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ خدا کا یہ گھر ان کے نزدیک نیم دفتری رنگ رکھتا ہے۔ اور صرف شادی اور جنازوں وغیرہ کے متعلق رسوم کی ادائیگی کیلئے مخصوص ہے۔ کلیسیا کے یہ تمام کام انکی نگاہ میں دفتری طریق کی نقل ہیں۔ اور کلیسیا کو وہ وہی حیثیت دیتے لگے ہیں۔ جو حیثیت ان کے نزدیک لیبر ایکسچینج (Labour Exchange*) کو حاصل ہے۔ کسی قسم کا رُوحانی پیغام حاصل کرنے کیلئے کلیسیا کی طرف دیکھنا انہوں نے ترک کر دیا ہے۔

مسٹر کینڈی کا یہ بیان بالکل صحیح ہے۔ اور ہر ایک دیانتدار اور سوچ وبچار رکھنے والے مرد وعورت کا یہی حال ہے۔ مسٹر کینڈی نے ان کا نام "ان پڑھ" رکھا ہے مگر یقیناً وہ کلیسیا کی تعلیم اور ترقی سے کوسوں ہی بہتر ہیں۔ کیونکہ اس تعلیم سے انسان کو ایسے سخت اور مشکل کاموں سے مقابلہ پڑتا ہے جنہیں باوجود سخت محنت کے نتیجہ بہت تھوڑا نکلتا ہے۔ موجودہ زمانہ کا کلیسیا عہد حاضرہ کی ضروریات کو ازمنۂ وسطیٰ کی عینک سے دیکھتا ہے۔ اور اس کے بغیر اسے چارہ نہیں +

مسٹر کینڈی نے یہ سوال کیا ہے۔ کہ یہ غریب لوگ کلیسیا کو ایسی لاپرواہی سے کیوں دیکھتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ رُوح القدس کی طاقت شامل حال ہونے کے

* فٹ نوٹ: لیبر ایکسچینج انگلستان میں ایک محکمہ ہے جس میں کاروباری آدمیوں اور مزدوروں وغیرہ کیلئے روزگار اور کاروبار کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

باوجود کلیسیا کو ایسی بُری طرح سے ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا ہے۔ اس کا الزام کس پر عائد ہوتا ہے؟ یقیناً رُوح القدس ہی پر الزام آتا ہے کیونکہ جس وقت تک اس کی عیر روادارانہ خاصیت اپنا کام کر سکتی تھی اور شکنجوں اور خوفناک کھونٹیوں سے وہ ایک مردُود رُوح کو درست کر سکتا تھا اس وقت کلیسیا خوب رونق پر تھا اس وقت تک کہ جہالت دنیا پر طاری تھی۔ اور لوگ روحانی طور پر نابینا تھے۔

رُوح القدس کی حکومت زمین پر تھی۔ اور ازمنۂ وسطیٰ میں وہ ظلم کرنیوالوں میں ایک شاندار شاہزادہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ لکھو کہا انسانوں کے خون اس کے آگے کوئی چیز نہ تھے۔ کسی قسم کا دُکھ اس کے نزدیک اس وقت تک چنداں حیثیت نہ رکھتا تھا۔ جب تک کہ کلیسیا کی حکومت تھی۔ اب عقل و خرد کا زمانہ ہے۔ اور سوچ و بچار رکھنے والے مرد اور عورتیں کلیسیا کو ترک کرتی جا رہی ہیں۔ اور یہی پادری متحیر اور پریشان ہیں۔ کہ یہ کیفیت کیوں ہے +

---

**کلیسیا اور لیگ اقوام** لارڈ ہیوگ سیسل ممبر پارلیمنٹ نے کانگریس کے افتتاحی اجلاس میں ایک تقریر کی جس کا موضوع یہ بتاتا تھا کہ آیا لیگ اقوام نے اُن اُمیدوں اور توقعات کو پُورا کیا ہے یا نہیں جو اس کی پیدائش کے وقت اس سے منسوب کی گئی تھیں؟ اس سوال کا جواب صفائی کے ساتھ اگر ہم دیں۔ تو "ہاں" اور "نہیں" دونوں اس کا جواب ہیں۔ ہاں اسلئے کہ اپنے بنانیوالوں کی اغراض اور مُدعا کو اُس نے اچھی طرح سے پُورا کیا ہے۔ یعنے مغرب کی بڑی بڑی مسیحی طاقتوں کو اس سے بہت بڑی بڑی مدد ملی ہے۔ اس نے یہودیوں کے لئے بیت ملی کی خوب تائید کی۔ اور وہ بھی فلسطین کی ۹۵ فیصدی آبادی کی خواہشات کے خلاف یہودی قوم یُورپ میں بہت طاقتور ہے۔ عیسائیت انہیں باہر نکالنے یا انکا استیصال کرنے میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ تحریک زیونزم (یہودیوں کی قومی جماعت کا نام ہے) اس کے لئے ایک نیک فال ثابت ہوئی ہے مگر یہودیوں نے بھی تنگ نظری سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صرف پولینڈ اور رُوس کے معمولی اور فاقہ کش یہودی

فلسطین میں پہنچے ہیں +

"نہیں" اس کا جواب اسلئے ہے۔ کہ یہ لیگ لیگ اقوام ہونے کی بجائے خیالات اور قیاسات کی لیگ ہی حال ہی میں یونانی اور اطالوی مٹ بھیڑ کے موقعہ پر سگنور مسولینی نے اسکی موت پر مہر کردی ہے۔ نے الحقیقت لیگ مذکور بے اطمینانی اور ان مقامات پر جہاں پہلے صلح و اطمینان کی حالت تھی۔ نئی لڑائیاں چھیڑنے کا موجب ہوئی ہے۔ پرے بینڈی گف نے سچ کہا ہے۔ کہ لیگ کبھی اُن باتوں کو جن کا اس کے متعلق دعوے کیا ہے پورا نہیں کر سکتی۔ جنگ عظیم کے بعد ایک قوم بلکہ کُل دنیا جہان کو ایک ایسی مشین کی تلاش تھی۔ جو آئندہ جنگوں سے اُسے محفوظ رکھے۔ لیگ اقوام انگلستان جیسی بڑی طاقت یا کسی اور بڑی مغربی دولت کیلئے ایک سہارا کا موجب ہے۔ کہ وہ اسکی مدد سے کمزور اقوام کو تباہ کر کے اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ فی الحقیقت مغربی تہذیب اگر زندہ ہے تو محض اپنی ترش روئی اور بل بوتے کی وجہ سے +

---

## پچاس پچاس شادیاں

کیا کلیسیائے مسیحیت کو شادی اور طلاق جیسے اہم اور مشکل مسئلہ میں حکومت اور انفرادی زندگی کی رہبری کا ذمہ لینا چاہئے یا نہیں؟ یہ ایک سوال ہے۔ جو پادریوں اور عام واعظین کی زبانوں پر عموماً آتا ہے۔ ریورنڈ پروفیسر کلیمینٹ ایف۔ اجرز نے جو کنگز کالج لندن کی پاسٹورل تھیالوجی کے لیکچرار ہیں حال ہی میں اس مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے طلاق کی خوفناک زیادتی کا ذکر کیا اور ایک بالکل طبعی لیکن ہماری مغربی عیسائیوں کے لئے پریشان کن بات کہی کہ شادی کے متعلق مسیحیت کا جو کچھ نقطہ نگاہ ہے۔ یعنے ناقابل انقطاع تعلق اور آزادانہ محبت۔ ان دونوں کے بین بین کوئی رستہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ زنا پر طلاق کی اجازت دینا گویدی کو اور بڑھانا اور ترقی دینا ہے۔ ایسی حالت میں فریقین میں سے کسی ایک کی خواہ وہ ملزم ہو یا نہ ہو۔ دوبارہ شادی بدکاری میں داخل ہے +

ڈاکٹر کارنیگی سمپسن آف کیمبرج نے مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ

تعلق زوجیت گناہ کے بغیر منقطع نہیں ہوسکتا۔ اسلئے میں ہر اسباب کے خلاف ہوں جو طلاق کو سہل کرنیوالی ہو۔" لیکن ایسے موقعہ پر کہ ایک تعلق رُوحانی اور جسمانی ہر دو طریق پر ٹوٹ چکا ہو۔ کلیسیا کو چاہئیے کہ حکومت کو وہ مشورہ دے۔ کہ ایسے معاملہ میں کیا کرنا چاہئیے۔ انہوں نے کلیسیا سے اپیل کی۔ کہ وہ اسبارہ میں ایک مسیحی اصُول کی تلاش کریں۔ جس سے اس مسلہ کا حل اس طریق کے بجائے جو پروفیسر راجرز نے تجویز کیا ہے۔ کسی دوسری طرز پر ہوسکے۔ اور وہ کوئی مسیحیت سے پہلے والی چیز نہ ہو +

ایک امریکن ڈاکٹر ڈبلیو۔سی پول نے اس کے بعد تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ کیلیفورنیا میں ہر پانچ شادیوں میں سے ایک دو سال گے عرصہ کے اندر قانوناً منسوخ کرنی پڑتی ہے۔ اسکے ساتھ فوراً ہی انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ ایک عام امریکن کے اخلاق دوسرے لوگوں کی نسبت گرے ہُوئے ہیں اسبارہ میں کہ امریکہ میں اس قدر طلاق کی زیادتی کیوں ہے؟ انہوں نے بتایا (اور یہ امر کانفرنس کی حیرانی اور افسوس کا موجب ہُوا) کہ دُنیا میں کہیں بھی عورت کو وہ درجہ حاصل نہیں۔ جو امریکہ میں اُسے دیا گیا ہے۔ وہاں مرد جو غالب ہوتا ہے۔ ایک سخت تجویز کی ممانعت سختی کے ساتھ کرتا ہے۔ امریکن عورت اسبات کو محسُوس نہیں کرتی کہ اُسے مرد سے احکام حاصل کرنے چاہئیں۔ صرف اسلئے کہ وہ مرد ہے۔ وہ مرد کے برابر کے حقُوق چاہتی ہے۔ اور اگر اس کا خاوند چاہے کہ اسکو کسی قدر کم درجہ دیا جائے۔ تو اُسے مایُوسی اور ناکامی سے دوچار ہونا پڑیگا +

اس کے بعد ایک قوی ہیکل نوجوان پادری (ریورنڈ ایس ڈبلیو ہیوگس) کھڑا ہُوا اور اس نے اس پوزیشن پر جو پروفیسر راجرز اور دوسرے مقررین نے اختیار کر رکھی تھی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ کیا ایک عورت کی شادی ایسے شخص سے جس نے اپنے آپ کو وحشی اور شیطان سیرت ثابت کیا۔ اور زوجیت کے تمام حقوق اور اسکی تقدیس کو اس نے مٹایا اسلئے کیجاتی ہے۔ کہ وہ کبھی اس سے آزاد نہ ہو۔ اور اگر وہ اس سے طلاق حاصل کرلے۔ تو کیا وہ آئندہ اپنی جائز خواہشات کو ٹھیک طور پر پورا کرنے سے محروم

کر دیجائیگی - اور صحیح ازدواجی تعلقات کی خوشیوں سے کبھی آشنا نہ ہوگی؟ اس نے گرج کر کہا - کہ اس قسم کا خیال خود اللہ تعالیٰ پر نقص عائد کرتا ہے +

فی الحقیقت یہ اللہ تعالیٰ پر نقص عائد کرنیوالی بات ہے - اگر پروفیسر راجر کے خیال کو صحیح مان لیا جائے - ہم مانتے ہیں - کہ ان کا خیال مسیحی نقطہ خیال کے عین مطابق ہے - لیکن صحیح اسکو نہیں کہا جاسکتا - کلیسیائے انگلستان کے کسی قدر پُر زور الفاظ جن سے خطبہ نکاح شروع ہوتا ہے - وہ الفاظ جو عورت کو قسم کے اندر دہرانے پڑتے ہیں - کہ میں خاوند کی "مطیع" اور اسکی "خدمتگذار" رہونگی حقیقت الامر کو واضح کرنیوالی ہیں شادی کی انگوٹھی بھی جوان ایام کی ایک یادگار ہے "جب مسیحیت میں عورت کو مرد کی جائداد سمجھا جاتا تھا - اس مضمون پر روشنی ڈالتی ہے - یہ جائداد گرجا کے منبر پر اپنے ولی - باپ یا گارڈین کی جو اسے دوسرے کے سپرد کرنے کیلئے آئے ہیں گویا کہ اسکی اپنی کوئی مرضی نہیں - کفالت میں اپنے آیندہ مالک کی منتظر کھڑی ہے - یہ جملہ "کہ اپنے تمام دنیوی مال و متاع سمیت میں اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتی ہوں" - واقعات میں مبالغہ آمیز نہیں - بلکہ یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ ۱۸۸۲ء کے شادی شدہ عورتوں کے قانون جائداد Married (women property act) سے پہلے مرد فی الحقیقت عورت کی جائداد کا بھی مالک ہوتا تھا فرقہ فیمینسٹ (Feminist) کے علمبردار یہ نعرہ لگاتے ہیں "ہر پہلو سے مرد و عورت میں مساوات" مگر کیا وہ اس مساوات کو قائم کر کے سچے عیسائی رہ سکتے ہیں - جناب مسیح قانون کو پورا کرنے کیلئے آئے تھے اسلئے انہوں نے اس بات کو کہ تیری (یعنے عورت کی) خواہش تیرے خاوند کی خواہش کے مطابق ہوگی - اور وہ تجھ پر حکمران ہو گا شادی شدہ عورت کی زندگی اُس کا اعلےٰ درجہ خیال کیا لیکن موجودہ عیسائیت نے فی الحقیقت زیادہ تر پولوس کی ایجاد ہے - نہ کہ خود جناب مسیح کی - پولوس کا بیان ہے کہ:-

"تمہاری عورتیں گرجاؤں میں خاموش رہیں - کیونکہ انکو بولنے کی قطعاً اجازت نہیں - بلکہ انکو حکم ہے - کہ اطاعت اختیار کریں - جیسا کہ شریعت میں لکھا ہے" +

اور اگر وہ کچھ سیکھیں - تو انہیں چاہئیے کہ اسکے متعلق اپنے خاوند سے گھر پر تذکرہ کریں - کیونکہ عورت کے لئے یہ جائے شرم ہے کہ وہ گرجا میں کلام کرے (۱ - کرنتھیوں باب ۱۴ - آیات ۳۴ - ۳۵)

ان احکام کی موجودگی میں کیا عیسائی فیمینسٹ عورتیں دیانتداری کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتی ہیں کہ

عورتوں کو پادری کا منصب دیا جائے؟

پھر اور ملاحظہ کیجئے :-

"اسی طرح سے عورتوں کو سادہ لباس اختیار کرنا چاہئے"*

مسیحی مذہب میں عورت باوجود تعلیم اور شائستگی کے فی الحقیقت بہت قابل رحم چیز ہے۔ اگر وہ یہ چاہتی ہے کہ ان زنجیروں سے آزاد ہو جو عیسائیت نے اسکے ارگرد ڈال رکھی ہیں۔ اگر اسکی خواہش ہے کہ دنیا کی نجات میں وہ برابر کی حصہ دار ہو۔ اگر وہ مرد کے برابر حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو اُسے اسلام کیطرف آنا چاہئے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طبقہ نسوان کو اُٹھانے اور ترقی کے بلند درجات پر فائز کرنے میں دنیا کے تمام فلاسفروں اور مصلحین کی کوششوں سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ آپ کے ذیل کے ارشادات کسی رائے زنی کے محتاج نہیں :-

اَلجنۃ تحت اقدام امھاتکم۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

عورتیں مردوں کی توام ہیں۔
عورتوں کے حقوق قابل تقدیس ہیں۔
ایک نیک بیوی مرد کا بہترین خزانہ ہے۔

اپنی عورتوں کو مسجد و نمیں آنے سے مت روکو۔
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کا فرض ہے۔

---

## مُلحد نوجوان مرد اور عورتیں

ریورنڈ ٹی۔ ڈبلیو پیم چرچ کانگریس میں اپنے مضمون کے دوران میں یہ سوال اُٹھایا۔ کہ کیا عہد حاضرہ کے نوجوان مرد اور عورتیں ملحد ہیں؟ وہ خود اس کا جواب اثبات میں دینے کی طرف مائل تھے بالخصوص ان نوجوانوں کے متعلق جو زیادہ مخلص اور علم دوست ہیں۔ یہ کیوں؟ وسیع الخیال پادری مثلاً ڈین انج۔ کینن بارنس اور مسٹر پیم موجودہ خیالات کی رو کو پہچانتے ہیں۔ اور انکے ساتھ رابطہ بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اسبات کو خوب جانتے ہیں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس رو کو محض پرانے غلط معتقدات دہرا کر روکنے کی کوشش کیجائے وہ اسکا احساس رکھتے ہیں کہ بائیبل کے متعلق اپیل کرنا باعث ہلاکت ہوگا۔ کیونکہ اس کا صحیح اور مستند ہونا معرض بحث میں ہے۔ اور اسے ساقط الاعتبار سمجھا جاتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بیسویں صدی کے مسائل کو ظلمت اور تاریکی کے زمانہ کی روشنی میں حل کرنا بیفائدہ بات ہے۔ بہت لوگ ہیں جو سائنس اور مذہب کو ایکدوسرے سے تطبیق نہیں دے سکتے کیا پادری ایسا کر سکتے ہیں؟ اس کا

جواب صاف ہے یا تو وہ مسیحیت کے اعتقادی حصے سے اپنا قطع تعلق کر لیں ۔ یا اُسے ہلاکت کے مُنہ میں جانے دیں چھوٹی
عمر کے نوجوان اسرائیل کے بادشاہوں یا یہودہ یا پولس کے تبلیغی سفروں کے حالات سننے کے خواہشمند نہیں۔ ان
کیلئے ۳۹ معتقدات یعنی ہی سٹرنی کا بیان ہے کہ تثلیث کا عقیدہ ایک بیخبر متلاشی حق کو بہت سے ہیبتناک حقائق سے
گھرا ہوا ہی ایک فرضی اور وہمی بات نظر آتی ہے" ان امور کے متعلق کلیسیا کی کیا رائے ہے وہ اسکو آسان سمجھتا ہے کہ ان
باتوں کو سرے سے نظر انداز کر دے وہ فرضی دل بہلاوے ہی کو اچھا سمجھتا ہے اور مسیحیت کی مدح سرائی میں طبل بلند بانگ
بنا ہوا ہے اور نوجوانوں کو نہایت تیزی کے ساتھ اس بات پر لانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اسکی تلاش کریں جو انسان حوا کے
گناہوں کیلئے مر گیا۔ کلیسیا جناب مسیح کی سادہ تعلیم سے بہت دور نکل گیا ہے جناب مسیح مسلم تھے اور آپ کا مذہب
اسلام تھا یعنے اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنا وہ باتیں جنکو زیر عمل لانا انہوں نے منع کیا وہ برائیاں
جن سے آپ نے روکا تھا۔ وہ اس مذہب کے ساتھ جو غلطی سے جناب مسیح کیطرف منسوب ہے شامل ہو گئیں اور
اب تک شامل ہیں مگر کیا اس ملک کے نوجوان مرد اور عورتیں ملحد ہیں؟ ہمیں شک نہیں کہ کلیسیا سے وہ بالکل
دلبرداشتہ اور لاپرواہ ہیں لیکن ان جزائر (انگلستان) میں سات سال سے زیادہ عرصہ کی رہائش کے بعد ہم دیانت و
امانت کے ساتھ یہ یقین رکھتے ہیں کہ مغربی لوگ لامذہب نہیں ہر ایک سوچ و بچار رکھنے والے انسان نے اپنے لئے
ایک اعلےٰ درجہ کا مذہب بنا رکھا ہے جو فطرت اور سائنس کا مذہب ہے اور یہی اسلام ہے۔ انھیں اس حقیقت کا علم نہیں کہ
جس مذہب پر وہ قائم ہیں اسی کا نام اسلام ہے ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ زندگی کی اس گتھی کو
سائنس کے نقطۂ نگاہ سے سلجھائیں اور اس مذہبی سپرٹ کو بھی قائم رکھیں جو بید انشا انہیں ہے۔ ہم پورے
خلوص دل کے ساتھ انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ان کی یہ جدوجہد بیفائدہ نہ ہوگی +

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ :۔
وہ شخص منافق ہے جو جس وقت کلام کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے ۔ اذا حدث کذب ۔ اللہ تعالےٰ نے کوئی
چیز عقل سے بڑھ کر پیدا نہیں کی نہ ہی کوئی چیز عقل سے زیادہ خوبصورت اور کامل بنائی ہے +
علم حاصل کرو ۔ کیونکہ علم کے پڑھنے اور پڑھانے سے انسان نیکی اور بدی جھوٹ اور سچ میں امتیاز کے قابل ہوتا ہے ۔
اپنے آپ کو دکھ اور اذیت نہ دو ۔ اے انسان صرف اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پیروی کر ورنہ تو اسکی طرح ہو جائیگا ۔
کلیسیا کی تمام خرابیوں اور اس قسم کی باتوں سے خلاف آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی درست اور واضح
کر دیا گیا تھا آپ نے صداقت کی آواز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے گہرا مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہوئے کبھی بھی عقل کے
احاطہ سے باہر قدم نہیں رکھا ۔ کیا ایسے پاک اور مقدس انسان کی مثال کی پیروی کرنا کوئی بری بات ہے +

# اسلام اور معقولیت

یہ ایک بڑا اور اہم سوال ہے۔ کہ انسانی زندگی کی غرض و غایت کیا ہے۔ مذہب اس سوال کو حل کرتا ہے۔ خدا کو پہچاننا اور اس کی عبادت کرنا یہی اصلی علت غائی ہے۔ اور اسی کو دنیا کے تمام مذاہب مختلف الفاظ اور اصطلاح میں بیان کرتے ہیں اگر اس اصول کو صحیح مانا جائے۔ تو پھر یہ بات لازم آتی ہے کہ جب تک ہم کو یہ نہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کا علم اور اسکی عبادت کیا چیز ہے۔ ہم گویا تاریکی میں ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت سے مراد اس کے وجود پر ایمان لانا ہے اور اسکی عبادت سے یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے اوصاف کو قبول کر لیا جاوے (جیسا بہت سے مذاہب سکھلاتے ہیں) تو ہمکو یہ نہیں معلوم ہو سکتا۔ کہ اس قسم کا عقیدہ یا علم ہماری بہتری اور بہبودی کا باعث کیسے ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے پھر کسی مذہب کا بہتر انتخاب نہیں ہو سکتا ہے۔ بیدینی اور بت پرستی موجودہ مسیحیت کے ہم پلہ ہو جاوینگی موجودہ زمانہ کا بت پرست ایک بت کے آگے سرنگوں ہوتا ہے لیکن وہ بت ایک دیوتا کے جو بشکل انسان گذشتہ زمانہ میں نازل ہوا تھا تصویر ہے۔ اور وہ دیوتا اپنے حیرت انگیز اور عجوبہ کارناموں کی وجہ سے خدا تسلیم کر لیا گیا۔ اوڈین تھور جیوپیٹر۔ اور کرشن یہ سب انسان دنیا کے مختلف حصص میں نسل انسانی کی رہنمائی اور ترقی کیلئے پیدا ہوئے تھے ان میں اس زمانہ کے لوگوں کی بہ نسبت فوق الطاقت اوصاف تھے۔ جہالت اور سریع الاعتقادی نے ان کو الوہیت کے اوصاف سے ملبوس کر دیا۔ انہوں نے انسانی پرستش کی اجازت دیدی۔ وہ اس دنیا سے گذر گئے لیکن انکی یاد تازہ کرنے کیلئے انکے بجائے بت رکھ دیئے گئے۔ کیا ان دونوں کی تعلیم عبادت میں کچھ فرق ہے کہ ایک شخص کرشن جی کا دل میں تصور کر کے ان سے مدد مانگتا ہے۔ اور دوسرا شخص یکسوئی خیالات کیلئے ان کی مورتی کو سامنے رکھ کر عبادت کرتا ہے۔ عقل کی رو سے دونوں طریقوں میں کوئی

فرق نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہم ہمیشہ رومن کیتھولک فرقہ کی عبادت کو زیادہ بہتر خیال کرتے ہیں اگر رومن کیتھولک کو بُت پرست کہا جاتا ہے۔ تو پروٹسٹنٹ بھی اس سے کم نہیں ہیں۔ اگر تم مسیح کو خدا تصور کرتے ہو۔ اور اگر تم مسیح کو اپنی دعاؤں میں مخاطب کرتے ہو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری امداد کرنے کو آسکتے ہیں۔ اور جب تم ان کی پرستش کرتے ہو تو ان کا تصور ہمیشہ تمہارے سامنے ہے۔ تو اس سے کہیں بہتر یہ ہوگا۔ کہ تم ان کا بُت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ کیونکہ اس سے تصور اور خیالات کو بڑی امداد ملیگی۔ اور ان دونوں طریقوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ کہ یہ عبادت زندگی کی غرض و غایت کیسے ہوسکتی ہے۔ مان لو کہ کسی شخص نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجھ لیا پس کیا اسنے انسانیت کے مشن کو پورا کر دیا۔ جسمیں مختلف عنصر شامل ہیں۔ ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ کرشن جی یا مسیح کو اپنا معبود مان کر خدا کے حکم کی منشاء پوری ہوتی ہے۔ لیکن ہماری فطرت کے اور بھی شعبے ہیں یعنی اخلاقی اور جسمانی۔ ہم جانتے ہیں۔ ہم احساس کرتے ہیں۔ اور عمل کرتے ہیں۔ ہمیں ہماری حیات اور اعمال پر خدا نما انسان کے عقیدہ کا کیا اثر پڑیگا۔ انسان کا علم ترقی پذیر ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے علم میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے۔ پس ہم اسی قسم کی خواہش اللہ تعالیٰ اور اس کے اوصاف کے متعلق کیوں نہ رکھیں۔ دو ہزار برس پہلے ہمکو یہ علم دیا گیا تھا کہ آسمانی انصاف انسانی انصاف سے جدا ہے۔ خدا آدم کے گناہ کی وجہ سے اسکی ساری اولاد کو سزا دیتا ہے۔ اور وہ عارضی جرم کے لئے دائمی سزا دیتا ہے۔ وہ رحیم ہے لیکن اس کا رحم کسی مجرم کے حق میں ظہور پذیر نہیں ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ہماری نجات کے واسطے اس کی محبت کا غلبہ ہوا۔ اور اس کا اظہار خزانہ فضل و رحمت کی صورت میں ہوا جس کو ہم فضل کہتے ہیں۔ ہمکو اس فلسفہ موقت کے موازنہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ جو صدیوں پہلے ہمکو عطا ہوا ہے۔ کیا سائنس کے دوسرے شعبوں میں ہمارا علم اسی مستقل حالت میں ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس آسمانی علم میں اضافہ کیوں نہ ہونا چاہیئے۔ ہم علم اور سائنس کے ہر شعبے میں بلند پروازی کر رہے ہیں۔ اور اسی پر مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں سکتے ہیں جو ہمکو صلیب پر آشکار ہوا ہے جناب مسیح نے یہ فرمایا

ہے کہ ایک انسان اُن کے بعد آئیگا - اس کے ذریعہ سے ہمارے علم کی وسعت ہوگی لیکن اگر یہ بات رُوح القدس کے نزول سے پوری ہوچکی ہے جسے تسلی دہندہ کہتے ہیں تو کیا کلیسیا کا کوئی پادری ہمکو یہ بتلا سکتا ہے - کہ رُوح القدس کے بعد ہمارے علم الٰہی کے خزانہ میں کون اضافہ ہوا ہے +

## عقیدہ اور علم

ایسے علم کو علم الٰہی کہنا غلط نام رکھنا ہے - یہ محض ایک عقیدہ جو بلا استعمال استعداد ی قوٰی کے ہم تک پہنچا ہے - ہم خود وہاں تک پہنچ نہیں سکتے ہیں - بلکہ بہت قبل کسی نے اوپر اس علم کا اظہار ہوا جسے ہمنے بھی آنکھ بند کرکے تسلیم کرلیا - اسلام بھی بہت سی غیب کی باتوں پر ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے لیکن ہمارے ایمان کے لفظ کا مفہوم عیسوی ایمان کے مفہوم سے جُدا ہے - ہمارے مذہب میں ایمان مثل بیج کے ہے - جو درخت کی بنیاد ہے - وہ بڑھتا ہے - اور ایک عظیم الشان درخت معرفت بن جاتا ہے - ہمسے کہا جاتا ہے کہ بہت سی باتوں کو ابتداءً بطور ایمان مان لینا چاہئے - کیونکہ عدم تربیت و اہلیت کی وجہ سے ہم کو اس وقت اس کا صحیح علم نہیں ہوتا ہے - لیکن رفتہ رفتہ نتائج سے علم حاصل ہوتا جاتا ہے - اور بالآخر ہم کو حق الیقین ہوجاتا ہے - ان وجوہ سے اسلام ہمکو مجبور نہیں کرتا کہ ہم عقائد اصول یا احکام کو وحی کی بناء پر مان لیں - بلکہ ہماری عقل کو اپیل کرتا ہے - اور جو کچھ سکھلاتا ہے - اس کے دلائل پیش کرتا ہے - یہی بات ہم انسانی علم اور سائنس کے ہر شعبے میں پاتے ہیں - ایک نقطہ میں جسامت نہیں ہوتی لکیر میں طول ہے - لیکن عرض نہیں ہے - یہ علم ہندسہ کے مسلمات ہیں جو شروع میں بلا چون و چرا تسلیم کرلئے جاتے ہیں لیکن ان کی حقیقت اس وقت کھلتی ہے جب انسان اس علم میں عبور حاصل کرلیتا ہے - یہی کیفیت علم انسانی اور دیگر سائنس کی ہے - جسمیں وہ مذہب بھی شامل ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے - آج کا عقیدہ کل ایک علم کی صورت اختیار کریگا - بشرطیکہ کوئی ترقی کرنا چاہتا ہے - لیکن موجودہ عیسوی

مذہب اس اصل سے مستثنےٰ ہے۔ یہاں ایسے عقیدے سکھلائے جاتے ہیں۔ جو عقل کے خلاف ہیں۔ اور کوئی بھی علم یا دماغی قوت سُدھار نہیں سکتی ہے عقیدہ ہمیشہ ابتدائی حالت میں ایک عقیدہ رہتا ہے۔ پس عیسوی مذہب میں عقیدہ اور علم کے درمیان ایک عجیب فرق رکھا گیا ہے۔ اور یہ صرف اسلئے تراشا گیا ہے۔ کہ اس کے غیر معقول اصول کی پردہ پوشی کی جائے۔ ایسے عقیدے دوسرے مذاہب میں بھی ہیں جنکی بنیاد پرانے قصوں اور رموز پر ہے +

## خدا کا علم انسان کے علم سے شروع ہوتا ہے

ایک محدود انسان کا اس لا محدود ہستی کا پورا علم حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم اسکو اپنی نفس کے ذریعے سے جانتے ہیں جسقدر ہم علم نفس پر غور کرتے ہیں۔ اتنا ہی ہم کو ایک عظیم الشان الٰہی نقشہ کا علم ہوتا ہے۔ خدا کے جاننے کیلئے ہمکو اس نقشہ کے جاننے کی ضرورت ہے۔ اور اس کی تکمیل کے ذرائع دریافت کرنا بھی ایک بڑی عبادت ہے۔ ہماری راستبازی یا تقویٰ سے اسکی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہماری کم بضاعتی سے اس کے جلال میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے۔ قرآن کے معنی میں تقویٰ کی تکمیل اسی میں ہوتی ہے۔ کہ انسانیت کی ترقی کے ذرائع تلاش کئے جائیں۔ انسان کی تکریم الٰہی تکریم ہے۔ خدا تعالیٰ کی حمد وثنا انسان کی بہبودی کا باعث ہے۔ کسی مشین کے ایجاد کنندہ کی اس قدر تعریف نہیں ہوتی ہے جس قدر اس شے کے استعمال اور تکمیل کی تعریف ہوتی ہے۔ جس کے لئے وہ مشین ایجاد کیجاتی ہے۔ یہی سب سے اچھی شکر گذاری ہے جو ہم ادا کر سکتے ہیں۔ انسانی ترقی کا حصول زمین کے اوپر اس آسمانی بادشاہت کا قائم کرنا ہے۔ جیسے جناب مسیح چاہتے تھے۔ اور یہ امر چند اصولوں کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ پہاڑی وعظ میں یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ جو کوئی احکامات کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ان پر عمل کرتا ہے وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہے۔ الٰہی احکامات کی فرمانبرداری (پولوسی عقیدہ نہیں) انسانی ترقی کی راہ ہے۔ جو سکھ چین اور امن کی حالت پیدا کرتی ہے۔ پس

پانے کو پہچاننا خدا کو پہچاننا ہے۔ اور اسکی عبادت یہ ہے کہ انسان اُن تدابیر کو دریافت کرے۔ اور ان پر عمل کرے جو خدا تعالےٰ کے اس ارادے کو پورا کرتے ہیں جسکے لئے انسان بنایا گیا ہے معلم اسلام پر ہزار درُود اور سلام ہو جس نے یہ بھید کھول دیا۔ کہ جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

## "معقولیت اسلام کو رد نہیں کر سکتی"

یہ حقیقت قرآن شریف میں کئی جگہ بیان ہو چکی ہے۔ مندرجہ ذیل آیت اس کو اچھی طرح واضح کرتی ہے۔

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولٰئک ہم الفاسقون۔ (سورۂ حشر) ترجمہ:۔ اور مت ہو مانند ان لوگوں کے جو بھول گئے خدا کو تو بھلا دیئے خدا نے ان کو نفس ان کے۔ یہ لوگ وہی ہیں فاسق۔ یہ آیت آلٰہی مذہب کی علت غائی بیان کرتی ہے۔ خدا کو بھولنا گویا اپنے نفس کو بھولنا ہے۔ اپنے رب کے حضور باطل ہونا گویا اپنی ذات اور نفس کا بطلان کرنا ہے۔ اپنے نفس سے بے ایمانی کرنے سے انسان بدکار ہو جاتا ہے۔ اور اسی سے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔ اسی لئے ایک مسلم مومن کہلاتا ہے۔ خدا کی طرف سے مذہب اسلئے آتا ہے۔ کہ ہمکو اپنے نفس کی یاد دلائے۔ جیسا قرآن نے فرمایا ہے۔ ھٰذا ذکر مبٰرک انزلنٰہ۔ افانتم لہ منکرون (سورۂ انبیاء) ترجمہ۔ اور یہ ذکر ہے برکت والا اُتارا ہم نے اس کو پس کیا تم اس سے منکر ہو۔ پھر قرآن شریف دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذٰلک الدین القیم (سورۂ روم) ترجمہ موافق فطرت آلٰہی کے پیدا کیا لوگوں کو جس پر نہیں بدلتا پیدائش آلٰہی کو یہ ہے دین درست۔ خدا کا علم اس کی مرضی کا علم حاصل کرنا ہے کہ انسان کیوں پیدا کیا گیا۔ اسکی عبادت سے یہ مراد ہے۔ کہ اسکی مرضی کی تابعداری کی جائے۔ تاکہ اسکی غرض و غایت پوری ہو۔ کیا کوئی معقول پسند ایسے مذہب کو جس کی علت غائی

یہ ہو رد کر سکتا ہے۔ اسلام اس معنی میں آلہی مذہب ہے۔ ہماری فطرت کی یہ تشریح ہے۔ اور اس سے ہماری ترقی اور بہبودی متصور ہے +

اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو پہلے ان علامات کا مطالعہ کرنا اور خدائی مذہب کو قبول کرنا چاہئے۔ ہم کو اپنی فطرت کو پہچاننا چاہئے۔ کیا یہ کافی ہو گا۔ کہ ہم اس علم کو درد و دکھ۔ تکلیف مصیبت۔ آزمائش اور ناکامی کے ذریعہ سے حاصل کریں۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے۔ کہ ہم اسی سے یہ علم حاصل کریں جسنے اپنی فطرت کو بنایا ہے۔ اگر کوئی مذہب کسی انسان کو خردمند نہیں بناتا۔ اور نہ اسکی فطرت کو ترقی دیتا ہے تو ایسا مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا ہے ہماری اس ترقی کے زمانہ میں انسان اگر ملحد رہے تو بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کروہ اپنے کو ایسے مذہب کی طرف منسوب کرے جسمیں صرف پیچیدہ مسائل ہوں جن کی تشریح عقلی دلائل سے نہ ہوسکے۔ اور جو انسانی ترقی اور بہبودی میں کارگر نہ ہو لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا جلال اس طرح سے ظاہر ہو کہ انسان کو معراج ترقی حاصل ہو۔ اور وہ اپنے نفس کی اصلاح کرے تو کیا ایک ریشنلسٹ یا پازیٹیوسٹ ہمارے ساتھ ملکر اللہ تعالیٰ کی تکریم جلال اور جبروت کو ظاہر نہ کریگا۔ جس معنی میں ہمنے خدا تعالیٰ کے علم کی تشریح کی ہے سب ایسے ہی علم کو چاہتے ہیں۔ ہم اپنے تمام کاموں میں ترقی کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالےٰ کا بھی علم ترقی پذیر ہونا چاہئے۔ ہم کو ان ذرائع کی ضرورت ہے جن کی معرفت ہم خدا تعالیٰ کے پاس پہنچ جائیں۔ اسی سے روشنی حاصل کریں۔ اور اپنی بابت اسی کی مرضی دریافت کریں۔ اگر ہمارا علم جسمانی جدوجہد کے تمام شعبے میں روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور خوش عقیدگی کے خشک اصولوں سے آگے بڑھ گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارا علم خدا تعالےٰ کے متعلق بھی ترقی نہ کرے۔ دُنیا کے مختلف مذاہب کے ہاتھ میں اس وقت جتنی کتابیں ہیں۔ اگرچہ اُن کا منبع ایک ہی ہے لیکن ان میں وہ ذرائع صاف اور واضح اور مکمل و ترتیب وار نہیں ہیں

پس یہ بھی ایک وجہ ہے۔ کہ ہمکو ان کی صحت میں شبہ ہے۔ اسلام کی کتاب اس سے مستثنے ہے۔ اسمیں ہمکو انسانی زندگی کی غرض و غایت کی کامل تشریح ملتی ہے۔ ناظرین کے فائدہ کے لئے ہم ان صفحات میں پانچ سوالوں میں سے ایک سوال کا جواب درج کرتے ہیں۔ جو ہر مذہب کے وکیل کی طرف لاسے لاہور کے ایک مذہبی جلسے میں کئی سال ہوئے دیا گیا تھا۔ اسلام کی طرف سے دھرم مہوتسو (جلسہ مذاہب) میں حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد دوران نے جواب دیا تھا +

ہم کلیسیا کے ہر ایک وکیل کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس موضوع پر طبع آزمائی کریں اور یہ ظاہر کریں کہ انکے مذہب میں وہ ذرائع موجود ہیں جن سے ہمیں حقیقی علم حاصل ہوتا ہے اور نیا عہد نامہ کامل اور آخری صحیفہ ہے۔ ہمارے رسالہ کے اوراق اس بحث کے لئے خالی ہیں +

# مسئلہ کفارہ قوانین قدرت کے خلاف ہے

مسئلہ کفارہ جیسے عیسائی پیش کرتے ہیں۔ قوانین قدرت کے بالکل خلاف ہے ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ اعلےٰ کیلئے ادنےٰ کی قربانی خدا کا ایک اٹل قانون ہے مثلاً انسان تمام حیوانات سے اشرف ہے۔ اور اسکی بقا کیلئے دوسرے تمام جانور قربان کئے جاتے ہیں۔ ہمکو معلوم ہے۔ کہ شہد کی مکھی۔ ریشم کے کیڑے اور دوسرے جانور اسلئے ہیں کہ انسانی ضرورت زندگی کو پورا کریں۔ ہمارے جسم پر ایک زہریلہ پھوڑا نکل آتا ہے۔ اس کو اچھا کرنے کیلئے صدہا جونک اپنی زندگی قربان کر دیتی ہیں بہر حال تمام عمل جراحی اعلےٰ کیلئے ادنےٰ کی قربانی کرتا ہے۔ ہزارہا بکرے بیل بھیڑ ہمارے لئے اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ اور ہم کو ان سے غذا ملتی ہے۔ تاکہ ہماری صحت قائم رہے۔ ان تمام واقعات کو مد نظر رکھکر ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کر دیا ہے۔ کہ اعلےٰ کے واسطے ادنےٰ قربان کیا جاوے

لیکن ہمیں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملتی جسمیں ایک اعلےٰ ادنےٰ کیلئے قربان کیا گیا ہو۔ اگر عیسائیوں نے قوانین قدرت کی اہمیت کو سمجھا ہوتا تو اس غلطی میں نہ پڑتے یعنی مسیح (جو خدا بھی ہے) کی مصلوبیت کو ادنےٰ کیلئے کفارہ نہ سمجھتے +

## مسئلہ صلیب کی دوسری تشریح

شاید خدا کا مصلوب ہونا انصاف کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ ضروری تھا نہ کہ جیسا پادری لوگ بیان کرتے ہیں۔ ان کی تشریح انصاف کے اصول پر پانی پھیرتی ہے۔ ایک بیگناہ انسان کو ایک ملزم کے بجائے سزا دینا نہ صرف ناپسندیدہ امر ہے۔ بلکہ یہ بہت ہی نے انصافی ہے۔ قانون صرف ایسی حالت میں پورا ہو سکتا ہے جبکہ ملزم کو سزا دیجائے۔ ایسا ہی صلیب پر ہوا۔ اگر خدا مسیح کی شکل میں تھا۔ یہ ایک اچھا خیال نہیں ہے۔ لیکن اگر عیسائیوں کا عقیدہ صحیح مان لیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ بنیامین اور دیگر مقننین نے تعزیری جواب دہی کے متعلق جو اصول بیان کئے ہیں ان کے مطابق جو کوئی جرم کا سامان پیدا کرے وہی بڑا ملزم ہے۔ اور جن کو وہ اس جرم کے ارتکاب کا آلہ بناتا ہے۔ وہ صرف اسکے معاون ٹھیرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اُن معاونین کی جوابدہی ان کے آزادانہ فعل کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر ہم گنہگار پیدا ہوتے ہیں۔ اور گناہ کا مادہ ہماری فطرت میں رکھا گیا ہے۔ تو پھر ہم اس کے برعکس کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ہم ایک طرح سے مجبور ہیں۔ بظاہر ہم ملزم ہیں لیکن یہ الزام اس ہستی کے سر آتا ہے۔ جس نے ہمیں ایسا بنایا ہے۔ پس اُسے انصاف کی عدالت میں حاضر ہونا پڑیگا۔ اور شاید ایسا ہی ہوا۔ اور چونکہ وہ ہمارے گناہگار فطرت کا خالق تھا۔ اس لئے اسے یہ سب علم تھا۔ اگر ہم نے قانون کی عدول حکمی کی تو ایک مشین کی طرح ہمارا فعل سرزد ہوا۔ لیکن کچھ بھی ہو خدا ایک منصف خدا تھا جو ہمیشہ اپنے جلال کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اس نے پلاطوس کی عدالت میں انصاف

حاصل کرنیکی غرض سے حاضر ہو کر اپنے صفت انصاف کا اظہار کیا +

## ایک دلچسپ سوال

اگر یسوع مسیح جو الوہیت کا دوسرا جزو ہے مصلوب ہو گیا اور تین دن تک مردہ رہا تو اتنے روز دنیا کا کاروبار کس نے چلایا۔

# مسیحیت یا مسیح

دُنیا کے مختلف مذاہب کے پچھلے حالات اور ان کے ترقی و عروج پر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کی پاک اور سادہ تعلیمات کس طرح بگڑ گئی ہیں اور انبیاء کو خدا کا درجہ دیکر ان کی پرستش ہونے لگی ہے۔ اسی طرح سے عیسائیوں نے خدا تعالیٰ کو نظرانداز کر کے اور جناب مسیح کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر مسیح کو خدا کی جگہ پرستش کرنے لگے۔ سب سے بڑے تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ جناب مسیح کی تعلیم کا کوئی حصہ بھی آپ کی زندگی میں قلمبند نہیں ہوا تھا۔ پرانی اور مستند لوگوں کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مسیح کی تعلیمات کتابی صورت میں ۱۰۰ء میں مرتب ہوئیں۔ اسلئے نکتہ چین ان کتابوں کی تواریخ اور مصنفین کی نسبت شُبہ کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کو عیسائی کلیسیا نے ایک جلد میں مجلد کر کے نئے عہد نامے کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس وجہ سے ہم شک و شُبہ میں پڑ گئے ہیں۔ اور یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان واقعات کو جو ان کتابوں میں درج ہیں صحیح تسلیم کریں یا نہ کریں یہ مان لیا گیا ہے کہ متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا نے انجیل نہیں تحریر کی۔ حالانکہ ان کے نام سے مشہور ہے۔ اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کس نے لکھا۔ یہ معاملہ بالکل راز سربستہ ہے لیکن ان اناجیل کو اصل ثابت کرنے کیلئے مذہبی علماء نے دوسری کتابیں تیار کر کے انکو پوشیدہ طور سے شائع کیں۔ اور اسکے بعد کہدیا کہ یہ کتابیں جعلی ہیں۔ بہر حال اب ان تعلیمات

کا جو مسیح نے سکھلائیں اور نئے عہد نامہ میں درج ہیں موازنہ کریں۔ اور دیکھیں کہ کیا ایسی تعلیم کا نام مسیحیت ہے۔ جوں ہی کہ عیسائیوں کو موقع ملا۔ انہوں نے تکلیف دہی اور ستم آرائی شروع کر دی۔ عیسائیوں میں مختلف فرقے ہو گئے مثلاً فرقہ آرین یعنی موحدین سیبلین۔ ایبیونائٹ نسطورین۔ مانوفیزائٹ ٹریکلین اور ہریمائٹ وغیرہ۔ یہ فرقے آپس میں ایکدوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ اور تکالیف دیتے تھے۔ اور یہ مسیح کی تعلیم کے بالکل خلاف تھا۔ ان مختلف جھگڑوں کی وجہ سے گرجوں میں کمیٹی قائم ہوئی۔ تاکہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ کون عقیدہ رکھنا درست ہے۔ اس وقت مسئلہ تثلیث کی بنیاد پڑ گئی۔ اور اصل مسیحیت مفقود ہو گئی۔ اس کی جگہ کونسی چیز قائم ہوئی۔ یہاں پر ایک آسان سوال پیش ہوتا ہے۔ ہم کیا کریں کہ ہمیشگی کی زندگی پائیں۔ یسوع مسیح کا جواب یہ ہے کہ خدا کو پیار کرو اور احکام کی پابندی بجالاؤ۔ اتھینیس (مذہب کا لامعلوم بانی) اس سوال کا یہ جواب دیتا ہے۔ کہ جب تک تم سارے مذہب کو اصل شکل میں قائم نہ رکھو گے۔ اور جو کچھ میں کہوں اس پر ایمان نہ لاؤ گے تو بلاشبہ تم ہمیشہ کی موت کے شکار ہو گے۔ پوپ کا جواب یہ ہو گا۔ کہ سب سے پہلے میرے اختیار اور معصومیت پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے بعد جو کچھ میں کہوں اس کو مان لو۔ اور اپنے کو بھول جاؤ۔

چرچ انگلستان کا مقولہ ہو گا کہ مسیح کی الوہیت پر ایمان لاؤ۔ اور جو کچھ اناجیل میں لکھا ہے اسے سچ مان لو۔ مختلف فرقے یہ کہینگے۔ کہ ہمارے ہی خاص اصول کو مانو پھر تم انتخاب کر لئے جاؤ گے۔ اور جو ایسا نہ کرینگے وہ جہنمی ہونگے۔ پس ان جوابات کا یسوع مسیح کے جواب سے مقابلہ کرو جناب مسیح یہ نہیں کہتے۔ کہ تثلیث یا الوہیت مسیح یا معجزات یا کفارہ وغیرہ پر ایمان لاؤ۔ وہ لفظ "ایمان" کو استعمال نہیں کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے خود تراشیدہ مسئلہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ ایک عملی انسان تھے۔ ان کا حکم ہے کہ عمل کرو نہ کہ

صرف قبول کرو۔ کیا مسیحؑ نے یہ نہیں کہا تھا کہ تو بھی آسمان کی بادشاہت سے دور نہیں ہے مسیح کو صرف اصول سے سروکار نہیں تھا۔ اس کے پیرو خواہ یہودی ہوں یا مجوسی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہ احکام کی پابندی کریں اور خدا تعالیٰ سے محبت رکھیں تو وہ ہمیشگی کی زندگی پائیں گے۔ مسیحؑ کے نزدیک عمل ضروری شئے ہے۔ اور زبانی اصول بمعنی یسوع مسیح نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اخوت انسانی پر بیحد زور دیا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح خدا تھا ان کو مسیحؑ کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہئے "۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک سوائے ایک کے یعنی خدا کے دوسرا نہیں" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح ہماری طرح انسان تھے۔ مختلف واقعات پر بھی غور کرو۔ جب مسیحؑ کو بھوک لگی تو وہ انجیر کے درخت کے پاس گئے۔ اور اس میں پھل نہ ہونے کی وجہ سے انہیں طیش آگیا اور اس پر لعنت کر دی۔ چنانچہ وہ درخت سوکھ گیا۔ پھر مسیحؑ نے چلا کر کہا۔ کہ اے باپ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے۔ صلیب پر مسیحؑ کے یہ الفاظ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے یسوع مسیح کا انسان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بعد میں مسیحؑ کے ماننے والوں نے اس کی تعلیم کو ترک کر دیا اور پولوس کے ساتھ مل کر مذہب کو بدل دیا۔ اور اب جس فرقہ کو ہم مسیحیت کہتے ہیں وہ در اصل پولوسی مذہب ہے۔ اور مسیحؑ کی تعلیم سے بالکل علیحدہ ہے۔ ہم مسلمان لوگ جناب مسیح سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کو ایک نبی بھی مانتے ہیں۔ اسلئے ہم کو آپس میں کوئی جھگڑا نہ کرنا چاہئے۔ چونکہ ہم لوگ مسیحؑ کو بھی مانتے ہیں۔ اسلئے کیا ہم لوگ آپس میں منسلک نہیں ہیں۔ پس ہم آپ لوگوں سے عرض کرتے ہیں کہ آپ خود ہی غور کریں۔ آپ کے واسطے دوسرے لوگ کیسے غور کر سکتے ہیں۔ مسیحیت اور اصول کلیسیا کے ماتحت یورپ کی حالت کا اندازہ کیجئے۔ پھر مسیحؑ کی تعلیم کو پڑھئے اور مقابلہ کیجئے۔ پھر اس کے اور آگے بھی مطالعہ کیجئے یعنی حضرت محمدؐ رسول عربی کی تعلیم پر غور کیجئے۔ اور آپ کی تعلیم کا مقابلہ مسیحؑ کی تعلیم سے کیجئے۔ تو پھر آپ کو

معلوم ہوگا کہ یہ دونوں تعلیمات ایک ہی ہیں۔ کیا دنیا کو خدا کا پیغام دونوں معلمین نے نہیں پہنچایا۔ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ اب تک غفلت کی نیند میں ہیں۔ عمل سب کچھ ہے۔ اور محض عقیدہ ہی عقیدہ کچھ بھی نہیں۔ ایسا کرنے سے آپ ایک اعلیٰ پایہ کے عیسائی سمجھے جائیں گے ساتھ ہی اس کے ایک نیک مسلمان ایک بہتر عیسائی بھی ہے۔ ان تمام تعلیمات اور عقائد کو جو مسیحؑ نے نہیں بتلایا انکو ترک کردو اور اسی کی پیروی کرو جس نے تمام انبیاء کو بھیجا ہے۔ کیونکہ جس طرح اس نے حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا۔ اسی طرح سے وہ عارف بُدھ۔ زرتشت۔ کرشن جی۔ جناب مسیحؑ اور حضرت محمد صلعم سے ہمکلام ہوا +

---

# لارڈ ہیڈلے اور سفر حج

رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ کے سفر حج کے متعلق اخبار ٹائمز لندن نے اپنی ۳۰۔ اگست کی اشاعت میں ذیل کا بیان شائع کیا ہے:-

ہمارے قاہرہ کے نامہ نگار نے اپنی ۲۲۔ اگست کی مراسلت میں لارڈ ہیڈلے کے جو ایک مسلمان ہیں ذیل کے تجربات لکھے ہیں:-

لارڈ ہیڈلے جو ابھی مکہ کا حج کرنے کے بعد قاہرہ لوٹ کر آئے ہیں اپنے ساتھ کعبہ کے مقدس غلاف کے دو ٹکڑے لائے ہیں۔ جو شاہ حسین کی طرف سے انہیں تحفۃً دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹکڑا جو بڑا ہے مسجد ووکنگ کیلئے ہے۔ اور دوسرا ٹوکنیم (Toinkeuham) میں لارڈ ہیڈلے کے ڈرائنگ روم کے لئے۔

لارڈ ہیڈلے نہ صرف خانہ کعبہ کے حاجیوں میں سب سے پہلا برٹش نواب ہے۔ بلکہ جہانتک ہمیں علم ہے۔ یہ سب سے پہلا انگریز ہے۔ جس نے اپنے اصلی نام

کے ساتھ اور ایک انگریز کی حیثیت سے مکہ کا سفر کیا ہے - برٹن - ویول وغیرہم جو اس سے پہلے وہاں گئے - وہ مشرقی لباس میں گئے -

شاہ حسین اور اس کی مہمان نوازی کے لارڈ ہیڈلے بہت مداح ہیں شاہ حسین نے اپنی موٹر کار جدہ میں بھیجدی تھی - تاکہ انہیں مکہ لیجائے - اور پھر جب حج ختم ہو چکا - تو انہیں واپس بندرگاہ پر پہنچادے - شریف نے اپنا ذاتی ڈاکٹر موٹر کار چلانے کیلئے بھیجا جسمیں دوہری احتیاط مدنظر تھی - ایک تو یہ کہ کوئی حادثہ واقع نہ ہو - اور دوسرے اسلئے کہ اگر بدقسمتی سے کوئی ضرورت پیش آئے تو طبی امداد فوراً مل سکے +

لارڈ ہیڈلے اور ان کے رفیق سفر خواجہ کمال الدین امام مسجد ووکنگ دوران قیام حجاز میں شاہ حسین کے مہمان تھے - جس نے ان کو آرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا - ایک موقعہ پر جب حاجیوں کو میدان عرفات میں ڈیرے لگانے پڑے تو شاہ حجاز کو معلوم ہوا - کہ لارڈ ہیڈلے کے پاس کوئی بستر نہیں - اس نے فوراً اپنا کیمپ کا بستر بھیجدیا - اور خود زمین پر سویا جس وقت حاجی مکہ کے قرب وجوار میں پہنچتے ہیں - تو اس وقت سے لے کر حج کے ختم ہونے تک ان کے لئے احرام کا پہننا ضروری ہے - یہ حاجیوں کا لباس ہوتا ہے - جو صرف لٹھے کی دو چادروں پر مشتمل ہے - ایک جسم کے نچلے حصہ کے استعمال میں آتی ہے - اور دوسری کندھوں پر ڈال لی جاتی ہے - اور بعض رسوم حج کی ادائیگی کے وقت سر کو ننگا رکھنا ہوتا ہے ... ... ... (ایک سرد ملک کے رہنے والے کیلئے) عرب کی تیز دھوپ میں ننگے سر کھڑا ہونا ایک خطرناک امر ہے - اور لارڈ ہیڈلے نے شاہ حجاز کو کہا - کہ کسی انگریز کا سر اس امتحان کو برداشت نہیں کرسکتا - اسلئے بہتر ہوگا کہ ایک تجویز فوراً تیار کردی جائے - اس وقت ایک پگڑی کے ذریعہ اس ناقابل برداشت تکلیف کو دور کر دیا گیا +

لارڈ ہیڈلے نے مصری حکومت کے انتظامات کی جو اس نے حاجیوں کے لئے

کر کے لکھے ہیں بہت تعریف کی بالخصوص اس قرنطینہ کی جو مقام طور پر واقع ہے۔ جہاں تین دن کی جبری قید کی تکلیف کو کم کرنے کیلئے ہر چیز جو ممکن ہو سکتی ہے مہیا کی گئی ہے۔

# ڈاکٹر زویمر اور مسیحی مشن

ڈاکٹر ایس ایم زویمر نے جو مسلمانوں میں عیسائیت کا ایک ان تھک مبلغ ہے بقول "کرسچین ورلڈ" یہ بتایا ہے۔ کہ مشنوں کے متعلق برطانوی نقطۂ نظر میں ایک کوتاہی پائی جاتی ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو عیسائیت کے دائرہ میں لانے کیلئے ضروری مواقع کو کھونا ہے بہت سی سوسائٹیوں نے جن کے ہاں اسی مطلب کیلئے ڈاکٹر موصوف پہنچا۔ "اسباب کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ان کے پاس کوئی کام نہیں۔ یا دس سال سے انہوں نے کوئی لٹریچر شائع نہیں کیا۔" کرسچین ورلڈ رقمطراز ہے۔ کہ یہ امر از حد حوصلہ شکن ہے لیکن دوران قیام انگلستان میں ڈاکٹر زویمر نے ووکنگ کی اسلامی مسجد کو بھی دیکھا جس کے متعلق اس کا بیان ہے کہ وہاں سے بہت سی تجارتی ڈاک اسلامی لٹریچر کو دنیا کے تمام حصص میں پہنچاتی ہے۔ فی التحقیقت اس امر نے کہ قرآن کریم جیسی قیمتی چیز جو دو پونڈ دس شلنگ میں فروخت ہوتی ہے۔ اور اب اسکی دوسری ایڈیشن طبع ہو چکی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر زویمر کو خاص طور پر پریشان کر رکھا ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں اس کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے۔ کہ غالباً ان کا زیادہ قیمت پر کتابیں فروخت کرنا خریداروں کیلئے زیادہ تر قابل قدر ہے۔ بعض اوقات میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری کتابیں بہت سستی ہیں"۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر زویمر کو اگر اسلام کیطرف مسیحی مشنوں کی قطعی ناکامی کا حقیقی سبب تلاش کرنا ہے۔ تو معاملہ کو کسیقدر قریب سے ہو کر دیکھنا چاہئے۔

وہ کھلا غیر مسیحی رویہ جو باصطلاح کر مسیحیت کلیسیا کے ایک بڑے اور ذی اقتدار گروہ نے اختیار کر رکھا ہے عام طور پر معلوم ہے۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ پریسبٹیرین

جنرل اسمبلی نے جو فیصلہ کٹر مسیحیّت کے حق میں کیا ہے۔ اسکو اس جماعت کے متعدد بڑے بڑے پادریوں نے کھلے طور پر رد کرنا مناسب سمجھا ہے +

ان میں سے ایک ڈاکٹر کامن نے بظاہر دوسرے بہت سے لوگوں کی طرف سے اخبار یونٹی میں لکھا ہے۔ کہ انا جیل کا الہامی ہونا مسیح کا کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اور اس کا جسمانی طور پر مردوں میں سے اُٹھ کھڑے ہونا یہ سب کے سب بودے اور کمزور اور غیر ضروری معتقدات ہیں"۔ آگے چلکر لکھا ہے۔ کہ مسیح کے معجزات کو اس زمانہ کی سائنس کی روشنی میں جانچنا چاہئے جب وہ صادر ہوئے"۔ یہ تمام امور جو انسانی عقل کے خلاف ہیں پُر جوش مشنریوں کیلئے اس جنگ میں جو اسلام کے ساتھ انھوں نے اختیار کر رکھا ہے سخت مصیبت کا موجب ہوتے ہیں +

ایک مذہب جو خود اِس طرح سے تقسیم ہو چکا ہو۔ نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکتا بلکہ نو مریدوں کی بھی کوئی بڑی تعداد حاصل نہیں کر سکتا۔ جو اس کے آمدن زوال میں حصہ دار ہو سکیں +

یہ وہ بات ہے جس کے اندر ڈاکٹر زویمر کو اس مسئلہ کے حل کرنے کا حقیقی راز ملیگا۔ لٹریچر کی زیادہ قیمت اس کا اصل سبب نہیں +

---

# اسلام اور مسیحیت

مسیحیت کو اسلام کے خلاف جنگ کرتے ہوئے صدیاں ہوگئی ہیں۔شروع شروع میں یہ جنگ عملاً پولیٹیکل تھی۔اور اس کا طریق عمل ڈپلومیسی تھی۔یا کھلی لڑائی۔اس طریق عمل کی انتہا اب تک نہیں ہوئی۔جیسا کہ ترکی اور شمالی افریقہ کے گذشتہ چند ماہ کے واقعات سے ثابت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور قسم کی لڑائی بھی جاری ہے۔اور مدت مدید سے روز افزوں ترقی پر ہے۔اگرچہ اسلامی دنیا کے قریباً ہر حصہ پر زد مارنے کی کوشش اس نے چند ہی سال ہوئے کی ہے۔ان لوگوں کے قول کے مطابق جو اس جنگ میں جارحانہ طریق اختیار کئے ہوئے ہیں یہ ایک روحانی جنگ ہے۔مغرب کے مال و دولت۔تعلیم اور اشاعتی ذرائع کی مدد سے یہ جنگ ترقی کے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی ہے۔جس کے ساتھ نظام اور پروپاغنڈا کی طاقت دن میں بڑھتی چلی جارہی ہے۔اس جنگ میں سائنس اور علوم و حکمت سے بھی فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔تاکہ اسلام کے با اثر حلقوں میں اپنے قدموں کو مضبوط کیا جائے۔اور مسیحی حملہ کے نیچے مسلمانوں کو جوق در جوق مرتد بنا کر لایا جاسکے۔اور اس ذریعہ سے مغرب میں اس کام کو چلانے کے لئے لوگوں کی امداد حاصل کی جائے۔اس تحریک سے جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے شروع ہوئی ہے۔کہا جاتا ہے۔کہ صرف ملیشیا میں چالیس ہزار مسلمان عیسائی ہوئے۔اور بائبل کو مختلف زبانوں میں بہت کثرت کے ساتھ تقسیم کیا گیا۔۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک بیس سال کے عرصہ میں بائبل کی ۱۲ لاکھ کاپیاں تقسیم ہوئیں۔جو عربی زبان میں چھپی ہوئی تھیں۔عثمانی ترکی زبان میں ایک لاکھ پچاس ہزار تقسیم ہوئیں۔اور قریباً ایک لاکھ پچاس ہزار کے متعلق دعوے ہے۔کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں گئیں مسلمانوں کیلئے بائیبل کے پڑھنے میں انکار کی کوئی وجہ نہیں۔اگر وہ اسے پڑھیں اور اعلےٰ تنقید کی روشنی کے بغیر بھی اسکو سمجھنے کی کوشش کریں۔تو

بھی ان کا اس سے عیسائی ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن ان کتابوں کا اس کثرت کے ساتھ تقسیم کرنا بتاتا ہے۔ کہ اس تحریک میں کام کرنے والوں کے ذرائع اور ان کی کوششیں کس قدر وسیع ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کے یہ بیانات کہاں تک صحیح ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے یہ وقت ہے کہ وہ حرکت کریں میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ بھی انہیں طریقوں سے یورپین مسیحیت کے خلاف جہاد کریں۔ یہ کوئی ضروری اور لابدی امر نہیں۔ مسیحیت پر جو عقلی تنقید اس وقت مغرب میں جاری ہے۔ اس نے اسکے تار و پود کو بکھیر کر اسکے معتقدات اور خیالات ہباءً منثورا کر دیا ہے۔ میرا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان صرف مدافعت کی غرض سے باہم تعلقات پیدا کریں نہ صرف اس ایک ہی ایمان اور ایک ہی مذہب کے ذریعہ سے جس نے ان کو ایک ہی سررشتہ میں منسلک کر رکھا ہے۔ کہ باہم اتحاد کو پیدا کریں۔ بلکہ خیالات اور کاموں میں بھی ایکدوسرے کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ اور ایک زبردست پرجوش اور عالمانہ پرچہ ان کے اتحاد کو تقویت پہنچائے اور اسے قائم رکھنے کا موجب ہو۔ جس طرح سے عیسائیوں نے بائبل کے تراجم مختلف زبانوں میں کئے ہیں۔ اور اسے اس کثیر تعداد میں روئے زمین پر پھیلا دیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم بھی ہر ایک کے ہاتھوں میں پہنچنا چاہئے۔ دنیائے اسلام کے ہر حصہ میں جہاں مسلمان موجود ہیں۔ اس جگہ کی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ان کے پاس ہونا چاہئے۔ جس سے ان کے نوجوان اس پاک کتاب کے مطالب و محاسن کو سمجھ سکیں۔ اس طرح سے ہر مسلمان اپنے مذہب سے واقف ہو کر اسکی حمایت کیلئے کھڑا ہو جائیگا اور اس ایمان کو جو اسکے دل میں موجود ہے ہرگز متزلزل نہ ہونے دیگا جس طرح سے عیسائی مشنری اسلام کو مطالعہ کرتے۔ اسکی تحریرات۔ قوانین اور شرائع دیکھتے اور سیاسی حالات سے واقفیت بہم پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو مسیحی تحریرات۔ قوانین۔ اقتصادیات اور سیاسی کاروبار اور خواہشات سے واقف ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ حفاظت خود اختیاری کو عمل میں لا سکیں۔ اور بحث و مباحثات کے میدان میں

ان پر فتحیاب ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ تجارت اور ڈپلومیسی میں بھی اپنے فوائد کی نگہداشت کر سکیں گے۔ اس کام کو پورے طور پر کرنا چاہیئے۔ غیر مکمل تدابیر کام نہیں آسکتیں۔ مغرب میں رشنیلسٹوں کی طرف سے مسیحیت کے ہر پہلو پر اس قدر حملے سالہا سال سے ہو رہے ہیں۔ کہ عیسائیوں نے اسکی مدافعت میں اپنے مذہب کی بریت اور اناجیل کی تشریح کے علم کو ایک اعلےٰ درجہ کا فن بنا دیا ہے۔ نہایت ہنر مندی کے ساتھ ایک ایک بات پر بال کی کھال نکالتے ہیں لیکن دھوکا بازی اور حیلہ جوئی جو ان کے دلائل میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اس سے وہ حملوں سے بچ نہیں گئے۔ ایک کمینگاہ سے انہیں ا نکلنا پڑتا ہے۔ تو دوسری طرف دوڑتے ہیں۔ ایک بات سے مُنہ موڑ کر دوسری پر پنجہ مارتے ہیں۔ تاہم مشرق میں جہاں میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ فن تنقید اس اعلےٰ درجہ پر نہیں۔ جس درجہ پر ہونا چاہیئے۔ ان کی زبان کا موڑ توڑ کے قابل ہونا انہیں ایک ہتھیار کا کام دے جائیگا +

جب تمہیں کسی شخص سے اختلاف ہو۔ تو اسکی پوزیشن کو تہ و بالا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اس کے نقطۂ نگاہ کے جتنا ممکن ہو قریب لے جاؤ۔ اور ان کے دلائل کو سمجھنے اور انکو ذہن میں لانے کی کوشش کرو۔ اس طرح سے اس کی پوزیشن کا آسانی کے ساتھ پتہ لگجائیگا۔ اور اس پر قابو پایا جاسکیگا۔ اسلامی ممالک میں کام کرنے والے مسیحی مشنوں کے لیڈروں نے ایک سہ ماہی رسالہ بنام مسلم ورلڈ جاری کر رکھا ہے جس کا یہ کام ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات حاضرہ انکے لٹریچر اور خیالات و معتقدات پر روشنی ڈالتا رہے۔ اور اسلامی ممالک اور ایسی جگہوں میں جہاں مسلمان کثرت سے بستے ہیں (مثلاً ہندوستان اور چین) کام کرنیوالے مسیحی مشنوں کی رپورٹوں کو اہمیت دیجائے۔ میں نامیں مشن پریس یا ہندوستان کی کرسچین لٹریچر سوسائٹی کو ایسے رسالہ کے اجرا پر کوئی الزام نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ عیسائیت ہی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ اور

کہ مسیح ہی کے ذریعہ سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے ان معتقدات کی اشاعت اور کل روے زمین پر انہیں پھیلاتے ہیں۔ تاکہ تمام لوگ ان سے واقف ہو جائیں۔ وہ اپنا ایک فرض ادا کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان جن کے اپنے معتقدات بھی بہت زیادہ مضبوط اور قابل اشاعت ہیں۔ کیوں باہر جا کر اسی قسم کی کوششیں عمل میں نہیں لاتے؟ آخر ان کا فرض کیا ہے؟ ان پر ان کے مذہب اور ایمانیات کے متعلق کیا کچھ ذمہ واریاں عائد ہیں۔ جس وقت میں چاہتا ہوں۔ کہ اسلام کے حالات حاضرہ۔ اسلامی لٹریچر اور خیالات اور مشرق میں کام کرنیوالے عیسائی مشنوں کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی جائے۔ تو اسکے لیئے ایک عیسائی رسالہ کو پڑھنے کی کیوں مجھے ضرورت پیش آتی ہے جہاں یہ تمام باتیں مغربی خیالات اور مسیحی تعصب سے رنگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان میں ایک ہی پہلو کو دکھایا جاتا ہے۔ کیا ایک اسلامی رسالہ میں (جیسا کہ اسلامک ریویو ہے) اس قسم کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ کہ دنیا کے ہر حصہ کے مسلمان اس کے نامہ نگار بن جائیں۔ اور وہ ہر اسلامی مسئلہ کے متعلق رپورٹیں ارسال کیا کریں۔ اور اس طرح سے ایک ہی زنجیر میں تمام اسلامی دنیا کو منسلک کر دیا جائے۔ جس سے تمام عالم اسلام متحد ہو کر ایک بڑی مضبوط طاقت بن جائیگا۔ اگر اسمیں کامیابی حاصل ہو جائے۔ اور اس تجویز کی پورے طور پر تائید ہو۔ تو دوسری زبانوں میں جو مختلف ممالک کے مسلمان میں رائج ہیں۔ اس کے تراجم شائع ہو سکتے ہیں۔

مسلمانو! بیدار ہو جاؤ۔ اپنے ایمان کو اسی طاقت اور سپرٹ سے مضبوط اور تر و تازہ کرو۔ جس سے تمہارے آباؤ اجداد ممتاز تھے۔ اور وہ اس ایمان کو لے کر سندھ اور چین تک ایک طرف اور فرانس کے پہاڑوں اور میدانوں میں دوسری طرف جا پہنچے۔ اور ان پاک ہدایات کو جو قرآن کریم کے ذریعہ سے ان تک پہنچیں۔ تین براعظموں کے بہت

بڑے حصہ پر انہوں نے پھیلا دیا۔ وہ اسلام کا علم لئے ہوئے دُور دراز ممالک تک جا پہنچے۔ اور تہذیب و شائستگی کی وہ عظیم الشان عمارت اُنہوں نے تعمیر کی جس کی شان و شوکت کبھی مٹنے والی نہیں۔ اور جس کی کامیابیوں پر کوئی دوسرا سبقت نہیں لے جا سکتا +

# کیا عیسائیّت نے یُورپ کو مُہذّب بنایا

کچھ عرصہ ہُوا سکاٹلینڈ کے ایک پادری نے مجھے اس خیال پر قائم کرنا چاہا۔ کہ مسیحیّت قرون اولےٰ میں جبکہ اُسے یورپ میں عروج حاصل ہُوا۔ ایک نہایت زبردست اخلاقی طاقت تھی۔ میں نے ان کے اس بیان سے اختلاف کرتے ہوئے انہیں بتایا۔ کہ صرف اس زمانہ میں جبکہ فرانسیسی ریفارمروں کے خیالات عامتہ الناس میں زیادہ تر پھیل گئے۔ اور انسانیت کیلئے علم اخلاق کے اعلےٰ مفہوم کا ان میں اعلان ہُوا۔ تو اس وقت کلیسیا کے بڑے بڑے لیڈروں کے خیالات علم اخلاق کے مسئلہ کی طرف بکلی منتقل ہو گئے اس وقت بھی بہت تھوڑے ایسے تھے جنہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ کلیسیا کو یا تو انسانی اخلاق کے بنانے میں حصّہ لینا چاہئے۔ اور یا اسے نیست و نابود ہونا چاہئے۔ بعد کے زمانہ میں کلیسیا نے اپنے حق میں بولنے والوں کے صرف مُونہوں نے ہی اپنے اخلاقی مشن کو قائم رکھا ہے۔ باتیں اسکی بہت ہیں لیکن کام تھوڑا۔ جو کچھ بعد کے سالوں میں اس نے کیا وہ صرف سطحی باتیں تھیں جو بالکل ناپائیدار اور بے بنیاد ہیں۔ سالہا سال تک کلیسیا دھڑہ بندی اور قومیت و استحقاق کے امتیازات کی جائے پناہ بنی رہی ہے۔ اور ہمیشہ کمزور کے بالمقابل زبردست اور غریب کے بجائے امیر کی حمایت کو اس نے اپنے مطمح نظر رکھا۔ قوم میں استبدادیت کا یہ سب سے بڑا مرکز ہے۔ جس نے علم معاشرت کے

بنیادی مسائل پر نہ کبھی نظر کی اور نہ کریگا۔ وہ خیالات جن سے یہ تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ انہی سے کلیسیا کا دم گھٹتا ہے +

پادری صاحب نے جبکہ یہ سلسلہ کلام جاری تھا۔ نہایت مہربانی سے مجھے بتایا۔ کہ مسیحیت کی ابتدائی تاریخ سے میں بالکل واقفیت نہیں رکھتا اور میں نے اس پر مسکرا دیا۔ حیرتناک امر یہ ہے۔ کہ کسی ایک شعبے کے پیشہ ور اصحاب اپنی مدافعت میں حیلہ جوئی پر کیونکر اُتر آتے ہیں۔ عادات یا یوں کہئے کہ کسی چیز کو ماننے کی خواہش ایک رائے بنانے کا زبردست ذریعہ ہے۔ اور غالباً یہی وہ اہم چیز ہے۔ جس کی وجہ سے رائے اور خیالات کا انکشاف ہوتا ہے +

علم اخلاق کا مسئلہ ایک اور اہم اور وسیع مسئلہ کا ایک حصہ ہے۔ اور اگر اس پر پورے طور پر بحث کی جائے۔ تو وہ اس سے جُدا نہیں ہو سکتا اگرچہ اس پر علیحدہ روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ وہ سوال یہ ہے۔ کہ آیا مسیحیت نے یورپ کو مہذب بنایا"؟ مسیحی حضرات اس پر بہت تیز ہو کر بولتے اور بڑے زور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ بیشک عیسائیت نے ہی یورپ کو تہذیب سکھائی۔ ان کی تحریرات میں اس دعوے کو بار بار دُہرایا گیا ہے لیکن مجھے اسکے تسلیم کرنے میں تامل ہے۔ تاریخ میں میں نے ایسا نہیں پڑھا۔ بلکہ اس کے خلاف ایک اور ہی داستان وہاں ملتی ہے۔ اور ان تاریخی واقعات اور حقائق پر نظر کرتے ہوئے میں ایک اور طرح اسے حل کرنے پر مجبور ہوں۔ اسکو سائنس کے رنگ میں اگر بیان کیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ یورپ ایک مخلوط حالت میں تھا۔ تمدنی اور سیاسی طور پر وہ کئی ایک اجزا سے مخلوط تھا۔ اور یہ اخلاط کی حالت ہی تھی جس نے یورپ کو مہذب بنایا +

بہت سی خواہشات اور فوائد کا تصادم۔ بہت سے معاملات میں باہمی

ہمدردی اور بہت سے دیگر حالات میں ایکدوسرے سے اختلاف اقتصادی ضروریات
جگہ اور آب وہوا کے مختلف تاثرات یہ وہ چیزیں ہیں جو ایک سلطنت کے لئے
اور اس کی آزادی کی راہ میں ضروری اسباب کا کام دیتی ہیں - ایک تہذیب
کا دوسرے کے ساتھ لگاؤ - نظام تمدن کے قائم کرنے میں اندرونی جد وجہد
باہر کے نئے خیالات جو نظام کی درستی کا موجب ہوں - اور اسے مختلف شعبہ ہائے
عمل پر منطبق کر سکیں - یہ سب واقفیت کو بڑھانے اور شائستگی سکھانیوالی
چیزیں ہیں - دور حاضرہ میں کانسٹیٹیوشنلزم کا اثر بھی عوام الناس کی
آزادی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگیا ہے +

قرون اولے میں یورپ ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک نہ تھا - اب بھی
دول یورپ کے اعلان کردہ اتحاد کے باوجود اس کو یہ برکت حاصل نہیں
یورپ اس وقت تمدنی اور سیاسی کشمکش کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا - بہت سے
شعوب اور اقوام کے اختلافات کے گورکھ دھندا میں وہ مبتلا تھا - جن میں
سے ہر ایک اپنے مذہبی اور قومی ہر دو قسم کے تفوق کے لئے برسر پیکار تھا
ان اختلافات کی وجہ سے وہ مختلف قوائے تربیت کی رزمگاہ بنگیا - ان
قوائے کو ان اختلافات سے ترقی حاصل ہوئی - اور دماغ کو عملی طور پر کام
کرنے کا موقعہ ملا - جس سے ایک ایسی زمین تیار ہوگئی - جسکے اندر بیرونی
علم و حکمت کی تخم ریزی ہوسکتی - اور اسکی جڑیں نشو و نما پاسکتی تھیں - یورپ کے
اس وقت کے فوائد مختلفہ - اور غیر متعدد اقوام - اس کا اندرونی شور و فساد
یہ ایسی چیزیں تھیں جن کی وجہ سے وہ حالت جمود اور تنزل سے بالکل محفوظ
تھا - اور یہی وہ چیزیں تھیں - جن کی وجہ سے اسکی ترقی یقینی تھی +

لیکن یورپ کو آزادی محض اسکی اپنی کوششوں سے ہی حاصل نہیں
ہوئی - اندرونی انتظامات محض زمین کے اوپر کا کام تھا - بلکہ یوں کہنا
چاہئے - کہ یہ وہ اینٹیں تھیں جن کے ذریعہ اسکی بیرونی دیواریں تیار ہوئیں -

ترقی ایکدوسری اقوام کی تہذیب و شائستگی کے تصادم سے حاصل ہوتی ہے۔ علم اگر بڑھتا ہے۔ تو کئی ایک تجربوں کے جمع ہونے اور تبادلہ خیالات کے ذریعہ سے۔ افراد دوسرے افراد سے علم حاصل کرتے ہیں۔ خاندان خاندانوں سے اور قوم دوسری اقوام سے۔ ایک تہذیب دوسری تہذیب کے لئے رہبر اور معلم کا کام دیتی ہے۔ اور ماضی ہمیشہ حال کے آگے بڑھنے کا مقام ہوتی ہے +

کسی قوم یا سلطنت کی ترقی کے رستہ میں سب سے بڑی رہنمائی باہر سے ہوتی ہے۔ یورپ کو سب سے زیادہ رہنمائی ایک ہمسایہ تہذیب سے حاصل ہوئی۔ جو اس پر فوقیت رکھتی تھی۔ یہ اسلام کی تہذیب تھی۔ ابتدائی خیالات جو اسکی نئی اور تازہ ترقی کے آغاز کا موجب ہوئے اسلامی خیالات پر مبنی تھے۔ اور مشرقی مدارس اور معلمین ہی ان کے سکھانیوالے تھے۔ یہ مسلمانوں ہی کی تحریک تھی جس سے یورپ میں انقلاب کا زمانہ آیا۔ اور علم و حکمت پھر تر و تازہ ہو گئے۔ مسیحی ممالک نے علم ہیئت۔ علم نباتات۔ علم کیمیا۔ علم ادویات۔ علم حساب اور فلسفہ سب مسلمانوں سے حاصل کیا۔ اسکو ان سے نئی پگ ڈنڈیاں اور تازہ شاہراہیں معلوم ہوئیں۔ تازہ جد و جہد اس نے مسلمانوں سے سیکھ کر شروع کی۔ اور لٹریچر اور فنون کی ترقی میں اس نے نئی قوت حاصل کی۔ قلعوں کی تعمیر۔ زراعت۔ آبپاشی۔ چمڑے کماتا۔ مٹی کے برتن بنانا۔ بُننا اور آرائش و زیبائش وغیرہ میں جو اندلس۔ سسلی شمالی افریقہ اور مشرق میں خلفائے اسلام اور مسلمان بادشاہوں کی زیر سرپرستی اعلےٰ پیمانہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ یورپ نے جو کچھ سیکھا مسلمانوں ہی سے سیکھا +

عرب کی تہذیب کے رکنے اور روبہ انحطاط ہونے کے بھی وہی اسباب تھے جو تہذیب ہائے ماقبل کے تنزل کا موجب ہوئے۔ ورنہ اسمیں اس قوم کے ذاتی نقائص کا دخل یا ان کے مذہب کا قصور نہ تھا۔ یورپ میں عربوں کی تہذیب سے جو تحریک شروع ہوئی۔ اس نے ترقی کی شاہراہ کیطرف لگاتار قدم بڑھایا۔ کیونکہ یورپ کے پاس وہ چیز موجود تھی۔ جس کو اسلام اس وقت کھو چکا تھا۔ یعنے سیاسی

اور تمدنی میدانوں میں فوائد مختلفہ کا تصادم۔ اور اسکی کس قسم کی تاخت و تاراج
بھی نہ ہوئی تھی۔ جیسے تاتاریوں اور مغلوں نے اسلام کو کیا +

یورپ میں یہ فوائد مختصہ ایکدوسرے سے بڑھنے کی کوشش کا موجب تھے۔
جو اصولی طور پر اسکی تربیت کا باعث ہوئے۔ اور ان کا یقیناً اسکی آیندہ ترقی
پر اثر پڑنے والا تھا۔ ایکدفعہ ایکدوسرے سے متصادم ہوکر ایسے ضروری نتائج ان سے
بر آمد ہوتے تھے جن پر آیندہ کام ہوسکتا تھا۔ اور یہ سب کچھ جیساکہ ابھی ذکر کیا
گیا۔ اسلام ہی سے آیا۔ اس کا ابتدائی اثر سب سے پہلے اٹلی اور فرانس میں نظر آیا
کلیسیا کی ہر کوشش کو جو سائنس اور فلسفہ کو مٹانے اور معقولیت کے ساتھ کسی
چیز پر غور و تدبر کرنے کے خیال کو متاصل کرنے کیلئے اس نے کی۔ اسلام کے
اس اثر نے باطل ثابت کیا۔ باوجودیکہ کلیسیا کی طرف سے ملحدین کو آزمائش
کے شکنجہ میں کسنے اور انکے خلاف متواتر جنگ و جدل کرنے میں کوئی کسر اُٹھا
نہ رکھی گئی سپین میں بھی اسی قسم کی تحریک اندلس کی قوم مور کی وجہ سے شروع
ہوگئی لیکن کوہ پیرانیز کی وجہ سے باقی یورپ سے جُدا رہنے اور مسلمانوں کے خلاف
جنگ و جدل متواتر جاری رکھنے کے باعث اسکے فوائد صرف انہی ہنگاموں
تک محدود رہ گئے۔ کلیسیا لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوگیا۔ اور اسی کا اثر اپنا کام
کرتا رہا۔ اس موقع سے کلیسیا نے پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور لوگوں کو اپنی طاقت
و رُعب کے پنجہ میں گرفتار کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ زمانہ امن و صلح
سے بیشتر آزمائش و ابتلا کا سلسلہ کلیسیاء کی طرف سے پوری طاقت کے ساتھ
جاری تھا۔ اس نے حکومت کی طاقت کو بالکل سلب کرلیا۔ اور لوگوں کو حالت
غلامی تک پہنچا دیا۔ جو خوف کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی عملی طور پر اس نے تمام
مخالفتوں کو کچل ڈالا۔ اور دماغی نشوونما کو روک دیا۔ اور تو اور اس بیسویں صدی
میں بھی (غیر نامی) ایک شخص محض حضرات پادر کے خاص فوائد پر سے قربان کیا
جاسکتا۔ اور ان کی وجہ سے اسے قتل کیا جاتا ہے +

کیا مسیحیّت نے یورپ کو مہذب بنایا ۔ حقیقت الامر کو اگر بنظر غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ مسیحیت کو نہ اسکی طاقت حاصل تھی ۔ نہ اسمیں یہ قابلیّت تھی ۔ نہ علم وحکمت سے اس قدر وہ بہرہ ور تھی اور ہے کہ اسکے ذریعہ سے کوئی مقام تہذیب کا منہ دیکھ سکے ۔ یورپ سکے بحیثیت مجموعی مسیحی ہونے سے صدیاں پہلے ابی سینیا تمام کا تمام عیسائی تھا ۔ کیا مسیحیت نے ابی سینیا کو مہذب بنایا اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟ اگر مسیحیّت اپنے اندر مہذّب بنانے کی طاقت رکھتی جیسا کہ اسکے ماننے والوں کا ادّعا ہے ۔ تو ابی سینیا کو تہذیب کے بلند ترین مقام تک پہنچانے سے ہرگز نہ چوکتی ۔ جو یورپ کی بلند ترین چوٹیوں سے بھی اونچا ہوتا ۔ اور اپنی شان وشوکت میں ہر اس چیز سے بہت بڑھ کر ہوتا جو آج تک کسی بڑے سے بڑے انسان کو میسّر آئی ہے +

یہ ایک جزیرہ نما کی رہنے والی قوم تھی ۔ جو آج سے صدیاں پیشتر بعض ناقابل عبور رکاوٹوں کی وجہ سے باقی تمام دنیا سے بالکل علیحدہ پڑی ہوئی تھی ۔ ایک ہی عقیدہ پاس کا دین وایمان تھا ۔ یعنے مسیحیّت اور ایک ہی کتاب اسکی رہنما تھی یعنے بائیبل ۔ بیرونی حملوں اور دوسرے لوگوں کی ملکی تدابیر اور پیچیدگیوں سے بالکل محفوظ تھی ۔ کوئی فرقوں وغیرہ کی تفریق اس میں پائی نہ جاتی تھی ۔ اعلےٰ تنقید اور رلیشنلزم اور اور سائنس اور دوسری تمام برائیوں سے جو ملحدین اور کفّار نے ایجاد کی تھیں بالکل پاک تھی ۔ اور ان تمام چیزوں کی وہاں تک رسائی نہ ہوسکتی تھی ایسی حالت میں عیسائیت کے لئے بہت بڑا موقعہ تھا ۔ اور یہ وقت تھا ۔ کہ وہ ان مقاصد کو پورا کرے ۔ جن کا دعوےٰ کیا جاتا ہے ۔ صدیوں تک اسے آزادی حاصل رہی ۔ جو تہذیب کی عمارت کو کھڑا کرنے اور ان لوگوں پر جو بعض اس پر ایمان رکھتے تھے ترقی کے بلند مینار پر پہنچانے کے کام آسکتی تھی لیکن نتیجہ محض ناکامی ہوا ۔ اور ایک انچ بھر بھی ترقی نہ ہوسکی +

ابی سینیا اس بات کی ایک روشن مثال ہے۔ کہ مسیحیت قطعاً اس سے عاجز ہے۔ کہ تہذیب و شائستگی اور قوائے تربیت کی عدم موجودگی میں اخلاقی یا تمدنی طور پر قدم آگے بڑھا سکے مسیحیت سے پہلے کا زمانہ جسکو کفر و الحاد کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس سے بلند تر شان رکھتا تھا۔ کیونکہ علم اخلاق میں اسکو زیادہ دسترس حاصل تھی۔ ابی سینیا کا اگر اپنے جائے وقوع اور آب و ہوا کے لحاظ سے دوسروں سے الگ ہونے کے بجائے یورپ کی اقوام سے کچھ تعلق ہوتا۔ تو وہ ان کے برابر ترقی کے بلند مرتبہ پر جا پہنچتا۔ اپنے معتقدات اور مذہب کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دوسری تہذیبوں کے اثر اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے سے۔

اس جگہ وسطی افریقہ میں اسلام کی ترقی کے متعلق میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا لیکن سیاحوں نے اکثر اوقات قبائل کی جو وحشت سے نکلکر اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اخلاقی اور صنعتی و تعلیمی معاملات میں روز افزوں ترقی کیطرف توجہ دلائی ہے۔ ان قبائل کی ایک دو نسلوں کے اندر اسلام نے وہ کام کیا ہے جو مسیحیت صدیوں کے اندر نہیں کر سکی۔ آئیے یورپ اور معمولی اخلاقی امور میں اسکی حالت پر نظر ڈالیں۔ کلیسیا نے ان ایام میں جبکہ وہ پوری طاقت رکھتا تھا۔ اور گولڈن ہارن سے لیکر ہرقل کے میناروں تک اور شمالی افریقہ کے تمام ساحل پر اُسے پورا غلبہ حاصل تھا۔ اور جبکہ اسکے بعد کوہ کارپیتھین سے لیکر دریائے گوڈلکٹور کے کناروں تک وہ حکمران تھا۔ اس نے مثلاً سیاست کے بارہ میں صداقت پر کیا اثر ڈالا مسیحی مورخ ہرڈر نے اس حقیقت نفس الامری کا اعتراف کیا ہے۔ اور مسیحی صداقت و راستبازی ایک نہایت خطرناک چیز تھی جسکو دیانت و امانت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کرسچن ورلڈ مورخہ ۲ اگست ۱۹۰۳ء میں اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ مذاہبانہ لٹریچر میں دیانت و امانت کا کوئی دخل نہیں۔ ذیل رقمطراز ہے:۔

"اسلاف کی تحریروں کا بہت بڑا حصہ جعلی اور بناوٹی ہے۔ یہ جعل قدیم ایام میں کیا گیا

یا پچھلے زمانہ میں لیکن وہ غلط اور بناوٹی باتوں سے پُر ہیں۔ پارسا اور نیک کارہرد کی یہ کوشش رہی ہے۔ کہ حضرات یوادر کے خاص فوائد کے حصول کیلئے تمام کی تمام کتاب کو اپنے پاس سے بنا لیا جائے"

بشپ فیل نے لکھا ہے کہ :۔

"کلیسیا کے ابتدائی ایام میں بناوٹ اور جعل کا طریق اس قدر عام تھا اور لوگ ایک بناوٹی بات پر یقین کرتے ہیں اس قدر سادہ تھے۔ کہ لین دین کے معاملات میں شہادت کو نہایت بری طرح سے چھپایا جا سکتا تھا"+

کیا ین سیکیلیجر۔ برنٹ اور دوسرے لوگوں نے اسی رنگ میں ابتدائی مسیحیوں کے متعلق لکھا ہے لیکن مسیحی بزرگوں اور پاپاؤں پر کیا الزام ہے۔ ان کے سامنے جناب پولوس کی مثال موجود تھی ملاحظہ ہو۔ رومیوں باب ۳ آیت ۷) مُراد فاتح درنا نے جس وقت مسیحیوں سے معاہدہ کیا۔ تو کارڈینل جولین نے اس بناء پر کہ ایک غیر مسیحی کے ساتھ کوئی عہدو پیمان نہیں رکھا جا سکتا عہدنامہ کا توڑنا جائز قرار دیا۔ اور یہ صلیبی محاربین اور یورو پین ڈپلومیسی کا آل عثمان کے ساتھ عام طور پر سلوک رہا ہے +

انیسویں صدی میں فرانسیسیوں نے ہر ایک اس عہدنامہ کو جو انکے اور بہادر عبدالقادر کے مابین انکی صحرائی عربوں کی آزادی کے لئے پندرہ سالہ جدوجہد کے دوران میں ہوا۔ نہایت بری طرح سے توڑ ڈالا۔ مقرر کردہ شرائط کی بناء پر جس وقت عبدالقادر نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا۔ تو فرانسیسی ایک نہایت بُری حرکت پر اُتر آئے۔ جو تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اور اسکو اور اسکے ساتھیوں کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس کسوٹی کو انکی کسی اور نیکی پر لگا کر دیکھو نتیجہ وہی برآمد ہو گا۔ رائے کے متعلق رواداری اور آزادی عملاً مفقود تھی۔ اور اپنے کنبہ اور قوم و نسل سے باہر ہمدردی شاذونادر ہی پائی جاتی تھی۔ کلیسا کی تمام تعلیم اور اس کا عمل غیر رواداری اور

استبدادیت کی طرف راجع تھا۔ ملحدین اور آزاد خیال لوگوں کو جسمانی تکالیف پہنچانے میں جو ہتھیار استعمال کئے جاتے تھے۔ ان کی نمائش کی جگہ کا نام "گیلری آف هاررز" (خوف کی گیلری) رکھا گیا ہے۔ ان ہتھیاروں کا ملحدین کلیسیا پر متواتر استعمال۔ اور جلانے اور قتل و غارت کرنے کا بہت بڑا اثر لوگوں پر ہوا۔ اس سے نہایت خوفناک اور علانیہ نظام کو ترقی ہوئی۔ اس سے بھی بڑھ کر خطرناک یہ امر تھا۔ کہ حکام اور بادشاہوں سے جن جرائم کا ارتکاب ہوتا تھا۔ اگر وہ مسیحیت پر ایمان رکھتے تھے۔ تو ان جرائم کی نمائش کی جاتی اور علانیہ ان کی تعریف ہوتی تھی کلیسیاء کے پُرجوش فدائیوں کی تمام قسم کی بُرائیاں بالکل مخالف تھیں +

لیپرومیسی نے اس زمانہ کا حال لکھتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ

"اب ہم ایک ایسے زمانہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جو ہر ایک خوبی اور پاکیزگی سے عاری ہونے کے لحاظ سے کلیگ کے زمانہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ بدیوں اور وحشت کی کثرت کے لحاظ سے وہ ایک بدترین زمانہ مصنفین کے فقدان کی وجہ سے ایک تاریک ترین عہد ہے" کلیسیا لوگوں کو انکی رائیں اور خیالات کے لحاظ سے جانچتا تھا۔ اور انکے اعمال کا قطعاً کوئی لحاظ نہ تھا۔ تمام نیکیاں ہمدردی اور مہربانی۔ فیاضی۔ رواداری۔ بہادری اور اعلےٰ اخلاق یہ سب کے سب کلیسیا کے نزدیک ایک آدمی کی بڑائی کو ثابت کرنے کے لئے ناکافی تھیں! اگر اس کے معتقدات کی پختگی مشکوک حالت میں تھی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان نیکیوں میں سے بعض ایسی ہیں۔ جو اسکے الحاد کو ثابت کردیتی ہیں۔ اور اگر انکی سزا اس دنیا میں اسے نہیں ملی۔ تو آخرت میں کم از کم ابدی جہنم میں وہ ضرور داخل ہوگا۔

اسوقت تک کہ مسلمانوں کے علوم اور لٹریچر یورپ میں داخل ہوئے۔ اور تاریکی کے پردوں کو چاک کرکے علم و حکمت کے نور کو پھیلایا۔ مسیحیت نے اپنے چھ صدسالہ کامل غلبہ میں ایک بھی علمی تحقیقات نہیں کی۔ ایسی کتاب شائع نہیں کی جو کسی اہم مضمون پر مشتمل ہو +

کلیسیا کی دونوں شاخیں یعنے کیتھولک اور پراٹسٹنٹ علوم کی بہت بڑی دشمن رہی ہیں۔ اہل کلیسیا کی طرف سے ہر ایک تحقیقات پر تمسخر اڑایا گیا۔ اور ہر قدرتی چیز کی تشریح کی مخالفت کی گئی۔ لیکن رعایت اور معافی کے لالچ طاقت و اقتدار کے رعب۔ روپیہ پیسہ کے طمع اور بدنامی کے خوف کے باوجود سائنس کو

کو تمام شاہراہ عملیں کامیابی نصیب ہوئی ہے ۔ اور ابھی تک وہ فتح پر فتح حاصل کرتی چلی جارہی ہے +

بہادر و نیینی ۔ حلیم اور جرد بارٹنڈل اور نڈر اور بیباک برونو لکڑیوں اور آگ میں ڈالے جانے کے باوجود آخر کار کامیاب ہوئے ۔ وہ ہلاک ہوگئے ان کا قصور زیادہ تر یہی تھا ۔ کہ انہوں نے توحید الٰہی کی تلقین کی ۔ جو ایک خالص اسلامی عقیدہ ہے ۔ اس کلیسیا سے جس نے انکو جلایا انسانیت آگے ہی آگے قدم بڑھائے چلی جارہی ہے ۔ یورپ آہستہ آہستہ حرکت کررہا ہے لیکن ظلمت اور تاریکیوں سے نکلکر یقیناً روشنی کی طرف جارہا ہے ۔ بت پرستی ۔ افسانہ گوئی اور توہمات سے نکل کر صداقت اور معقولیت کی طرف قدم بڑھارہا ہے پادریوں کی زنجیریں لوگوں کے اعضا اور دلوں سے الگ ہوکر گرتی جارہی ہیں ۔ اور کلیسیا کی گرفت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے +

مسیحی خیالات میں جو تبدیلیاں ان صدیوں میں واقع ہوئی ہیں ۔ وہ بجائے خود اس ترقی کا ثبوت ہیں ۔ جو لوگوں نے کی ہے عیسائیت کے متعلق موجودہ اعلےٰ درجہ کے مصنفین کی بڑی تعداد اگر آج سے چار پانچ سو سال پہلے موجود ہوتی ۔ تو اپنے ہم مذہب لوگوں کے ہاتھوں انہیں ملحدین کی سزا ملتی ۔ موجودہ زمانہ کی مسیحیت سترھویں اور اٹھارھویں صدی کی مسیحیت کی مانند نہیں ۔ یہ تبدیلی کیوں واقع ہوئی ۔ جبکہ بائیبل وہی موجود ہے ۔ یورپ نے تجربات سے بہت کچھ سیکھا ہے ۔ اور یہ تجربہ نہ صرف اسکو اپنی تمدنی جدو جہد اور علمی تحقیقاتوں سے حاصل ہوا ہے ۔ بلکہ ہر قوم کے جس سے اس کا میل جول ہوا حالات اور ریکارڈ سے اس نے یہ سب کچھ سیکھا +

باینہمہ روایت کا اثر اس پر بہت زیادہ ہے ۔ رنگ نسل اور عقیدہ کے جذبات اسکے تمام محسوسات پر اثر کرتے اور تمام افعال و حرکات کو اپنے رنگ میں رنگین کرتے ہیں ۔ اخوت انسانی کا وعظ کرنا اسکے لئے آسان ہے لیکن باوجود

اسکے تمام مشرقی اور افریقی لوگ وحشی ہیں ۔ اور تو اور انیگلو سکسن قوم کے نزدیک قوم سلیو بھی نیم وحشی ہے ۔ اور لاطینی کم درجہ کے لوگ ہیں ۔ ایک مسیحی طاقت دوسری کو پامال کر سکتی اور اس پر حملہ آور ہو سکتی ہے ۔ افراد کے ساتھ وہ بدسلوکی کر سکتی ہے ۔ اور اگرچہ اپنے خاص فوائد کی وجہ سے اس فعل کو متحدہ طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا سکے ۔ لیکن کم از کم جذبات اسبات کی اجازت نہیں دیتے ۔ کہ عیسائیوں یا سفید چمڑے والوں سے کوئی بُرا برتاؤ کیا جائے ۔ وہی طاقت اگر افریقہ یا ایشیاء کے کسی حصہ پر قابض ہو جائے اور وہاں کے باشندوں کو اذیتیں دے ۔ انہیں لُوٹے اور طرح طرح کے مظالم ان پر روا رکھے تو بھی یورپ اس سے ٹس سے مس نہ کریگا ۔ اسلئے یہ کہنا بجا ہے کہ نسل اور قومیت اور رنگ کا بہت بڑا اثر ابھی تک ہم میں موجود ہے ۔ اور اس رنگدار عینک کے آنکھوں پر موجود ہونے سے ہم حقیقت الامر کو سمجھنے سے قاصر ہیں +

---

# اسلام اور تصوّف

## مذاہب کی مشترکہ بنا

### اسلام کے معنے

نولکسٹون تھیاسوفیکل سوسائٹی کے ایک جلسہ میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے "اسلام اور تھیاسوفی" پر ایک زبردست لیکچر دیا۔ مجمع خاصہ تھا۔ اور کپتان بارگریو جلسہ کے صدر تھے +

دوران تقریر میں آپ نے فرمایا۔ کہ اسلام وہ مذہب ہے جسکو تیرہ سو سال ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس دُنیا میں لے کر آئے۔ اسلام کے معنے ہیں زندگی کے سب قسم کے طور و طریق و حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور جو قوانین اور شرائع خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی راہنمائی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اُن کی پُوری متابعت اور سابقہ خیالات اور طبائع کے میلان پر ان کو فوقیت دینا۔ یہ وہ مذہب ہے جسکے اندر تمام وہ مذاہب شامل ہیں۔ جو مختلف انبیاء کی طرف سے قدیم زمانوں میں کسی ایک یا دوسرے مُلک میں تلقین ہوئے۔ یہ وہ تعریف ہے جو قرآن کریم نے اسلام کی کی ہے۔ اور یہی تعریف ہر ایسے مذہب پر منطبق ہوتی ہے جس کا دعویٰ ہے۔ کہ اسکی بنا الہام الٰہی پر ہے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر ایسے مذہب پر جو کسی قوم یا جماعت سے متعلق ہو۔ اور یہ ثابت ہو سکے۔ کہ انسانی دستبرد سے وہ پاک اور غیر آلودہ رہا ہے۔ ایمان لائے۔ قرآن کریم سے پیشتر ہر قوم اپنے ہی دین و مذہب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتاتی اور دوسرے مذاہب کے ایسا ہونے سے انکار کرتی تھی۔ یہودیوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جس قدر نبی

دنیا میں آئے۔ وہ بنی نوع انسان کی صرف ایک ہی بہت بڑی شاخ یعنے
اسرائیلیوں کی طرف پیغام ہدایت لے کر آئے۔ اور کہ اللہ تعالیٰ دوسری اقوام
عالم سے اسقدر بیزار اور ناراض تھا۔ کہ کبھی ذرہ بھر بھی اس نے انکی پروا
نہیں کی۔ اسی قسم کے خیالات دنیا کے دیگر مذاہب کے پیرووں کے تھے تخصیص
اور علیحدگی کی اس خواہش نے خود ستائی تکبر اور دوسروں سے نفرت وحقارت کے
جذبات پیدا کر دیئے اور کُنبہ خداوندی کے مختلف ممبروں کے مابین ناراضی
اور منافرت پیدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں کوئی نفرت انگیز اور حقارت
آمیز امتیاز نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ اور قائم رکھنے والا۔
تمام جہانوں کا مالک۔ تمام مخلوق کا پرورش کنندہ۔ تمام ممالک کا بادشاہ۔ تمام
افضال کا سرچشمہ اور تمام موجودہ چیزوں کو سہارا دینے والا ہے۔ رحمتِ آلہی
تمام جہان پر حاوی اور محیط ہے۔ قرآن کریم کا افتتاح ہی یہ ثابت کرنے کیلئے
کافی ہے۔ کہ اس پاک کتاب میں اس غلط عقیدہ کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ
کی وسیع اور غیر محدود ربوبیت کو محدود کر دینے والا ہے +

قرآن کریم نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ کائنات کے خالق و رازق نے
اگر جسمانی پرورش کے سامان ربع مسکوں کے تمام انسانوں کو یکساں طور پر
عنایت فرمائے ہیں۔ تو ان کی روحانی تربیت کے سامان بھی اس نے سب
کو ودیعت کئے ہیں۔ اس شاندار تعلیم نے مساوات اور باہمی محبت کی روح تمام
نسل انسانی کے اندر پھونک دی۔ اس نے اس تنگدلی کو جو انسانی سوسائٹی کے
تمام تار و پود کو بکھیر دینے والی اور خدا تعالیٰ کی عالمگیر ربوبیت کے ہوتے ہوئے بھائی کو
بھائی سے جدا کرنیوالی تھی ملیا میٹ کر دیا۔ اسلام جسکو قرآن کریم کے اندر تعلیم
کیا گیا ہے۔ ہر اس مذہب عقیدہ اور دین و ایمان کا نام ہے۔ جس کی تعلیم
وقتاً فوقتاً مختلف ممالک کے اندر مختلف اقوام ان انبیائے کرام نے
دی ہے۔ جو علم آلہی کی اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے

اس طریق سے اور تصیا سوفی ایک ہی مرکز پر جمع ہوگئے۔ مذاہب ایک ہی سرچشمہ کی طرف سے آئے۔ اور ایک ہی صداقت کی تعلیم انھوں نے دی ہے انبیاء کو مختلف زمانوں کو مختلف ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ چونکہ مختلف اقوام میل جول کے سامان نہ ہونے کی وجہ سے ایکدوسرے سے جدا پڑی ہوئی تھیں۔ اسلئے ہر ایک کے لئے ایک علیحدہ نبی کی ضرورت تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان من امة الا خلا فیها نذیر۔ کوئی ایسی قوم نہیں جسمیں کوئی نبی نہیں آیا۔ جس وقت اور جس جگہ دنیا میں بدی پھیل گئی۔ اور لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نہ کسی نبی کو کھڑا کیا گیا۔ اور اس کو الہام کے ذریعہ اسلام کے تلقین کرنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ جس سے مراد اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور احکام آلہی کی۔ پوری متابعت ہے جس وقت احکام اور شریعت خداوندی کی توہین شروع ہوگئی۔ ظلمت۔ جہالت۔ بے ایمانی اور بددیانتی کے بادل تمام دنیا پر چھاگئے۔ تاریخ کی اس پر متفقہ شہادت ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں سوسائٹی اور روحانی اور اخلاقی طور پر نہایت ادنےٰ درجہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ یا تو مختلف ممالک میں بہت سے انبیاء مبعوث ہوتے۔ اور یا ایک ہی ایسا زبردست انسان آتا۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کرتا۔ لیکن تاریخ عالم نے اس وقت نیا رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ دنیا کے مختلف حصص کے باہمی میل جول کے قدرتی ذرائع بہت حد تک آسان ہوگئے تھے اور یہ وسیع دنیا ایک ملک اور ممالک شہر اور شہر بازاروں کی صورت اختیار کرنیوالے تھے۔ مختلف مذاہب اور معتقدات کے انسانوں کے تعلقات ایکدوسرے سے پیدا ہونیوالے تھے۔ ایسے وقت میں مختلف اقوام کی طرف مختلف انبیاء کو بھیجنا ایک گڑبڑ پیدا کرنا تھا۔ اسلئے اس علیم و حکیم خدا نے یہ پسند کیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ پر مبعوث فرمائے۔ جو کل دنیا کا مرکزی

مقام ہے ۔ قرآن کریم کو دنیا میں بھیجا گیا ۔ اور اس نے وہی پرانا عقیدہ دنیا کو تعلیم کیا ۔ جو اسلام کی شکل میں ازمنہ گذشتہ میں تعلیم کیا جا چکا تھا ۔ اس نے انہی پرانی تعلیمات کو ہر قسم کی آمیزش سے پاک کر کے دوہرایا اور ان کے ساتھ بعض اور ضروری امور کو بھی شامل کیا ۔ قرآن کریم نے خود اپنے متعلق فرمایا ہے ۔ صحفٌ مطہرۃ فیھا کتبٌ قیمۃ ۔ یہ پاک صحیفے ہیں ۔ جن میں قرآن کریم نے قدیم پیغمبروں کی تعلیمات کو دہرایا ہے ۔ اور جو باتیں ان میں پائی نہ جاتی تھیں ۔ انہیں بھی وقت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے زیادہ کر دیا ہے ۔ جہالت اور غلط بیانی کی وجہ سے اسلام پر تنگخیالی کا الزام دیا گیا ہے ۔ حالانکہ قرآن کریم نے بہت سے احکام اور قواعد و ضوابط دیئے ہیں ۔ جو زندگی کی مختلف ضروریات پر منطبق ہوتے ہیں ۔ اس نے الوہیت کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھایا ہے ۔ اور زبردست اصولوں سے متمتع فرمایا ہے ۔ اس نے سیاسی تمدنی اقتصادی اور خانگی معاملات میں بعض اصولوں کی اتباع کرنا سکھایا ہے ۔ تاکہ تمام نسل انسانی ان پر عمل کر کے کمال کو پہنچ جائے ۔ صرف روزہ ۔ نماز اور قربانیوں کے احکام تک اسکی تعلیمات محدود نہیں ۔ بلکہ وہ ایک کامل ضابطہ زندگی ہے ۔ مختلف حیثیتوں اور حالات میں بسر کرنے والے لوگوں کے لئے اسمیں ایسے اصول موجود ہیں ۔ جن کی پیروی سے وہ سوسائٹی کے بہترین ممبر اور اچھے شہری بن سکتے ہیں ۔ اسلئے مسلمان تمام قدیم مذاہب پر جو انبیائے کرام نے نسلاً بعد نسلٍ تلقین کئے ۔ ایمان رکھتے ہیں ۔ قرآن کا دعویٰ ہے ۔ کہ شریعت حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلعم کے ہاتھ پر کامل ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ کی راہوں کا وہ علم جو محض استعدادوں کے نشو و نما کے لئے ضروری تھا ۔ معرفت کا وہ علم جو انہیں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ تک پہنچا دیتا اور یہ بتاتا ہے ۔ کہ بحیثیت خالق اور مخلوق اپنے اور خدا تعالیٰ کے مابین امتیاز کیونکر ہو سکتا ہے ۔ وہ دین الٰہی جو اس دن سے بڑھنا شروع ہوا ۔ جب انسان کو پیدا کیا گیا ! وہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں

ترقی کی طرف قدم بڑھاتا رہا۔ آخرکار اسلام کسے درجہ پر آ کر جسکے معنے ہیں اللہ تعالےٰ کی کامل متابعت اور راضی برضائے الٰہی ہونا اپنے کمال کو پہنچگیا یعنی اللہ تعالےٰ کی کامل متابعت اور راضی برضائے الٰہی ہونا ہی ایک بات ہے جو تمام روحانی ترقیات کی جڑ ہے۔ اور تمام کامیابیوں کا راز اسمیں مضمر ہے +

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے انہیں بتایا۔ کہ میں ایک خاص نکتہ کی طرف آپ کی توجہ کو منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جس کو قرآن کریم نے واضح کیا ہے۔ اور جو نسل انسانی پر بہت بڑے احسان کا موجب ہے۔ وہی ایک بات ہے۔ جو سچی تھیاسوفی کا نصب العین جسمانیات کے مطالعہ کی اصل غرض اور مُدعا اور رُوحانی خواہشات کا مطمح نظر قرار دی جاسکتی ہے۔ بنی نوع انسان کا محسن اس شخص سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے۔ جس انے ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا کر دیا۔ کہ ان میں تمام مخلوق سے بڑھ کر اور نہایت اعلےٰ درجہ استعدادیں ودیعت کی گئی ہیں۔ اور جس نے ان کے نصب العین کو نہایت بلند مرتبہ پر پہنچا دیا۔ قرآن اسبات کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ گناہ فطرت انسانی کا ایک جزو ہے۔ اور وہ اپنے اعمال کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس سے آزاد نہیں کر سکتے۔ اس کے خلاف قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے۔ کہ انسان اس دنیا میں ایک معصومیّت کی حالت میں آتا ہے۔ اور وہ بعض خاص قوانین پر عمل کرے تو بلا روک ٹوک غیر محدود ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ان اصولوں اور قوانین کو نظر انداز کر دے۔ تو وہ اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جو ترقی کے درجہ پر پہنچنے کی ترغیب دلا سکے اگر برخلاف اسکے وہ اسبات پر یقین رکھیں کہ گناہ پیدائشی اور فطری چیز ہے۔ اور اسکے آہنی پنجوں سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش بے سُود ہے۔ تو صرف یہی بات انسان کی استعدادوں کو دبانے اور اسکے ارادوں اور جوش کو سرد کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق انسان

کی پیدائش اس فطرت سے ہوئی ہے۔ جو قانون اور شریعت کی متابعت کر سکتی ہے۔ اور اسلئے فطرتاً وہ معصوم ہے۔ کیونکہ گناہ قانون اور شریعت کی عدم متابعت کے سوائے۔ اور کچھ چیز نہیں +

اس کے بعد الہام اور مکالمہ الٰہیہ کی طرف توجہ کو منعطف کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر روحانیت کی تمام راہیں جو انسان کی ترقی کا موجب ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ رکھتی تھیں۔ جیسا کہ انکے پیرووں کا عقیدہ ہے۔ اور اگر انسان کے ساتھ کلام کرنا صفات الٰہیہ میں سمجھا جاتا ہے۔ تو اس عقیدہ کو کہ مکالمۂ الٰہیہ کا دروازہ اب بند ہے کیونکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہے۔ اور اسکی صفات معطل نہیں ہو سکتیں۔ تو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح سے کلام کرتا ہے جیسا کہ وہ اس سے پہلے کرتا تھا۔ انھوں نے اسبات پر فخر کا اظہار کیا۔ کہ ایک ایسی کتاب پر ان کا ایمان ہے۔ جس نے وہ وعدہ دلایا ہے۔ کہ اسکی وجہ سے وہ مسلمان ہیں۔ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ دنیا کی زندگی میں ان کے لئے بشارات ہیں +

قرآن کریم نے ایسے قوانین اور احکام دیئے ہیں۔ جن کی متابعت سے انسان افضال الٰہی کا مورد ہو سکتا ہے۔ اس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو خاتم النبیین (آخری نبی) قرار دیا ہے۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ اس نے ہماری زندگی کی رہبری کا ایک کامل ضابطہ ہمیں دیا۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اسکی متابعت سے ہم اللہ تعالےٰ کے ساتھ کلام کر سکتے اور مجازی نبوت کے وارث ہو سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ وہ پختہ یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے اور اسکو ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام میں کوئی صدی ایسی نہیں گذری جب ایسے لوگ اسمیں پیدا نہ ہوئے ہوں جو مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ خود اپنے اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہمارے دیکھنے

میں آئے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ اور وہ انسانی بلند پروازی
کی انتہائی منزل تک جا پہنچے۔ مادیت فطرت انسانی کی اس خواہش کو کہ وہ
غیب کی باتوں سے کچھ دیکھنا چاہتی ہے مستاصل نہیں کرسکتی۔ مسمریزم
سپرچولزم اس رُوحانی پیاس اور خواہش کا اظہار ہیں۔ لیکن ایک مُردہ رُوح
کے ساتھ کلام کرنے کی کوشش (جیسا کہ سپرچولزم وغیرہ کا طریق ہے) کیوں
کی جائے۔ کیوں اس سب سے بڑی رُوحانی طاقت کے ساتھ جو بلند ترین
ہے کلام نہ کیا جائے؟ ایک پیغام جو جولیا کی طرف سے مسٹر سٹیڈ اور
کو پہنچا۔ یا مسٹر سٹیڈ نے اپنے کسی دوست کو پہنچایا۔ ان دونوں کو کچھ بلند
نہیں کرسکتا۔ نہ ان کے علم کو بڑھا سکتا ہے لیکن اس بلند ترین ہستی کی طرف
سے جو علیم و حکیم ہے۔ جو بھی پیغام آیا ہے۔ وہ علوم کے ناقابل اندازہ خزائن سے
متمتع کرنے کا موجب ہوا ہے۔ اس کامل مکالمۂ الٰہیہ تک پہنچنے کیلئے الہام الٰہی
کے دروازے ویسے ہی کھلے ہیں۔ جیسے کہ ازمنۂ گذشتہ میں کھلے ہوئے
تھے۔ فرق صرف اسقدر ہے۔ کہ اب چونکہ شریعت کی تکمیل ہوچکی ہے۔ اسلئے
کوئی حقیقی نبی دنیا میں نہیں آسکتا۔ بلکہ اُمت مرحومہ کے پاک بندے اللہ تعالیٰ
سے مبشرات پاتے اور کلام کرتے ہیں +

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ نومبر ۱۹۲۳ء بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

| تفصیل آمد | نمبر تفصیل | رقم آمد ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر تفصیل | رقم خرچ ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | ۱ | ۰ | ۰ | ۱۱۱ | خرچ ووکنگ مشن | ۳ | ۰ | ۸ | ۳۲۳ |
| قیمت رسالہ و مفت تقسیم | ۲ | - | ۲ | ۳۷۳ | ″ اسلامک ریویو | ۴ | ۰ | ۸ | ۳۵۱ |
| میزان | | | ۲ | ۴۸۴ | میزان | | ۰ | ۰ | ۶۷۵ |

دستخط۔ ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

## نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ نومبر ۱۹۲۳ء

| نام معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | نام معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب عبدالباسط منجانب پوسٹل آڈٹ آفس پشاور | ۰ | ۰ | ۵ | جناب والدہ خلیل احمد صاحب لاہور | ۰ | ۰ | ۲ |
| " مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۱۰ | " تاج الدین صاحب کالی کرچی | ۰ | ۰ | ۵ |
| " خلیفہ عبدالحکیم صاحب گوجرانوالہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | " نواب سراج الدین خان صاحب | ۰ | ۰ | ۲ |
| " محمد امیر حسین صاحب لکھنؤ | ۰ | ۰ | ۲ | " فریدالدین احمد صاحب اندور | ۰ | ۰ | ۳ |
| " کرنل عزیز اللہ خانصاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۱۲ | " منہاج الدین صاحب بٹھنڈہ | ۰ | ۰ | ۵ |
| " عبداللہ خان صاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۱۵ | " فضل الدین صاحب اکودیا | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| " مولوی محمد فاروق صاحب گورداسپور | ۰ | ۰ | ۱۲ | " احسان الحق صاحب میانوالی | ۰ | ۰ | ۵ |
| " کے انور علی صاحب نگر کنڈ | ۰ | ۰ | ۲ | " بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی | ۰ | ۰ | ۱ |
| " صاحبزادہ عبدالواحد خانصاحب اجمیر | ۰ | ۰ | ۱۰ | میزان | ۰ | ۰ | ۱۱۱ |

## نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۲۳ عیسوی

قیمت رسالہ . . . . . . . . . . . ۳۷۳ ۲ ۰

میزان . . . . . . ۳۷۳ ۲ ۰

## نقشہ نمبر ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان ماہ نومبر ۱۹۲۳ء

تنخواہ عملہ مشن ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء . . . . . . ۲۹۳ ۸ ۰

یہ رقم نور علی صاحب نے قیمت کتب و فتنہ ارتداد کیلئے روانہ کی تھی جو امداد مشن میں جمع ہوئی تھی اب تبدیل کرا کر قیمت کتب و فتنہ ارتداد میں جمع کرائی . . . . . ۳۰ ۰ ۰

میزان . . . . . ۳۲۳ ۸ ۰

## نقشہ نمبر ۴

## تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان ماہ نومبر ۱۹۲۳ء

تنخواہ عملہ اسلامک ریویو۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء . . . . . . ۳۵۱ ۸ ۰

میزان ۳۵۱ ۸ ۰

# التماس ضروری

رسالہ اشاعت اسلام اس نمبر کے ساتھ دسویں سال میں قدم رکھتا ہے گذشتہ نو سالوں میں جس قدر اسلامی خدمات اس رسالہ نے کی ہیں - وہ اظہر من الشمس ہیں - کلیسیا کے بت کو گراتے اور کسر صلیب کے لئے جسقدر اس رسالہ میں مصالح جمع ہو چکا ہے - وہ شاید ہی کسی دوسرے علمی و مذہبی رسالہ میں میسر آسکتا ہے کیونکہ اسکے کارکنان و کارپردازان کی تمامتر توجہ زیادہ تر مذہب عیسائیت کیطرف ہی آج تک لگی رہی ہے +

الغرض یہ رسالہ اسلام کو جملہ معاندان اسلام کے شدید و مہلک حملوں کی بادِ صرصر سے بچاتے اور اسکے قالب مردہ میں روح حیات ڈالنے اور اہل اسلام میں دوبارہ زندگی و روحانیت پیدا کرتے اور عامۃ الناس کو گمراہی و جہالت کے گڑھے میں گرتے اور مخالفین کے مکر و فریب سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ بنا رہا ہے - اسکی اعانت و اشاعت کی تحریک کی غرض سے طول و طویل مضامین بار بار لکھنا محض تحصیل حاصل ہیں - ہمارے ذخیرہ الفاظ میں ایسے پُرشوکت و تاکیدی الفاظ نہیں - جس سے رسالہ کی اہمیت کا گہرا نقش اپنے ناظرین کرام پر جما سکیں - اور اپنے مسلم بھائیوں کو اس ضرورتِ حقہ کیلئے بیدار کریں - ہم سیدھے سادے الفاظ میں اپنے بہی خواہوں سے درخواست کرتے ہیں - کہ وہ اس رسالہ کی اہمیت کو مدنظر رکھکر اسکی اعانت اور مالی امداد فرما کر ممنون فرمائیں - اور اس سال ۱۹۲۷ء میں کم از کم تین جدید خریدار اپنے حلقہ اثر میں تحریک کر کے ہمیں فراہم فرما کر مشکور فرمائیں - آپ بزرگوں کی ادنےٰ کوشش سے رسالہ کی خریداری سہ چند ہو سکتی ہے - جس صورت میں کہ رسالہ نہ صرف اپنے سالانہ اخراجات ہی نکالیگا بلکہ کارپردازان رسالہ کو اس قابل کر دیگا - کہ وہ غیر مسلم حلقہ میں اس تبلیغی رسالہ کو کثرت سے مفت تقسیم کریں - جس سے احسن نتائج انشاءاللہ مترتب ہو سکتے ہیں - اسلئے

ہماری ہر ایک ہی خواہ رسالہ سے فرداً فرداً درخواست ہے۔ کہ وہ ازراہ کرم ان چند سطور کو مطالعہ کرنے کے بعد ہی اسکی اعانت کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔ رسالہ ہذا آج تک آپ بزرگوں کی ہی ہمت و کوشش سے چلتا رہا ہے۔ اب بھی اگر آپ کی نظر مہر و نگاہ شفقت رہیگی۔ تو انشاء اللہ پھولتا پھلتا رہیگا۔ اور قومی خدمت کو بہ احسن وجہ سرانجام دیگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد آپ ہی خواہان رسالہ پر ہی بھروسہ ہے۔ گذشتہ سال آڑے وقت پر بہت سے باغیرت و باہمت مسلم برادران وطن نے اسکی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دیا۔ بفضلہ تعالیٰ ان کی بہیم توجہ و کوشش سے اس سال مالی اضطراری کی وہ نوبت نہیں پہنچی بہرحال ہماری دلی خواہش ہے۔ کہ اگر ہمارے ناظرین کرام تین تین جدید خریدار سال ۱۹۲۴ء کیلئے ارسال فرمائیں۔ تو ہمیں مفت تقسیم رسالہ میں بہت سہولت ہو جائیگی۔ اور جو ناظرین کرام ایک درجن جدید خریدار فراہم فرمائیں۔ ان کے ارشاد کے ماتحت ایک رسالہ مفت ہم انہی کے تجویز کردہ کسی غیر مسلم کے نام سال بھر تک جاری رکھیں گے + والسلام

خادم مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ لاہور

# اُسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت صرف آٹھ آنے

سمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے۔ تو وہ آپ کی ذات پاک ہے +

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی لاہور آنی چاہئیں

# فہرست کتب مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

**اسلام میں کوئی فرقہ نہیں** لے پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و
نو مسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات موجودہ ہندو
مسلم اتحاد۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصول امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں
اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اسکے متعلق صحیفۂ قدرت سے استدلال۔ حدیث لا یجمع امتی او قال
امۃ محمد علی ضلالۃ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے
اصول ایک ہیں۔ حدیث ستفرق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار
الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جائیں گے۔ اور ایک جنت میں اور وہی جماعت ہے کی تشریح شعبہائے
ایمان پر بحث اپنے عقاید کا اظہار نبوت کے معنے۔ اور ختم نبوت پر سیر کن بحث نزول و وفات مسیح پر
روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث جناب بہاء اللہ کی نبوت اور جدید الخیال احباب قادیان و حضرت
مختروہ کا مقابلہ دنیا کی ضرورت نبوت۔ آخیر میں ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ کتاب
اس یگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں سیاسی تصادم
کے وقت جمیع مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر کام کرنے کیلئے تیار کریگی۔ ۲۱۶ صفحہ قسم اول عہ دوم ۱۲ر مجلد عہ و عمر

**سلک مروارید**۔ یہ ان دس معرکۃ الآراء اردو لیکچروں کا مجموعہ ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء
سے لیکر ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت
ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت اسلام پر دیئے۔

یہ دس چوٹی کے لیکچر در اصل علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات
کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا
اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ارکان
اسلام کا فلسفہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ تمام ادیان باطلہ کی تردید کے لئے
اسمیں کافی مصالحہ موجود ہے عیسائیت کی زہر کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے
قیمت بلا جلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) مجلد ایک روپیہ چودہ آنے (للعہ)

**بیان القرآن** یعنی اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن جلد سوم قیمت مجلد نو روپے لعہ

# ینابیع المسیحیت

مدت ہوئی عیسائیوں نے ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جس کا ترجمہ اُردو زبان میں انتشار شیرین کے نام سے چھاپا گیا۔ عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی اسکے ترجمے لئے گئے۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں انکو تقسیم کیا گیا۔ اسمیں باتیں تو وہی تھیں جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بناء پر انجیل و توریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھیرایا بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر ژندواوستا کی طرف منسوب کیا گیا۔ بہرحال یہ قرضہ ہمارے ذمہ تھا حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لیگئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائممقام ہے حضرت خواجہ صاحب کی خواہش ہے کہ یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو۔ اس کتاب کی آمد کل کی کل اسی کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہوگی۔ احباب سے توقع ہے۔ کہ اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہے + قیمت فی جلد قسم اول عہ قسم دوم مہ

## درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اسلامیہ پریس کی دروازہ لاہور میں بابو عبدالرشید کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

ممالک غیر سے عہ
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

## اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

## خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) | بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۲)

فہرست مضامین

صفحہ
۱۔ انگلستان میں ایک جلیل القدر انسان کا قبول اسلام ۴۹
۲۔ نامہ ووکنگ ۵۰
۳۔ لندن میں جلسہ مولود شریف ۵۱
۴۔ شذرات ۵۳
۵۔ اسلام میں تصوف از ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی ۵۵
۶۔ اسلام البانیا میں ۶۷
۷۔ مسیحیت انگلستان میں ویسٹ منسٹر کی کلیسیا کے سمین یا رسلی خیالات ۷۱
۸۔ قیتابین زینابیع المسیحیت یا سراج ہدایت از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ۷۶
۹۔ بشریت اور الوہیت مسیح ۸۵
۱۰۔ پروفیسر کے خیالات مذہب پر ۹۰

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

# ینابیع المسیحیّت

مدت ہوئی عیسائیوں نے ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جسکا ترجمہ اردو زبان میں اثمار شیریں کے نام سے چھاپا گیا۔ عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی ہے۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی اسکے ترجمے کئے گئے تھے۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں انکو تقسیم کیا گیا۔ سمیں باتیں تو وہی تھیں جو جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بناء پر انجیل و توریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھیرایا بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر زند وستا کی طرف منسوب کیا گیا۔ بہرحال یہ قرضہ ہمارے ذمہ تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ سمیں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لیگئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائممقام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی خواہش ہے۔ کہ یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو۔ اس کتاب کی آمد کُل کی کُل اسی کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہو گی۔ احباب سے توقع ہے۔ کہ اس کارخیر میں ہمارا ہاتھ بٹائینگے۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہے۔ قیمت فی جلد قسم اول عہ قسم دوم ؁ +

## المشتہر

## مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اشاعت اسلام

جلد (۱۰) — بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۴ء — نمبر (۲)

# مغرب میں آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

## انگلستان میں ایک جلیل القدر انسان کا قبول اسلام

### مسجد ووکنگ (انگلستان) سے برقی پیغام

ناظرین کرام اور تمام مسلمان اس خبر بہجت اثر کو سنکر یقیناً خوش ہونگے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائینگے۔ کہ انگلستان میں ایک جلیل القدر انسان یعنی بیرن سر آرچی بالڈ ہملٹن حال ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں آپ کی خاندانی عظمت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ماں کی طرف سے شاہ جیمس سکنڈ آف سکاٹلینڈ کی نسل اور باپ کی طرف سے ولیم ہملٹن (جو بڑے ارل آف ارکم کے بھائی تھے) کی نسل سے ہیں۔ آپنے ڈیوک آف کیمبرج کی پوتی سے شادی کی تھی۔ جو ملکہ وکٹوریہ کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ جب سر آرچی بالڈ ہملٹن کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ تو ملک معظم اور ملکہ معظمہ رسم بپتسمہ کے وقت موجود تھے۔ اور حضور ملک معظم اس بچہ کے دھرم کے باپ اور ملکہ معظمہ دھرم ماں بنی تھیں۔ گویا سر آرچی ہملٹن بوجوہ شاہی خاندان سے بھی بہت سے تعلقات رکھتے ہیں۔ اس مژدہ جانفزا کی خبر خواجہ نذیر احمد صاحب کیطرف سے

موصول ہوئی ہے۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ کے فرزند ہیں اور کہ جو بیرسٹری پاس کرنے کے بعد فرائض مشن انجام دے رہے ہیں۔ یہ مغرب میں تبلیغ اسلام اور ووکنگ مشن کی تبلیغی جدوجہد کے ثمرات ہیں۔ اللھم زد فزد بد

# نامہ ووکنگ

خواجہ نذیر احمد صاحب ووکنگ مشن کے کام کو نہایت تندہی سے کر رہے ہیں تازہ ڈاک میں آپ نے ان نومسلمین کی فہرست روانہ کی ہے جو گذشتہ چند ماہ کے اندر مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کے اب تک نہ چھپنے کی وجہ یہ ہے کہ ووکنگ کے عملہ کو بہت کام کرنا پڑتا ہے خط و کتابت اشاعت رسالہ و انتظام نماز کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔

| نمبر شمار | سابقہ نام | اسلامی نام | کس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا |
|---|---|---|---|
| (۱) | مسٹر ایڈورڈ ٹرنر | جمال الدین | خواجہ کمال الدین صاحب |
| (۲) | بابو جین لیس پٹرومیرین | محمد صالح | ؍؍ |
| (۳) | ایچ۔ پی مابرجنر | عبدالباری | ؍؍ |
| (۴) | سٹوایٹ کیمبل | عبدالسمیع | ؍؍ |
| (۵) | جارج کرک | عبدالجلیل | ؍؍ |
| (۶) | مسز کلشن | خدیجہ | ؍؍ |
| (۷) | مس فلورہی میکفرڈ | فاطمہ | ؍؍ |
| (۸) | مسز مسلہ مرن اوریلی | رشیقہ | ؍؍ |
| (۹) | مسٹر اے ولکینز | احمد | ؍؍ |
| (۱۰) | مس اینی سپیگیٹ | آمنہ | ؍؍ |
| (۱۱) | مسٹر ایم۔ ایس سعو ویلز | جلال الدین | ماسٹر محمد یعقوب خانصاحب بی۔ اے |
| (۱۲) | مسٹر لارنس کے ہائنڈ | عبداللہ | ؍؍ |

| نمبر شمار | سابقہ نام | اسلامی نام | کس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا |
|---|---|---|---|
| (۱۳) | مسٹر اے ای ایس منڈ بیری | محمد ابراہیم | ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی۔ اے |
| (۱۴) | مسٹر سالمین الکزنڈر | سلیمان | // |
| (۱۵) | مسز تارا | زہرہ | // |
| (۱۶) | مسٹر فیڈرک کے ہیگ | عبدالصمد | // |
| (۱۷) | مسٹر سمیول جے الیف کول | عبدالستار | خواجہ نذیر احمد صاحب |
| (۱۸) | ر ابراہام ہینز | عبداللہ | // |
| (۱۹) | ر تھسلیم ہیلز | سلیم | // |
| (۲۰) | ر رابرٹ سڈنی ملیر جوینر | عبدالرشید | // |
| (۲۱) | ر الگزنڈر ایچ سی ہیوکٹ | عبداللہ | // |
| (۲۲) | ر جیمز سونڈ | حمید | // |
| (۲۳) | مس موریس مورلین | مریم | // |
| (۲۴) | مسٹر جان میری | تحیئے | // |

اللھم زد فزد۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نومسلمین کی اسلامی تعلیم کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ تاکہ انکے ذریعہ سے ان کے ہم صحبت لوگوں پر اسلام کا اثر ہو۔ اور یہ امر قوم کی قربانیوں پر منحصر ہے کہ مذہبی تعلیم کے لئے موزوں آدمی بھیجے اور انکے خرچ کو برداشت کرے +

# لندن میں جلسۂ مولود شریف

لندن کی ایک فیشن ایبل گلی اولڈ بانڈ سٹریٹ میں ۳ نومبر ۱۹۲۳ء کو بمقام سٹوارٹ ریسٹورنٹ جلسہ مولود شریف برٹش مسلم سوسائٹی لندن نے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا۔ کوئی ڈیڑھ دوسو کے درمیان مجمع تھا۔ الحاج الفاروق لارڈ ہیڈلے بالقابہم اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے۔ ریفرشمنٹ کا بھی عمدہ انتظام تھا

اسموقع پر سوسائٹی نے خواجہ نذیر احمد صاحب موجودہ انچارج مسلم مشن ووکنگ انگلستان کو آنحضرت صلعم کے سوانح پر کچھ تقریر کرنے کے لئے مقرر کیا۔ یہ انتخاب نہایت ہی حسن ثابت ہوا۔ اگرچہ ہمارے نوجوان خواجہ پلیٹ فارم پر ابھی ابھی آئے لیکن "الولد سر لابیہ" کی مثال کے وہ مصداق ثابت ہوئے۔ حاضرین میں بہت ذی حیثیت اصحاب تھے۔ سر عباس علی بیگ صاحب خصوصاً اس نوجوان لیکچرار کی ہی تقریر سننے کیلئے آئے تھے۔ چنانچہ سب سے اول انہوں نے ہی لیکچرار کو انکی کامیاب تقریر پر بڑے جوش سے پر مبارکباد دی جلسہ میں چاء ہوئی۔ اور دیگر ریفرشمنٹ کا بھی عمدہ انتظام تھا۔ یوں تو بہت سے تعریفیہ ریمارک اس تقریر پر مسلم وغیر مسلم اصحاب کی طرف سے ہوئے لیکن ذیل کی گفتگو جو ایک پادری صاحب میں اور خواجہ صاحب میں ہوئی۔ وہ نہایت ہی دلچسپ ہے +

**پادری** - میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ مگر مجھے اسبات کا بہت رنج ہے اور میں اس گھڑی کو روتا ہوں۔ کہ جس وقت میں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا آج آپ نے میرا دل ہی نہیں ہلا دیا۔ بلکہ مسیح پر میرا ایمان ہٹا دیا۔ محمد (صلعم) کو تو میں مطالعہ اور غور و فکر کے بعد ہی مانوں گا۔ مگر آج میرا عیسائیت پر ایمان نہیں رہا۔ کیونکہ جو مسیح پر میرا ایمان تھا وہ سب جاتا رہا +

**خواجہ صاحب** - مجھے بہت افسوس ہے۔ کہ آپ جناب مسیح سے بد دل ہوگئے وہ تو خدا کے ایک نبی تھے لیکن لوگوں نے انہیں بیوجہ خدا بنایا +

**پادری صاحب** - مجھے اس سے کچھ بحث نہیں۔ لیکن جو آپکے منہ سے نکلا میرے دل میں جانشین ہوا۔

**خواجہ صاحب** - جو میں نے کہا۔ وہ میرے دل سے ہی نکلا تھا۔ میں امید کرتا ہوں آپ اپنے معتقدات پر قائم ثابت ہونگے۔

راقم

پیر محمد امین۔ دفتر مسلم مشن ووکنگ انگلستان

# شذرات

## انسان پرستی

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے بنانے اور پیدا کرنے والی طاقت کے طور پر تسلیم کرنے کا عقیدہ انسانی دماغ میں قدیم الایام سے پایا جاتا ہے۔ دنیا کی ابتدا کے متعلق وقتاً فوقتاً مختلف خیالات پیدا ہوتے رہے ہیں سورج پانی ہوا۔ آگ سب کو یکساں طور پر قابل عزت اور معبود چیزیں سمجھا گیا ہے لیکن انسانی عقل کے ارتقا کے ساتھ ساتھ ایک ایسی بیداری پیدا ہو گئی ہے جو ایک اعلیٰ ترین مُدبّر بالارادہ ہستی کی جو سب پر غالب۔ سب کی ناظم اور تمام کائنات پر قادر ہے پہچان کا موجب ہوئی ہے سخت اور غیر محدود جدوجہد اور مشکلات کے باوجود نسل انسانی مادی اشیاء کی پرستش سے ہٹا کر آخر کار ایک خدا کی عزت و تکریم کی طرف مائل ہوئی ہے بت ہیں جو اس شاہراہ بلندی سے کٹ کر علیحدہ ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی ذاتی خواہشات کے زور و تحکم سے دب گئے اور اپنے نفس کے جذبات کے پیچھے لگ گئے ہیں بعض وہ ہیں جنہوں نے پھر اپنے ذاتی خیالات و خواہشات ہی کی پرستش شروع کر دی ہے۔ اور بعض ہیں جنہوں نے انسان پرستی کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگر ایک ملک میں زیوس (Zeus) اور اپالو (Apollo) کی پوجا ہوئی۔ تو دوسرے میں آئسیس (Isis) اور آسیرس (Osiris) کو پوجا گیا۔ قدیم عرب اگر اپنے خداؤں کو پوجتے تھے تو یہی حال ایرانیوں اور ہندوؤں کا تھا۔ اور خداؤں کی یہ زیادتی ہزار ہا مختلف طریقوں سے تسلیم کیجاتی تھی یہانتک کہ انسانی سوسائٹی کے ارتقا نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور ایک سے زیادہ معبودوں کے خیال کو ایک خدا کے خیال سے بدل دینے کے قابل سمجھا گیا۔ انسان کو اس وقت خدائی کا پایہ تخت سمجھا گیا۔ بدھ۔ کرشن اور دوسرے بہت سے لوگ ہوئے ہیں جنہیں الوہیت کا وارث کردانا گیا۔ تثلیث نے التوحید کا مسیحی عقیدہ ان خیالات کی ابتدائی حالت ہے جنہیں قابل فہم خیالات کہا جاسکتا ہے۔

## توحید الٰہی اور آنحضرت صلعم

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پہلے انسان ہیں جنہوں نے توحید الٰہی کو اپنی

اصلی شکل و صورت میں قائم کیا۔ آپ نے جس توحید کی تعلیم دی ہے کہ رُو سے اللہ اور محض ایک اللہ تعالےٰ ہی سب سے زیادہ بلند ترین ہستی ہے مسلمانوں کو آپ کی طرف سے یہ وعدہ دیا گیا۔ کہ ان میں ایسے مصلح ہوتے رہینگے۔ جو خود انہی میں سے مبعوث ہونگے اور انہیں بحیثیت مسلمان انکے فرائض یاد دلاتے رہینگے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا +

امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض مسلمانوں نے جن کی تعداد نہایت ہی قلیل ہے۔ یہانتک کہ وہ النادر کالمعدوم کے حکم میں ہیں۔ ان مصلحین کے ساتھ ذاتی محبت اور انکی خاص عزت و تکریم کو جو غلو کی حد تک جا پہنچتی ہے اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ خدائی کے درجہ تک وہ انہیں پہنچا سکتے تھے۔ کیونکہ یہ آنحضرت صلعم کی صاف اور کھلی تعلیم کے صریح خلاف تھا۔ اسلئے انہوں نے وہ بلند ترین مرتبہ انہیں یا جو ہر کان سے بھی بڑھ کر ہے۔ انہوں نے انہیں انبیاء کے منصب پر سمجھ لیا۔

---

**مسئلہ نبوت اور اسلام**:- نبوت کا یہ خیال ایک ایسا خیال ہے جسکو ہم علانیہ رد کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے نبوت کے حقیقی مفہوم کو جان لینا ضروری ہے۔ قرآن کریم کے رُو سے آنحضرت صلعم سے پہلے اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً ایسے اشخاص کو بھیجتا رہا ہے۔ جو لوگوں کو صراط مستقیم کیطرف ہدایت کرتے اور انکی رہبری کیلئے اللہ تعالی کیطرف سے ایک ضابطہ یا شریعت لاتے رہے ہیں۔ انسان کو انبیاء کے ذریعہ شاہراہ نجات پر ڈالا گیا۔ اور اسکی ارشاد کیلئے کہ وہ نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکے۔ انہی انبیاء کے توسط ایک ایک ضابطہ یا شریعت اسے دیگئی۔ یہ ضابطہ یا شریعت جو ان انبیاء کی معرفت آیا نسل انسانی کی مختلف ضروریات کے مطابق اور انکو پورا کرنیوالا تھا +

اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے قرآن کریم بھی نازل ہوا۔ جیسا کہ اس کا اپنا دعویٰ ہے کہ وہ نسل انسانی کی طرف ایک ہدایت نامہ ہے +

**قومی نبی** - قرآن کریم کی رُو سے بہت سے انبیاء ہر ایک قوم میں آئے۔ کہ ان لوگوں کو جنکی طرف انہیں بھیجا گیا ڈرائیں اور انہیں ہدایت کریں۔ وہ اپنی اپنی شریعت کی کتابیں لائے جو ضروریات زمانہ کے مطابق تھی۔ موسیٰ علیہ السلام ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ ابراہیمؑ اور لوطؑ خاص خاص اقوام کی طرف یہی حال تمام قدیم انبیاء کا ہے۔ مسیح اپنی قوم کی طرف آیا یعنی بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف[1] وہ وقت کامل تعلیم کیلئے موزوں نہ تھا

[1] متی باب ۱۵ - آیت ۲۴ - ۲۶ +

اور اسلئے انہیں اپنی تعلیم کو نامکمل چھوڑ کر جانا پڑا۔ ایک آنیوالے تسلی دہندہ یعنی "فارقلیط" کی خوشخبری انہوں نے دی۔ جس کا کام شریعت کو مکمل کرنا تھا۔ قرآن کریم دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلعم ہی "وہ نبی" ہیں جس کی پیشگوئی موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی ⁵⁷ آپ ہی وہ فارقلیط ہیں جس کا مسیح نے وعدہ دیا۔ بالفاظ دیگر آپ "احمد" ہیں یعنے سب سے زیادہ حمد کرنیوالے "تسلی دہندہ" کے متعلق مسیح کا وعدہ تھا۔ کہ وہ ہمیشہ رہیگا۔ اور تمام باتیں بتائیگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ سچائی کی روح آئیگا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کریگا۔ اسلئے کہ مجھ سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دیگا ۔ (یوحنا ۱۶: ۱۲-۱۴)

## کُل اقوام کا نبی اور کامل شریعت

:- آنحضرت صلعم نے جو شریعت دنیا کو دی ہے وہ ہمیشہ کیلئے کافی اور مکمل ہے کیونکہ آپکے بعد کوئی اور نبی کسی نئی شریعت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا۔ سچائی کی روح نے انسان بلکہ کل نسل انسانی کی رہنمائی تمام صداقت کی راہ میں کرنی تھی۔ قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو تمام الہامی کتب میں سے کامل شریعت ہونے کا مدعی ہے۔ یہ آنحضرت صلعم ہی تھے جنہوں نے مسیح کی عظمت کو قائم کیا۔ اور ان تمام الزامات کو جو آپ اور آپ کی والدہ محترمہ پر تھوپ دیئے گئے تھے ایک تودۂ اباطیل قرار دیکر انہیں رد کر دیا ۔

قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جو تمام نسل انسانی کی ہدایت ہو کر آنے کی مدعی ہے۔ اسکے خلاف دیگر تمام انبیا مختص الاقوام تھے۔ وہ محض ایک ایک قوم کی اصلاح اور انکے باہمی اتحاد کیلئے آتے تھے۔ آنحضرت صلعم تمام اقوام کو ایک کرنے اور رنگ اور نسل کے اختلافات کو مٹانے کیلئے آئے۔ اسلام نسل انسانی کا مذہب ہے۔ آنحضرت صلعم کا پیغام (قرآن کریم) ہی تمام انسانوں کو یکساں طور پر اس آسمانی باپ کے فرزند قرار دیتا ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنے سب کا پیدا اور پرورش کرنیوالا۔ قائم رکھنے اور درجہ بدرجہ کمال کی طرف لیجانیوالا ہے۔ آنحضرت صلعم کا

⁵⁷ استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ ۔

مشن عالمگیر ہی۔ آپ ان کی طرف بھی نبی ہو کر آئے ہیں جن کی طرف پہلے انبیاء آ چکے ہیں آنحضر صلعم نے ابتدا ہی میں اپنا مشن عالمگیر بتایا جیسا کہ آپ کے ذیل کے ابتدائی زمانہ کے ارشاد سے ثابت ہے۔ "میں نے لوگوں سے کہا۔ کہ میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ تم نے مجھے کہا۔ کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ لیکن ابو بکر نے جواب دیا۔ کہ تحقیق تو سچ کہتا ہے"+

یہ بات کہ آنحضرت صلعم نے اپنا مشن اپنی زندگی میں پورا کر دیا۔ اور کہ آپ کا مشن کسی واحد قوم کی طرف نہیں بلکہ عالمگیر تھا۔ آپ کو تمام دیگر انبیاء پر فضیلت ثابت کرتی ہے+

---

**آخری کتاب اور آخری نبی:** اگر پہلے صحائف میں ردو بدل اور تحریف نہ ہو گئی ہوتی تو قرآن کریم کی ضرورت شاید دنیا کو نہ پڑتی۔ ایسا ہی اس پاک کتاب کا بھی اگر وہی حشر ہو جاتا اور یہ اپنی اصل خوبی اور خوبصورتی کو کھو بیٹھتی۔ تو یقیناً اس زمین پر ایک اور نبی کی ضرورت ہوتی جو نئی شریعت یا ضابطۂ زندگی لیکر آئے لیکن واقعات چونکہ اسکے خلاف ہیں۔ اسلئے نہ تو کسی نئے نبی کی ضرورت ہے اور نہ کسی کتاب کی۔ آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ کیونکہ آپ ہی اس زمین کی طرف خاتم النبیین (آخری نبی) ہو کر آئے ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے اس ارحم الراحمین نے دین کو کامل کیا۔ اور اپنی نعمت کو ہم پر تمام کیا+

الہام الٰہی نے اپنے آخری ہونے کے ساتھ کمال کا درجہ بھی پایا۔ حضرت محمد صلعم کے وجود با جود میں نبیوں کی نبوت کی اصل غرض و غایت یعنی رضائے الٰہی کا اظہار قوانین وغیرہ کی شکل میں جو نسل انسانی کی رہنمائی کرنیوالے ہیں آخر کار تکمیل کے درجہ تک پہنچ گئے۔ قرآن کریم وہ کامل شریعت ہے جو تمام زمانوں اور تمام ممالک کی ضروریات کو پورا کرتی ہے نیز تمام انسانی دستبرد اور ممکن ملاوٹوں سے اسکی حفاظت کی گئی ہے۔ اسلئے نہ کسی اور شریعت کی ضرورت ہے۔ نہ کسی اور نبی کی۔ آنحضرت صلعم پر نبوت کے ختم ہو جانے سے یہی مراد ہے۔ اور یہی مطلب اس بات کا ہے کہ آپ تمام انبیاء کی مہر ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں پر جو اسکے انعام و اکرام ہوتے تھے وہ آیندہ بند ہیں۔ کسی نئی شریعت یا نبی کی ضرورت نہ کبھی پہلے تھی نہ اب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ضرورت ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہیگی۔ یعنی الہام الٰہی کی یہ ہے اسلام میں نبوت کا مطلب و مفہوم+

---

# اسلام میں تصوّف

مولوی یعقوب خان صاحب کے لیکچر کا خلاصہ جو انہوں نے ۱۵۔ اگست سنہ ۱۹۲۳ء کو سمر سکول آف تھیالوجی (دینیات کے موسم گرما کے سکول) کے تعلق میں ٹرینیٹی آکسفورڈ میں دیا۔ ڈاکٹر جے ایسٹلن کارپنٹر ایم۔ اے ڈائرکٹر آف لٹریچر ڈی ڈی صدارت کی کرسی پر تھے +

انگریزی لفظ مسٹزم کو جو بھی معنے کئے جا سکتے ہیں۔ وہ اگر اس چیز پر جسے اسلامی لٹریچر میں تصوّف کے نام سے پُکارا جاتا ہے اگر بعینہٖ منطبق نہیں ہوتے تو کم وبیش وہ اس کے مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اس لفظ کی ابتدا جہاں سے ہوئی۔ اس کا مختصر سا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ لفظ تصوّف اور اس سے مشتق ہو کر لفظ صوفی یعنے وہ شخص جو صوفیانہ طاقتیں رکھتا ہے ایسے الفاظ ہیں جن سے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں کوئی بھی آشنا نہ تھا۔ نہ ہی آپ کے بعد آپ کے اولین جانشینوں میں ان الفاظ کا استعمال پایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ آپ کے بہت بعد سن ہجری کی دوسری صدی کے آخر میں ایجاد ہوئے ہیں۔ انکی ایجاد اور نشو ونما کے متعلق بہت سے بیانات ہیں۔ بعض لوگ ان الفاظ کی اصلیت کو اصحاب الصفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے صحابہؓ میں سے تھے۔ اور مسجد نبوی میں ایک اُونچے چبوترے پر اُن کی رہائش اور سونا بیٹھنا تھا۔ اور اس طرح سے وہ اپنا تمام وقت علم دین کے حصول میں صرف کرتے تھے۔ اس سے بعد کے زمانہ میں جو لوگ نیک اور پرہیزگار ہوتے اُن کو انہی اصحاب نبوی کی پیروی میں صوفی کے نام سے پُکارا جانے لگا۔ بعض لوگ لفظ صوفی کو صوف (اُون) سے مشتق بتاتے ہیں مسیحی راہبوں کے لباس کی طرح اُونی لباس سے زہد و ریاضت

صوفیوں کے بالمقابل شریعت اور رسوم شریعت کی سخت پابندی پر زور دیا ہے اور اکثر اوقات جلا وطنی اور قید اور بعض اوقات ٹکٹکی سے باندھنے کی بھی سزائیں دی گئی ہیں۔ ہمارے ہاں ایک کہانی ہے۔ جو مسیح اور فریسیوں کی داستان سے بہت ملتی جلتی ہے۔

امام غزالی کو اہل تصوف کا امام یا پیشوا سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ ہی پہلے انسان ہیں جنہوں نے تصوف کے خیالات کو ایک دستور العمل کا رنگ دیا آپ نے اس سلسلہ کو جس رنگ میں بیان کیا ہے۔ اس کو مختصر الفاظ میں یوں دہرایا جا سکتا ہے۔

اہل شریعت کی طرح اہل تصوف کے خیالات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) علم اور (۲) طریق یا مسلک۔ ان دونوں میں فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ اہل شریعت کے نزدیک علم عمل سے پہلے ہونا چاہئے لیکن اہل تصوف میں علم در اصل عمل یا طریق و مسلک کا نتیجہ ہے۔ بالفاظ دیگر جیسا کہ عام طریق ہے اشیاء کا علم تعلیم استدلال و استنباط یا تبادلۂ خیالات اور اسی قسم کے دوسرے دماغی کاموں سے حاصل ہوتا ہے۔ مگر تصوف میں امام غزالی ہمیں بتاتے ہیں کہ علم اس طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح روشنی کی ایک چمک پڑتی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کے دماغی کام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسا علم قلب کی صفائی کا نتیجہ ہوتا ہے اور قلب کی صفائی بعض زاہدانہ عبادات اور عملوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جو دل اس طرح سے تمام دنیوی آلائشوں سے پاک ہو جائیں۔ ان پر الٰہی روشنی بجلی کی ایک چمک کی مانند آکر پڑتی ہے۔ اور آنکھ کی جھپک میں انسان کے سامنے علم کا ایک وسیع خزانہ کھولکر رکھ دیتی ہے۔ امام موصوف نے اس نکتہ کو ایک نہایت دلچسپ مثال سے واضح کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رومی اور چینی نقاشوں کا آپس میں مقابلہ ہوا دونوں میں سے ہر ایک فن نقاشی میں اپنے آپ کو دوسرے سے بالاتر کہتا تھا

بادشاہ نے ان کی ہنرمندی کا امتحان لینے کیلئے انہیں طلب کیا۔ اور انہیں کہا۔ کہ وہ دو دیواروں پر جو ایکدوسرے کے بالمقابل تھیں فن نقاشی کے جوہر دکھائیں۔ اور اس خیال سے کہ وہ ایکدوسرے کی نقل نہ کرلیں دونوں دیواروں کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا۔ تاکہ وہ ایکدوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ چند دن بعد رومیوں نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ کہ ان کا کام ختم ہوگیا ہے۔ ایسا ہی چینیوں نے بھی جاکر کہا۔ جس وقت پردہ اٹھایا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دونوں میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی فرق نہیں۔ ایک کا نقش دوسرے کی پوری نقل تھی۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ رومیوں نے کوئی نقش و نگار کرنے کی بجائے صرف دیوار کی سطح کو پالش کردیا۔ تاکہ جس وقت پردہ اُٹھے۔ تو بالمقابل کی دیوار کے نقش و نگار کا عکس اس دیوار پر نظر آئے +

ایک اور بہت بڑے صوفی مولینا جلال الدین رُومی نے بھی جن کی مثنوی بہت مشہور ہے۔ اسی مثال کو بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ انسان کا قلب جب اس حد تک صاف اور پاکیزہ ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کا گھر بن جاتا ہے +

امام غزالی کی ضخیم کتب کو اسلامی تصوف کی مستند کتابیں سمجھا جاتا ہے، ان کتابوں میں انسانی قلب کی نہایت باریک اور عجیب و غریب تشریح کی گئی ہے۔ اس کے اثرات۔ اس کے رنگ جذبات۔ امنگیں اور اختیارات وغیرہ کو نہایت شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ اور ان میں ہر ایک اخلاقی اور رُوحانی بیماری کا جو انسان کے وہم و گمان میں آسکتی ہے علاج بتایا ہے۔ مولینا رُوم کی مثنوی کو "قرآن در زبان پہلوی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے +

تاریخ اسلام کے صفحات ان روحانی ستاروں کے ذریعہ روشن ہیں۔ جو تمام صدیوں میں نمودار ہوئے۔ ایرانیوں میں سے عطار۔ حافظ۔ عمر خیام اور سعدی

کے نام اس قدر مشہور ہیں کہ کسی تعارف کے محتاج نہیں خواجہ معین الدین
نظام الدین اولیاء۔ داتا گنج بخش ۔ بہاء الدین اور بہت سے دوسرے
بزرگ ہندوستان کے روحانی آسمان کے ستارے ہوکر آئے۔ اور
ان کے مزار آج تک اولیاء اور خدا رسیدہ انسانوں کے اس قدیم مسکن کی
عزت کا موجب ہیں۔ اور ہندو اور مسلمانوں کے گروہ در گروہ ان کی زیارت
کے لئے پہنچتے ہیں۔ ان کی کتب ایک حد تک دل کو لبھانے والی اور شیریں
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کا ذکر وہ اس طرح سے کرتے ہیں کہ
جیسے ایک پیارے اور عزیز دوست کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہی حال ان کی
بہت سی روحانی مسرتوں کے خاص مواقع کا ہے۔ جب ان پر ایک فریفتگی
اور سکر کی حالت طاری ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی کیفیت کا اظہار شراب یا ہلکی
بادِ نسیم کے ذکر سے کرتے ہیں۔ اسبارہ میں ان لوگوں کی اصطلاحات کی ایک
خاص لغات تیار ہوگئی ہے۔ جن کے ذریعہ سے اس عالمگیر ہستی کے متعلق
بیشمار محاورات استعمال ہوسکتے ہیں۔ ان کی سحر آفرینی کا ایک تھوڑا سا نمونہ
یہاں پیش کیا جاتا ہے:۔

تم فلاسفر تو ہو گئے لیکن یہ نہیں تم جانتے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہاں ہو
اور کیا ہو۔ اپنی ان سینکڑوں کتابوں اور اوراق کو آگ میں جھونکو۔ اور
اپنا دل اور رُوح اس پیارے کی طرف لگاؤ۔ اپنے دل کے اندر تمہیں
کسی کتاب یا اُستاد یا اتالیق کی مدد کے بغیر نبیوں کا علم تم پاؤگے (مولینا روم)

یونانیوں کے فلسفہ میں تو کہانتک اپنا وقت ضائع کریگا۔ اور
اس میں محنت کریگا؟ اور ایمانداروں کے فلسفہ کو بھی پڑھ۔

صرف و نحو کے جھگڑوں میں ساری عمر تو نے ضائع کی۔ آ اور محبت کا
بھی ایک کلمہ سیکھ محبت کے علم کے سوائے کوئی دوسرا علم نہیں۔ اس کے
علاوہ جو کچھ ہے وہ شیطان کی مکاری ہے (بہاء الدین)

جسمانی لوگوں کا علم ان کیلئے ایک بوجھ ہے۔ دل سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا علم ان کے روحانی ارتقا کا موجب ہے +

دل کا علم۔ یہ ایک صدری دوست ہے جسم کا علم یہ ایک سانپ ہے۔ (مثنوی)

تو اپنی خواہشات کی کوٹھڑی سے ابھی باہر نہیں آیا۔ کس طرح تو صداقت کے رستہ کو پانے کی اُمید کر سکتا ہے +

اِس پیارے کا حسن کسی حجاب کے اندر نہیں۔ جس سے وہ چھپ جائے۔ ہاں اسکو پانے کے لئے تجھے اپنے رستہ میں سے خاک کو دُور کرنا چاہئیے +

یہ عظیم الشان ہستیاں جن کی قدر کرنی چاہئیے مجسم صداقت تھے۔ اور ان کی صداقت میں ذرا بھی کمی نہ تھی۔ وہ خالی ظاہری رسوم کی ادائگی اور شریعت کی ظاہری پابندی کے جسکے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ تردید کرتے ہیں حق پر تھے۔ خود قرآن کریم بھی ایسی ظاہری رسُوم کو پسند نہیں کرتا۔ دن میں پانچ مرتبہ نماز کا پڑھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ باوجود اسکے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ کہ ارءیت الذی یکذب بالدین فذالك الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اس شخص کو جو دین کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے۔ جو یتیم کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دلاتا۔ پس افسوس ہے۔ ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں + (سورہ ماعون)

رسمی نماز کوئی نماز نہیں۔ نماز وہ ہے۔ جو رُوحانی کمال تک پہنچائے۔ اس کے بغیر یہ ایک بے حقیقت چیز ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ الصلوة معراج المؤمن۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ معراج کے معنی سیڑھی ہیں۔ گویا نماز کے ذریعہ ایک مومن روحانی زندگی کے اعلےٰ مراتب کی طرف عروج کرتا ہے۔ ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت ہے۔ کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ہے کہ اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جسکے گھر میں ایک نصفا پانی کی نہر بہتی ہو۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ وہ اسمیں غسل کرتا ہے۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی حال اس شخص کا ہے

ہے۔ جو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے۔ یہ ہے اصل حقیقت اور قدر و قیمت ان مذہبی رسوم کی جب انہیں اپنے اصل طریق پر ادا کیا جائے اور ان کی حقیقی رُوح کو قائم رکھا جائے۔ اگر جسمانی حالات کو دیکھا جائے تو وہاں بھی اس امر کی قدر و منزلت پورے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ جسمانیات میں بھی کسی نتیجہ کو پانے کیلئے جسمانی حرکات اور مختلف اشکال اختیار کرتے اور منہ سے لفظ بولنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ چیزیں ہمارے دماغ پر ایک خاص اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہتیں۔ اسلئے ایک نتیجہ کو پاتے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے عبادت الٰہی میں بھی حرکات و سکنات اور جیسے جسم کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے غذا کا ہونا لازمی ہے۔ اسلئے ان عظیم الشان رُوحانی رہنماؤں نے اگرچہ ہر چیز کی حقیقی رُوح پر بہت زور دیا لیکن کبھی بھی احکام شریعت کی پابندی سے انحراف نہیں کیا۔ احکام شریعت کی وہ صورت جو لفظ پرستوں نے اختیار کی رُوحانی تنزل کا موجب ہوئی۔ مگر صحیح روحانی نشو و نما اور ترقی کیلئے احکام شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ جس بات کی در اصل ضرورت ہے وہ شریعت کی اصل رُوح کو مد نظر رکھنا اور اسی کو منتہائے مقصود قرار دینا ہے تاہم صوفیوں کی اسباب نے بہت لوگوں کیلئے یہ موقع پیدا کر دیا۔ کہ وہ احکام شریعت کی جکڑ بندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لیں۔ بہت سے کاہل اور سست لوگ جن کیلئے شریعت کی اعلیٰ درجہ کی باقاعدہ اور متواضعانہ زندگی ذرا دشوار تھی تصوف کے حلقہ میں جا گھسے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ اس مفید تحریک اور سلسلہ نے بہت بُری شکل اختیار کر لی عام لوگوں میں جنہوں نے شریعت کی جکڑ بندیوں سے نکلکر حلقۂ تصوف کو جائے پناہ قرار دیا تھا۔ اس مقدس سلسلہ کی اصل حقیقت گم ہو گئی۔ یہ تحریک در اصل بعض اسباب کے خلاف احتجاج کے رنگ میں پیدا ہوئی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ خود بہت بُری رسمیات کا موجب بنگئی۔ لفظ پرستی نے پھر اصل رُوح اور مغز کی جگہ لیلی۔

کچھ عرصہ بعد بعض عجیب و غریب اختلافات وضع ہو گئیں۔ جیسے ورد اور وظیفہ وغیرہ جن کا منشا بعض پاکیزہ الفاظ کو بار بار دوہرانا ہے۔ ایسا ہی پیر اور مرید یعنے روحانی رہنما اور اس کا پیرو سلسلہ یعنے روحانی اولاد اور سجادہ نشین یعنے وہ جو پیر کی گدی پر بیٹھتے ہیں۔ سجادہ اور تسبیح۔ سرور اور وجد۔ ذکر بالجہر اور ذکر خفی۔ درویشی اور فقیر۔ حال مست۔ ملنگ۔ قطب۔ ابدال۔ ولی۔ سالک۔ سر (راز) اور اور اسی قسم کی بہت سی اصطلاحات ہیں صوفیت کی اس خاص عمارت نے غزالی۔ رومی۔ حافظ اور دیگر بڑے بڑے صوفیوں کے خیالات کو ملیا میٹ کر دیا۔ ان جلیل القدر انسانوں نے مسلمانوں کو اسلامی سادگی کی طرف واپس لیجانا چاہا تھا لیکن وہ جو ان کے بعد پیدا ہوئے۔ وہ تنگ خیالات اور عام طبائع کے لوگ تھے انہوں نے اسلام کی سادہ تعلیم کے گرد رسمیات اور اصطلاحات وغیرہ کا جال بچھانے میں ملانوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ اسلامی دنیا کا عام تنزل بہت حد تک ان صوفی منشوں سے ہوا ہے۔ جو اب بڑی گری ہوئی شکل میں جگہ بہ جگہ پیدا ہو چکے ہیں۔ ان تمام لوگوں پر جو اسکے اثر کے نیچے آئے ایک کاہلانہ رو دوڑ گئی۔ اس زندگی کی قدر و قیمت کیا ہے ایک صوفی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُخروی زندگی کو مدنظر رکھے۔ اس موجودہ زندگی میں جو کچھ اسکے سر پڑتی ہے۔ اس پر اسے قانع ہونا چاہئے۔ اسے صرف اپنے پیر کی مرضی کو مدنظر رکھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو مخفی تعلق ہے محض اسی ذریعہ سے اسے ایک خاص عزت اور حیثیت حاصل ہو جائیگی۔ یہ وہ خیالات ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اخلاقی طاقت جو کسی وقت ایک مردانہ مشقت اور جد و جہد سے پیدا ہوئی تھی دب گئی۔ اسلامی زندگی کے بجائے جو کوشش اور جد و جہد سے پیدا ہوتی ہے ایک نہایت بری سکنت اور بیجا قناعت کی زندگی پیدا ہو گئی اسلام کا کھلا اور عام فہم ضابطۂ زندگی ایک جاہل پیر کے خیالات کے نیچے دب گیا۔ تاہم

حقیقت یہ ہے۔کہ تصوف جسکو صحیح طور پر جلیل الشان رُوحانی پیشواؤں سے نے اختیار کیا۔اور اس پر عمل کرکے دکھایا قرآن کریم کی تعلیم میں موجود ہے۔اور درحقیقت اسلامی رُوحانی زندگی کا اعلےٰ نصبُ العین ہے۔قرآن کریم کے مُطابق مکالمۂ آلہیہ اب بھی ایک ایسا نظام ہے۔جس سے ایک نیک پاک انسان کو ممتاز کیا جاتا ہے۔چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا

پھر فرمایا۔ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔

وہ لوگ جنہوں نے کہا۔کہ ہمارا ربّ اللہ ہے۔اور پھر اس پر مستحکم ہو گئے اُن پر فرشتے نازل ہوتے اور انہیں کہتے ہیں۔کہ تم مت ڈرو اور نہ خوف کھاؤ۔اور تمہیں خوشخبری ہو اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا

الہام الٰہی اب بھی ہوتا ہے۔اور ایک صاف اور پاکیزہ دل کو مُنوّر کرنے کے لئے ہمیشہ آتا رہیگا۔اور جہاں تک تصوّف کا اس عظیم الشان صداقت کے ساتھ تعلّق ہے۔وہ عین اسلام ہے۔اسکے ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا ضروری ہے۔کہ اپنے آپ کو پاک اور صالح بنانے کے لئے جو ایک شخص کے مکالمۂ الٰہیہ سے مشرف ہونے کے لئے ضروری ہے۔اسلام نے کوئی ایسی ریاضتیں وغیرہ تجویز نہیں کیں۔جو نام نہاد تصوّف میں ضروری سمجھی جاتی ہیں۔اسلام میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی رستہ ہے۔جسمیں پاکیزہ عملی زندگی۔ادائیگی فرائض و دیانت و امانت۔خوشدلی اور سخاوت کی ضرورت ہے۔انسان صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہے۔اسے چاہئیے کہ وہ ان صفات اور استعدادوں کو عملی رنگ میں ظاہر کرے۔اور ان کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔جب تک کہ اپنی روزانہ عملی زندگی کو ان کے مطابق نہ بنایا جائے۔اس سے اللہ تعالیٰ کا نُور

اسکے قلب کے آئینہ پر پڑیگا۔ جس طرح آفتاب کی روشنی ایک مُصفّا شیشہ پر پڑتی ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ الدُّنیا مزرعۃُ الاٰخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور اسلئے یہ روزانہ زندگی ہی ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اپنی روحانی ترقی اور بہبودی کا بیج بو سکتے ہیں۔ وہ چیز جو ہمیں اپنی زندگی کے اعمال سے بری الذمّہ کرتی ہے جسمیں ہمیں اس علیم وحکیم ہستی نے ڈالا ہے وہ محض دھوکا فریب اور سراب ہے۔ کوئی کھیتی نہیں جس کو ہم کاٹ سکیں۔ کوئی عملی زندگی نہیں۔ نہ کوئی روحانیت ہے۔ اس لئے ایک سچا صوفی وہی ہے۔ جو ایک شاندار مکمل جذب و طاقت رکھے۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکیزہ جلیل القدر اور معزز زندگی بسر کرے وہی شخص سچا مُسلمان ہے +

---

# اسلام البانیا میں

عنوان بالا کے ماتحت "نیر ایسٹ" نے اپنی ۳۰۔ اگست کی اشاعت میں ایک ایسی خبر شائع کی ہے۔ جو ایک سچے مسلمان کو بیچین اور متردد کرنیوالی ہے۔ اس خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ البانیا کے سُنّی اور بکتاشی فرقوں کے مسلمانوں کی ایک کانگرس منعقد ہوئی ہے جسمیں ایک تو البانیا کے اندر مذہب اسلام کی پوری آزادی کا اعلان کیا گیا۔ دوسرے خلیفہ کے اقتدار اور اختیارات سے بکلی روگردانی اور انکار کیا گیا ہے۔ اور البانیا میں جہاں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے خلیفہ کا نام لینا ترک کر دیا گیا۔ تیسرے یہ کہ مسجدوں کے اندر نماز کو ایک خاص طریق سے ادا کرنے پر غور ہو رہا ہے۔ یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے (جیسی کہ اس ملک میں ہے) ان تمام باتوں کو منظور کر لیا ہے۔ اس نے مسلمان ہائی کونسل کو جسے کانگریس مذکور نے مقرر کیا ہے

باضابطہ طور پر البانیا کا سب سے بڑا مسلمان حاکم تسلیم کرلیا ہے۔ اور یہ بھی اس سے پتہ لگتا ہے کہ کونسل مذکور نے سب سے پہلا کام جو کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس نے عورت کو پوری اجازت دیدی ہے۔ کہ پبلک میں وہ بغیر پردہ کے بے تحاشا پھر سکتی ہیں +

البانیا کی اس حرکت کی تہ میں ممکن ہے کہ مسٹر ولسن کی حکومت خود اختیاری کی تعلیم کام کررہی ہو جس کی مثال میں مغرب کے بے شمار "آزاد" (Free) اور دوسرے کلیساؤں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ عجیب و غریب مفہوم جو اینگلو سیکسن قوم نے "ملکی مذہب" کے نام سے قائم کررکھا ہے جس کی مثال میں کلیسائے انگلستان کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس تمام تحریک میں بطور بنیادی خیال کے کام کررہا ہو +

جیسا کچھ بھی ہو۔ ایک بات دردناک طور پر عیاں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مغربی خیالات اور مغربی اثر ایک ایسے دائرہ کے اندر داخل ہونا شروع ہوگیا ہے۔ جہاں اسکے لئے کوئی جگہ نکل نہیں سکتی۔ اس کا نتیجہ اگر خلاف مذہب نہیں۔ تو بہت بڑا ضروری ہے۔ یہ لازمی طور پر افسوسناک نتیجہ ہوگا۔ وقتاً فوقتاً دیگر حصص عالم کے مسلمانوں کے متعلق بھی ایسی ہی خبریں ہمارے سننے میں آتی رہی ہیں۔ مگر آجتک ان کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ اور ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ موجودہ خبر بھی غلط ثابت ہو۔ آخر کار اس کا اثر اور فائدہ کیا ہے +

عیسائیت کے بیشمار فرقے اور شاخیں اور اس کے ملکی مذاہب جنکی ویسی ہی پورے طور پر حفاظت کیجاتی ہے جیسے دشمن ممالک کی سرحدوں کی اس مذہب کی ناکامی کا نشان قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ اسکی عمارت کے اندر دراڑوں کے نمودار ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اسکی بنیادیں مضبوط نہیں۔ ان دراڑوں کی موجودگی کا ان لوگوں کو دلی افسوس ہے جن کے ہاتھوں میں باقاعدہ طور پر کلیسیا کا انتظام ہے۔ فی الحقیقت ان لوگوں کے لئے یہ نہایت درجہ پریشانی کا موجب ہیں یہ

ان ڈگمگاتی ہوئی دیواروں کو مرمت کرنے اور انہیں پیچ لگانے نہایت شاندار اور جذب و کشش رکھنے والے نقش و نگار سے اس شکست و ریخت کو جو خوبصورت گھڑے ہوئے سنگ مرمر اور شاندار سنگ موسیٰ کے پیچھے آئے دن ہوتی رہتی ہے چھپانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پبلک زندگی اور اعلےٰ درجہ کا علم و فضل رکھنے والے نیک لوگ کتابوں پر کتابیں اس غرض سے لکھتے ہیں۔ کہ ہر قسم کے معلوم اور غیر معلوم منطقی اور عام عقلی دلائل سے اسبات کو ثابت کریں۔ کہ کلیسیا کی دیواریں نے الحقیقت ڈگمگانے والی نہیں نہ وہ شکستہ اور ٹوٹی ہوئی ہیں۔ نہ ہی کوئی اور ایسی صورت واقع ہوئی ہے۔ بلکہ اُن کی تعمیر نہایت پختہ ہے۔ اور کوئی ایسی بات جو اسکے خلاف نظر آتی ہے وہ صرف ایک معمولی سا دھوکا ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اس کے خلاف اسلام کی دیواریں تیرہ سو سال سے سیدھی کھڑی ہیں۔ ایک خدا اور ایک ہی مذہب اسمیں پایا جاتا ہے۔ اسکی تعلیم نہ مختص الوقت ہے۔ اور نہ اسمیں ایسے اختلافات کی گنجائش ہے۔ جن سے سفلی حد بندیاں قائم ہوکر ایک قوم دوسری سے جُدا ہو جاتی ہے۔ اس ہاتھ کو کیا کہا جائیگا۔ جو ایسی شاندار اور بے شگاف عمارت کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی کوشش کرے۔ کیا کہا جائیگا۔ اس آنکھ کو جسکو اسکی شان و شوکت اور جذب و کشش زوال پذیر نظر آتی ہے۔ اور وہ اسکو اپنی بربادی کا پیش خیمہ سمجھتی ہے۔ اور ایک مرتے ہوئے عقیدہ اور مذہب کی حالت نزع سے عبرت حاصل کرنیکے بجائے اس کو اپنے لئے نمونہ یقین کرتی ہے ÷

ہم اپنے البانوی بھائیوں سے جس امر کیلئے نہایت خلوص دل سے اور کسی دشمنی اور ملامت کے بغیر درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ پیشتر اسکے کہ وہ ایسے راستہ پر چلیں۔ جس کا نتیجہ کوئی بتا نہیں سکتا سوائے اسکے کہ اس سے ہمارے پاک مذہب کو نہایت خطرناک اور ناقابل علاج نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ انہیں چاہئے کہ تھوڑی دیر ٹھیر جائیں۔ اور اسبات کو صبر اور سکون کے ساتھ سوچیں۔ ایک چیز تو

برباد کر دینا آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اسے بنایا جائے۔ اور ایک بُری مثال کے خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اثر اور طاقت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے +

ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم مغرب کی مذمت اور تحقیر کریں مشرق اور مغرب دونوں کے اندر اچھی اور عمدہ باتیں موجود ہیں جنہیں اگر وہ ایکدوسرے کی ہمسری کریں تو نہایت عمدہ بات ہے لیکن مذہب کے اندر اور بالخصوص اسلام میں نہ مشرق کو ترجیح ہے اور نہ مغرب کو اور نہ مذہب کی ابدی صداقتیں ہی اس قابل ہیں کہ انسان کو کسی زمانہ اور مقام کا تابع کیا جائے +

البانیا میں مذہب اسلام کی پوری آزادی کے الفاظ کیا معنے رکھتے ہیں اگر ان الفاظ کا مطلب کسی رنگ میں دنیا جہان کے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرنا ہی تو ایسی "آزادی" رکھنے والا مذہب کسی طرح بھی اسلام نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اتفاق و اتحاد ہی اسلام کا اصل الاصول ہے +

"مساجد میں نماز کی نئی طرز اختیار کرنے پر مجبور کرنے کا مدعا سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ البانوی مسلمانوں کو ان کے ان بھائیوں سے جو کُل دُنیا میں آباد ہیں جُدا کر دیا جائے۔ آزادی ایک خوشنما اور شاندار لفظ ہے۔ ایک دودھ پیتا بچہ بھی آزادی چاہتا ہے۔ اور ایک سکول کا طالب علم بھی جو ایک نئی زندگی شروع کرنیوالا ہے۔ اسکی دلی خواہش رکھتا ہی اس سے بڑھ کر جائز طور پر آزادی کی خواہش ایک مظلوم قوم کے اندر پائی جاتی ہی جو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی لیکن ظالم اور ستم رساں حاکم سے آزادی حاصل کرنیکے لئے جان توڑ کوشش کرتی ہے۔ آزادی کی یہ تمام خواہشات نسل انسانی کیلئے طبعی اور فطری ہیں۔ جو اعلےٰ درجہ بھی رکھتی ہیں اور ادنےٰ بھی لیکن کم از کم عقل اور فہم میں آ سکتی ہیں۔ مگر وہ آزادی جو فطری نہیں۔ اور وہ خواہش جو انسانی دل و دماغ سے بالاتر ہے۔ اور ایک ادنےٰ اخلاص اور جوش رکھنے والا آدمی بھی اسکو گوارا نہیں کرتا۔ وہ خدا اور اسکے مذہب سے آزادی حاصل کرنا ہے +

ایک ایسے وقت میں جبکہ تمام مغربی ممالک کے سمجھدار مرد و عورت اسلام کیطرف متوجہ ہو رہے

ہیں۔ اور وہ تسکین اور اطمینان جو اس پاک مذہب سے ایک متلاشی صداقت کو حاصل ہوتا ہے یعنے ایک ایسا ایمان جو عقل و ادراک کو جواب نہیں دیتا۔ ایک ایسی عقل جو مذہب اور ایمان کی دشمن نہیں۔ بلکہ اسکی تابع اور خادم ہے۔ ایک ایسا عقیدہ جو فرضی افسانوں پر مبنی نہیں۔ نہ فرضی توہمات سے مقید ہے۔ جو تیرہ سو سال سے اپنے اس دعوے پر ثابت قدم ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی آواز ہے جو اسکے نبی صلعم کے منہ سے نکلی ہے۔ وہ نبی جو سب کا خاتم ہے۔ اور چونکہ وہ آخری نبی ہے۔ اسلئے وہ تمام انبیاے کرام سے افضل ہے۔ ایک ایسا عقیدہ اور مذہب جو آج بھی صدیوں کے بعد اپنے کروڑ ہا پیروں کے اتحاد کے ذریعہ بیرونی دنیا کو ایک موثر اپیل کرتا ہے۔ ایسے وقت اور ایسے عقیدہ اور مذہب کے ہوتے ہوئے البانوی مسلمانوں کا یہ رویہ مصیبت اور آفت سے خالی نہیں +

# مسیحیت انگلستان میں

## ویسٹ منسٹر کی کلیسیا کے کینن بارنس کے خیالات

(ماخوذ از ایوننگ نیوز لندن)

اسلک (انگلستان) میں مسیحیت کی زندگی معرض ابتلا میں ہے۔ اور وہ نہایت تیزی کے ساتھ جان توڑ رہی ہے۔ عہد حاضرہ کے انگریزوں پر کلیسیاؤں کا کوئی اثر نہیں۔ اور جوں جوں تعلیم پھیلتی ہے عورتیں کلیسیا کو چھوڑتی جا رہی ہیں۔

یہ وہ خیالات ہیں جو چند دن ہوئے میرے سننے میں آئے تھے۔ اور اسی قسم کے خیالات عام طور پر لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ آیا یہ صحیح ہیں؟ اور جہانتک انکی صحت کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کا اصل سبب کیا ہے +

آیئے پہلے اس کا تاریک پہلو ہم دیکھیں۔ عہد وکٹوریہ کی مذہبی روایات کا اب قلع قمع ہو چکا ہے۔ سائنس نے بعض معتقدات کو جن کا مذہبی ایمانیات سے گہرا تعلق تھا۔ تباہ و برباد کر دیا ہے۔ فاضلانہ تحقیقات اور علوم قدیمہ کے مطالعہ

نے بائیبل کے متعلق ایک نیا خیال پیدا کر دیا ہے۔ خیالات کی اِس تبدیلی کی وجہ سے حفاظت مذہب کا قدیم مفہوم اب باقی نہیں رہا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مسیحیت کے موجودہ حامی آج سے ایک دو نسلیں پہلے نہایت ناممکن صورت حالات کو قائم رکھنے میں کوشاں تھے۔ چونکہ یہ لوگ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہُوئے۔ اسلئے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مسیحی مذہب خیالات زمانہ کے نیچے دب گیا ہے۔ میں یقین کامل کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ خیال بالکل غلط ہے لیکن ایک نئی مذہبی رَو پیدا کرنا طول عمل ہے۔ لوگ اس اثنا میں عام طور پر گرجا جانے کو ترک کر چکے ہیں۔ نئے گرجے بہت ہی کم بنتے ہیں۔ اور وہ جو موجود ہیں۔ ان کا بھی بہت بڑا حصہ خالی ہی رہتا ہے۔ یہ نہ صرف کلیسائے انگلستان ہی کا حال ہے۔ بلکہ تمام مذہبی گرجاؤں کی یہی حالت ہے +

اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے۔ کہ اعلےٰ طرز و تعلیم کے نوجوان کافی تعداد میں کلیسیا سٹاف میں نہیں آتے۔ عام لیاقت کے آدمی معمولی اور طفلانہ وعظوں کے سننے کیلئے تیار نہیں۔ اسلئے وہ گولف کھیلتے اخبارات پڑھتے۔ اور مذہب سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اپنے کاروبار۔ اپنے افعال حرکات یا پیشہ وغیرہ میں وہ اپنے ہمجنسوں کے اصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور براہ راست مسیحی اصولوں کے اثر سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہی حال علے العموم عورتوں کا ہے۔ زیادہ قابلیت کے آدمی خود اپنے طور پر مطالعہ اور غور و فکر کرتے ہیں۔ اور پادریوں پر نکتہ چینی اور مذہب سے کنارہ کشی کی طرف زیادہ زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ اور اس طرح سے قوم کے زیادہ قابل افراد ایک ایسی مثال قائم کرتے ہیں جس کی پیروی عام طور پر کیجاتی ہے +

اِس تصویر کا روشن پہلو کیا ہے؟ یہ کہ مذہب کے متعلق بہت ہی کم تعصب پایا جاتا ہے۔ گذشتہ نسل میں جو عصبیت اور سختی موجود تھی۔ وہ قریبًا بالکل مر چکی ہے۔ عام آدمی اب مسیحیت کو ایک قسم کی فیاضانہ رواداری پر محمول کرتے ہیں

ان کا خیال ہے۔ کہ اس مذہب کے ذریعہ صداقت پسند اور روشن ضمیر مرد اور عورتیں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر انہیں افسوس ہوتا ہے کہ ان کا یہ خیال محض فرضی ہے۔ اور واقعات اسکی صداقت پر شاہد ہیں۔ حال ہی میں یعنے مڈلینڈز اور شمالی انگلستان میں بعض لیکچر دیئے ہیں۔ میرے ان لیکچروں کا موضوع ولیسٹ منسٹر ایبے تھا۔ اور بادشاہوں اور کوئینز کا تذکرہ کرنے کے بعد میں نے حاضرین میں سے مذہبی لیڈروں کے تذکرہ کے لئے معافی مانگی۔ اور صاف طور پر کہا۔ کہ میرے نزدیک مذہب ایک قوم کی زندگی کا سب سے زیادہ ضروری عنصر ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت حیرانی ہوئی۔ کہ میری سب سے پہلے لیکچر کے سامعین نے اس پر نہایت زور سے نعرۂ تحسین بلند کیا۔ اسی طرح سے میں نے اپنے ہر لیکچر کے سامعین کا دانستہ اندازہ لگایا۔ اور ہر موقعہ پر وہی نتیجہ برآمد ہؤا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد میں ڈاکٹر البرٹ منیسبرج سے ملا۔ جن کے اس مخلصانہ جوش کیلئے جو نوجوانوں کی تعلیم کے لئے ان کے دل میں ہے۔ قوم ان کی از حد مرہون منت ہے، میں نے ان سے اسبات کا تذکرہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہؤا۔ کہ ان کا وسیع علم بھی میرے ان تجربات کا مصدق ہے۔ قدیم انگریزی مذہبی روایات مر نہیں گئیں۔ بلکہ اسکے سراسر خلاف ان میں زندگی کی روح بھری ہوئی ہے کیسقدر سخت۔ ناقابل فہم اور شاندار صورت میں جس سے تقدس کا اظہار نہیں ہوتا خاندانی زندگی کی تقدیسات سے مل جل کر وہ انگریزی اخلاق کی مضبوطی کا موجب ہوتی ہے ✤

دماغی پریشانی کے زمانہ کے بعد گرجوں کے خالی ہونے کو زوال مذہب کا معیار قرار نہیں دینا چاہئے۔ بقول آرچ بشپ آف یارک ایسے وقت میں جبکہ کلیسیا رو کرتا ہے۔ مذہب لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔" مذہبی روح ہمارے اندر موجود ہے۔ اور اگرچہ میں دل سے چاہتا ہوں کہ گرجے بھرے ہوئے نظر آئیں لیکن ان کو قید خانہ کے بجائے آزاد دیکھنا چاہتا ہوں ✤

عارضی صلحنامہ کے تھوڑی دیر بعد میرا ایک دوست جنوبی آئرلینڈ میں ایک آسٹریلوی سپاہی سے ملاقی ہؤا۔ اور اس سے اس حقیقت نفس الامری پر بحث شروع ہوگئی۔ کہ تمام کی تمام آبادی نماز میں شامل ہوتی ہے۔ آسٹریلوی نے کہا۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ "مذہب کا پھندا انہوں نے اپنی گردنوں میں ڈال رکھا ہے۔ لیکن اس کا کوئی زیادہ فائدہ معلوم نہیں ہوتا"۔ بیرونی ممالک کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ انگریز لوگ سرد مہرا اور غیر مجلسی واقع ہوئے ہیں۔ مذہب کے معاملہ میں انگریزوں کی یہ خاصیت انہیں مخفی حالت میں کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم انگریزی طرز زندگی کو ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ گویا خوشباش اور عیاش لوگوں کا ایک گروہ ہے۔ جنمیں سے زیادہ تر لندن میں پائے جاتے ہیں مذہب کا عملی رنگ اس جھاگ کے نیچے نیم مخفی رہجاتا ہے۔ باوجود اس کے کبھی کبھی روشنی کی ایک چمک نمودار ہو جاتی ہے۔ ایکسال ہؤا میں نے ایک شخص سے جس نے آسٹریا اور اس کے ملحقہ ممالک کا سفر کیا تھا گفتگو کی۔ اس نے نہایت گرمجوشی سے ہمارے امدادی کام کی تعریف کی۔ اور پھر ایک ظریفانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "آپ کو معلوم ہے۔ کہ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ہم تمام انگریز لوگ کو ایکرز (Acres) ہیں اور اپنے قومی مذہبی جوش کے متعلق غیر محدود فخر رکھتے ہیں +

جہانتک میرا خیال ہے۔ کہ انگلستان میں مذہبی زوال زیادہ دیرپا نہیں ہوگا۔ جنگ نہایت بُرے وقت میں چھڑی۔ جس سے گھبراہٹ تلخی اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات ایسے وقت میں پیدا ہوگئیں جب ہمیں اطمینان اور تسکین کی ضرورت تھی۔ جس کے اندر ممکن تھا کہ مسیحیت مروجہ علوم کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لیتی۔ اسلئے جنگ جو ہمیشہ عمدہ مذاہب کے لئے نقصان کا موجب ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر دوسری مشکلات اور نقصان کا باعث ہؤا۔ تاہم ہمارے اندر اسباب تھا

ایک ہلکا سا احساس پایا جاتا ہے۔ کہ مسیحیت نے انسانی زندگی کی بڑی ہی قدر افزائی کی ہے۔ ہر ایک نسل کے اندر سوچ وبچار رکھنے والے مرد اور عورتیں یہ سوال پیش کرتی ہیں۔ کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا؟ میں اس جگہ کیوں ہوں؟ میرے فرائض اور انجام کیا ہیں؟ ان سوالات پر وہ غور وفکر کرتے اور عقل وفہم کو کام میں لاتے ہیں۔ جس طرح انسان لکھوکھہا سالوں میں بتدریج حیوانیت سے ترقی کر کے پیدا ہؤا ہے۔ اور اس نے انسانی تہذیب بنائی ہے۔ اسکی یہ تہذیب مکمل نہیں ہو سکتی۔ کہ لوگ اناجیل کے خیالات کو اپنا نصب العین نہ بنائیں۔ لیکن مسیحی اصولوں کی موجودگی اور ان کی خوبیوں کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ کائنات کے متعلق مسیحی نقطہ نظر کو تسلیم کیا جائے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ۔ آزادی اور انسان کے عدم فنا کو ماننا ضروری ہے۔ اگر جنگ عظیم جسمانی علوم اور علم کیمیا کی طاقتوں کے اندھا دھند استعمال سے پیدا ہوئی۔ تو اس کائنات کو ایک ناقابل فہم دل لگی سمجھنا چاہئیے۔ اور اس اصول کو اپنا مطمح نظر بنانا چاہئیے۔ کہ کھاؤ اور پیو کیونکہ کل تم نے مرنا ہے!! لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کا یہ یقین ہے۔ کہ انسانی زندگی کے کچھ معنے ہیں۔ وہ معنے ہمیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ جب ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ انسان کو ایک رُوحانی ہستی نے رُوحانی نتائج کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے ہم اس قدیم صداقت تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا مقصود ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کی اس ابدی سکیم میں ایک خاص حیثیت اور قدر وقیمت ہے۔ لیکن جہاں انسان مسئلہ ارتقاء کے حقائق پر غور وفکر کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے نیک خیال کو ترک کر دیتا ہے۔ وہ ذات پاک اگر محبت ہے۔ تو وہ سخت بھی ہے۔ لوگ اُسی کو کاٹتے ہیں۔ جو کچھ وہ بوتے ہیں خواہ وہ یہاں ہو۔ یا اُخروی زندگی میں حال ہی میں ایک یونیورسٹی کے اندر

دوران مباحثہ میں ایک نوجوان سے یہ سوال کیا گیا۔ کہ دوزخ کو تم کیونکر مان سکتے ہو؟ اس نے کیا خوب جواب دیا۔ کہ میں نے چند ماہ فلیسنڈرز (میدان جنگ یورپ) کی خندقوں میں بسر کئے ہیں"۔ مخلصانہ سوچ و بچار سے ایک نیا مذہبی تیقن پیدا ہو جاتا ہے۔ ذو معنی اور مبہم جمع اطمینان کا موجب نہیں ہو سکتے۔ کلیسیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں یہ انگلستان کی قدیم اور شاندار مذہبی روایات کی تجدید ہے۔ جو بیسویں صدی کی غور و فکر کے نتائج سے مطابقت رکھتی ہے۔

# اقتباس از ینابیع المسیحیت

یا

# سراج ہدایت

ذیل میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کی اس شہرہ آفاق کتاب کا دیباچہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ جس نے مسیحی کیمپ میں کھلبلی ڈالدی ہے۔ اور انشاءاللہ کلیسی عقائد کو پاش پاش کرنے میں یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی۔ ضرورت ہے۔ کہ کہ اس کتاب کی کثرت سے عیسائی حلقہ میں مفت اشاعت ہو۔ بہت سے مخلص احباب نے اس کتاب کی مفت اشاعت کیلئے ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ مترجم

## صدائے صوت مکۂ مکرمہ

شان ایزدی! مذہب تو مختلف افراد انسانی میں ایک واسطہ مشترکہ ہو کر محبت و اتحاد پیدا کرنے آیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہی نسل انسانی میں باعث نفاق و شقاق ہو گیا۔ انسان مدنی الطبع واقعہ ہوا ہے۔ اس کا تمدن اسکی تہذیب باہمی اتفاق و اتحاد پر مبنی ہے۔ قومی مشارکت یا لسانی مجانست اتفاق و اتحاد کی وہ طاقت ہرگز اپنے اندر نہیں رکھتی جو اشتراک ملیہ میں موجود

ہوتی ہے۔

اگر مذہب خدا کی طرف سے تھا۔ تو ضرور تھا کہ ہر ایک قوم کو ایک ہی شکل میں دیا جاتا۔ اور کوئی قوم اس برکت سے خالی نہ رہتی خصوصاً ان ایام میں جب مختلف انسانی طبقوں میں میل جول کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا رب العالمین نے جسمانی پرورش کے لئے نہ تو کسی خاص قوم کی طرفداری کی۔ نہ کسی سے بخل کیا۔ جو کچھ ایک قوم کو دیا وہی دنیا کی سب قوموں کو دیا ایسے خداوند کی ربوبیت تامہ اسبات کی ہی مقتضی تھی کہ اسکی طرف سے وہ مبارک چیز جس کا نام مذہب ہے ہر ایک انسان کے حصہ میں یکساں آئے بات تو یہ صاف تھی۔ لیکن دنیا کی مشہور الہامی کتابوں میں سے اگر کسی کتاب نے اس صداقت کو تعلیم کیا تو وہ قرآن کریم ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں اخوت و اتفاق پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کیا تعلیم ہو سکتی تھی۔ کہ دنیا میں ہر قوم کی طرف خدا کے نبی آئے۔ دنیا کے سب مذاہب اپنی اصلی ہیئت و صورت میں ایک ہی سرچشمہ سے نکلے۔ اور ایک ہی تعلیم لائے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ایک ہی چیز سے نسل انسانی کی جسمانی پرورش کی۔ تو یہ بھی ضروری تھا کہ روحانی پرورش بھی ایک ہی طریق سے ایک ہی چیز سے ہو۔ قرآنی تعلیم نے اسمعاملے میں دل مسلم کو ایسا وسیع کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی مذہب کو اسکی ابتدائی حالت میں انسان کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ بلکہ اُسے رب واحد کی طرف سے سمجھ کر اپنے آپ کو اس کا مطیع قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح انسانی فسادات کی پہلی بنیاد کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ ہم سب ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔ اور ایک ہی سرچشمہ سے ہمیں زندگی کا پانی پلایا گیا ہے۔ لیکن انسانوں نے اس مصفا اور پاکیزہ پانی کو جو وحی الٰہی کی شکل میں خدا کی طرف سے سب کیلئے یکساں نازل ہوا۔ مختلف آمیزشوں سے گدلا کر دیا۔ جو انسانوں میں فساد اور اختلاف کا باعث

ہوگیا۔ اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر خدا سب کا ہے اور وہ بالضرور سب کا ہے۔ تو یہ حقیقت بدیہی ہے۔ کہ سب کی طرف خدا کا ایک ہی مذہب آنا چاہئے۔ چنانچہ اسی صداقت کی طرف قرآن کریم ذیل کے الفاظ میں اشارہ فرماتا ہے :-

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں "ہمیں اپنی الوہیت کی قسم ہم نے تو تجھ (نبی صلعم) سے پہلے ہر قوم کی طرف رسول بھیجدیا۔ لیکن شیطان نے لوگوں کے اعمال کو (جو منشاء الٰہیہ کے مطابق تھے) ان کی نگاہ میں خوبصورت کر دکھایا۔ آج وہی ان کا ولی ہے۔ اور یہی باتیں ان کے لئے موجب عذاب ہوگئیں۔ انسانوں میں طرح طرح کے اختلاف پیدا ہوگئے۔ اسی لئے ہم نے یہ کتاب (قرآن شریف) تمہاری طرف بھیجی ہے۔ کہ کھلے کھلے دلائل کے ساتھ ان اختلافات کو مٹا دیا جاوے" اور سب کو اصلی مذہب جو قدیم سے ایک ہی تھا اور ایک ہی صورت میں خدا کی طرف سے ہر جگہ آیا جمع کر دیا جائے +

یہ کسقدر سچی صداقت ہے کسی قوم یا کسی انسان کو خدا تعالیٰ پر کیا حق حاصل ہے کہ وہ تو خدا سے راستہ پائے اور دوسرے اس سے محروم رہیں اور اگر سچی حقیقی راہ فلاح و نجات کی ہے تو سب کے لئے ایک ہی ہونی چاہئے اور قرآن مجید کہتا ہے کہ سب کے لئے ایک ہی ہے لیکن آج یہ مختلف مذاہب میں جو اختلاف عظیم ہے۔ اس کا باعث انسان کے سوا اور کون ہے؟

یہ امر بھی ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت انسان کو صحیح راستہ بتائے لیکن جب انسان اپنی غلط کاری سے وہ راستہ کھو بیٹھے یا اسکی شکل و صورت

بدل دے۔ تو وہ ہادیٔ حقیقی خاموش رہے۔ اور انسان کو غلطی پر قائم رہنے دے۔ اسی طرح یہ امر بھی اس کی شان توحید سے دور نظر آتا ہے۔ کہ وہ پہلے تو ایک راہ ہدایت تجویز کرے۔ پھر ہزاروں برس کے تجربہ کے بعد وہ راہ جب اُسے مفید نظر نہ آئے تو اسکی جگہ ایک اور راہ تجویز کرے جیسا کہ کلیسا کی تعلیم ہے۔ یہ تو اس کے علم ازلی پر ایک بدنما دھبہ ہے +

ان منطقی قضایا کا جن میں در اصل ہم نے کل مذاہب دیگر پر ایک مختصر سا تبصرہ کر دیا ہے۔ لازمی نتیجہ یہی ہے۔ کہ اگر شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت پر دنیا، مذہب میں اس قدر اختلاف عظیم تھا کہ ایک مذہب دوسرے مذہب سے بالکل برعکس تھا۔ تو ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خاتم النبیینؐ کے ذریعے از سر نو مذہب حقہ کو اپنی اصلی حیثیت و شکل میں تعلیم کرے۔ چنانچہ اس برگزیدہ انسانؐ نے سرچشمۂ ہدایت سے اسی مذہب کو پایا جو ان سے پہلے نوحؑ سے لے کر سید نا مسیحؑ تک ہر قوم و ملت کو دیا گیا۔ اس نے سب سے پہلے ان قوموں کو مذہب کی طرف دعوت دی جنہیں ایک نہ ایک وقت خدا کی طرف سے کوئی کتاب پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ اس وقت ایک طرف تو کتاب اللہ کو محرف کر چکے تھے۔ دوسری طرف حقیقی راستے سے دُور چلے گئے تھے۔ اسلئے اس نے الفاظ ذیل میں کُل اہل کتاب کو حقیقی راہ کی طرف بُلایا۔ فرمایا :-

قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ - کہو اے خدا کی کتاب والو ہم کیوں ایکدوسرے جھگڑنے اور تنازعہ کریں کیوں نہ ایک ایسی بات پر جمع ہو جائیں جو ہم سب میں مشترک اور متحد ہے۔ ہم خدا کے سوا کسی کی فرمانبرداری نہ کریں اسکے ساتھ کوئی شریک ہی نہ ٹھیرائیں اور اسکے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائیں +

اللہ اللہ کس قدر سیدھی صاف اور بے نفسانہ تعلیم ہے اور غور کرو تو کل فلسفہ زندگی کا نچوڑ ہے۔ آنحضرت صلعم یہ تو نہیں کہتے کہ جو میں کہتا ہوں مجھ کو یا میرا تجویز کردہ مذہب قبول کرو۔ خدا کی فرمانبرداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیا علوم جدیدہ ہماری معاشرت اور ہمارے تمدن نے اس مذہب کی تصدیق نہیں کی۔ اسی مذہب کا نام اسلام ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے قوانین پر چلنا جسمانیات میں سائنس نے ہمیں اُن قوانین کا پتہ دیا جو خدا تعالیٰ نے نظام عالم کے چلانے کے لئے بنائے۔ ہم مجبوراً ان قوانین پر چلتے ہیں۔ ان قوانین پر چلنے کا نام اسلام ہے۔ اس موضوع پر میں آگے چل کر کچھ لکھونگا خلاصۃً یہاں اسی قدر کہتا ہوں کہ کائنات کی ہر ایک چیز اور اسمیں انسان بھی شامل ہے اپنے نشوونما پانے کے لئے اور اپنے جوہر مضمرہ کو کمال تک پہنچانے کے لئے مقررہ اور لاتبدیل قوانین کی اطاعت پر مجبور ہے۔ سائنس نے اپنی ہر شاخ میں اسی امر پر مُہر صداقت ثبت کی ہے۔ ہر شعبۂ زندگی میں انسان کا یہی مذہب ہے جسمانیات میں یا ذہنیات میں اگر ان قوانین کو انسانی مشاہدے اور تجربے نے دریافت کرلیا ہے تو اخلاقیات اور روحانیات میں الہام الٰہی نے قوانین آلہیہ کی طرف انسان کی رہنمونی کی ان قوانین پر چلنے کا نام خواہ جسمانیات میں ہو یا روحانیات میں عربی زبان نے اسلام تجویز کیا ہے۔ ہم اس طریق سے انحراف کر سکتے ہیں ہمارا ان معنوں میں اسلام سے منحرف ہونا تباہی اور ہلاکت کو خریدنا ہے اس حقیقت کو کیسے سیدھے اور صاف الفاظ میں قرآن مجید نے چند آیات کے ذریعے بیان کردیا

"اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ"۔ "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ"۔ خدا کی راہ (قوانین آلہیہ) کو چھوڑ کے یہ کس دین کی تلاش میں ہیں دیکھتے نہیں کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ طوعاً و

کر رہا اس کے قوانین کی اطاعت کر رہے ہیں۔ خدا کا دین تو اسلام (اطاعت قوانین الٰہیہ) ہے پھر جو چاہے اسلام (اطاعت قوانین الٰہیہ) کو چھوڑ کے دیکھ لے اس کا یہ فعل مقبول نہ ہوگا۔ وہ نقصان اُٹھائیگا +

کوئی ہے جو اس صداقت سے عملاً انکار کرے۔ اور آنِ واحد میں اسکی زندگی کا خاتمہ نہ ہو۔ یہی مذہب یہی بات خدا کے کُل نبیوں نے تلقین کی۔ لا الٰہ الا اللہ کی یہی حقیقت ہے۔ اہلکتاب کو اسی حقیقت کی طرف بلایا گیا ہے +

تیرہ سو برس ہوئے جب یہ آواز **وادیٔ فاران** سے آئی اس صدائے عام کے جواب میں لکھوکھا نہیں کروڑوں اہلِ کتاب نے لبیک کہا وہ داخل اسلام ہوئے۔ اِس طرح اسلام نے آہستہ آہستہ ایک عالمگیر اخوت پیدا کرکے ایک بڑے حصّہ دنیا کو فساد و نزاع سے بچالیا۔ مشرق میں بہت جلد یہ سیدھا سادہ اور مختلف پیچیدگیوں سے پاک مذہب قائم ہوگیا لیکن مغرب تک یہ باتیں نہ پہنچ سکیں۔ آج مغرب و مشرق کا باہمی تباین اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس سے دنیا کے امن میں سخت خلل واقعہ ہو رہا ہے۔ اس نفاق و شقاق کا موجب بہت سے سیاسی امور بتائے جاتے ہیں لیکن واقعات حاضرہ نے اس امر کو ثابت کردیا ہے۔ کہ دراصل ان سب کی تہ میں مذہبی اختلاف ہے۔ اگر ملّی تنازعات ختم ہو جائیں تو باقی وجوہ اختلاف کا کسی صحیح مفاہمہ کے ذریعے فیصلہ پالینا کوئی امر مشکل نہیں۔ آئرلینڈ کے فساد اس کی بہترین مثال ہیں اختلاف مذہب نے ہی اس ملک کو تباہ کر رکھا ہے۔ دوسری طرف بلگیریا۔ سرویا۔ مانٹینگرو و یونان۔ آج کل کے نئے پیدا شدہ ذیقوسلاف۔ یہ سب کی سب مختلف قومیں ہیں تمدن۔ اخلاق۔ تہذیبیں ایکدوسرے سے جُدا ہیں۔ امور تہذیب و تمدن میں ان میں سے بعض کا درجہ نہایت ہی ادنےٰ ہے۔ بالمقابل ترکوں کی تہذیب ان کی انسانیت۔ ان کی شرافت اخلاق کو آج سے بیسیوں سال پہلے یورپ کے بہترین عمائد نے تسلیم کیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ سرویا کے وحشی

ظالم یونانی اور بلغاری تو حقوق مساوات حاصل کریں۔ اور ترکوں کے مطالبات پر تنازعہ ہو میکسیکو جیسی ناتراشیدہ حکومت کو تو اپنی عدالت میں دیگر اقوام مغرب کے مقدمات کی سماعت کا حق حاصل ہو لیکن ترکوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ غیر ترکی لوگوں کے مقدمات اُن کی سماعت میں نہ آئیں۔ اس سارے معاملے کی تہ میں اگر مذہب نہیں تو اور کیا شے ہے +

جنگ عظیم تو ختم ہو گئی لیکن کون نہیں جانتا۔ اس وقت بھی دنیا کے مختلف حصص میں وہ چنگاریاں سُلگ رہی ہیں۔ جو دنیا میں کسی دن آتش عظیم پیدا کر دینگی۔ دنیا جنگ سے تنگ آ گئی ہے لیکن جنگ نسل انسانی کو نہ چھوڑیگی۔ ہاں جنگ بہت حد تک رُک سکتی ہے۔ اگر اسلام اور عیسائیت میں ایک قسم کا برادرانہ مفاہمہ ہو جائے۔ اور اسلام میں ایسے مفاہمے کیلئے بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم سیدنا مسیح کو خدا کا ایک اولوالعزم نبی اور واجب العزت رسُول مانتے ہیں۔ قرآن انہیں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ كَلِمَةُ اللهِ۔ روح اللہ کہتا ہے۔ ہم بلحاظ منصب نبوّت آپ میں اور اپنے نبی صلعم میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور کس طرح کریں۔ جب خدا تعالیٰ کا ہمیں حکم ہے۔ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہم پر اور ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ اور اسکی اولاد پر نازل ہُوا اور ہم اس پر بھی ایمان لائے جو موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور ربّ کے دوسرے نبیوں کو دیا گیا۔ ہم ان میں فرق نہیں کرتے ہم خدا کے تابع ہیں +

اس حکم کے بعد ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔ اگر ہم سیدنا محمدؐ اور سیدنا مسیحؑ میں کوئی

تمیز کریں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہم اپنی محبت مسیح علیہ السلام میں نصرانیوں سے کسی صورت میں کم نہیں ہیں جس وقت ہم آنحضرت صلعم پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ ہم جناب مسیح کو اور دیگر انبیاء کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو ہم ہی جناب مسیحؑ سے حقیقی محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح خدا نہ تھے۔ اور آج تو عیسائی دنیا بھی یہ ماننے کو تیار ہو گئی ہے۔ تو بہت سا جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ کیا اُس پاک وجود کو اُلوہیت کے ساتھ متصف کرنا یا انہیں مدعی اُلوہیت ٹھیرانا ایک قسم کا بہتان نہیں۔ درحقیقت یہ کوئی محبت نہیں۔ اصل محبت یہی ہے۔ کہ ہم اپنے محبوب کو اسکی اصلی حیثیت ہی میں دیکھیں۔ مثلاً ایک شخص کو جو بادشاہ کا بیٹا نہیں اُسے ایسا کہنا محبت کا نشان نہیں! یہ تو دراصل اسکی ذات پر ایک حملہ ہے +

فی الجملہ ایک طرف عیسائی اور ایک طرف ہم۔ جب دونوں گروہ سیدنا مسیحؑ سے محبت رکھتے ہیں۔ دونوں کی محبت کا نصب العین ایک ہی ہے تو پھر کیوں ہم میں فساد ہو۔ کُل تنازعات تو ان کی ذات کے متعلق ہیں۔ کیوں نہ آشتی اور محبت سے اپنے محبوب کی اصلی حیثیت کو متحقق کر لیا جائے۔ اگر عیسائی احباب سے ہمارا کوئی تنازعہ ہے تو صرف اسلئے کہ بہت سی ایسی قدیمی روایات جن کا تعلق پُرانے کُفر و الحاد سے تھا۔ اور جو مسیحؑ سے ہزاروں برس پہلے ایران۔ یونان۔ بابل نینوا کارتھیج سیریا۔ مصر۔ روما۔ میکسیکو کی قصہ کہانیوں میں دائر و سائر تھیں وہ ہمارے پیارے مسیحؑ کے نام منسوب کر دی گئی ہیں۔ کیا ہمیں رنج پیدا نہ ہو کہ جو باتیں دنیا کے قدیمی ملحدوں نے شروع کر دی تھیں یا دوسرے معبودوں کے متعلق بطور عقاید مذہب میں داخل کر رکھی تھیں وہ مسیحؑ کے مبارک مذہب میں آ داخل ہوئیں۔ اصل مسیح کا مذہب تو اسلام تھا۔ لیکن اس کی پاک ہستی بدقسمتی سے مذہب شماسی کا معبود بن گئی۔ میری اس کتاب کا موضوع دراصل یہی ہے۔ جس پر آیندہ صفحات روشنی ڈالینگے۔ لیکن یہاں میں پھر بہ تکرار کہتا ہوں کہ عیسائیوں سے

ہمارا اختلاف محض محبّت اور اخلاص کی بنا پر ہی مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ہم ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔ اور ہم دُنیا میں اپنے باپ کی عزّت و تکریم کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم میں کچھ اختلاف سا پیدا ہوگیا ہے۔ مسیح کے بعض بیٹے (عیسائی) جن وجوہ سے باپ کی تعظیم و تکریم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ باتیں اس کے دوسرے بیٹوں (مسلمانوں) کے نزدیک باپ کے مزیل شان ہیں۔ بس یہی حقیقت تنازعہ ہے۔ اس رواداری کے زمانہ میں جب انسانی اخلاق اس قدر سُلجھ چکے ہیں کہ ہم ایکدوسرے کی مخالف سے مخالف باتوں کو حوصلہ اور صبر سے سُن سکتے ہیں۔ اور ان پر غور کرسکتے ہیں۔ تو پھر کیوں ہم اس امر متنازعہ فیہ کو فراخ دلی کے ساتھ تنہ کرلیں +

ان چند باتوں نے مجھے ان اوراق کے لکھنے پر آمادہ کیا میں اس وقت مکّہ مکرمہ میں بیت اللہ کے سامنے بیٹھا ہوں جہاں سے تیرہ سو برس ہوئے "یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ الخ" کی صدا اٹھی اور نہایت ہی مبارک ثابت ہوئی۔ میں آج اپنی آواز کو اسی مقدس آواز کی ایک صدائے بازگشت سمجھتا ہوں۔ یہ ایک صلح اور آشتی کی ندا ہے جو ایک مسلم دل سے نکلی ہے۔ اور رب کعبہ سے جس کے گھر کے سامنے بیٹھ کر میں نے یہ کتاب لکھوانی شروع کی ہے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس صدائے صوت مکّہ کو مثمر ثابت کرے۔ آمین ثم آمین +

میں یہاں حاجی ارباب احمد علیخان صاحب سب جج پشاور کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں جن سے میں نے یہ کتاب املا کرائی۔ میری صحت ابھی اس قابل نہیں ہوئی۔ کہ میں اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ سکوں۔ احباب میرے لئے دُعا فرمائیں +

مکّہ مکرمہ
۵ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ
مطابق ۹ جولائی ۱۹۲۳ء

خواجہ کمال الدین

# بشریت اور الوہیت مسیح

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

اوائل میں حضرت مسیح کے عقیدہ کی کیا نوعیت تھی۔ اور بعد میں بتدریج اسمیں کیا کیا تغیرات ہوئے۔ اس کا مفصل بیان اس مضمون کے احاطہ سے باہر ہے صرف اسی قدر کہدینا کافی ہوگا۔ کہ موجودہ عیسائیت نے تمام پرانے اعتقادات کو ترک کر دیا۔ اور اب وہ اتنی ترقی کر گئی ہو کہ ایک سے زیادہ خدا ماننے کیلئے تیار نہیں درحقیقت اب عیسائیوں کو تثلیث کا قائل سمجھنا ان کے جدید علم الٰہیات سے لاعلمی کا اظہار کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اب وہ صرف ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت مسیح کو اسی ایک خدا کا مظہر تصور کرتے ہیں +

انسان جو محدود قوتوں کا مالک ہو اسکے لئے ایک لامحدود ہستی کے متعلق علم حاصل کرنا ناممکن ہے۔ انسان محض اپنی معلومات سے صرف اسی قدر دریافت کرسکا ہے کہ ایک لامحدود طاقت ازل سے کام کر رہی ہے۔ جو ہر ایک شے کا مصدر ہو۔ سبب کی تلاش میں ایک اول سبب کو تسلیم کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہمیں اس اول سبب کو لامحدود اور از خود پیدا شدہ ماننا پڑیگا۔ لیکن کیا اس اول سبب کا علم حاصل کرنا ناممکن ہو۔ کیا صحیفۂ قدرت میں ہمیں اس صانع اور علیم و خبیر ہستی کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیا وہ اپنی چند صفات کا اظہار نہیں کرسکتا جو انسانی علم سے بالاتر ہیں۔ اس کے برعکس کوئی عقیدہ رکھنا نہ صرف فلسفہ کے خلاف ہوگا۔ بلکہ اسے لغو تصور کیا جائیگا"۔ یہ الفاظ ایک عیسائی مصنف کے ہیں۔ اور میرے نزدیک یہ ڈین آف کارلزلی کی ان کوششوں سے زیادہ معقول ہیں جو موجودہ زمانہ میں الوہیت مسیح کا عقیدہ منوانے کے متمنی ہیں۔ ڈین موصوف فرماتے ہیں"۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ تعصب کو چھوڑ کر نہایت ٹھنڈے دل سے تاریخی واقعات

اور عیسائیت کی حقیقت پر غور کریں جس کی بنا پر عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس سبب اول نے انسان کو شرف کلام بخشا اور حضرت مسیح کو اپنا مظہر بنایا اس خیال کی اہمیت کو بیان کرنے کے لئے میں یہ کہونگا۔ کہ اگر انسان کی تکمیل محض مادی اشیا سے نہیں ہوئی۔ اور ہمیں نہ صرف و ماغی طاقت ہے۔ بلکہ اخلاقی قوتیں پوشیدہ ہیں۔ اور اگر اسکے اخلاق خداوند تعالی کے اخلاق سے مشابہت رکھتے ہیں۔ تو کیا اس امر کی ضرورت نہیں کہ خدا بشریت کے جامہ میں نازل ہوتا کہ وہ اوروں کے لئے کامل نمونہ بن سکے جس سے ہماری تمام اخلاقی طاقتیں پوری طرح نشوونما پا جائیں۔ حضرت مسیح کی بےمثل ذات موت کے بعد کی زندگی اور آپ کے معجزات چند ایسے امور ہیں جو آپ کو الوہیت کا رتبہ بخشتے ہیں۔ انہی کے ذریعہ خداوند تعالے نے ابن مریم کو اپنا مظہر بنایا +

میں اِن دعاوی کی صداقت پر کوئی حرف نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی مجھے کلیسیا کے نوشتوں کی سچائی پر الزام لگانے کی حاجت ہے جن کی بنا پر یہ دعاوی کئے گئے ہیں۔ جس شکل میں وہ آج موجود ہیں میں انہیں ویسے ہی تسلیم کرتا ہوں لیکن ان سے کیا وہی نتائج پیدا ہوتے ہیں جو بیان کئے گئے ہیں + مجھے افسوس ہے کہ میں اس کا جواب نفی میں دینے پر مجبور ہوں۔ حضرت مسیح کی پاک زندگی آپ کے معجزات اور چند دعاوی جو الوہیت کی بنیاد تصور کیئے جاتے ہیں۔ ان پر میں پھر بحث کرونگا اگر اسی پہلو پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مسیح کی شخصیت ایسی نہیں جس کی کوئی نظیر نہ ملے۔ تاریخ بہت سی عظیم الشان ہستیوں پر شاہد ہے جو انہی امور کی بنا پر الوہیت کا دعوی کر سکتی ہیں۔ فی الحال میں پہلی وجہ کو لیتا ہوں جسمیں بظاہر کچھ حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کیا خداوند تعالے نے حضرت مسیح کو اپنا مظہر بنایا۔ اگر خداوند تعالی کی یہی رضا تھی کہ وہ بشریت کے

جامہ میں اپنی عظمت کا مکمل اظہار اور عام لوگوں کی طرح دنیا میں رہکر خوردونوش کرے۔ اور پھر اپنے اس فعل کی سزا بھگتے تو اس صورت میں اگر اس سے عام انسانی کمزوریوں کا اظہار ہو تو اسکے لئے کوئی عذر میری سمجھ میں نہیں آسکتا بتقاضائے ادراک میں ھر گز ایک ایسے خدا کو قبول نہیں کر سکتا جو ایک عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔ اور اسکو کبھی قادر مطلق علیم و خبیر اور حاضر و ناظر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جو صفات ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ذات باریتعالیٰ کے لئے لازمی سمجھی گئی ہیں۔ یہ دلیل پیش کی جاتی ہے انسان کا بیٹا خدا بنا لیکن وہ انسانیت کے دائرہ میں ہی رہا۔ اور انہی حدود کے اندر خداوند تعالیٰ کی عظمت اور صفات کا مکمل اظہار ہوا اسلئے اگر مظہر خداوندی سے کئی امور کے متعلق لاعلمی کا ثبوت ملتا ہے تو ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ انجیر کے درخت کا واقع (مرقس باب ۱۱ آیت ۱۲) حضرت مسیح کی دو مختلف فطرتوں کو نہایت واضح طور سے ظاہر کرتا ہے آپ بھوکے تھے بہت فاصلہ پر آپ نے ایک انجیر کا درخت دیکھا جو پتوں سے لدا ہوا تھا۔ آپ اس طرف بڑھے تاکہ پھل توڑیں۔ لیکن قریب پہنچ کر سوائے پتوں کے اور کچھ نہ پایا۔ اس واقعہ سے روشن ہے۔ کہ آپ میں نہ صرف علیم و خبیر ہونے کی صفت ہی مفقود تھی۔ بلکہ آپ نے معمولی انسانی مشاہدہ سے بھی کام نہیں لیا۔ کیونکہ وہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ آپ ایک انسان تھے۔ اور آپ کا طرز عمل بعینہ ویسا ہی تھا جو ایک ایسے انسان کا ہونا چاہیئے جسے بھوک کی شدت نے تنگ کر دیا ہو۔ جب ہم میں بعض جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ کیا اس وقت ہم انسانی مشاہدہ کو بالائے طاق نہیں رکھ دیتے۔ حضرت مسیح نے ایک بیجان درخت کے خلاف غصہ کا اظہار کیا۔ کیونکہ اس نے انجیر مہیا نہیں کئے۔ جب ہمیں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے تو ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن ایک عیسائی اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ خداوندگی کی بزرگی کو ظاہر کرنے کے لئے یہ لازمی امور تھے

کیونکہ خداوند نے فرمایا۔ کہ آیندہ ہمیشہ کیلئے کوئی شخص تیرا پھل نہیں کھائیگا اور وہ درخت ہمیشہ کے لئے مُرجھا گیا۔ نئے عہد نامے میں اور بھی ایسے بہت واقعات درج ہیں۔ جو ذات باریتعالیٰ کی لازمی صفات کے منافی ہیں لیکن الوہیت مسیح کا عقیدہ شاید اور وجوہات پر مبنی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اسکی بنیاد ان خدائی صفات کی ترقی اور اظہار پر ہے جو آپ کی ذات سے منکشف ہوئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو باپ کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کا فخر حاصل ہؤا۔ خداوند تعالیٰ مادی جسم سے بالاتر ہے اور انسانی تقویم میں بھی اسی کا عکس پایا جاتا ہے۔ مظہر خداوندی کی اخلاقی صفات کا مکمل انکشاف ایک ایسی ذات کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ جو بشریت اور الوہیت کی صفات کا مجموعہ ہو۔ لیکن کیا حضرت مسیح کی ذات سے ان اخلاق کا کامل اظہار ہؤا۔ جو ایک خاص تناسب سے نشوونما پاکر دنیا پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ حلم متانت اور صبر یقیناً اعلےٰ اخلاق ہیں جو ایک انسان میں صبغۃ اللہ کا رنگ پیدا کر دیتے ہیں لیکن کیا انہی نرم اخلاق پر اور بیشمار انسانی اخلاق کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیا ان کے علاوہ اور اخلاق نہیں جن میں شدت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سوسائٹی کا نظام قائم رکھنے کے لئے از بس ضروری ہیں۔ اس زمرہ میں شجاعت انصاف امانت اور سخاوت شامل ہیں۔ کیا حضرت مسیح کو ان اخلاق کے اظہار کا موقع ملا۔ جب تک انسان مناسب موقع کسی خلق کا اظہار نہیں کرتا تو ہم ہرگز ہرگز اسمیں کسی ایسی طاقت کا اعتراف نہیں کر سکتے۔ جس کی بدولت ایسے تمام اخلاق کا عملی ثبوت دینے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے معاذ اللہ میں حضرت مسیح پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ محض بدی سے بچ جانا کوئی بڑی نیکی نہیں خاص کر ایک رُوحانی معلّم کے لئے محض نہی کی تعلیم ایک انسان کے لئے جو عملی نمونہ کا خواہشمند ہے

کسی ہدایت کا موجب نہیں ہو سکتی +

انسان کی اخلاقی حالت کا موازنہ کرتے ہوئے لوگ سخت غلطی کھاتے ہیں جو بعض اوقات نہایت سلیم الطبع اور غیر جانبدار مصنفین کی کتب میں بھی سرایت کر جاتی ہے۔ اقوال کو عملیات پر محمول کیا جاتا ہے۔ وعظ و نصیحت میں جن نیکیوں کو اختیار کرنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ ان سے اکثر یہی سمجھا جاتا ہے کہ واعظ کو ان نیکیوں پر عمل کرنے کی توفیق بھی حاصل ہے۔ لیکن ایسا تصور کرنا ایک غلطی ہے۔ کسی قوم اور مذہب کا علم ادب ایسا نہیں جسمیں اخلاقیات پر تصانیف موجود نہ ہوں۔ ان میں نہایت بلند اخلاق کا ذکر ہوتا ہے جو نبی یا اس خدا کی شایان شان ہوتے ہیں۔ جس نے بشریت کا جامہ پہنا لیکن جو تعلیم ان کتب میں موجود ہے۔ ہم ہرگز اس پر مصنف کی اخلاقی حالت کو قیاس نہیں کر سکتے۔ ایک معلم چاہے رُوحانیت کا کتنا ہی دعوے کیوں نہ کرے۔ لیکن جن کی وہ تعلیم دیتا ہے ہمیں کبھی ان اخلاق کو اسکی ذات سے وابستہ نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ ان پر عمل کرکے نہ دکھاوے انوار سہیلی کے مصنف سے بڑھ کر اس حقیقت کا اظہار کسی نے نہیں کیا۔ فارسی زبان میں اخلاقیات پر یہ ایک مشہور تصنیف ہے۔ جسمیں جانوروں اور پرندوں کی زبان سے اخلاقیات کی تعلیم دیگئی ہے۔ اگر کوئی انسان کسی اخلاق کا عملی ثبوت نہیں دیتا تو اسکی نصیحت ایک ایسے نقش سے بہتر نہیں جو دیوار پر کندہ ہو۔ اخلاقیات کی تعلیم اعمال کے ذریعہ ہی دیجا سکتی ہے +

(باقی دارد)

---

# پروفیسر گِب کے خیالات سامی مذاہب پر

سِمٹک ریلیجنز (Semitic Religions) اسامی مذاہب) نامی کتاب[1] میں پروفیسر ڈی کے ایم - کے ڈی ایس لٹ - ڈی - ڈی کی تصنیف ہے سامی سلسلہ کے مذاہب کی پیدائش ترقی اور نشوونما کے متعلق تحقیقات کا کافی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے - اس وجہ سے یہ کتاب ایک مذاہب کے مطالعہ کرنیوالے کیلئے نہایت درجہ مفید ہے - لیکن سب سے بڑی بات جو اسے اپنی نوعیت کی تمام پرانی اور نئی تصنیفات سے ممتاز کرتی ہے - وہ اس کا تنگدلی کے خیالات سے آزاد ہونا ہے - اس کتاب میں سامی مذاہب میں سے ہر ایک کے اندر جو خوبیاں موجود ہیں - ان کا منصفانہ طور پر دریا دلی کے ساتھ اعتراف کیا گیا ہے اسمیں اپنی علمیّت کے اظہار کیلئے یا تعصب کی بناء پر کوئی کسی قسم کی ملامت یا نکتہ چینی سے کام نہیں لیا گیا - ایک ایسی آنکھ کے ساتھ جس کی نظر خوبیوں اور عمدہ باتوں ہی پر پڑتی ہے - پروفیسر موصوف ان تمام باتوں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں - ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں جو ایک سطحی نظر سے دیکھنے والے یا پہلے سے ممانعت کا ارادہ کر لینے والے شخص کو بُری ہی نظر آتی ہیں - کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جس کو اسلام سے بڑھ کر غلط طور پر پیش کیا گیا ہو - اور اس کے متعلق غلط بیانیوں اور ناروا الزامات سے کام نہ لیا گیا ہو - اسلام پر لکھنے والے عام مغربی مصنفین کا یہ قاعدہ ہے - کہ وہ اسے "جھوٹا مذہب" یا "دغاباز" کہنے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے - انہیں اس پاک مذہب اور اس کے بانی (علیہ الصلوۃ والسلام)

---

[1] یہ کتاب ۲۰۶ صفحات پر مسیرز ٹی اینڈ ٹی کلارک ۳۸ جارج سٹریٹ ایڈنبرا نے شائع کی ہے اور ۶ شلنگ میں قیمت پر فروخت ہوتی ہے +

کے مُنوّر چہرہ پر سیاہی ملنے کیلئے فرضی اور وہمی کہانیوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ تمام خیالات جہالت اور تعصب کی وجہ سے پھیلائے گئے ہیں۔ اور سادگی سے انہیں قبول کر لیا گیا ہے[ل] لیکن ان غیر مسیحی مصنفین میں بھی بعض ایسی رُوحیں بھی کہیں کہیں پیدا ہو گئی ہیں۔ جن پر ایسی بے حقیقت اور بناوٹی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لوگ خود اپنے اخلاق کے مالک تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان بادلوں کے سایہ کے نیچے آنے کے بجائے اُنکے اُوپر پرواز کرتے تھے۔ ان کی نظریں اس قدر صاف اور تیز تھیں۔ کہ جنکی وجہ سے وہ ظاہر حالات کے نیچے اصل حقائق دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ کارلائل اسی وجہ سے پکار اٹھا۔ کہ سب جھوٹ ہے۔ جسکو بیجا جوش کے ماتحت اس انسان (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے گرد جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ خود ہمارے لئے ہی بدنامی اور ذلت کا موجب ہے ... کیا ایک جھوٹے انسان نے ایک مذہب کی بنیاد رکھی؟ یہ بالکل غلط ہے۔ ایک جھوٹا آدمی تو اینٹوں کا ایک گھر بھی نہیں بنا سکتا۔ ایسا ہی گوئٹھ نے بھی اسی قسم کے لہجے میں صاف طور پر کہا۔ کہ "اگر اسلام اسی کا نام ہے جسکو پیش کیا جاتا ہے۔ تو کیا ہم سب اسلام ہی پر مائل نہیں؟ اور اب خود ہمارے اس زمانہ میں پروفیسر کے کے خیالات بھی اسلام کے متعلق اسی قسم کی کشادہ دلی پر مبنی ہیں +

پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعثت سے بہت پہلے الامین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ نے اس وحشی سوسائٹی میں جہاں جس کی لاٹھی اسکی بھینس کا اصول رائج تھا بعض شریف آدمیوں کی ایک مجلس قائم کی۔ جس کا مقصد صرف قانون شکن لوگوں کے فتنہ و فساد کے لوگوں کی حفاظت کرنا تھا۔ اور اس شاندار کام پر

---

[ل] اور تو اور وہ لوگ بھی جنہیں اسلام میں بھی اچھی باتوں کے اعتراف کے سوائے چارہ نہ تھا جیسے میورا ور ارونگ۔ انہوں نے نہایت بددلی کے ساتھ ان کو قبول کیا +

آنحضرت صلعم اپنے آخری ایام میں جس فخر کا اظہار کرتے تھے۔ اسکی طرف پروفیسر موصوف نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "اپنے آخری ایام زندگی میں حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کہا کرتے تھے کہ جو قسم ہم نے مظلوم کی حمایت میں کھڑے ہونے کے لئے اُٹھائی تھی میں اسکی یاد کے بدلہ میں تمام عرب میں سے اعلےٰ ترین اُونٹ بھی لینا پسند نہ کروں"

پروفیسر موصوف نے واقعات اور اعداد وشمار کے ذریعہ سے اسلام بزور تلوار کے الزام پر ایک کاری ضرب لگائی۔ اور پورے طور پر اسکی تردید کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

سکندر اعظم نے دُنیا کو فتح کیا۔ لیکن اسکے فوت ہونے کے بعد اسکی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ لیکن مسلم فوجی طاقت جس وقت کمزور ہوئی تو ان کے مذہب میں لوگ جوق درجوق داخل ہوتے چلے گئے مسلمان شاذو نادر ہی اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ قومی پیمانہ پر تو ہرگز کبھی مذہب نہیں بدلتے۔ اسلام نے ایران سے مجوسی مذہب کو ہٹا کر اسکی جگہ خود لی اور وسط ایشیاء تک اس کا اثر پھیلتا چلا گیا۔ چین میں فوجی طاقت کی مدد کے بغیر ایک کروڑ آدمی اسلام میں داخل ہوا۔ ہندوستان میں سیاسی دباؤ کا اثر ڈالنا بہت آسان امر تھا۔ لیکن ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان صرف اس اثر سے داخل اسلام ہوئے۔ جو ان کے دل اور ضمیر پر اسلام نے ڈالا۔ جاوا اور افریقہ میں فوجی طاقت کی مدد کے بغیر اسلام کی اشاعت ہوئی۔ مسلمانوں کی بڑی احتیاط کے ساتھ گنتی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کُل تعداد بیس کروڑ دس لاکھ ہے۔ اور کون شخص اس بات کو مان سکتا ہے۔ کہ جنگ اور لڑائی اس قسم کے دوستانہ اور ہمدردانہ تعلقات کو قائم کر سکتی ہے۔ .. مسلم فاتحین بڑے پکے مذہبی آدمی تھے اپنے اعتقاد کی پختگی کی وجہ سے وہ خود بخود مشنری تھے۔ جس کا انہیں

احساس بھی نہ تھا۔ ایک مسلمان تاجر موقعہ پا کر اپنے مذہب کو پیش کرتا ہے اور بغیر کسی باقاعدہ نظام کے وہ اپنے مذہب کی اشاعت پوری کامیابی کے ساتھ کرتا ہے۔ ایک مسلمان کے متعلق جسے بلجین کانگو میں سزائے موت دیگئی تھی۔ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسنے اپنے آخری لمحات ایک عیسائی مشنری کو جو اسکی روح کو تسلی دینے آیا تھا مسلمان کرنے کی کوشش میں صرف کئے۔ اسلام کو اپنی پیدائش کے وقت سے ہی حفاظت خود اختیاری کیلئے لڑنا پڑا ہے۔ جنگ کو وہ ویسے ہی قبول کرتا ہے جیسے وبا یا قحط یا دوسری کسی ایسی چیز کو جسے روکنا مشکل ہوتا ہے" +

ایسا ہی تعدد ازدواج کا مسئلہ بھی خالی از فوائد نہیں ۔ چنانچہ پروفیسر مذکور رقمطراز ہیں :-

" تعدد ازدواج کا مسئلہ جو مسیحی جذبات کے نہایت سخت مخالف ہے تمام عورتوں کو خاندانی طور پر حفاظت میں لے آتا ہے۔ اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں کا اخلاقی تنزل مسلمان عورتوں میں قطعاً پایا نہیں جاتا" +

اسی طرح سے پروفیسر موصوف کے نزدیک قرآن کریم بھی اس سے بہت بالاتر حیثیت رکھتا ہے۔ جو ایک عام طالب علم کے نزدیک اسے حاصل ہے پروفیسر صاحب اسکی قدر و قیمت کو بخوبی جانتے اور اس کی سچی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں :-

" انگریزی میں اگر قرآن کریم کو پڑھا جائے۔ تو وہ بالکل دلچسپ معلوم نہیں ہوتا عربی میں اسے پڑھا جائے۔ تو ایک غیر عربی آدمی فوراً سمجھ جاتا ہے۔ کہ عربوں کو اس کے اندر خارق عادت خوبصورتی کیوں دکھائی دیتی ہے ایک سست قوت متخیلہ کو خوش کرنا اس کتاب کا مقصد ہرگز نہیں۔ تربیت اطفال کی کتاب بھی پڑھنے میں غیر دلچسپ معلوم ہوتی ہے لیکن اس کتاب کے ذریعہ گڑھا ناواں انسان باقاعدہ اور تربیت یافتہ آدمی بن جاتے ہیں۔ جو ایک ہی خاص سپرٹ کو پیدا کرتے ہیں۔ یہی خوبی قرآن کریم کے اندر بھی پائی جاتی ہے" +

پروفیسر موصوف کی اس کتاب میں صدقہ وخیرات اور کشادہ دلی کی اسلامی سپرٹ کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ چنانچہ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"باشندگان مکہ یہ دیکھ کر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دکھ دینے والوں کو بغیر کسی قسم کے انتقام کے معاف کر دیا ہے۔ حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے۔ حیوانوں (گھوڑوں ۔ گدھوں ۔ کتوں ۔ اور کبوتروں) کے ساتھ شفقت کا برتاؤ ایک مذہبی حکم ہے اور اس قسم کا طرز عمل مسلمانوں میں طبیعت ثانیہ بن چکا ہے"۔۔۔ ایک مسلمان کلیسیا اور یہودیوں کے معبد کی تقدیس کو بھی پورے طور پر ملحوظ رکھتا ہے۔ اسلام میں ایک صحیح جمہوری عنصر موجود ہے۔ ایک حبشی اور ایک بادشاہ مسجد کی حدود کے اندر ایک برابر حیثیت رکھتے ہیں! اور اپنے یکساں ہونے کا انہیں احساس ہے۔۔۔ حضرت محمد (صلعم) نے اپنے بستر مرگ پر یہ دریافت کیا۔ کہ آیا وہ چھ دینار جو گھر میں موجود تھے راہ خدا میں دیدیئے گئے ہیں یا نہیں۔ اور آپ نے ان کی فوری تقسیم کا حکم دیا کیونکہ غربا کی امداد میں اس تھوڑی سی طاقت کو بھی استعمال میں لائے بغیر بارگاہ خداوندی میں آپ ہرگز نہ جاسکتے تھے"۔

اسلام کے اس جذبۂ صدقہ وخیرات کا ایک نقشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حسن برتاؤ میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ جو آپ نے بیت المقدس کے فتح ہونے پر عیسائیوں کے ساتھ روا رکھا۔ چنانچہ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں:۔

"جس وقت یروشلم امن و امان کے ساتھ مسلمانوں کے زیر تسلط آگیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوفرونیس مسیحی پادری کے ساتھ شرائط طے کرنے کے لئے مدینہ سے چلکر آئے۔ پادری اور خلیفہ اتفاقاً مسیح کے مزار مقدس کے کلیسیا کے اندر تھے۔ کہ اسلامی نماز کا وقت آپہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر نکل آئے۔ اور کھلے میدان میں نماز ادا کی۔ اور پادری کو بتایا۔

کہ آپنے یہ اسلئے کیا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ آپکے پیروؤں میں آیندہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں۔ جو کلیسیا کے اندر ہی نمازیں پڑھنا چاہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اسبات پر مامور کیا۔ کہ وہ کلیسیا کے تقدس کو ملحوظ رکھیں۔ اس حکم کی مسلمانوں نے بارہ سو سال تک نہایت وفاداری کے ساتھ تعمیل کی"۔

اس کتاب میں اس نئے بنیاد خیال کی بھی کہ اسلامی شریعت میں انفرادی رائے کے دخل کو جائز نہیں رکھا گیا۔ اور اسلئے اس نے دماغی طاقت کے نشو ونما کو روک دیا ہے۔ تردید کی گئی ہے۔ اسبارہ میں اسلام کے علمی ستاروں مثلاً ابوسینا اور المویٰ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"ارسطو کا نام عیسائیت کی نسبت اسلام میں زیادہ مشہور ہے..... اس قسم کے لوگونکو اسلام میں ویسی ہی آزادی حاصل تھی۔ جیسی کہ حضرت محمد (صلعم) نے ان باغبانوں کو آزادی دی۔ جو کھجوروں کی بہت بڑی فصل پیدا کرنے کیلئے کھجور کے درختوں کو مصنوعی طور پر ایکدوسرے سے ملاتے اور انکی زراعت کرتے تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا۔ کہ تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو"۔

یہ امر کہ اسلام کسی شخص کے اپنے دماغی طاقت کے آزادانہ استعمال کو روکتا نہیں بعض موجودہ علمائے اسلام کے خیالات پر نظر ڈالنے سے اور بھی زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اسبارہ میں حضرت مولینا مولوی محمد علیصاحب کا جو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے مشہور و معروف مترجم ہیں۔ حوالہ دیا گیا ہے کہ آپنے اسی اصول کو واضح کرنے کے لئے لکھا ہے کہ:۔

"موجودہ علمائے اسلام کا یہ رجحان کہ وہ غیر متوسط کی تفاسیر کو قرآن کریم کو سمجھنے کا آخری ذریعہ خیال کئے ہوئے ہیں نہایت خطرناک ہے۔ اور وہ ان اعلیٰ

علمی خزائن کو جو اس پاک کتاب کے مطالب کو ئی روشنی میں بیان کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں مقفل کر دیا ہے +

پروفیسر صاحب کی اس کتاب کا منشا بڑے بڑے سامی مذاہب میں بہتر روابط کو پیدا کرنا ہے۔ اور ان کا خیال ہے کہ اس افہام و تفہیم اور سچے مذہبی اثر کے استعمال میں بنی نوع انسان کی آئندہ بہبودی مضمر ہے۔ ان عظیم الشان مذاہب کے لکھو کھا پیرو باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ سے ایک رشتہ میں منسلک ہو کر ایک لیگ اقوام بنا سکتے ہیں۔ جو اس قدر زبردست اثر اور طاقت کی مالک ہو گی۔ کہ تمام جنگوں کا اس سے خاتمہ ہو کر امن و فلاح کا عہد شروع ہو جائیگا! اور یہ نہ تو کسی علم و سائنس کے شعبہ کا کام ہے! اور نہ ڈپلومیسی کی کسی مجلس کا۔ یہ ممکن ہے۔ کہ دوستی و محبت کی مقدس آگ کو زندہ رکھ سکے۔ اگر یہ کام ممکن ہے۔ تو صرف معبد ہائے خداوندی سے اور بس ؎

(ایم - وائی - کے)

## مکالمات ملیہ

وہ مکالمات ملیہ یعنی گفتگوئیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام اور دیگر معلمان مذاہب غیر میں انگلستان۔ فرانس اور دیگر مقامات و ممالک میں وقتاً فوقتاً مضامین متعلقہ اسلام عیسائیت۔ ہندو مذہب۔ بدھ مذہب۔ دہریت پر مختلف لشپوں پادریوں اور مذہب کے دیگر بڑے بڑے علماء سے ہوئیں یہیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ گفتگوئیں نہ صرف اسلام اور دوسرے مذاہب پر روشنی ڈالتی ہیں بلکہ بہت سے دیگر امور مذہبی پر ایک سبق ہو سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں ان ابحاث سے یورپین نکتہ خیال اور ان کا طریق گفتگو سمجھ میں آتا ہے۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ انکی بہت د رہنمائی کیلئے نہایت ہی مفید ہیں۔ گفتگوئیں سوال و جواب کے رنگ میں ہیں بلا جلد ۱۲ ؍ مجلد ۱۴ ؍

# فہرست کتب مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

## اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نو مسلمین سے

اختلافی مسائل شیعہ وسنی و مراسم نماز پر علے الترتیب مکالمات۔ موجودہ ہندو مسلم اتحاد۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اسکے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال۔ حدیث لا یجمع امتی و قال امۃ محمد علی ضلالۃ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ حدیث ستفرق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جائیں گے اور جنت میں اور وہی جماعت ہے کی تشریح شعبہائے ایمان پر بحث۔ اپنے عقائد کا اظہار نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول و وفات پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ جناب بہاء اللہ کی نبوت اور جدید الخیال جناب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ۔ دنیا میں ضرورت نبوت اخیر میں ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ کتاب اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر کام کرنے کیلئے تیار کریگی ۲۱۶ صفحہ قیمت قسم اول عہ دوم ۱۲ مجلد عہ و عہ

## مطالعہ اسلام
اس کتاب میں امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ان ساتوں اصولوں میں سے کوئی ایک بھی عیسائیت کے منقولی اصولوں کا ہمرنگ نہیں۔ بلکہ ان معقولی صداقتوں کا سرچشمہ ہے جو حیات مسلم میں ایک روح پیدا کر دیتے ہیں۔ اور یہی سات اصول ایمان کا حقیقی جزو ہیں۔ علاوہ یہ اتنے وسیع و جامع ہیں۔ کہ انسان کا ہر عمل اور ہر فعل ان کے تحت میں آجاتا ہے۔ خواہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یا انکار کرتا ہو۔ قیمت فی جلد ۱۲ مجلد عہ

# اسلک مروارید

اسلک مروارید:- یہ اُن زبردست معرکۃ الآراء لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت "اسلام" پر دیئے +

یہ چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سی علمی - ادبی - اخلاقی - تمدنی - معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں ۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا - ان بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے تقریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں ۔ ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے - تمام ادیان باطلہ کی تردید کیلئے اسمیں کافی مصالحہ موجود ہے - عیسائیت کی ہر کیلئے تو یہ تریاق کا حکم رکھتا ہے - قیمت بلا جلد عہ مجلد ایک روپیہ چودہ آنے (۱عہ)

| | |
|---|---|
| رازِ حیات یا انجیل عمل قیمت ۵ؔ مجلد ۱۰ؔ | مسلم مشنری کے ولائتی لیکچر حصہ اول ۸ؔ حصہ دوم ۱ر |
| اسلام اور علوم جدیدہ قیمت ۴ؔ ر | حصہ سوم ۱ر صحیفہ آصفیہ ۲ر بنگال کی لڑائی ۱ر |
| توحید فی الاسلام - قیمت بلا جلد ۳ؔ مجلد ۵ؔ | کرشن اوتار ۱ر |
| ذراتِ عالم کا مذہب قیمت ۸ر | لمعات انوار محمدیہ قیمت ۲ مجلد ۱۰ر |
| براہین نیرہ حصہ اول معروف زندہ و کامل الہام ۱۲ مجلد ۳ؔ | اسلام یعنی ہمدردیٔ بنی نوع کا مذہب - قیمت فی جلد ۵ر |
| ام الالسنہ معروف زندہ و کامل زبان ۱۲ مجلد ۳ؔ | لندن میں جلسہ میلاد النبی صلعم قیمت فی جلد ۳ر |
| اسوہ حسنہ معروف زندہ کامل نبی قیمت ۸ مجلد ۱۴ر | تفسیر سورہ فاتحہ - قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ر |
| خطبات غوثیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۳ؔ | اسرار رسالت ۔ ۔ ۔ ۱ر |
| ضرورت الہام قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ۳ؔ | قرآن اور جنگ ۔ ۔ ۔ ۴ر |
| مکالمات الٰہیہ قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ۳ؔ | سیرت نبوی ۔ ۔ ۔ ۵ر |
| مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴ر | دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد ۷ مجلد ۱۱ر |
| سیرت خیر البشر قیمت دو روپے دس آنے مجلد ۱۴ؔ | النبوت فی الاسلام - بجلد ۱ؔ مجلد ۹ؔ |
| مقام حدیث بجلد ۸ مجلد ۱ؔ | مسیح موعود ۹ؔ |

بیان القرآن یعنی اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن - مجلد سوم - مجلد قیمت نو روپے للعہ

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل نولکھا - لاہور

استقلال پریس کی دروازہ لاہوری سے بابو عبدالستید مینیجر کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے ممالک غیر کیلئے

نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) | بابت ماہ مارچ سنہ ۲۴ ۱۹ء | نمبر (۳)

## فہرست مضامین



| | صفحہ | | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱۔ شذرات | ۹۷ | ۵۔ اسلام کے رستہ میں بعض رکاوٹیں | ۱۲۸ |
| ۲۔ ریورنڈ ڈی ایس مارگولیتھ کی تصنیف | ۱۱۰ | ۶۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن کے خیالات اسلام کے متعلق | ۱۳۴ |
| ۳۔ تعصب | ۱۱۳ | ۷۔ لیڈی پکٹسر کا ووکنگ میں ورود اور اسلام | ۱۳۷ |
| ۴۔ عورت | ۱۲۳ | ۸۔ گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن | ۱۴۳ |

# بیان القرآن

یعنی

## اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی ترجمہ تفسیر

اس بینظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے ممیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے +

(۲) قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس غرض کیلئے امام بخاری کی کتاب التفسیر تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا ہے +

(۳) لغات قرآنی کی پوری تشریح کی گئی ہے۔ جیسکے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے +

(۴) قرآن کریم کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے اول آیات کا باہمی ربط۔ دوم رکوعوں کا باہمی تعلق سوم سورتوں کا ایکدوسری کو تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے +

(۵) ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوعوں کا خلاصہ دیدیا گیا ہے اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے اُسے ظاہر کیا گیا ہے +

(۶) قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو الفاظ کی حد سے نہیں نکلنے دیا اپنی طرف سے الفاظ بڑھانیکے اصول کو بکلی ترک کیا گیا ہے +

(۷) قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے +

(۸) اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگ زبان اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں۔ اس لئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے +

(۹) ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دیگئی ہے +

(۱۰) ان باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ۔ نیچے تفسیر۔ کاغذ نہایت اعلیٰ قسم کا۔ جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط۔ پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے +

(۱۱) تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۲×۲۹ کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے پہلی جلد کی قیمت نو روپیہ (لعہ) محصولڈاک خرچ وی۔پی وغیرہ عہ۔ دوسری جلد کی قیمت آٹھ روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ۔ تیسری جلد کی قیمت نو روپے (لعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ۔ وی پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا ضروری ہے +

**تمام درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی لاہور آنی چاہئیں**



Sir Abdullah Archibald Hamilton, Bart.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

# اشاعتِ اسلام

جلد (۱۰) ــــــ بابت ماہ مارچ سنہ ۲۴ء ۱۹ ــــــ نمبر (۳)

## شذرات

### حاجی خواجہ کمال الدین صاحب

بمبئی کرانیکل مورخہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء میں ذیل کا نوٹ شائع ہوا ہے جسمیں اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ جو بعض ہندوستانی اخبارات نے حضرت خواجہ صاحب پر خطبہ میں خلیفۃ المسلمین کا نام نہ لینے اور "شریف" کی مہمانی کے متعلق کیا ہے "بمبئی کرانیکل" ہندوستان کا ایک نہایت وقیع قومی اخبار ہے جو انگریزی زبان میں بمبئی سے شائع ہوتا ہے اسکے یہ الفاظ اُمید ہے۔ کہ قارئین کرام کیلئے اطمینان کا موجب ہونگے +

خواجہ کمال الدین صاحب جو انگلستان کی جماعت سلامیہ کے معزز امام ہیں۔ اور ووکنگ مشن جیسے نہایت قیمتی کام کے بانی آجکل ہندوستان میں ہیں۔ اسلامی دُنیا میں بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں میں بالخصوص بہت کم ایسے مسلمان ہیں۔ جو خواجہ کمال الدین سے زیادہ عزت و عظمت کے حقدار ہیں۔ آپ کا وقار شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ اور آپ کا مذہبی اخلاص آپ کو ہر جگہ کے مسلمانوں کی طرف سے عزت و احترام کا ویسے ہی مستحق ٹھیراتا ہے۔ جیسے وہ عظیم الشان کام جو آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت کے متعلق کیا ہے ہم یہ سُنکر متعجب ہوئے ہیں۔ کہ ایسے محترم انسان کی ذات پر اردو پریس کے ایک حصہ کیطرف سے یہ حملہ کیا گیا ہے کہ گویا آپ مُلکی غدار ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ اور ہم نہایت درجہ متاسف ہیں۔ کہ ان حملوں کی بناء ایسے بیانات پر رکھی گئی ہے جو بمبئی کرانیکل میں شائع ہوئے ہیں۔ راقم ہذا ہندوستانی پبلک کو اپنے ذاتی علم کی بناء پر

یہ یقین دلاتا ہے کہ ہز امپیریل میجسٹی خلیفہ عبدالمجید خاں کا اسم گرامی ہر جمعہ کو لندن مسلم ہوس میں خطبے کے اندر لیا جاتا ہے اور ووکنگ میں تو عید کے موقعہ پر بھی خطبہ میں ان کا نام لیا گیا۔ ایک بات کا ہمیں یقین ہے اور وہ یہ کہ جو کچھ خواجہ صاحب نے ایک خاص موقع پر کیا۔ وہ خالص مذہبی وجوہات کی بناء پر کیا۔ اور اسلئے اس کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھنا چاہئے"+

**ووکنگ مشن اور اس کا کام** "بمبی کرانیکل" کے ایڈیٹر کا اس نوٹ کی اشاعت کو ضروری سمجھنا اگرچہ ہمارے لئے چنداں تعجب کا باعث نہیں۔ تاہم اس سے ایک موقع پیدا ہو گیا ہے کہ ہم اپنی پوزیشن کو جو مسلم مشن انگلستان اور اسلامک ریویو سے تعلق رکھتی ہے بالکل صاف کر دیں +

ووکنگ مسلم مشن کی بناء ۱۹۱۳ء میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس غرض سے رکھی تھی۔ کہ اس سے خدمت دین بجالائیں (کوئی دوسری غرض اسکی تہ میں پوشیدہ نہ تھی) اور کہ مغرب میں اسلام کی روشنی کو پھیلائیں۔ جہاں اس وقت اسلامی اصولوں اور تعلیم کے متعلق نہایت خطرناک غلط فہمیاں موجود تھیں اور بڑے درجہ کی جہالت پھیلی ہوئی تھی +

جو کچھ ترقی اس قلیل عرصہ میں ہوئی۔ اور جو خدمات اس مشن نے سرانجام دی ہیں۔ ان کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ایک بات کو ہم صفائی کے ساتھ کہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اس مشن کا کسی طرح بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر کوئی تعلق مالی لحاظ سے یا کسی اور رنگ میں انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ نہیں اور نہ کبھی رہا ہے۔ یہ ہمیشہ تمام پولیٹیکل مفاد اور ہر قسم کے ملکی مسائل سے آزاد اور علیحدہ رہا ہے اور اب بھی علیحدہ ہے۔ اور اس نے اپنی کوششوں کو ان خالص مذہبی مقاصد کی تکمیل تک محدود رکھا ہوا ہے۔ جن کیلئے اسکی بنا رکھی گئی تھی +

---

**لارڈ ہیڈلے کا حج اور شریف کی مہمانی** بعض بداندیش لوگوں نے محض اس بات سے کہ خواجہ صاحب حال ہی میں لارڈ ہیڈلے بالقابہ کی معیت میں خانہ کعبہ کے حج کیلئے مکہ معظمہ گئے اور وہاں شاہ حجاز کی مہمانی کو انہوں نے قبول کیا۔ یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ لارڈ ہیڈلے دراصل وہاں انگریزی گورنمنٹ کیطرف سے ایک خفیہ جاسوس بن کر گئے تھے۔ اور کسی خفیہ مشن کا کام انکے سپرد تھا + ان خیالات اور افترا پردازیوں میں صداقت کا ایک شائبہ بھی نہیں۔ یہ خیال اگر شرارت پر مبنی نہ ہوتا تو محض ہنسی کے قابل تھا +

لارڈ ہیڈلے بالقابہ مکہ معظمہ میں محض ایک مخلص مسلمان کی حیثیت میں گئے۔ اور کوئی دوسری بات ان کے اس حج کی محرک نہ تھی۔ اسکی تائید میں (اگر اس کے لئے کسی تائید کی ضرورت ہو تو) ہم یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ ۱۹۱۴ء میں بھی حج کا خیال ان کے دل میں پورے جوش کے ساتھ موجزن تھا ایک ایسے وقت میں جبکہ شاہ حسین اپنی موجودہ حیثیت میں نہ تھا۔ لارڈ ہیڈلے نے پی اینڈ او کمپنی کے جہاز "پرشیا" پر سفر حج کیلئے جگہ حاصل کر لی تھی لیکن اس وقت ناگاہ جنگ کے شروع ہو جانے سے اور اس خیال سے کہ ان کے بچے جن کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے ابھی بہت کم عمر تھے۔ اس ارادہ کو انہیں ملتوی کرنا پڑا۔

**خواجہ صاحب اور ان کے حاسد** خواجہ کمال الدین صاحب آجکل ہندوستان میں ہیں اور وہ اپنے ہندوستانی ہیڈ کوارٹر سے اشاعت و حفاظت اسلام کی نئی پیش آمدہ ضروریات میں مشن کے تقویٰ کو صرف کر رہے ہیں۔ اور ان بیہودہ سرائیوں کی بھی مدافعت آپ نے بڑے زور سے کی ہے لیکن یہ ہندوستان یا اس کے پڑھے لکھے اصحاب تک ہی محدود نہیں۔ کہ ایسے لغو توہمات فوری قبولیت کا اثر رکھتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ کے نافہم لوگوں کا یہی حال ہے بالخصوص ان لوگوں کا جو جاہل تو نہیں مگر سوچ و بچار نہیں رکھتے۔ تو جس وقت کوئی رپورٹ شائع ہوتی ہے خواہ وہ کیسی ہی احمقانہ کیوں نہ ہو۔ یقیناً وہ ایک حد تک ان کے ایمانیات میں داخل ہو جاتی ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ کافی طور پر سنسنی خیز ہو۔ اور اس کے ذریعہ کسی پاک انسان یا جگہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس غلط بیانی کے ذریعہ ہمارے حاسدین نے اپنے طفلانہ عناد کا اظہار اس مضحکہ خیز بات سے پورے طور پر دیا ہے۔ اور ہم اپنے قارئین کرام سے معافی خواہ ہیں کہ ایک ایسی ناگوار بات کیلئے ہمیں اسقدر جگہ وقف کرنی پڑی۔

**نیو یارک ٹائمز کا مذہبی اضطراب** نیو یارک ٹائمز امریکہ کا ایک مقتدر اخبار ہے اسکی ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں پورا ایک صفحہ ووکنگ مسلم مشن پر ریویو کرنے میں صرف کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے دو تین عنوان ہیں پہلا عنوان ہے "ووکنگ میں ایک کام کرنیوالا مشن" دوسرے عنوان میں بتایا ہے۔ کہ "لندن کا مستند اسلامی آرگن عورتوں کی زیادتی کے سوال کو حل کرنے کیلئے تعدد ازدواج کی تجویز پیش کرتا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ "اسلام کا ہوا" جاہل مغربی لوگوں کے دلوں کا شکار کرنے کیلئے مسیح کے نام نہاد پیرووں سے کبھی پیچھے نہیں رہا۔ تاہم اس بات کو ہم اپنے لئے موجب فخر سمجھتے ہیں۔ کہ

**مسئلہ تعدد ازدواج نائیجیریا میں** نائیجیریا مغربی افریقہ کا ایک ساحلی مقام ہے جہاں عیسائیت اور اسلام کی باہمی کشمکش مدت سے جاری ہے! اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام ہی کو کامیابی اور فتوحات زیادہ تر نصیب ہوئی ہیں + اس مقام کے متعلق ریورنڈ ای۔ ٹی پکین ہام نے ایک مضمون چرچ مشنری ریویو میں لکھا ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ :۔

نائیجیریا کے کافروں اور مسلمانوں میں تعدد ازدواج کا رواج عام ہے ایک شخص کی بیویوں کی تعداد اسکی جیب کی بڑائی یا اس حیثیت پر منحصر ہے۔ جو وہ رکھتا ہے۔ اور عملاً ہر ایک نوجوان اس دن کا منتظر رہتا ہے جب وہ دوسری بیوی سے شادی کرے +

اس کے ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ تعدد ازدواج ہر لحاظ سے مسیحیت کے منافی ہے! اور سہابت افسوس کا اظہار کیا ہے۔ کہ دیسی عیسائی کلیسیا نے اپنے اعلیٰ اصولوں کے باوجود ان مسائل پر جو اخلاق اور تعدد ازدواج سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلند نقطہ نظر کو اختیار کرنے سے پرہیز کیا ہے۔ برخلاف اس کے حبشی عیسائی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر تعدد ازدواج جرم ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے منع کرتا۔ اور ہمارے خداوند نے اسکے خلاف غصہ اور نفرت کا اظہار کیا ہوتا۔ لیکن حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا۔ کہ ایک مرد صرف ایک ہی عورت کا خاوند ہو۔ لیکن جب اُن سے کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح نے غلامی کے متعلق بھی کوئی ریمارک نہیں کیا۔ تو پھر انہیں محسوس ہوتا ہے کہ فی الحقیقت یہ دلیل کہ مسیح نے فلاں امر پر خاموشی اختیار کی۔ اس سے وہ جائز ہے۔ چنداں مضبوط نہیں۔ کیونکہ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ غلامی کے ظالمانہ طریق کو دور کرنا ایک مذہبی فرض ہے۔ اور مسیحیت کی تعلیم کے عین مطابق +

یہ دلیل عام طور پر عیسائیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ جو بائیبل کو تمام خطاؤں سے مبرا سمجھتے۔ اور اس سے محبت رکھتے۔ اس پر قسمیں اُٹھاتے۔ اور ہر ایک کام کرتے ہیں لیکن اسکو پڑھتے نہیں +

یہ جانتے ہوئے کہ انیسویں صدی سے پیشتر مسیحی ممالک میں غلامی ناجائز نہ تھی! اور اس وقت بھی بعض حالات میں غلاموں کے مسیحی مالکوں سے انہیں خریدنا پڑا۔ اور بعض حالت میں ان سے جنگ کرنی پڑی پھر اس امر واقعہ کو یاد کرتے ہوئے۔ کہ غلامی کا رواج ان ممالک میں بکثرت پایا جاتا تھا۔ جہاں عیسائیت نہایت زوروں پر تھی۔ ریورنڈ پکین ہام کا یہ دعویٰ کہ غلامی کا

دور کرنا مسیحیت کی تعلیم کے عین مطابق ہے" سمجھ آنا مشکل ہے۔ اس کے خلاف کیا اناجیل میں غلامی کو ایک جائز طریق قرار نہیں دیا گیا۔ اس کے متعلق ہم ذیل کے حوالجات دیدینا کافی سمجھتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اور ان کے حواریوں نے غلامی کی تائید کی ہے ملاحظہ ہو:۔ متی ۵: ۱۷

مسٹر پیکن ہام نے ان مسیحی حبشیوں کو بھی جنہوں نے مسیح کو مان لیا ہے۔ انکی اخلاقی کمزوریوں پر ملامت کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ

"ایک عورت جو اپنے خاوند سے ناراض ہو ہمیشہ اپنی مرضی سے کسی دوسرے آدمی سے جو اسکو پسند کرے تعلق جوڑ لیتی ہے بعض وقت وہ بالکل ہی اس کے پاس چلی جاتی ہے۔ حتٰے کہ اس کے خاوند کو دیسی عدالت میں دعوے دائر کر کے طلاق دینی پڑتی ہے۔ اور اس دوسرے شخص کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس اصل خاوند کو دس پونڈ بطور معاوضہ دے ...... جس کے بعد اصل خاوند کا اس عورت پر کوئی حق باقی نہیں رہتا"

یہ الفاظ ہمارے اس خیال کے مؤید ہیں۔ کہ مسیحی اخلاق کا بڑا حصہ تمام دنیا میں ایک ہی رنگ رکھتا ہے مسٹر پیکن ہام نے جن حالات کو بیان کیا ہے۔ وہ ۹۵ فیصدی ان انگریز میاں بیویوں پر صادق آتے ہیں۔ جن کو بدقسمتی سے عدالت طلاق میں جانا پڑتا ہے لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی "اگر کوئی ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والا مسیحیت کو اختیار کرے۔ تو کلیسیا کا زور اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ اپنی روح کو بچانے کیلئے وہ دوسروں کو مردود قرار دے۔ اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جس کے متعلق مسٹر پیکن ہام کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ اس سے لازماً نقصان ہوتا ہے" لیکن اگر کوئی مسیحی تعدد ازدواج پر عامل ہو تو کنفرمیشن اور اعشائے ربانی سے اُسے روک دیا جاتا ہے آسمان کے دروازے اس پر ہمیشہ کیلئے بند ہو جاتے ہیں۔ یا کم از کم اس وقت تک وہ کسی غریب روح کو دکھ اور مصائب میں مبتلا کرتے لیکن بقول مسٹر پیکن ہام جس وقت کلیسیا کا کوئی فنڈ اسکی امداد کا محتاج ہو۔ تو اس سے وہ ہاتھ نہیں روک سکتا۔ اور کلیسیا کے چندوں میں وہ اپنا حصہ برابر دیتا ہے"۔

کلیسیا کے اس طریق عمل نے ہمیں ایک برہمن کا قصہ یاد دلا دیا جس نے ایک انتخاب کے موقع پر اچھوت قوم کے ایک آدمی سے کہا "بھائی ووٹ کو میرے حوالہ کر لیکن مجھ سے دور رہو"۔ مسیحی کلیسیا ایک تعدد ازدواج پر عمل کرنیوالے سے مدد اور روپیہ تو وصول کر لیتا ہے لیکن خود اس فرضی تسکین کے دینے سے بھی جسکو وہ پیش کرنے کا مدعی ہے۔ انکار کر دیتا ہے۔ مسٹر پیکن ہام نے فخریہ اس امر کا اظہار کیا ہے

یہی وہ حالت ہے۔ جس سے آج مغربی دُنیا گذر رہی ہے +

حضرت نبی کریم صلعم ایک نبی اور اخلاقی معلم ہونے کی حیثیت سے کسی ایسی بات کو جائز نہ قرار دے سکتے تھے۔ جیسے یورپ میں "بے نکاحی بیویاں" موجود ہیں۔ موجودہ سوسائٹی زنا کو معافی یا چشم پوشی کی نگاہ سے دیکھ سکتی ہے۔ لیکن حضرت محمد صلعم اسکو کبھی برداشت نہ کرسکتے تھے۔ اگر آپ تعدد ازدواج کی اجازت خاص قیود اور شرائط کے ماتحت نہ دی ہوتی۔ تو ایک نبی اور معلم اور اخلاقی مصلح ہونے کی حیثیت سے آپ اس عزت و احترام کے ہرگز مستحق نہ ہوتے۔ جو آج آپکے متعلق تمام غیر طرفدار اور غیر متعصب انسانوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے +

لیکن اس امر کو صاف اور واضح کرنے کیلئے کہ تعدد ازدواج کی اجازت صرف بعض سخت ترین اور محدود شرائط پر مبنی ہے۔ اور کہ قرآن کریم بدکار لوگوں کو اس سے کسی قسم کا ناجائز فائدہ اُٹھانے نہیں دیتا کسی تفصیلی شرح کی حاجت قرآن کریم کو نہیں۔ وہ خود فرماتا ہے۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ اور تمہیں طاقت ہی نہیں کہ تم عورتوں کے درمیان عدل کرسکو۔ اگرچہ تمہیں اس کی خواہش بھی ہو (النساء ۴ : ۱۲۹)

اس آیہ کریمہ کو اگر اس آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے جسمیں تعدد ازدواج کی مشروط اجازت دی گئی ہے۔ تو کسی قسم کا شک اسبارہ میں نہیں رہتا۔ کہ اسلام نے تعدد ازدواج کو کم کرنا چاہا ہے۔ اور ایسا کرنے میں اس نے حسب معمول فطرت انسانی سے اپیل کی ہے۔ مغرب میں لوگ اسکو بدی سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں منافقت پہلے درجہ کی بُرائی ہے۔ مغرب کا ایک ہی شادی کرنے کا مزعومہ رواج غیر مشروط یا غیر ذمہ دارانہ تعدد ازدواج کا محرک ہے۔ لندن کا ایک وقیع ہفتہ وار اخبار لکھتا ہے۔ کہ تمام لوگ فطرتاً تعدد ازدواج پر عامل ہیں۔ اور اعتقاداً یا شاید الزام کے خوف سے موجودہ قانون کے ماتحت جو کبھی دو عورتوں کے ساتھ شادی کی اجازت نہیں دیتا۔ ایک شادی کے حامی ہیں +

---

**یوم الآخر اور قرآن کریم** اسلام کا خُلاصہ توحید الٰہی اور یوم آخر پر ایمان ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ من امن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ وہ جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے

ان کا ایمان کے رب کے پاس ہے ۔ اور کوئی خوف اور حزن ان کو نہیں ؛

قرآن کریم میں اس کا تذکرہ بار بار آیا ہے ۔ یوم الآخر کا جملہ قیامت کے دن کیلئے استعمال کیا گیا ہے یوم کے معنے دن کے ہیں یا زندگی کا کوئی وقت ۔ خواہ وہ ایک لمحہ ہو ۔ یا ابد الآباد تک کا زمانہ ۔ اس طرح سے آنیوالی گھڑی اور قیامت کا دن وہ دونوں اسمیں شامل ہیں ۔ اگرچہ عام طور پر اس سے وہ آخرت ہی مراد لیجاتی ہے ۔ جو ہم سب کیلئے نئی زندگی بعد الموت میں شروع ہو گی لیکن یوم آلآخر کے جملہ کے تمام معنوں میں آئندہ کا لمحہ بھی شامل ہے ۔ اس طرح سے قرآن کریم نے موجودہ مسلمانوں کو ایک عظیم الشان اور باموقع تنبیہ کی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجودہ کامیابی ان پیش بینی اور سوچ وبچار پر منحصر ہے ۔ جس سے ہم اس زندگی میں کام لے سکتے ہیں ۔ وہ لوگ جو گذشتہ حالات پر فخر کرتے ہیں ۔ اور آئندہ کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتے وہ تباہی کی طرف جا رہے ہیں ۔ ہماری گذشتہ عظمت بیلئے وہ نہیں جنگ کا جوش پیدا کر سکتی ! ور انہیں مسرور بنا سکتی ہے لیکن یہ امنگیں اور خواہشات اگرچہ قابل قدر ہیں لیکن اگر ہمیں اس ترقی کی طرف نہیں لیجاتیں جہاں ہم اس چیز کو پھر حاصل کریں ۔ جو ہم سے کھوئی جا چکی ہے ۔ تو وہ ایک مردہ خواہش کا رنگ رکھتی ہیں ۔ اور کوئی فائدہ ان سے نہیں مسلمانوں کے دل ان کی گذشتہ عظمتوں سے خوب بھرے ہوئے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی دنیوی سلطنتوں کو یکے بعد دیگرے کھو دیا ہے ! اور اب ان کے ہر طرف سے بربادی چھا رہی ہے بایں ہمہ بھی وہ اس پر غور نہیں کرتے ۔ کہ وہی عظمتیں جن پر انہیں اس قدر فخر وناز ہے ۔ ان کے آباؤ اجداد نے جن کا نام ہمیشہ کیلئے روشن ہے حاصل کی تھیں ۔ اور اس لئے انہیں بھی ان کے حصول میں کوشاں ہونا چاہئے ✦

---

**دعوت عمل** | اسلام میں اعمال کے بغیر ایمان ایک بے حقیقت چیز ہے مسیحی حضرات باوجود اپنے خود تجویز کردہ عقائد کے باوجود ان ناکامیوں اور مایوسیوں کے جو میدان تبلیغ میں انہیں پیش آتی ہیں مسلمانوں کو مسیحی بنانے میں سخت ترین جدوجہد سے کام لیتے ہیں ۔ ڈاکٹر زویمر نے جسکو مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ کرنیوالوں کا سردار کہنا چاہئے اعتراف کیا ہے ۔ کہ ہنری مارٹن کے وقت سے سو سال ہو چکے ۔ اس سو سال کے عرصہ میں کئی ایک دردناک مصائب اور کشت وخون دنیا نے دیکھے اور ابھی سو سال کے عرصہ میں دنیائے اسلام میں تبلیغ مسیحیت کا کام ابھی کچھ بھی نہیں ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ اسکے متعلق

ناکامی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اس سو سال کے عرصہ میں ہم نے کچھ نہیں لیا" ایران میں پچاس سال تک تبلیغی جدوجہد کرنے کے بعد تین سو سے بھی کم مسلمانوں نے اسلام کو ترک کر کے عیسائیت کو قبول کیا" ڈاکٹر میک کیبولم ٹرکی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا تمام کام عملاً برباد ہو چکا ہے۔ بیرونی مشنوں کی سو سالہ جدوجہد کے بعد مسیحی ہو نیوالے مسلمانوں کیلئے تمام اس ٹرکی علاقہ میں ایک بھی گرجا موجود نہیں" شمالی افریقہ میں جس میں مصر۔ طرابلس۔ ٹیونس۔ الجیریا اور مراکش شامل ہیں۔ ان مسلمانوں کی جن کو مسیحی بنایا گیا۔ مجموعی تعداد پانچسو سے بڑھ کر نہیں اسکے بجا واقعات مسیحی مبلغین کے حوصلوں کو پست کرنیوالے نہیں قطعی ناکامی کے باوجود ان کے دل مضبوط ہیں۔ کیونکہ ان کا ایمان خشک لفظوں پر نہیں۔ بلکہ عمل کو وہ ضروری سمجھتے ہیں مسلمان کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ تمام مسیحی دنیا اس وقت بیدار ہے اور کام میں مصروف لیکن مسلمان ابھی تک خواب غفلت میں ہی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ حق کو باطل سے علیحدہ کر کے رکھ دیں۔ اور صرف حق باتوں کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ قرآن کریم میں صرف "ایمان" کا ذکر کہیں نہیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ ہی اس پاک کتاب کا اصل مقصد اور مدعا ہے جس کا اعادہ اس نے بار بار کیا ہے۔ ایک مسلم "مومن" یعنے سچا ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ نیک اعمال نہ بجا لاتا ہو۔ ہمارا ایمان اسی صورت میں زندہ بیان رہ سکتا ہے۔ کہ اعمال صالحہ اس کے ساتھ ہوں قرآن کریم نے ہمیں کسی قومی خدا کا پتہ نہیں دیا۔ بلکہ اس نے جس خدا کو منوایا ہے۔ وہ اقوام کا رب ہے۔ اس کے نزدیک کسی خاص قوم کے ساتھ رعایت یا اس پر نظر عنایت کوئی چیز نہیں۔ بلکہ محض اعمال ہی اس کے ہاں وزن رکھتے ہیں اگر ہم قرآن سے منہ موڑ لیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی جس نے اسے نازل کیا ہے ہم سے بھی سلوک کریگا لیکن اس بیماری کا علاج تلاش کرنے کیلئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں قرآن کریم ہی نے اس کا نسخہ ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلها...... عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا ...... ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجرا کبیرا ــــ اگر تم نیک کام کرو۔ تو وہ تمہارے اپنے نفسوں کیلئے ہوگا۔ اور اگر تم برائی کرو۔ تو وہ بھی انہی کیلئے ہے۔ ..... قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر جاؤ گے۔ تو ہم بھی تم سے پھر جائیں گے ...... یقیناً یہ قرآن انکو ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھے راستہ پر ہیں۔ اور مومنوں کو خوشخبری دے

جو نیک عمل کرتے ہیں۔ بیشک ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے +

## دعوت اسلام

آج ہم اس شاندار تجربہ کے لحاظ سے جو ہمیں حاصل ہے ایک اور سال آگے بڑھ گئے ہیں۔ گزشتہ سالوں کے تجربات ہمیں آئندہ شاندار نتائج کی بہت بڑی امید دلاتے ہیں۔ اور ایک مطمئن دل کے ساتھ ہم آئندہ کیلئے جد و جہد کرنے اور ہاتھ پاؤں مارتے ہیں +

مغربی دنیا میں آجکل اپنی ہستی کے نہایت نازک وقت سے گذر رہی ہے۔ مسیحیت اور اس کے عقائد آزمائش کی بھٹی میں ہیں۔ کلیسیا کی ناکامی سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ انسان کی خلاف قانون خودغرضی اپنے انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اب اسکی دلی خواہش ہے۔ کہ خود غرضانہ معتقدات کی بجائے کوئی زیادہ معقول اور پسندیدہ ضابطہ زندگی ہو۔ ہر جگہ کانگریسیں اور کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں۔ جو صداقت کیلئے انسان کی دلی تڑپ پر شاہد عادل ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہئے۔ کہ مغربی دنیا فطری مذہب یعنے اسلام کیلئے بیدار ہو رہی ہے۔ ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ اسلام کے رستہ میں ہماری خدمات کی خواہ وہ کیسی حقیر کیوں نہ ہوں سخت ضرورت ہے۔ اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی کوششوں کو ہم زیادہ مستحکم اور وسیع کریں۔ اس کام کی اہمیت جو ہمارے سامنے ہے ہمیں اس بات کے اعتراف پر مجبور کرتی ہے کہ اس مطالبہ کو ہم اکیلے پورا نہیں کر سکتے بالخصوص ایسی حالت میں کہ ہمارے پاس اس کے لئے کافی ذرائع موجود نہیں۔ اسلئے ہم تمام خادمان اسلام کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس مقدس کام میں ہماری امداد کریں +

مغرب میں ان لوگوں کیلئے جنہیں اسلام کیطرف متوجہ کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں لٹریچر بہت فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ کیا ہم اسقدر کافی مقدار میں لٹریچر بہم پہنچا سکتے ہیں۔ جس کی ضرورت ہے؟ اس کا جواب ہمارے برادران اسلام ہی دے سکتے ہیں۔ بہت سی کتابیں اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہیں جو کافی سرمایہ نہ ہونے کے سبب سے چھپ نہیں سکتیں۔ یہ ان مسلمانوں کا کام ہے جو آنحضرت صلعم کی شاندار مثال کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے فرض کو ادا کریں۔ کوئی چیز ہمیں اپنے فرض کو ادا کرنے سے نہیں روک سکتی یہانتک کہ سرمایہ کا نہ ہونا بھی اس سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یہ ہماری دلی خواہش ہے۔ کہ ہم حضرت نبی کریم محمد مصطفے صلعم کے امتی بننے کے لائق ہوں۔ آپ کے نقش قدم پر ہم چلیں! اور اللہ تعالے کے سامنے اپنی دنیوی خواہشات کو قربان کر دیں مسلمانو! غور کرو۔ تمہارا ایمان تم سے کیا چاہتا ہے۔ تمہارے مذہب نے تمہارے لئے کیا کیا ہے۔ کیا تم اپنے مذہب کے لئے کچھ نہ کرو گے؟

# ریورنڈ ڈی لیسی اولیری کی تصنیف

مریض یورپ کا دوبارہ اٹھ کھڑے ہوتا ایک معجزہ ہے۔ مردہ ٹرکی میں نئی زندگی پیدا ہوگئی ہے۔ اس ایک امر نے اور عام اسلام کی بیداری کے سبب عیسائی دنیا میں تہلکہ مچ گیا ہے۔ وہ اس معاملہ کی تہ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اور ان پوشیدہ وجوہات کو دریافت کرنے میں کوشاں ہیں جن سے یہ تبدیلی پیدا ہوئی۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام جو ایک عرصہ سے گہری نیند میں تھا اب نئی طاقت اور نئے جذبات کو لے کر بیدار ہوا ہے۔ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ دنیائے اسلام کی یہ بیداری یورپ پر کیا اثرات پیدا کرے گی۔ لاکھوں مسلمان جنہیں نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ وہ مغربی دنیا کی نگاہوں میں انجیل ارمیگڈن انبوہ کی طرح ہیں۔ یہ جنگ ابھی نہیں لڑا گیا۔ اور ان میں سے دوراندیش لوگ مغرب کو اس جنگ کیلئے تیار کرتے ہیں پوری سعی کر رہے ہیں۔ انجیل کی پیشگوئیوں کو جاننے والے سمجھتے ہیں کہ ابھی امن کا زمانہ بہت دور ہے۔ امن ضرور قائم ہوگا لیکن اس وقت تک نہیں جب تک کہ اسلام تباہ نہ ہو +

سوتھ ویل کا بشپ کہتا ہے۔ کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک بڑی جنگ ہونیوالی ہے۔ دریائے فرات کو خشک کر کے ٹرکی کی حکومت کو تباہ کرنے کے بعد اسلام کو تہ و بالا کرنا انگلستان کا فرض ہوگا۔ شہزادہ امن کے پیروؤں میں سے ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ نہایت خوشی کا مقام ہوگا۔ اگر اس پیش آنیوالی جنگ لڑنے کیلئے اور فتح پانے کے لئے خداوند تعالیٰ ہمیں منتخب کرلے +

ایک عیسائی نے جب یہ سمجھا کہ ہمیں مکمل فتح ہوگئی۔ تو اسی وقت اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ کی اہمیت نہایت خوفناک صورت میں اس پر آشکارا ہوئی کیپٹن ہیری پوچھتے ہیں وہ کونسے بداثرات ہیں جن کے سبب چار سال کے بعد فتح اور کامیابی کے خیالات زائل ہوگئے۔ اس کا جواب نئے عہدنامہ میں ملتا ہے "جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں۔ وہ اسی سے تباہ ہوتے ہیں" ڈاکٹر لیری نے خطرات کا اظہار کیا۔ لیکن ان کا کوئی علاج نہیں بتایا۔ دنیائے اسلام

کی قوم و حالت کو اور اس کے اسباب کو ڈاکٹر موصوف نے نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ اور اس سوال کے حل کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے لیکن اس معاملہ میں ہم انہیں غیر جانبدار نہیں کہہ سکتے وہ ایک عیسائی کے نکتہ نگاہ سے واقعات کو نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں لیکن بعض وقت اپنی رائے کی اہمیت کے اظہار میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثلاً اہل یورپ سے مسلمانوں کے اختلاف کو اس وجہ پر محمول کرتے ہیں۔ کہ یورپ میں مرد و عورت کے درمیان مساوات قائم کرنے کا خیال دائر و سائر ہے۔ اور اسلام اس کا قائل نہیں۔ اور دوسرا امر یہ ہے کہ جمہوریت مسلم اور غیر مسلم میں مساوات قائم کرتا ہے۔ یہ ایک مغربی خیال ہے جو مذہب کو کمزور کرنیوالا ہے۔ وہ پہلے ہی یہ بیان کر دیتے ہیں کہ ایک مسلم کے نزدیک مذہب ایک ایسے فرقہ کا نام ہے جس کے ممبر اور تمام لوگوں کو بیگانہ سمجھنے لگتے ہیں۔ مصنف نے اس امر کے ثبوت میں بہت کوشش کی ہے کہ اسلامی تہذیب فارس۔ یونان اور روم کی تہذیب و تمدن پر مبنی ہے۔ اور نبی کریم صلعم کی بعثت کی غرض محض عرب قوم کی اصلاح تھی۔ آپ کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ وہ توحید پر قائم ہو کر آخرت پر ایمان لائیں۔ اور ایک سلسلہ اخوت میں منسلک ہو جائیں +

ڈاکٹر لیری کی رائے میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم عرب قوم کو یہ فوائد پہنچانے کیلئے نازل ہوئے لیکن عرب ان باتوں کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ اسلئے نبی کریم صلعم نے جو یقین رکھتے تھے کہ عرب قوم کی اخوت قائم کرنا خدا کا مقصد ہے۔ ان سے جنگ کی۔ اور ان سے جبراً اخوت کے اصول کو منوایا اور انہیں توحید پر قائم کیا۔ یہ ایک پرانی حکایت ہے جس کی تردید خود مصنف نے ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔ یہ ایک نہایت بیہودہ اور غلط کہانی ہے جیسے مؤرخ بیان کرتے آئے ہیں کہ متعصب مسلمان مفتوح اقوام کو شمشیر کے ذریعہ اسلام میں داخل کرتے رہے ہیں۔ کیا نبی کریم صلعم ایک مسلم نہ تھے +

اس کے بعد ڈاکٹر لیری ہمیں یہ بتاتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم کے اور خلفائے راشدین کا ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ عربوں کے علاوہ دیگر اقوام میں بھی اسلام کی اشاعت کیجائے لیکن یہ بات صحیح نہیں شروع میں ہی نبی کریم صلعم کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ آپ رحمۃ للعالمین ہو کر نازل ہوئے ہیں آپ نے خود شام۔ فارس مصر اور حبش کے بادشاہوں کو خط لکھے جنہیں اسلام میں شامل ہونے کی

دعوت دی گئی یقیناً ہرکولیز گورنر شام۔ فارس کا حکمران خسرو پرویز اور مقوقس شاہ مصر
عرب قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر لیری کو ضرور اس خط کا علم ہوگا جو مقوقس کو تحریر کیا گیا
تھا۔ اور جس کا اصلی نسخہ ۱۸۵۰ء میں ایک فرانسیسی سیاح کو مصر میں ملا۔ یہ خط اب
قسطنطنیہ میں سلطنت ٹرکی کی حفاظت میں ہے۔ ڈاکٹر لیری ایک طویل بحث میں تاریخی واقعات
سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ خلافت عثمانیہ پر اعتراض ہوسکتا ہے۔ وہ یہ ظاہر کرنا
چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کے مختلف فرقے سلطان ٹرکی کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے ہمارے نزدیک یہ
امر کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے کہ سلطان ٹرکی خلافت کا حقدار ہے یا نہیں۔ بلکہ امر واقعہ
یہ ہے کہ کروڑوں مسلمان سلطان کو خلیفہ مانتے ہیں۔ اور تاریخی امور اس عقیدہ میں کوئی
کمی بیشی پیدا نہیں کرسکتے۔ ڈاکٹر لیری نے کلیسیا کا رکن ہونے کی حیثیت سے خوب
فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اس مضمون میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اسلام اتحاد اور اخوت قائم
کرنے کی بجائے ایک قومی جذبہ کے ماتحت نفاق کا موجب ہوگیا ہے۔ زمانہ ہی بتا سکتا
ہے۔ کہ ان کا یہ خیال کہاں تک ٹھیک ہے۔ اہل اسلام کے عالمگیر اتفاق پر بہت کچھ لکھا
جاسکتا ہے۔ اور مصنف نے آخری دو باب اسی موضوع پر صرف کئے ہیں۔ مغرب کے خلاف
مسلم خیالات کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف تحریر کرتے ہیں کہ ووکنگ مسلم مشن کی یہ کوشش
ہے۔ کہ غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کی جائے۔ اور اسلام کو ایک معقول رنگ میں
مغربی دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ انگلستان کے عوام الناس میں اسلام کے متعلق حسن ظنی
پھیلانا اس مشن کا دوسرا مقصد ہے +

یہ تصنیف بہت سے دلچسپ امور سے مملو ہے۔ اور قارئین اس سے مستفید ہوسکتے ہیں
اگر وہ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ کہ اسمیں معاملہ پر یکطرفہ خیالات کا اظہار ہے تاہم
یہ فائدے سے خالی نہیں +

---

# تعصّب

(از قلم مسٹر روڈولف کیتھال)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ترجمہ۔ بیشک مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور صابی انہیں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے۔ ان کو ان (کے کئے) کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں ملیگا۔ اور ان پر نہ (کسی قسم کا) خوف طاری ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح) آزردہ خاطر ہونگے +

تعصّب ایک ایسا مضمون ہے جسکے کسی پہلو پر بحث کرنے میں مختلف آرا کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ تعصب اور رواداری دو متضاد باتیں ہیں۔ اس روشن خیالی کے زمانہ میں رواداری کے مفہوم کو بھی سب مسلمہ طور سے مانتے ہیں۔ میں اس مضمون کے چند پہلوؤں کو لونگا۔ جن کی اہمیت کو پورے طور سے محسوس نہیں کیا جاتا۔ رواداری سے عام گفتگو میں یہ مراد لیجاتی ہے۔ کہ ہم ایکدوسرے کی خصوصیات کا پاس رکھیں جن کا اظہار طرز زندگی اور افراد کے خیالات سے ہوتا ہے ہمیں ایسی روش اختیار کرلی چاہئے۔ کہ ہماری روزانہ زندگی کے تعلقات میں کوئی کشیدگی پیدا نہ ہو حقیقت تو یہ ہے کہ رواداری کے بغیر زندگی دشوار ہے۔ رواداری کی خوبیوں پر شک کرنا ایسا ہی مضحکہ انگیز ہوگا۔ جیسے سورج کے فوائد سے انکار کرنا یا بارش کے مفید ہونے پر بحث کرنا۔ یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ ہم وسعت قلب یا رواداری اور خاص کر مذہبی رواداری کے زمانے میں رہتے ہیں۔ یہ نیکی ہماری زندگی کے حقیر سے حقیر معاملات میں ایسی اہمیت رکھتی ہے کہ زندگی کے اہم امور میں بھی اس کا دخل ہونے لگ گیا ہے۔ اور یہی شاید ہماری غلطی ہے جیسا میں نے پہلے کہا کہ ہم مذہبی رواداری کے زمانہ میں رہتے ہیں بحیثیت قوم ہم اس وجہ سے بہت مسرت حاصل کرتے ہیں ہم نہایت تکبر سے عیسائیت کے تین سو چھپا لیس

فرقوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم یک گونہ اطمینان قلب سے اس تاریک زمانہ پر نگاہ ڈالتے ہیں جو مذہبی جوش اور عملی جد و جہد کا زمانہ تھا۔ جسے ہم اپنی دانشمندی کے سبب تعصب، بے ہودگی اور ظلم سے تعبیر کرتے ہیں یہ مقدس انکوئزیشن کا زمانہ سمتھ فیلڈ کی آگ کے شعلے جب انسان ایکدوسرے کو خداوند تعالیٰ کی بزرگی کی خاطر آگ میں جلاتے تھے۔ اور سیخوں سے انہیں کباب کرتے تھے۔ ہم ان واقعات پر نظر ڈالکر فریسیوں کی طرح چلا اُٹھتے ہیں۔ کہ ایخدا ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ ہم ان لوگوں کی طرح نہیں جو پہلے ہو چکے ہیں۔ کیا ہمارا یہ فعل فریسیوں سے بڑھ کر کوئی وقعت رکھتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم ایکدوسرے کو آگ میں نہیں جلاتے کیا خداوند تعالیٰ کی بزرگی کے مقابل ہماری نظروں میں انسان کی وقعت زیادہ ہو گئی ہے وسعت قلب اور رواداری کیا شے ہے۔ آجکل ان دونوں الفاظ سے ایک ہی مفہوم لیا جاتا ہے سا اور وہ ان میں ایک ہی ہو سکتا ہے۔ کہ اس سے یا تو بے پرواہی مراد ہے یا رواداری ہمدردی کے مترادف ہے۔ اس کے پہلے معانی کا اظہار ہماری روزانہ زندگی کے عام امور میں ہوتا جنمیں اس لفظ کے دوسرے معانی کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم اپنے ہمسایہ کے ساتھ امن سے زندگی بسر کریں۔ یہ خواہش اسلئے ہے کہ ہم بیحد کاہل یا خود غرض یا چالاک واقع ہوئے ہیں۔ کہ ہمیں اور لوگوں کے امور سے کوئی سروکار نہیں دوسری طرف رواداری سے یہ مراد بھی لیجا سکتی ہے۔ کہ ہم احسان کے تقاضے سے مجبور ہو کر یہ امر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہماری طرح اور لوگ بھی اپنے اپنے عقائد کو سچے دل سے مانتے ہیں اور اُنہیں بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رائے پر قائم رہیں۔ میرے خیال میں رواداری اور وسعت قلب سے ہمارا یہی مُراد ہوتی ہے لیکن کیا حقیقت یہی ہے کیا موجودہ زمانہ کی رواداری جس پر اسقدر ناز کرتے ہیں واقعی ایسے بلند خیالات پر مبنی ہے۔ یا کیا ہم ایک ایسی رَو کے ساتھ بہے چلے جاتے ہیں جو ہمیں ایک ایسی حالت پر پہنچا دیگی جسمیں تعصب ایک خوبی اور تمام نیکیوں کی بنیاد تصور کیا جائیگا۔ ہم ایک نہایت معقول قوم ہیں۔ لیکن آخرت کے معاملات میں ہماری مہذب دنیا کا کیا رویہ ہے نیکی اور بدی میں کون فرق کر سکتا ہے۔ اپنے ہمسایہ کے عقائد اور اسکی زندگی میں ہرگز مداخلت نہ کرو۔ اور وہ تمہارے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کریگا۔

عقائد اور اصول کا اب یہ معیار رہگیا ہے۔ ہر انسان کو اپنے مفاد کا علم ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ کن امور میں اسکی روحانی بہبودی ہے۔ اسے خودکشی کرنے کا پورا حق حاصل ہے کیونکہ اگر اسے اپنا گلا کاٹنے کا حق نہیں۔ تو پھر وہ کس کا گلا کاٹے۔ ہم کون ہوئے اسمیں مداخلت کریں۔ آپ ایک شخص کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچائیں۔ اگر اسمیں کچھ معقولیت ہوگی۔ تو وہ بھی آپ کے جذبات کا احترام کریگا۔ اس کے علاوہ رسم ایک مقدس چیز کیونکہ زمانہ نے اس پر تقدیس کی مہر لگادی ہے۔ اگر آپ کسی رسم کو مذموم خیال کرتے تو پرواہ نہ کیجئے۔ کیونکہ اسے تہ و بالا کرنا عوام میں ایک تہلکہ مچادیگا۔ اور اس سے آپ کی بدنامی کا بھی خطرہ ہے۔ فرض کر لیجئے کہ جونز انگلیکن فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تھامسن ایک کویکر ہے سمتھ بدھ مذہب کا پیرو ہے۔ براون ایک کرسچن سائنٹسٹ ہے۔ اور ڈی مانٹمورنسی دہریہ ہے۔ یہ سب نہایت معزز نیک اور دیانتدار لوگ ہیں۔ اور ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنی رائے پر قائم رہے۔ جیسا کہ مجھے اپنی ذاتی رائے رکھنے کا حق ہے۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ سب بے تکلف دوست ہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک کسی دوسرے کو نہایت متانت سے یہ بتائے۔ کہ وہ ایک بالکل غلط راہ پر چل رہا ہے اور ضلالت میں پڑا ہوا ہے تو اسے پرلے درجہ کا بدتہذیب اور بداخلاق سمجھا جائیگا۔ غور کرنے پر یہ ایک نرالی حالت معلوم ہوتی ہے۔ ایک موٹر یا ریل گاڑی چلانیوالے کو پیش آنیوالے خطرہ سے آگاہ کردینا اور اُسے یہ بتا دینا کہ آگے پُل ٹوٹ پڑا ہے۔ ایک شخص جو اپنے تئیں مانچسٹر جانیوالی گاڑی میں سمجھ رہا اسے مطلع کردینا۔ کہ وہ گاڑی دراصل کسی اور مقام کو جانیوالی ہے۔ یہ تمام امور بجائے خود اخلاقی فرض تصور کیئے جاتے ہیں لیکن کسی شخص کو یہ کہنا کہ وہ سیدھا جہنم کے راستہ پر جارہا ہے۔ اور دوسرے کو مطلع کرنا کہ وہ ابدی جنت کی راہ سے منحرف ہوگیا ہے۔ اور کسی اور کو یہ بتانا کہ نیکیوں کی جزا حاصل کرنے کیلئے وہ غلط طریق پر چل رہا ہے۔ گو یہ باتیں ویسی ہی اہمیت رکھتی ہیں لیکن ان کا ذکر کرنا بدتہذیبی اور بداخلاقی میں شمار ہوتا ہے۔ میں مثال سے واضح کرتا ہوں کچھ سال ہوئے البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ایسے روحانی مظاہروں پر امریکہ کا پروٹسٹنٹ فرقہ بہت ناز کرتا ہے۔ اور انہیں روحانی صفائی کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ دوران جلسہ میں مجھ سے ایک اجنبی شخص نے

پوچھا کہ کیا آپ بھی مسیحیت سے تعلق رکھتے ہیں میں نے برطانیہ والوں کی مخصوص بے اعتنائی سے جواب دیا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اور آپ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ ہمارا رویہ ہے۔ میں اپنے جواب کی نسبت کوئی عذر خواہی نہیں کرنا چاہتا میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اگر آج بھی ایسا موقع آجائے تو میرا یہی جواب ہوگا۔ لیکن اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ یہ جواب صحیح تھا۔ اپنے نکتہ نگاہ کے مطابق اس اجنبی شخص کا یہ سوال بالکل بیجا تھا۔ جیسے میں نے ایک بدتہذیبی کا فعل سمجھا لیکن آپ کو اس امر سے پریشاں خاطر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ عام طور پر نہ تو اس قسم کے سوال ہوتے ہیں۔ اور نہ ان کا جواب دیا جاتا ہے میں مانتا ہوں اور ہر شخص کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ کہ اگر ہم میں سے ہر ایک دوسرے کی رُوحانی حالت سے متعلق جستجو شروع کردے تو زندگی دشوار ہو جائیگی۔ اور چند حالات کو مستثنےٰ کرکے یہ حرکت بدتہذیبی کا رنگ اختیار کرلیگی +

لیکن ایسے دوستوں کے درمیان جن پر ایکدوسرے کے راز پوشیدہ نہیں اور وہ نہایت آزادی سے ایکدوسرے کے سامنے اپنے دنیاوی معاملات پر گفتگو کرتے ہیں روح کی نجات کے مضمون کو معرض بحث میں لانا ممنوع خیال کیا جاتا ہے ہمیں اپنے تئیں اور اپنے دوستوں کو ایسے امور سے پریشان نہیں کرنا چاہئے۔ جن کے متعلق ہم خود بے سمجھتے ہیں۔ یہ ان کا ہم جولی قریبی تعلق نہیں۔ عیسائی مشنری تحریک میں بھی ایک سدّراہ ہے۔ ایک متوسط درجہ کا مشنری نیک اور دیانتدار ہونے کے باوجود اخلاق کو نظرانداز کردیتا ہے سٹیج پر چڑھ کر وہ اپنے تئیں محفوظ پاتا ہے۔ اور وہاں سے فصاحت و بلاغت کی ایک بوچھاڑ کرتا ہے۔ اس کا مقصد ارواح کی نجات نہیں ہوتی بلکہ انہیں بیقرار بنانا ہوتا ہے اسلئے وہ جہنم کی آگ اور ابدی عذاب پر بہت زور دیتا ہے۔ اور نیکوں کی جزا کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی ہے تو صرف ہیرے جواہرات کے دروازوں اور سونے کے بازاروں تک ہی محدود رہتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ لعد کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ ابدی عذاب پر اگر ایمان ہوتا بھی ہے تو اس سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے لیکن ہیرے جواہرات کے دروازوں کا ذکر سوائے جواہریوں یا نقب زنوں کے اور کسی کیلئے تحریص کا موجب

نہیں ہوتا۔ اگر ہم صاف بیانی سے کام لیں تو موجودہ زمانہ میں رواداری زمانہ کی روش کو مذہبی رنگ میں قبول کر لینا ہی۔ اور ہر ایک کو یہ حق دینا ہی کہ وہ جو عقائد چاہے رکھے۔ اس طریق سے بہت سی تکالیف سے نجات ملجاتی ہے۔ لیکن دنیا کی نجات رواداری سے نہیں ہوگی۔ جیسے اس زمانہ میں ہم جانتے ہیں کہ انسان وسعت قلب سے خدا کے نزدیک نہیں پہنچ سکتا۔ جو گمراہ ہوگئے ہیں۔ وہ اسی راستہ پر چلے جائینگے۔ ہم اسی ایک بات پر مطمئن ہیں۔ کہ ہم ایکدوسرے کے ذمہ وار نہیں۔ اگر تمہیں اپنے بھائی سے محبت ہے جسے حقیقی معنوں میں تم اپنا بھائی سمجھتے ہو یا اس سے مذہبی اخوت کا رشتہ ہے جو ایک موہوم شے ہے۔ اور منافقت کا رنگ رکھتا ہے لیکن اگر تمہاری محبت سچی ہی تو تم اسکی برائیوں سے نفرت کروگے۔ کیونکہ وہ اسے تباہی کی طرف لیجا رہی ہیں تمہیں اسکی گمراہی کا خوف ہوگا۔ جس طرح ممکن ہوسکیگا تم اُسے بچانے کی کوشش کروگے۔ بشرطیکہ تمہیں اپنے بھائی سے سچی محبت ہو۔ اور جس خدا نے تم دونوں کو پیدا کیا ہے۔ اسکی عبادت صدق دل سے کرتے ہو۔ اسمیں تکالیف اور مشکلات ہیں لیکن نجات آرام و آسائش سے حاصل نہیں ہوتی۔ صدہا ایسے امور ہوتے ہیں جن میں اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں ہم اپنے دوستوں اور قریبی رشتہ داروں کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ اسلئے اپنے گردوپیش کو چھوڑ کر اور تعلقات پیدا کرنا ایک عبث فعل ہے۔ عملی طور پر جہاں ہمارے ذاتی مفاد اور خودداری معرض خطر میں پڑ جاتی ہے۔ ہم تو پر ہم ایک موہوم شے کی خاطر جو اس دنیا میں ہم سے کوئی قریبی تعلق نہیں رکھتی اپنے دوستانہ تعلقات دعوتوں اور میل جول کے موقعوں کو قربان نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر ہمارا ایک موٹروں کا کارخانہ ہے یا ہم نے ایک مرغیخانہ بنایا ہے یا ایک کپڑا دھونے کی مشین لگائی ہے۔ اور زید ہمارا ایک نہایت اچھا گاہک ہے لیکن وہ ایک لامذہب شخص ہی۔ اور اسکی اخلاقی حالت بھی خراب ہے۔ اگر ہم زید کے پاس جاکر نہایت موزوں الفاظ میں یہ کہیں کہ تمہاری روح سخت خطرہ میں ہے تو ہم اپنا گاہک گنوا رہے ہیں۔ کیا ہم یہ نقصان گوارا کر سکتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ بکر

ہمارا ایک دوست ہے۔ جس کے پاس تین موٹر کاریں ہیں۔ وہ ایک عظیم الشان مکان میں رہتا ہے۔ اور بہت پُر تکلف دعوتیں دیتا ہے۔ بجز نہایت ہی مہربان اور شریف ہمسایہ ہے۔ اور عام دستور کے مطابق جس شخص سے اسکو یہ توقع ہوتی ہے۔ وہ اس سے نیکی کریگا۔ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے بظاہر وہ ایک اچھا عیسائی ہے اور اس کا طرز عمل موجودہ عیسائیت کے عین مطابق ہے لیکن وہ کیتھولک مذہب کا پیرو نہیں۔ اور ایک راسخ الاعتقاد کیتھولک عیسائی کے نکتۂ نگاہ سے زید ابدی جہنم کا مستحق ہے۔ اور وہ ایک ایسے عذاب میں ڈالا جائیگا جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ایک عیسائی اسی پر اکتفا نہیں کرتا وہ زید کی نجات کیلئے ہر ممکن کوشش کرنے کیلئے تیار ہے۔ خواہ وہ کیسی ناممکن اور غیر یقینی کیوں نہ ہو ہمیں بھی بحیثیت ایک کیتھولک اور اس کا ہمسایہ ہونے کے پوری سعی کرلی چاہئے۔ کیا ہم ایسی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم کریں تو کس طریق سے۔ کیا ہم زید کے پاس جاکر جرأت سے یہ کہیں کہ ہم ہرگز آپکے اس طرز عمل کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کو ضرور آخرت کے متعلق کچھ سوچنا چاہیئے۔ زید اگر ایک خوش طبع آدمی ہے تو وہ ہمیں کچھ دیوانگی کی طرف مائل سمجھے گا۔ اور اگر وہ اس مزاج کا نہیں تو ہمیں پاگل اور بد تہذیب خیال کرے گا بہرحال ہمیں اسکی دعوتوں اور موٹر کاروں کے فوائد کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہنا پڑیگا۔ اب آئندہ زید کی مہمانوازی سے ہم مستفید نہیں ہو سکتے۔ ہماری بیویاں ایکدوسرے سے قطع تعلق کریںگی۔ اور یہ بیحد تکلیف دہ امر ہوگا۔ کیا ہم اپنے اس فعل سے یہ نتائج برداشت کرنیکے لئے تیار ہیں۔ ہم اپنے دل میں یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ یہ معاملہ ایک بالاتر ہستی کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے ہم بغیر کسی مزاحمت کے زید کو ہلاکت کی راہ پر چلنے دیتے ہیں۔ کیونکہ اس معاملہ کا نہ ہم سے اور نہ اسکی ذات سے کوئی قریبی تعلق ہے۔ ہم ان امور پر سوچنے کی تکلیف گوارا کئے بغیر اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں مصیبت تو یہی ہے کہ ہم یہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ خدا اور آخرت کے متعلق جو امور ہیں ان کا ہم سے نہایت قریبی تعلق ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت ہمیں

یہ سوال درپیش ہو جائے جسے تمام عمر ہم ٹالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور اچانک موت کی گھڑی آ جائے۔ اپنے گھر کی حفاظت میں بازار یا ریل گاڑی میں گھر میں آرام سے سوتے ہوئے یا سمندر اور خشکی پر سفر کرتے ہوئے صحت اور جوانی کی حالت میں بیماری یا بڑھاپے میں ہر وقت اور ہر گھڑی بغیر کسی آگاہی کے ایک انسان کی موت کا وقت آ سکتا ہے لیکن ہم اس سے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے نہایت اطمینان سے اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ایک اخبار نویس نے جو دہریہ بھی تھا ایک موقع پر مجھ سے کہا کہ میں تم لوگوں کی حالت کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس ایمان کا تم دعوٰی کرتے ہو۔ اگر میں بھی اسی طرح ایمان لے آؤں تو میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اور سب لوگ میری طرح ایمان نہ لے آئیں میں ہر جگہ اور ہر گاؤں میں ایک مشنری کی طرح کام کرونگا۔ وہ اخبار نویس ضرور ایسا ہی کرتا اور اپنے دوستوں کیلئے مصیبت کا باعث ہو جاتا۔ کیونکہ آجکل مذہب میں صداقت ایسی نادر شئے ہے کہ وہ ایک مصیبت معلوم ہونے لگتی ہے۔ رواداری او صداقت دونوں ایک جگہ نہیں سما سکتیں۔ ایک راسخ الاعتقاد عیسائی لازمی طور پر متعصب ہوگا۔ اگر ایک عیسائی واقعی کفارہ کے عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کا یہ ایمان ہو کہ نجات کیلئے کیتھولک مذہب کو کُلی طور پر قبول کرنا ضروری ہے۔ ورنہ ہر ایک کو ابدی جہنّم میں جلنا پڑیگا۔ ایسے شخص کو رواداری کی کیا حاجت ہے۔ اس عقیدہ کا اکثر مضحکہ اُڑایا جاتا ہے۔ اور اُسے قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے لیکن یہ مضحکہ انگیز نہیں کم از کم ہم میں سے کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے مضحکہ انگیز قرار دے کیتھولک فرقہ کے خیال کی رُو سے یہ ایک حقیقت ہے۔ اور اسے وہ کھلے طور سے صاف الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ اسلئے ان کے فرقہ کو رواداری سے کوئی سروکار نہیں۔ گو ہم ان کے خیالات سے موافقت نہیں رکھتے لیکن ہنسی کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ان کا طرز عمل نہایت دلیرانہ ہے۔ اور اپنے تئیں حق بجانب ثابت کرنا انکے ذمہ ہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ باتیں نہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور نہ جھٹلائی جا سکتی ہیں۔ اور بحث مباحثہ

سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ صدیوں سے کلیسیا باواز بلند یہ کہتا رہا ہے کہ جو ان عقائد پر ایمان نہیں لاتا وہ ابدی جہنم میں ڈالا جائیگا۔ یہ آواز کوئی معمولی تعصب کی بناء پر نہیں اٹھائی گئی۔ بلکہ اسے خدا کا کلام ظاہر کیا گیا ہے۔ ایسے مذہب میں رواداری کیسے ممکن ہوسکتی ہے اور ایک ایسا شخص جو دیانتداری سے اپنے مذہب کے عقائد کی پیروی میں دوسروں سے وہی سلوک روا رکھتا ہے جس کی اوروں سے اسے خود توقع ہوتی ہے۔ اور ہمسایہ سے ویسی ہی محبت جیسی اسے اپنی ذات سے ہوتی ہے۔ اسلئے جسقدر اسکی طاقت میں ہوتا ہے وہ یہی کوشش کرتا ہے۔ کہ اپنے ہمسایہ کو ہمیشہ کے عذاب سے نجات دلائے۔ اس مذہب کا پیرو ہوکر وہ کیسے الگ رہکر یہ برداشت کرسکتا ہے۔ کہ لاکھوں انسان ایمان نہ لانے کے سبب ابدی جہنم میں دھکیلے جائیں۔ اسے ضرور ان کی نجات میں کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے آقا کا یہی حکم ہے۔ اگر لوگ اپنی مرضی سے ایمان لے آئیں تو بہتر ورنہ انہیں مجبور کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسے حکم ہے۔ کہ لوگوں کو ہر جانب سے لاکر اپنے گلہ میں شامل ہونے پر مجبور کرو۔ زمانۂ وسطی کے تعصب کی بناء اسی ایک بات پر تھی۔ اور مقدس انکوزیشن کی روح رواں یہی عقیدہ تھا جو لوگوں کو آگ میں جلواتا تھا۔ اور ایذا رسانی کے مختلف آلات کی ایجاد کا موجب ہوا تاکہ دنیا میں ایذائیں پہنچاکر لوگوں کو ہمیشہ کے عذاب سے بچایا جائے۔ زمانۂ وسطی کا یہ خیال ہم سمجھ سکتے ہیں۔ گو موجودہ زمانہ کی روشنی میں ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ جن خیالات سے یہودیوں اور پاپائے روم کے پیرؤں پر سختیاں عائد کیں وہ ضمیر کے تقاضوں کی روشنی میں بالکل سچے تھے لیکن جب سیاسی ضروریات نے ابن الوقتی پر مجبور کیا تو مختلف خیالات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے یہ تمام سختیاں دور ہوگئیں۔ یہ مسیحی رواداری کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ سیاسی ضروریات نے اس طرز عمل کو اختیار کرنے پر مجبور کیا جو غلط خیالات پر مبنی تھا +

پہلا طرز عمل ایک خیال کا عملی اظہار تھا۔ اور دوسرا مذہب کی منافی کے مترادف ہے رواداری کے خیالات کی ترقی پھر مذہب کے تنزل کا موجب ہوئی۔ کلیسیا اگر اپنے دعاوی میں ثابت قدم ہے تو وہ ہمیشہ برسرپیکار رہیگا۔ کیونکہ وہ نے اتفاقی اور رواداری سے کلی ناآشنا ہے۔ یہ ایک عجیب مذہب ہے۔ جو متضاد صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ ایک تو اس

مذہب کا یہ دعویٰ کہ وہ بنی نوع انسان سے محبت اور ہمدردی کرنے کیلئے نازل ہوا اور ساتھ ہی وہ بنی نوع انسان سے جنگ کا اعلان بھی کرتا ہے۔ پس اگر ہم حقیقی معنوں میں مذہب کی پیروی کریں تو ہمیں لازماً متعصب ہونا پڑتا ہے۔ اور اگر ہم رواداری کا اظہار کریں تو اپنے مذہب کے حقائق سے کنارہ کشی کرنی پڑتی ہے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ایسا مذہب ہی ناقص ہے۔ انسانی ادراک تو یہی فیصلہ دیتا ہے۔ انسان کی فطرت ہر قسم کے تعصب اور جبر سے نفرت کرتی ہے کیا خدا تعالیٰ جو بڑی حکمت والا ہے اپنی مخلوق کو اسی مقصد کیلئے پیدا کیا کہ وہ اپنا تمام وقت اور طاقت ایکدوسرے کی برائی اور ایذا رسانی میں صرف کریں۔ اور اسکی بزرگی کا اظہار اس طریق سے کریں کہ جبراً ایکدوسرے سے اپنے عقائد منوائیں۔ اور ہر ایک یہی سمجھے کہ اس کے مذہب کے انکار سے دوسرے لوگ ابدی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں مذہبی جھگڑوں سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ دلائل کو پسند کرتے ہیں چاہے وہ کسی امر پر ہوں۔ جس قدر کوئی زیادہ تعلیمیافتہ ہوتا ہے یا اپنے تئیں ایسا تصور کرتا ہے وہ ایسے دلائل کو پسند کرتا ہے جو ماہرین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ جو ہمیں کسی فیصلہ تک نہیں پہنچاتے۔ اس کیلئے یہی خوشی کا موجب ہے کہ ایسے دلائل سے کوئی خاص نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ اکثر لوگ آجکل مذہب کو بعینہٖ یہی وقعت دیتے ہیں لیکن ایک حقیقی مذہب جو انسان اور خداوند تعالیٰ کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتا ہے ایسے دلائل سے بالاتر ہونا چاہئے۔ جسکے متعلق صرف جاہل لوگ بحث کرنے کی جرات کرتے ہیں جیسے ایک شخص صدق دل سے قبول کر لینے پر بھی اس امر کو فراموش نہیں کرتا کہ اور لوگ جو مختلف مذاہب کے پیرو ہیں وہ بھی خدا کے راستہ پر گامزن ہیں۔ کیا کوئی ایسا مذہب ہے جسمیں رواداری کو صرف انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کے مترادف سمجھا جائے۔ بلکہ دیگر مذاہب سے بھی اسے ہمدردی ہو۔ اور ان سے بھی احسان کا برتاؤ کرے۔ اسلام ہی اس سوال کا جواب ہو سکتا ہے خداوند تعالیٰ نے اقوام عالم سے اپنے آپ کو پوشیدہ نہیں رکھا۔ اور ایک خاص قوم پر اپنا اظہار کر کے باقی سب کو مورد عذاب نہیں ٹھیرایا۔ اور انہیں اس خیال سے فراموش نہیں کر دیا۔ کہ وہ حسن اتفاق سے کوئی مژدہ جانفزا سن لینگے۔ یہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے۔ وہ لوگ جو ظلمات میں تھے وہ نور سے فیضیاب ہوئے۔ اور یہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار ہوا۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہر ایک قوم میں نذیر اور رسول بھیجے گئے۔ حضرت موسیٰ عیسیٰ یا مسیح علیہم السلام انہی انبیاء میں سے تھے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور خاتم الانبیاء ہیں۔ مختلف ممالک اور اقوام میں یہ رسول نازل ہوتے رہے لیکن یہ سب ایک ہی پیغام لائے۔ اسلئے یہودی عیسائی بدھ مذہب کے پیرو اور اہل اسلام ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جس کی بنیاد توحید اور بنی نوع انسان سے حسن سلوک پر ہے۔ ایک سچے مسلم کو ایک یہودی عیسائی بدھ اور زرتشت کے پیروؤں سے کوئی عناد نہیں۔ کیونکہ تمام رسول اسکے رسول بھی ہیں۔ اور بفضل خدا وہ وقت بھی آئیگا جبکہ ہمارے رسول کو ان تمام مذاہب کے پیرو اپنا رسول تسلیم کرینگے۔ اسلام نے کسی خاص زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر اس امر کا فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ نہایت حکمت سے اس عقدہ کو حل کیا ہے۔ خداوند تعالےٰ سے ڈرو اور اسکے احکام کی پابندی کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھو کہ اور لوگ بھی اسی مقصد کو حاصل کرنے میں کوشاں ہیں۔ گو ان کا طریق عمل تم سے جدا ہے۔ یہ انسان کا یہی فرض ہے عملی طور پر آجکل مذہبی دنیا دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ دونوں گروہ ہر طرح آراستہ اور مسلح ہیں۔ ایکطرف عیسائی دنیا ہے۔ اور دوسری جانب اسلام ہے مسیحی کلیسا سوائے چند نیک اور مسیحی خصلت انسانوں کے دیگر مذاہب سے رواداری کا سلوک کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کوئی انسان دو آقاؤں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ جو کلیسا کے ہمراہ نہیں وہ اس کا مخالف ہے۔ مسلم اپنے مذہب پر نازاں ہے۔ اور اس کا ناز بجا ہے۔ کیونکہ صرف یہی ایک مذہب ہے جو نہ صرف عقائد میں بلکہ عملی طور پر رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

رواداری کو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا ہے جس سے ان کی بنیاد اور مستحکم ہو گئی ہے۔ وہ ان لوگوں سے بھی حسن سلوک کا برتاؤ کر سکتے ہیں جو غلط فہمی سے لیکن دیانتداری کے ساتھ انہیں اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔ مخالفت میں وہ بغیر کسی کجی اور غلط بیانی کے واقعات کو مان لیتے ہیں۔ اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق رنگ دیکر بیان نہیں کرتے۔ رواداری ہی مسلمانوں کو

ایسے فوائد حاصل ہیں جن کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ اس کے ہوتے ہوئے کیا مسلمان اس طرح بعد کرنے کی کوشش نہیں کرینگے جن نے ایک ہی خدا پر ایمان رکھنے والوں کے درمیان حائل ہو کر ان کے دو مختلف کیمپ قائم کر دیئے ہیں۔ بلحاظ عقائد عیسائیوں کی طرف یہ پیشقدمی نہیں ہو سکتی۔ اسلام ہی خداوند تعالیٰ کی قائم کردہ رواداری کے ذریعہ ایک ایسے عظیم الشان مذہبی اتحاد کی بنیاد رکھ سکتا جس کی دنیا نے اب تک توقع نہیں کی +

---

# عورت

## (کس طرح وہ غلامی اور ضلالت کی حالت سے آزاد ہوئی)

(از قلم خواجہ نذیر احمد صاحب)

یونان اور روم کی تہذیب پر اعتراض کرنا عیسائی مصنفین کی عادت ہے۔ وہ کبھی ان کے روشن پہلو کو ظاہر نہیں کرتے۔ کسی تہذیب کی خوبیوں کو کلی نظر انداز کر کے انہیں مورد الزام ٹھیرانا ایک آسان بات ہے۔ نیکیوں سے اعراض کر کے بدیوں کے بیان میں فصاحت و بلاغت کے اظہار کا خوب موقع ملتا ہے۔ یونان اور روم نے بت پرستی کے زمانہ میں جو شاندار جرائم کئے ان کا تذکرہ ناول نویسوں واعظوں اور تاریخ والوں کے لئے یکساں دلچسپی رکھتا ہے۔ اگر تاریک پہلو کو ہی اتنے غور سے دیکھا جاتا ہے تو لازماً اس حالت میں ہمیں غلط فیصلہ کی امید رکھنی چاہیئے۔ سب سے بڑا الزام جو ان دو قدیم سلطنتوں پر لگایا جاتا ہے وہ ان کا اخلاقی تنزل ہے لیکن یہ حالت عالمگیر نہ تھی۔ اسی زمانہ میں جبکہ اخلاق کی حالت نہایت ابتر تھی۔ بہادری اور نیکی کی بہت سی روشن مثالیں ملتی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت عورت کو کمزور سمجھ کر اس کو سیاسی اور سوشل مرتبہ نہ دیا جاتا تھا جن کی لاٹھی اسی کی بھینس کا اصول رائج تھا اسلئے عورتیں مردوں کے ماتحت آگئیں بیشک غور کرو لیکن کوئی امر ایسا نہیں ملیگا جس کی بناء پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ ہاں بعض حالات میں ایک حد تک سوشل زندگی میں عورتوں کا انحصار مردوں پر ہوتا ہے لیکن بلا مر

ان کا محکوم ہونا ظاہر نہیں کرتا گو انحصار کی حالت میں محکوم ہو جانا ممکن ہے لیکن یہ لازمی نتیجہ نہیں ہے عجیب بات ہے کہ مہذب اقوام میں عورتیں محکوم ہو جاتی ہیں۔ بہت سے ظاہر بین لوگ جب ایسے معاملات کا مشاہدہ کرتے ہیں جو ان کے حالات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں تو وہ غلط نتائج نکال لیتے ہیں۔ اور ان اخلاقی حدود میں جو بالکل عیاں ہوتی ہیں تمیز نہیں کر سکتے کیونکہ بعض باتوں کی عورتوں کو ممانعت ہوتی ہے۔ اور اسی ایک امر سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ مردوں کے مقابل پر عورتوں کے کوئی حقوق نہیں بعض باتیں عورتوں کیلئے اور بعض مردوں کیلئے ممنوع ہوتی ہیں۔ عام طور پر عورتوں کی پوزیشن اور ان کے حقوق روز روشن کیطرح ظاہر ہوتے ہیں انہیں ہر جگہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور بلا تاخیر ان پر عمل ہوتا ہے بعض اوقات عورتوں سے بدسلوکی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ ہر ایک قوم میں ہوتا رہا ہے کبھی انہیں حیوانی طاقت اور شدت کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ہم ایک اوائل زمانہ کے وحشی کی مثال لیتے ہیں۔ وہ عورتوں کو مردوں سے علیحدہ سمجھتا ہے لیکن انہیں کم درجہ تصور نہیں کرتا۔ بلکہ مدارج کا خیال تو بعد میں پیدا ہوا۔ سٹارک نے بجا کہا ہے۔ کہ ایک وحشی عورت سے محض اسلئے نفرت نہیں کرتا کہ وہ عورت ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وحشی اقوام میں عورتوں کے کوئی حقوق اور رتبہ نہیں ہوتا۔ اس خیال کو بے بنیاد ثابت کرنا آسان ہے۔ ہاٹنٹاٹس کے قبیلہ میں عورت خود مختار ہوتی ہے شمالی امریکہ کے ریڈ انڈین لوگوں میں بھی یہی دستور ہے۔ ان میں عورت کی مرضی کے خلاف مرد گھر کی کوئی چیز نہیں دے سکتا۔ لونگ سٹون اس واقعہ کو حیرانی سے بیان کرتا ہے۔ جب ایک حبشی نے اسکے ہمراہ سفر پر جانے سے اسلئے انکار کر دیا۔ کہ اسکی بیوی اجازت نہ دیتی تھی۔ نوٹ کا قبیلہ کے لوگ تمام اہم امور میں عورتوں سے مشورہ کرتے ہیں۔ نکاراگوا میں کوئی مرد عورتوں کی مارکٹ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مارکوئیساز کے لوگ عورتوں کو کشتی چلانے سے باز رکھتے ہیں لیکن مردوں کو بھی بعض زنانے بازاروں میں جانے کی اجازت نہیں۔ ہندوستان کی کھنڈ قوم میں کوئی امر عورتوں کے مشورہ کے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ پلیو جزائر کے لوگوں میں بھی یہی دستور ہے۔ نیچوانا قبیلہ میں کونسل میں کوئی امر طے نہیں ہو سکتا جب تک ان کے سردار کی والدہ اجازت نہ دے۔ وحشی اقوام کے لوگ بہت سی ایسی ہستیوں کے قائل ہیں جو نظر سے پوشیدہ ہیں

عورتوں کے متعلق بھی ان میں بہت سی توہم پرستی موجود ہے۔ مسٹر بارٹلینڈ اپنی تصنیف میں بیان کرتے ہیں۔ کہ اوائل زمانہ کے لوگ بچوں کی پیدائش قبیلہ کے جن بھوتوں کے ذریعہ سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر فریزر دنیا کی مختلف اقوام کی مثالیں بیان کرکے اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور ایک کنواری کے پیٹ سے حضرت مسیح کی پیدائش کے عقیدہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ قدیم زمانہ کی تہذیبوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یونان اور روم کے مقابلہ پر مصر کی عورتوں کو سوشل اور سیاسی معاملات میں زیادہ بلند رتبہ حاصل تھا۔ پروفیسر ولکنسن نے قدیم مصریوں کی رسومات اور طرز زندگی پر جو تصنیف کی ہے۔ اسمیں بیان کیا ہے کہ مردوں کے مقابل عورتوں کی زیادہ عزت تھی۔ اس کا ثبوت ان کے اس قانون سے بھی ملتا ہے جس کی رو سے بادشاہ کے بعد اسکی بیوی اور بیٹی تخت کی وارث ہوتی تھی۔ بارہا اس کے سبب وارث کے لئے جھگڑے ہوئے لیکن عورتوں کے اس حق کو غصب نہیں کیا گیا۔ یہ عورتوں کے کسی خاص اثر کے سبب نہ تھا۔ بلکہ ان کا یہ ایک حق تھا۔ جسے قانون بھی تسلیم کرتا تھا۔ وہ محسوس کرتے تھے۔ کہ جب تک عورتوں کی عزت نہ کی جائے اور جب تک سوسائٹی پر ان کا ایک خاص اثر نہ ہو تو عوام کی رائے پست ہو جائیگی۔ اور لوگوں کے اخلاق گر جائیں گے۔ اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے وہ عورتوں کو ان کے اہم فرائض سے مطلع کرتے جو قوم کی خاطر انہوں نے سرانجام دینے ہیں +

## قدیم یونان میں عورتوں کی حالت

یونانی عورتوں کی نسبت کچھ بیان کرنے میں ہمیں یہ مشکل پیش آتی ہے کہ ان کے متعلق جو معلومات ہمیں پہنچی ہیں وہ مردوں کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ عورتوں کے متعلق مردوں کی تحریرات غیر جانبدار نہیں ہوتیں۔ یا تو وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ یا انہیں عورتوں سے نفرت ہوتی ہے۔ عورتوں کے متعلق ان کا ذاتی تجربہ خوشگوار ہوتا ہے یا تلخ اور وہ جو کچھ لکھتے ہیں اسی تجربہ کے مطابق لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ نہ صرف مردوں نے لکھی ہے بلکہ مردوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ ظریف طبع شعرا نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے ہمیں اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت عورتیں تو ڈراموں میں ایکٹ نہیں کرتیں اور

اسے چنداں اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ سائیمونیڈیز نے جو قدیم زمانہ کا ایک شاعر ہے عورتوں کی دس قسمیں بتائی ہیں۔ جن میں سے صرف ایک اچھی ہوتی ہے۔ ایک اور شخص سونا پین کہتا ہے۔ اے لوگو عورت ایک ہی ہے لیکن اے میرے ہم وطنوں بغیر اس کے گھر بھی نہیں بن سکتا شادی کرنا ایک بدی ہے اور نہ کرنا بھی بدی ہے کسی اور ظریف طبع شاعر کا قول ہے کہ عورت ضروریات میں سے ہے یوریپڈیز عورتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ وہ لکھتا ہے سمندر کی لہریں دریا کی طغیانی اور آگ کے شعلے اور غربت سب خوفناک چیزیں ہیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی اشیاء خطرناک ہیں لیکن عورت سے بڑھکر اور کوئی چیز خطرناک نہیں مصور اس کا صحیح خاکہ نہیں کھینچ سکتے۔ لیکن اگر کسی دیوتا نے اسے پیدا کیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ دیوتا بدیوں کا پھیلانیوالا ہے اور انسان کا دشمن ہے۔ اسی قسم کے بہت سے حوالجات بہم پہنچائے جاسکتے ہیں لیکن درحقیقت یہ ہمارے علم میں کوئی اضافہ نہیں کرتے۔ ان کے خلاف اور بہت سے ایسے اقوال ہیں جنمیں عورتوں کی بیحد مدح سرائی کی گئی ہے۔ ہومر کے زمانہ میں عورتیں بہت عاجز تھیں اور یہ زمانہ کے تقاضے کے سبب تھا۔ طاقت اور قوت ہی اس زمانہ میں کچھ معنی رکھتی تھی اور صرف ایک طاقتور انسان ہی اپنا حق منوا سکتا تھا۔ ایک جنگجو بہادر ایک حسین لڑکی کو مال غنیمت سمجھ کر لیجاتا ہے۔ اسے بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا۔ اگر آج اس نے کسی کے گھر کو تاخت وتاراج کیا ہے۔ تو کل اس کے گھر پر کوئی اور شبخون ماریگا۔ اور اس حسین لڑکی کو اپنا غلام بنا کر لیجائیگا۔ اور اس شخص کو تہ تیغ کر دیگا۔ عورتیں جنگجو نہ تھیں۔ اسلئے ان کی حفاظت کا انحصار مردوں پر تھا۔ بظاہر انکی حالت کا یہ نقشہ ہمارے سامنے ہے لیکن واقعات اس کے خلاف شہادت دے رہے ہیں۔ علم ادب سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ عورتوں پر اس شدت سے حکومت کی گئی ہو۔ مادی طاقت کو ہمیشہ حقیر سمجھا گیا ہے محبت توقیر اور احترام ہی عورتوں کیلئے ہر زمانہ میں روا رکھا گیا ہے۔ عورتوں پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ ٹرائے کی خوبصورت ہیلین جو یونانیوں اور ٹراجنیز کی تمام مصائب کا باعث ہوئی بالکل بیقصور ہے۔ تمام الزام پیرس کے سر ہے جو اسے زبردستی اٹھا کر لیگیا۔ ہومر کی نظموں میں یہی نقشہ ہے کہ زن وشوہر آپس میں محبت کرتے ہیں۔ اور اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنالیتے ہیں وہ یکدل اور یکجان ہو کر اپنے گھر میں حکمرانی کرتے ہیں۔ ان گھروں کی مثال ایلکینس اور ایرٹ کے ایوانوں لارٹرائے میں سکیٹر اور آیندو میکی کے گھرانوں سے ملتی ہے لیکن ان سب سے بڑھکر پینیلوپ

کی وفاداری اور محبت ہے جس کی خاطر وہ برسوں اپنے خاوند یولیسیس کا انتظار کرتی رہی جو مدت سے ایک بحری سفر پر گیا ہوا تھا۔ الیسٹس کی دلیرانہ محبت جس نے اپنی خاوند کو بچانے کیلئے اپنی جان قربان کردی۔ انٹیگونی جس نے اپنے باپ کے لئے نیکی کا ثبوت بہم پہنچایا پولیکسینا کی شاندار موت۔ اسی طرح اور بہت سی عظیم الشان مثالیں ہیں جن کے مقابل پر روم اور عیسائیت جدید تہذیب اور صنف نازک کیلئے احترام کے خیالات کوئی سبقت نہ لیجا سکے۔ عورتوں کی عفت و عصمت اور زن و شوہر کی باہمی وفاداری اور مکمل عورت میں جو خوبیاں ہو سکتی ہیں۔ انکو جس خوبی سے ان مثالوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اور کہیں ایسا نقشہ دکھائی نہیں دیتا۔ ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرد و عورت کے درمیان مساوات کا رشتہ تھا اور ان کی عزت مردوں کے برابر ہوتی تھی۔ ہومر ہمیشہ تعلقات زناشوئی کو مسرت افزا اور خوش انجام ظاہر کرتا ہے۔ اس زمانہ میں عورتونکی عزت ہوتی تھی۔ اور انہیں کسی امر کی ممانعت نہ تھی۔ وہ شادی کی محفلوں اور مذہبی جلسوں میں بلاتمیز شامل ہوتی تھیں۔ اور قربانی کے موقعہ پر مردوں کے ساتھ شریک ہوتی تھیں۔ یا تنہا مزاروں میں جاکر چڑھاوے چڑھاتی تھیں۔ یونان کے تاریخی زمانہ میں سپارٹا کی عورتیں نہ صرف جسمانی صحت میں اچھی تھیں بلکہ سیاسی امور میں بھی بہت گہری دلچسپی سے حصہ لیا کرتی تھیں۔ قومی بہبودی کی خاطر وہ والدین کی محبت کو بھی قربان کردیتی تھیں۔ ان میں اخلاقی جرات تھی۔ زناکاری کا نام و نشان نہ تھا۔ عورتوں کی ذاتی جائداد تھی۔ ارسطو تحریر کرتا ہے۔ کہ سپارٹا کے رواج کے مطابق بہت سی زمین عورتوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں سے زیادہ تعلیمیافتہ تھیں۔ وہ انکو اس وجہ سے مورد الزام ٹھیراتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں پر حکومت کرتی ہیں وہ یہ سوال پیش کرتا ہے۔ کہ جب عورتیں بادشاہوں پر حکمرانی کرتی ہیں۔ تو در اصل انہی کی حکومت ہے۔ پروفیسر باسکوون کا قول ہے۔ کہ اس زمانہ میں عورتوں کو وہ آزادی حاصل تھی جو عیسائیت کے دور حکومت میں اسے کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ جائداد اور زمین انکی ملکیت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ ان کا حق سمجھا جاتا تھا۔ وہ تجارت کرتی تھیں۔ اور عدالتوں میں مقدمات دائر کرتی تھیں۔ جائداد میں عورتوں کے حقوق کی پوری نگہداشت کرتی تھیں۔ تاکہ خاوند اس کا بیجا تصرف نہ کرے۔ جائداد میں جو حصہ عورت کا ہوتا۔ وہ اسی کے قبضہ میں رہتا۔ اور شادی کے

موقعہ پر جو رقم بطور مہر ادا کی جاتی تھی - وہ بھی اسی کی ملکیت تصور ہوتی تھی - اس رقم کو وہ اپنی مرضی کے مطابق وصیت کر سکتی تھی +

# اسلام کے رستہ میں بعض رکاوٹیں

پروفیسر اے ۔ ایس واڈیا کی تازہ تصنیف دی میسیج آف محمد (محمد صلعم کا پیغام) میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بنی نوع انسان کی طرف آپ کے پیغام کی عمدہ تصویر دوستی اور ہمدردی کے رنگ میں کھینچنے کی کوشش کی گئی ہے - اگر محض ہمدردی اور دوستی ہی پر انحصار ہوتا تو یہ نقشہ موجودہ تصویر سے جو پروفیسر واڈیا نے کھینچی ہے بالکل مختلف ہوتا - ہمدردانہ نقطہ نگاہ سے دوسروں کا مطالعہ کرنے سے ہم انہیں پورے طور پر سمجھنے اور انکے اعمال کو جانچنے کے قابل نہیں ہو سکتے - نہ ہم انہیں اپنے اصلی رنگ و روپ میں دیکھ سکتے ہیں - خشک علمی صداقتوں کو سمجھنے کیلئے ہمیں محض ہمدردی کی نہیں بلکہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے ہمیں ناقدانہ تحقیق و تفتیش سے کام لینا چاہئے - جہانتک اس کتاب کے اس باب کا تعلق ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی زندگی کو مختصراً بیان کیا گیا ہے - یہ کتاب دوسری ایسی تصنیفات سے جو غیر مسلموں نے لکھی ہیں ایک حد تک بڑھ کر ہے لیکن جہاں اسلام کے معتقدات اور اصولوں کا ذکر آتا ہے وہی نظر عمیق کا فقدان جو دوسری کتابوں میں پایا جاتا ہے اسمیں بھی موجود ہے - اس حقیقت نفس الامری کو ہم لائق مصنف سے بڑھ کر واضح نہیں کر سکتے - جسے اپنے دیباچہ میں خود اسبات کا اعتراف ہے کہ "اس کتاب کے آئندہ صفحات میں بیان کردہ واقعات کی ندرت یا عمیق مطالعہ اور تفتیش کا میں ہرگز دعویدار نہیں" - نئے تحقیقات عمیق مطالعہ ہی ایک چیز ہے - جو خیالات کی اس اصل روکو سمجھنے کیلئے جو تعلیم اسلام میں مضمر ہے اشد ضروری اور لابدی ہے لیکن افسوس ہے - کہ جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے - اسی ایک ضروری شے سے یہ کتاب قطعاً عاری ہے + مثال کے طور پر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خدا کے متعلق مصنف نے جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ ناکافی مطالعہ کا نتیجہ ہے - ایک مکمل آیت کو وہ محض جملہ بنا دی ہے اس کا ترجمہ کر کے معلوم اس سے قدیم غلط نتیجہ

نکال لیتے ہیں یضل بہ من یشاء و یھدی بہ من یشاء۔ اس کا ترجمہ مصنف مذکور نے یوں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور پھر اپنی ایک عمارت اس پر کھڑی کر لی ہے۔ اس نے بتایا ہے۔ کہ اسلام کا خدا ایک خود سر اور جابر خدا ہے جو جس طرح اس کا جی چاہے اپنی مرضی پر دوسروں کو زبردستی چلاتا ہے۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات کا وہ مفہوم نہیں۔ جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ صحیح اور غلط امور کے متعلق۔ اس نے انسان کو آزاد اور مختار بنایا ہے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ انا ھدینا السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔ ہم نے انسان کو رستہ دکھا دیا ہے پس چاہے تو وہ شکر گذار ہو۔ اور چاہے تو کفر کرے ایسا ہی فرمایا ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین (۲: ۲۶) و یضل اللہ الظالمین (۱۴: ۲۷) یضل اللہ من ھو مسرف کذاب (۴۰: ۳۴) یضل اللہ الکافرین (۴۰: ۷۴) اس پاک کتاب کی وجہ سے وہ کسی کو گمراہ نہیں ٹھیراتا۔ مگر انہیں جو فاسق ہیں جو نا انصاف ہیں جو مسرف ہیں اور جو کافر ہیں۔ پس ان کھلے حقائق کے باوجود ایک مستذکرہ بالا آیت کے اوپر تمام نتیجہ کا انحصار رکھنا اور دوسری اس قدر آیات کو نظر انداز کر دینا کہاں تک جائز اور صحیح ہے +

یہی بات بہت سے ان لوگوں کے رستہ میں جو اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ایک روک کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ صرف قرآن کریم کی بہت سی آیات کے صحیح ترجمہ کا سوال ہے۔ قرآن کریم نے خود اپنے مطالب کو سمجھنے کا اصل طریق اور گر بتایا ہے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران میں آیت ۱۰ میں فرمایا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتب و اخر متشابہات۔ خدا وہ ذات پاک ہے جس نے تجھ پر اے رسول اکتاب کو اتارا ہے۔ اسکی بعض آیات محکم ہیں جو اصول کتاب ہیں اور باقی متشابہات (یعنے ایکدوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور اسلئے مختلف مطالب کی حامل ہیں)" یہ ہمارے ہاتھ میں گویا ایک کنجی ہے جس سے ہم تمام ان مشکلات کو جو اس پاک کتاب کے مطالب کو سمجھنے کے لئے ہمارے رستہ میں حائل ہو سکتی ہیں حل کر سکتے ہیں۔ یہ ہمیں بتا دیا۔ کہ متشابہ آیات کو ہمیشہ محکمات کی روشنی میں حل کر لیا کرو +

آؤ اسی قانون کو موجودہ مشکل میں استعمال کر کے دیکھیں۔ یہ اسلام کا اصل الاصول ہے جیسا کہ متذکرہ صدر آیات سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا سوائے ان کے جو اپنے آپ کو خود

گمراہی میں ڈالیں۔ ایسا ہی وہ اپنی ہدایت پر کسی کو جبراً نہیں چلاتا۔ جیسا کہ اس پاک کتاب کے شروع میں فرمایا ہے:۔ ذالک الکتب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ ہدایت ہے متقیوں کیلئے یعنے ان لوگوں کیلئے جو سیدھے رستہ پر گامزن ہیں۔ قرآن کریم کی اس سب سے پہلی آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یضل بہ من یشاء و یھدی بہ من یشاء کے معنے صاف ہو جاتے ہیں۔ ہدایت اور گمراہی ہمارے اپنے ہاتھوں کی کرتوت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے بعض خاص مقررہ قوانین کے عین مطابق ایسا ہوتا ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت اس عام فہم مثال سے ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو شخص آگ میں ہاتھ ڈالیگا۔ وہ جل جائیگا یہ میری اپنی مرضی ہے۔ کہ میں اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈالوں یا نہ ڈالوں اور اگر میں آگ میں ہاتھ ڈالوں تو اس کا جل جانا۔ میری اپنے عمل کا نتیجہ ہوگا۔ اور ایک طرح سے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نتیجہ اس کے غیر مبدل قانون سے کہ آگ لازماً جلائیگی پیدا ہوتا ہے۔ ایک مجرم اپنی مرضی اور اختیار سے اپنے کیفر کردار تک پہنچتا ہے۔ تاہم کہینگے ہم یہی۔ کہ قانون تمام مجرموں کو سزا دیتا ہے من یشاء کے الفاظ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو اس کا قانون اور شریعت ہدایت دیتی یا گمراہ کرتی ہے۔ کیونکہ اسکی مشیت سے مراد اس کا قانون ہے۔ نہ کہ اس کا خیال اور وہم تخیلات و توہمات جیسی کوئی شئے اسکے ہاں نہیں۔ قرآن کریم میں وہ ارشاد فرماتا ہے۔ لن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اللہ تعالیٰ کے قوانین میں تم کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اسکے قوانین مقرر اور لا تبدیل ہیں جیسا کہ ہم ہر روز تمام کائنات کے اندر دیکھتے ہیں! اسلئے آیت زیر بحث کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ جو شخص نیکی کریگا۔ اور ٹھیک رستہ پر چلیگا۔ یہ خدا کی مشیت اور اس کا قانون ہے۔ کہ اُسے سیدھے رستہ پر قائم رکھا جائے۔ اور جو شخص برائی کریگا۔ اور غلط رستہ پر چلیگا خدا کی یہ مشیت اور اسکا قانون ہے کہ اسے غلطی پر رکھا جائے محض انہی معنوں میں ہدایت دینے یا گمراہ کرنے کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے متعلق استعمال ہوتے ہیں۔ ہماری ہدایت یا گمراہی کا سب سے پہلا اور اصل سبب ہمارا اپنا عمل ہوتا ہے۔ اس کا آخری سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ جو ایک ایسے قانون کا بنانیوالا ہے۔ جو ایک خاص فعل اور عمل کو ایک خاص نتیجہ سے وابستہ کر دیتا ہے۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ یہ خدا تعالیٰ کا لاتبدیل قانون ہے۔ اور جس قسم کے پھل کی ہمیں ضرورت ہے اسی قسم کا بیج ہمیں ڈالنا چاہئے فصل اسی قسم کی ہوگی جس قسم کا بیج ہے۔ دوسرے الفاظ میں بیج ہی سے فصل

ہمیں ملتی ہے۔ تاہم ہم کہتے یہی ہیں۔ کہ خدا نے فصل کو ہمارے لئے اگایا۔ کیونکہ تمام اشیاء کا ظہور اور تمام اعمال کا نتیجہ اسی کے بنائے ہوئے قوانین پر منحصر ہے۔ سوائے ان کے جن کے متعلق ہم نہیں بتا سکتے۔ کہ کونسی چیز کس چیز سے پیدا ہوتی ہے +

اسی طرح سے ایک اور غلط خیال بھی عام طور پر مشہور ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء پر حاوی ہے۔ اسلئے جو کچھ واقع ہوتا ہے۔ وہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اسلئے انسان کبھی ہونیوالی بات کو ٹال نہیں سکتا۔ یہ ایک کھلی غلط بیانی ہے۔ کتاب مسیح کا مصنف اپنی تمام ہمدردی اور دوستی کے باوجود اس غلطی کے ارتکاب سے بھی بچ نہیں سکا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ اسلام کا یہ خیال ہے۔ کہ کوئی پتہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بغیر نہیں گرتا نہ ہی زمین کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں کوئی ایک ذرہ اناج کا یا کوئی تر یا خشک چیز ایسی ہے جو ایک لوح محفوظ پر لکھی ہوئی نہیں"۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بنایا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ انسان ہر چیز کیلئے جو اسکی ملکیت ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل کا محتاج ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ نیکی یا بدی کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اسے کامل آزادی عنایت فرمائی ہے۔ اس کا علم انسان کو مجبور کرنیوالا نہیں۔ یہ ایک عیاں حقیقت ہے کہ علم ہمیشہ ایک امر کا نتیجہ ہوتا ہے نہ کہ سبب۔ ایک قاتل کو پھانسی دیا جاتا ہے۔ اور جس وقت اسے پھانسی دیا جاتا ہے اسی وقت اس واقعہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اب ہمارا یہ علم کسی طرح بھی اسکی اس سزا کا سبب نہیں قرار دیا جاسکتا۔ یہ درحقیقت اس کا نتیجہ ہے۔ نہ کہ سبب۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کے علم کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہمارا صرف گذشتہ واقعات تک محدود ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا علم زمانہ کی قید سے آزاد ہے۔ ماضی حال مستقبل اس کے لئے ایک سے ہیں۔ وہ آئندہ واقعات کو بھی جانتا ہے اور گذشتہ کو بھی لیکن فی الحقیقت الامر یہی ہے کہ علم کسی واقعہ کا نتیجہ ہوتا ہے نہ کہ سبب +

پس اس لحاظ سے انسان ایک ذمہ دار ہستی ہے۔ اور ایک کٹھ پتلی نہیں۔ انہی معنوں میں سپرٹ آف اسلام کے فاضل مصنف نے یہ لکھا ہے کہ اسلام نے پتلیوں کی طرح اللہ تعالیٰ ہی پر انسان کا تمام دارومدار نہیں رکھا۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے لاانتہا فضلوں اور رحمتوں سے انسان کو بھی کسقدر اختیار دیا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر کتاب مسیح کا مصنف اس بات کو نہیں سمجھ سکا جس کی طرف رایٹ آنریبل سید امیر علی نے اشارہ کیا ہے۔ اسلام کو غلطی سے ایک ایسا مذہب سمجھتے ہوئے

جو سب باتوں کو نوشتہ تقدیر اور اٹل قرار دیتا ہے۔ اس نے یہ خیال کر لیا ہے۔ ایک مسلمان ہر مصیبت کو جو اس پر آئے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ اور کہ اس کا خیال ہے کہ ہر چیز کیلئے جس کی اُسے ضرورت ہے۔ اسے خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئیے۔ اور خود اس کیلئے قطعاً کوئی جدوجہد نہیں کرنی چاہئیے۔ یہ اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ جو مصیبت انسان پر آ کر پڑتی ہے۔ وہ اس کے اپنے ہاتھوں کا نتیجہ ہے۔ اور پھر دوسری جگہ ہے۔ ان للانسان الا ما سعیٰ۔ انسان کوشش کے بغیر کوئی نتیجہ نہیں پا سکتا۔ انہی غلط خیالات کا نتیجہ ہے۔ کہ مصنف مذکو سپرٹ آف اسلام میں یہ پڑھ کر حیرت زدہ ہو گیا ہے۔ کہ انسان کا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بالکل مجبورانہ نہیں بلکہ اس کے خلاف اس کا کام صداقت کیلئے جدوجہد کرنا ہے"۔

اس کے علاوہ ایک اور بات کی طرف بھی مصنف مذکور نے توجہ مبذول کرائی ہے جو اسے خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق قرآن کے فہم میں ایک نقص نظر آتا ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی نقص اگر ہے تو قرآن کی آیات میں نہیں بلکہ ان کے بیان کرنیوالے کے اپنے فہم کا قصور ہے۔ یہ عربی زبان سے ناواقفیت ہے۔ جو اس دفعہ بھی قرآن کے مفہوم کو سمجھنے میں روک کا موجب ہوئی ہے۔ عربی لفظ مکر کا جو سورت ۳ آیت ۵۳ میں آیا ہے۔ ترجمہ غلط طور پر سازش کیا گیا ہے۔ انگریزی لفظ (Plot) (سازش) برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب کو معلوم نہیں۔ کہ قرآنی لفظ مکر کا چال نہیں مکر کے معنے تدبیر کے ہیں۔ اور تدبیر اچھی ہو سکتی ہے اور بُری بھی۔ یہ لفظ بذاتہ نیکی یا بدی کا کوئی مفہوم اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جب کوئی تدبیر بُری ہے۔ اور اس بُری تدبیر کا اظہار مقصود ہو تو لفظ سیئ اس سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورت ۳۵۔ آیت ۴۳ میں ہے۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ اور بُرا مکر اثر نہیں کرتا مگر اپنے اہل پر یعنے جو اس کا مرتکب ہوا۔ ایسا ہی قرآن کریم فرماتا ہے۔ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

مصنف مذکور کی مشکلات کو ہم خوب سمجھتے ہیں۔ لفظ مکر اردو اور فارسی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اپنے اصل معنوں میں نہیں۔ ان دونوں زبانوں میں اس لفظ کے نہایت بُرے معنے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس سے مراد فریب کاری اور سازش لیجاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مصنف مذکور کو

کو اس لفظ کے متعلق اس قدر حیرت زدہ ہونا پڑا ہی۔ اگر اس نے اپنے آپ کو محض ہمدردی اور دوستی تک ہی محدود نہ رکھا ہوتا۔ اور اس لفظ کے معنوں کے خود اپنے طور پر معلوم کرنے کیلئے کسی عربی لغت کی کتاب کو اٹھا کر دیکھا ہوتا۔ تو ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ افسوس ہی۔ کہ اس نے اتنا نہ سوچا کہ وہ پاک کتاب جو کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اسمائے حسنہ کا مالک ٹھیراتی ہی۔ وہ اسے مکار کیونکر قرار دے سکتی ہے؟ یہ کمی مطالعہ کا نقص ہی۔ جس نے مصنف مذکور سے ایسی غلطی کا ارتکاب کرایا +

پھر ایک اور بات جو صداقت سے قطعاً دور ہی مصنف مذکور نے یہ لکھی ہی۔ کہ نجات کے متعلق تمام اسلامی دنیا کا خیال مسیحیت کے خیال سے بہت گہری مماثلت رکھتا ہی۔ لیکن ان سے اگلی ہی چند سطروں میں اس نے یہ کہکر اپنی تردید خود ہی کردی ہی۔ کہ نجات کے متعلق مسیحی خیال کا دارومدار کم و بیش آدم کے گناہ پر ہے۔ مسیحی نقطۂ خیال کے مطابق انسان گناہ کو دور کرنے کے ناقابل ہی۔ نجات ان کے نزدیک خاص معتقدات کے لوگوں پر محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہی۔ اسلام میں اس فطری گناہ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ بلکہ اسلام کے نزدیک انسان اپنی نجات کو خود پیدا کرنیوالا ہے +

ابلیس کو مصنف مذکور نے فرشتوں میں سے بتایا ہے۔ یہ ایک عام غلطی ہی۔ قرآن کریم کے مطابق ابلیس کو آگ سے پیدا کیا گیا ہی۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں دیگر مغربی مصنفین کیطرح یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہی کہ قرآن کریم میں انجیل کے واقعات اور کہانیوں کو جمع کیا گیا ہی۔ اور اسکے لئے جو دلیل دیگئی ہی وہ یہ ہے۔ کہ بائبل اور قرآن دونوں کے بیانات میں اختلاف موجود ہی۔ یہ سچ ہی لیکن یہ امر ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ اس اختلاف سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے ان داستانوں کو بائبل سے اخذ کیا۔ اگر اس سے کوئی بات ثابت ہوتی ہی۔ تو صرف یہ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا الہام ہی۔ اور اسلئے اس نے بائبل کی داستانوں کو تمام غلطیوں سے پاک کر کے انکی اصل شکل و صورت میں محفوظ کر دیا ہے +

پروفیسر مذکور کا اعتراف ہی کہ وہ کسی عمیق مطالعہ کے دعویدار نہیں"۔ اور باوجود اسکے انہوں نے اپنے آپ کو قرآن کے متعلق یہ کہنے کا اہل سمجھ لیا ہی کہ وہ بعض مواقع پر کھلے طور پر ایکدوسرے کے متضاد باتیں کہ جاتا اور ناقابل معافی عدم مطابقت اس کے بیانات میں پائی جاتی ہی۔ آخر کیوں انہیں یہ خیال نہیں گذرا کہ ممکن ہے انکے اپنے خیالات کی الجھن ہی قرآن کریم کے اس تضاد کو ظاہر کرتی ہو۔ اسے شکایت ہے کہ انبیائے کرام کی اس طویل فہرست میں جو قرآن کریم نے دی ہی ہاجرہ کا نام ایک دفعہ بھی نہیں لیا گیا"۔ غالباً ہاجرہ کا لفظ غلطی سے چھپ گیا ہی۔ کیونکہ پروفیسر صاحب یقیناً اسبات کو جانتے ہونگے کہ ہاجرہ حضرت ابراہیم کی بیوی کا نام تھا۔ اور اس نام کا کوئی نبی کبھی ہوا ہی نہیں + (باقی)

# سر آرچیبالڈ ہملٹن کے خیالات اسلام کے متعلق

## میں کیوں مسلمان ہوا

گذشتہ دسمبر ۱۹۲۳ء میں سر آرچیبالڈ ہملٹن کے جو انگلستان کے بیرونٹ ہیں اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں قبول اسلام کی خوشخبری ناظرین کرام سُن چکے ہیں۔ تازہ ولایتی ڈاک میں ۱۲ جنوری کے اخبار "پیپل" لندن کا ایک ورق ہمیں موصول ہوا ہے جسمیں انہوں نے اپنے قبول اسلام کی وجوہات قلمبند کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ

جس وقت سے میں سن تمیز کو پہنچا ہوں اسلام کی خوبصورتی اور سادہ پاکیزگی نے ہمیشہ میرے دل کو اپیل کیا ہے میں اگرچہ ایک مسیحی گھرانے میں پیدا ہوا اور مسیحیت ہی میں میری تربیت اور پرورش ہوئی تاہم کلیسیا کے معتقدات کو کبھی میرے دل نے قبول نہیں کیا۔ اور کورانہ تقلید پر میں نے ہمیشہ دلائل اور عام عقل انسانی کو ترجیح دی ہے +

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد میں نے چاہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق صلح اور سلامتی کا ہو اور میں نے دیکھا۔ کہ کلیسیائے رُوم اور کلیسیائے انگلستان ہر دو میرے لئے غیر مفید ہیں +

مسلمان ہونے میں میں نے محض اپنے ضمیر کی اطاعت کی ہے۔ اور اسی وقت سے میں نے محسوس کیا ہے کہ میں پہلے سے بہتر راستباز انسان ہو گیا ہوں۔ تمام مذاہب عالم میں جہلا اور متعصب لوگوں کا تختہ مشق اسلام سب سے بڑھ کر ہی رہا ہے۔ تاہم اگر لوگ جانتے تو سوشلزم کے مسئلہ کا حل اسلام ہی ہے کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو امیر اور غریب زبردست و زیردست میں پوری مساوات قائم کرتا ہے۔ اور ایک کو دوسرے کیلئے باعث رحمت بناتا ہے۔ نسل انسانی تین حصوں پر منقسم ہے۔ اول وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اموال جائداد وغیرہ کے انعامات سے متمتع کیا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جن کو معاش پیدا کرنے کیلئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور آخری جماعت بیکاروں کی بہت بڑی فوج ہے۔ یا وہ جو کسی اپنے قصور کی وجہ سے نہیں بلکہ ناموافق حالات کی وجہ سے درماندگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں +

ان مصیبت اور انتہائی مقابلہ کے ایام میں جبکہ ہر ایک شخص نہایت سخت اقتصادی مشکلات کے نیچے

کام کرتا اور زندگی بسر کر رہا ہے ہمیں ان تینوں جماعتوں کے ساتھ بسر کرنے کی راہ تلاش کرنی ہو حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلعم الہام آلہی کے ماتحت قرآن کریم میں جو سب سے آخری الہامی کتاب ہے فرماتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو خوش قسمتی سے اچھی حالت میں ہیں۔ اپنی سالانہ آمد کا کچھ حصہ محتاجوں اور غربا کو دیا کریں۔ ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات اور اقوام میں نبی بھیجے جیسے بدھ۔ موسیٰ عیسیٰ وغیرہ۔ اور تمام کتب مقدسہ بنداہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں پیشہ ور گداگروں کو ترقی دینے سے روکا گیا ہے۔ ہاں صرف ان لوگوں کو جو فی الحقیقت محتاج ہیں۔ اور نئے سرے سے کام چلانے کے واسطے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کیلئے کسیقدر امداد کی انہیں ضرورت ہے۔ مدد دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ زیادہ تر یہی وجہ ہے۔ کہ اسلامی ممالک میں بیکاری عملاً مفقود ہے۔ جب میں کہتا ہوں۔ کہ اسلام ایک سوشلسٹک مذہب ہے تو اس سے میری مراد نہیں ہوتی۔ کہ وہ موجودہ سوشلسٹک خیالات کے مطابق ہے۔ جو مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہم مسلمانوں کو حکم ہے کہ جمعہ کے دن باجماعت نماز میں اپنے فرمانروا کی خواہ وہ کوئی ہو اطاعت کا اظہار کریں۔ کیونکہ بغاوت ایک گناہ ہے۔ اگر ہم ایک ظالم بادشاہ کے ماتحت امن اور اطمینان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تو ہمیں وہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جانا چاہئے +

اس کے علاوہ اسلام شخصی قابلیت اور ذہانت کو تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار جو امیر اور زمین کی کاشت کی اسے ضرورت نہیں۔ اگر وہ کچھ عرصہ تک کاشت نہ کرے۔ تو وہ زمین اسی وجہ سے اس کے قبضہ سے نکلکر عوام کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اور اسلامی شریعت کے مطابق اس شخص کے قبضہ میں چلی جاتی جو اسکی کاشت کرے +

اسلام اپنے پیروؤں کو جوا بازی اور قمار بازی سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہے وہ تمام منشیات سے روکتا ہے۔ اور سود کو جو نسل انسانی کے دکھوں اور نقصانات کی ایک ہی وجہ ہے۔ ناجائز ٹھیراتا ہے اس طرح سے اسلام میں کوئی شخص دوسرے سے جو نسبتاً خراب حالت میں ہے۔ ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہم ہمہ بات کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی قسمت مقرر کر رکھی ہے۔ یا یہ کہ پہلے سے سب کے حالات کا فیصلہ کر رکھا ہے بلکہ ہم تقدیر کے قائل ہیں۔ یعنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے سب کیلئے قوانین مقرر کر رکھے ہیں جنکی پیروی کا ہمیں حکم ہے +

ہمارے نزدیک ایمان بغیر عمل ایک بے حقیقت چیز ہے کیونکہ ایمان بجائے خود ناکافی ہے جب ہم اس پر عمل نہ کریں۔ ہم اس زندگی اور آخرت ہر دو میں اپنے اعمال کے ذمہ وار خود اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہیں۔ اپنی صلیب کو خود ہی اُٹھائینگے۔ اور کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بدلہ نہیں دے سکتا +

اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ انسان فطرۃً معصوم ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ مرد اور عورت ایک ہی جوہر سے پیدا ہوئے ہیں۔ ایک ہی روح انہیں موجود ہے۔ اور کہ دماغی۔ رُوحانی۔ اور اخلاقی کمال کے حصُول کیلئے ان دونو میں ایک ہی جیسی استعدادیں ودیعت کی گئی ہیں +

میرا خیال ہے۔ کہ اسلام کی عالمگیر برادری کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک مسلم بات ہے۔ نواب اور دہقان۔ امیر اور غریب سب کے سب برابر ہیں۔ میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو باعزت انسان پایا ہے۔ اور مجھے ان کے قول پر پُورا اعتماد ہے۔ انہوں نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک انسان اور بھائی کے طور پر منصفانہ سلوک کیا ہے۔ اور میری پورے طور پر مہمان نوازی کی ہے۔ اور میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے ہاں ایسا ہی پایا ہے۔ کہ گویا اپنے گھر میں ہوں +

آخر میں میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام جہاں نسل انسانی کی روزانہ زندگی میں رہبری کرتا ہے۔ وہاں آجکل کی نام نہاد مسیحیت اپنے حلقۂ تعلیم میں بالواسطہ اور عملیات میں اپنے پیروؤں کو یہ سکھاتی ہے کہ وہ اتوار کے دن خدا کی عبادت کیا کریں۔ اور باقی تمام ہفتہ بھر اسکی مخلوق پر چھاپہ مارا کریں +

# بشپ ونچسٹر کا ووکنگ میں ورود اور اسلام

## اسلام کا خدا فضل و رحمت کا خزانہ ہے

بشپ ونچسٹر نے ووکنگ میں اپنی آمد کے موقع پر فرمایا تھا کہ مسلمان لوگ بائبل کے الفاظ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالی فضل و رحمت کا خزانہ ہے بشپ صاحب کا یہ کہنا اسلام کے متعلق انکی کم علمی کا اظہار کرتا ہے۔ اگر انہوں نے قرآن شریف کو کھولنے کی زحمت گوارا کی ہوتی تو قرآن شریف کی پہلی ہی آیت سے انکے اس خیال کی اصلاح ہو جاتی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ اور ہر سورہ کے پہلے یہ آیت پائی جاتی ہے رحمان و رحیم یہ وہ خدا تعالی کے اوصاف ہیں۔ جنمیں خدا تعالی کے فضل اور مہربانی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور خدا تعالی کو محبت کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔ اور اس فضل سے کہیں بڑھ کر جس کا اظہار صلیب پر ہوا تھا۔ مذہب اسلام سے قبل خدا تعالی کے اوصاف کا علم بہت تحقیق اور ہیبتناک تھا جس وقت کہ الہی غضب کو جنبش ہوتی تھی۔ اس کا غصہ انسان کے یا جانور کے خون سے دھیما ہوتا تھا۔ اور یہ قربانیاں کنعان ہندوستان یونان اور روم کے مقدس ذبح پر چڑھائی جاتی تھیں۔ اسرائیلیوں کو اکثر ان لوگوں کے خلاف ہتھیار اٹھانا پڑتا تھا جو خدا کو ناراض کر دیتے تھے فصلیں نیست و نابود کر دیجاتی تھیں۔ جانور ہلاک کر دیئے جاتے تھے مال و اسباب تباہ کر دیئے جاتے تھے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ عورتیں بچے اور ضعیف بھی نہیں بچ سکتے یہ کیوں کیا جاتا تھا۔ اسلئے کہ غضبناک خدا کا غصہ فرو کیا جاوے۔ مسیح کے خون کے ذریعہ سے خدا کے فضل و رحمت کا اظہار کرنا اسکو رحیم ثابت نہیں کرتا۔ ایک ہستی جو تمام مخلوق کو ایک شخص کے گناہ کیواسطے ملزم ٹھیرائے اور جو ذرا سے جرم کے واسطے دوامی سزا مقرر کرے۔ جو کہ گناہ کو بغیر کسی معاوضہ کے گناہ نہ کرے عیسائیوں کے عقائد کے مطابق اس اپنی ہستی کے نزدیک نیک اعمال بلا کسی خاص عقیدہ کے کوئی چیز نہیں یہ خدا کی صفت ہے جو ہم مذہب عیسوی کی تعلیم سے حاصل کرتے ہیں۔ ایسا خدا محبت کا خدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہم اسکو فضل و رحمت کا خدا کہہ سکتے ہیں +

خدا کے متعلق ایسے خیالات بانیٔ مذاہب نہیں رکھتے تھے اور نہ ایسے عقیدے سے رحیم و کریم خدا کی شان میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ فی الحقیقت یسوع مسیح نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے۔ یہ عقیدے رحمانیت اور رحیمیت کے خلاف ہیں جو خدا تعالی نے انسان کی ہستی کے قبل دوسری اشیا میں ظاہر کیا جو انسان کی ہستی کیلئے

از بس ضروری ہے جس کا کہ ان سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ وہ ہستی جو اسقدر رحیم ہے اور کسی انعام کی متمنی نہیں ہے، تو کیا اس کا فضل بغیر کفارہ کے ہمارے گناہ کے بخشنے میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ کے انعامات کا اور اس کے رحم کا ایک اعلیٰ خیال رکھنا چاہیئے جو بلا کسی شرط اور قابلیت کے حاصل ہو۔ اور جو خیال کے ہمکو آپ خالق اور مالک کی خدمت بجا لانے کو تیار کرتا ہے۔ اور ہم اسکی خدمت محبت اور شکر یئے کے ساتھ کرتے ہیں نہ کہ اور لالچ سے ہمکو خدا کے لاانتہا ہی انعامات کا اطمینان ہو جانا چاہیئے جو ہم پر کنازل ہو چکے ہیں اور جو آئندہ بھی ہمارے نیک اعمال کے باعث نازل ہونگے۔ قرآن شریف کی پہلی آیت اسبات کو پوری کرتی ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کی پہلی صفت رحمانیت ہے اس کا مطلب یہ ہے رحم محبت پیار بیشمار مہربانی اور لاحدود انعامات دینے والا خدا جس نے ہماری پرورش اور ترقی کیلئے ہر چیز بلا بدلے اور معاوضہ کے مہیا کردی ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کی دوسری صفت رحیمیت ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا جو انسان کو اس کے نیک اعمال کے بدلے میں بیشمار انعامات بخشتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم میں بدی کرنے کا مادہ موجود ہے۔ اور ہماری اصلاح سزا کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لیکن قرآن شریف میں جو صفت درج ہے جس کے ماتحت ہمارے اعمال کا انصاف ہوگا۔ وہ مالک یوم الدین ہے۔ وہ نیک اعمال کا بدلہ دیگا لیکن گنہگار کو سزا دے یا نہ دے وہ مالک ہے اور غلام نہیں ہے۔ اسلئے اگر وہ کسی گنہگار کو بخشدے تو کوئی اس کا روکنے والا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اسلام دائمی سزا کے عقیدے کو تسلیم نہیں کرتا۔ لفظ غیر نجات یافتہ جو اکثر عیسائیوں کے منہ سے سننے میں آتا ہے مسلمان اسکو نہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ تمام لوگ نجات یافتہ ہو سکتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ایسے خدا کو خزانہ فضل و رحمت کے سوا اور کچھ کہ سکتا ہے خدا نے یہ بہت ہی اچھا کیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجکر ہم کو سزا سے بچایا اور اس سزا کو اس نے خود بھگت لیا لیکن فضل و رحمت کے الفاظ اس عقیدے کی خرابی کو چھپا نہیں سکتے۔ اس سے ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا بلا معاوضہ کے رحم نہیں کر سکتا ہے خیر اسکو بھی مان لیا جاوے لیکن کون خدا زیادہ مہربان اور رحیم اور پیارا ہے وہ جو کہ بغیر بدلہ کے رحم کرتا ہے۔ یا وہ خدا جس کا غصہ بلا خون اور معاوضہ کے ٹھنڈا نہیں ہوتا ہے یسوع مسیح نے خدا کے متعلق ایسا عقیدہ نہیں بتلایا۔ ان کا مذہب بگاڑ دیا گیا اور انکی تعلیم خراب کردی گئی۔ یورپ میں لین دین کا اصول تمام تجارتی معاملات میں رائج ہے عیسائیوں کا یورپین خدا اسی اصول پر چلتا ہے اس لین دین والے خدا یعنی یسوع کو علم نہ تھا ورنہ وہ اپنی دعا میں یہ کہتے کہ ہمارے

قرض کو بخشدے۔ جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشدیتے ہیں۔ کیا تم اسکو قرض کی معافی تصور کرتے ہو جب تمہارے عوض میں دوسرا شخص قرضہ ادا کرتا ہے۔ کلیسیا کو یہ دقت محسوس ہوئی اس پر دانشمندی اکی امداد کو کھڑی ہوئی۔ پس یہ کہا جاتا ہے کہ مسیح کی صلیب کی مثال اس طرح ہے کہ قرضخواہ کی جیب سے قرض کی ادائیگی کی گئی۔ لیکن کلیسیا الفاظ "جسطرح ہم معاف کرتے ہیں" اور "جس طرح" کی اہمیت کو نظرانداز کرتی ہے۔ کیا ہمارا ایک لفظ ہمارے قرضدار کو سبکدوش کرنے کیلئے کافی نہیں ہے یا ہم یہ طول عمل کریں کہ پہلے اپنے قرضدار کو کچھ قرض دیں پھر اُسے اپنا روپیہ لیکر پچھلا قرضہ ادا کرائیں۔ اور اس طرح اپنے قرضدار کو معاف کریں۔ ہم پہلے قرضے کو اس انوکھے طرز سے معاف کرسکتے ہیں۔ لیکن نئے قرض کے متعلق کیا کیا جاویگا۔ جو پچھلے قرضہ کو چکانے کیلئے دیا گیا ہے۔ پھر میں لفظ "جس طرح" کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہوں یعنی جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں۔ اسیطرح ہمارے قرض کو بھی معاف کردے۔ اگر عیسائی عقیدہ درست ہے۔ تو خدا کا یہ طرز اختیار کرنا فی الحقیقت انسانی تجربہ کے بالکل خلاف ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کے انصاف نے یہ طریقہ پسند کیا لیکن ایسا بیان کرنیوالے انصاف کے استعمال اور موقعہ کو نہیں جانتے۔ جب ہم دو فریق کے درمیان فیصلہ کررہے ہیں۔ تو مجرم کو ضرور سزا دینگے مظلوم کو بلامعاوضہ دلاتے ہوئے ہمکو معافی دیدینا ناانصافی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے درمیان فیصلہ کریں۔ اور اگر اپنے مجرم کو معاف کردیں۔ تو ایسی حالت میں معافی کے معنی رحم شرافت ہونگے۔ ایسی حالت میں سزا دینا اگرچہ درست ہے۔ لیکن یہ بدلہ سمجھا جائیگا۔ اور اسمیں ہماری کوئی خوبی تصور نہ ہوگی۔ اور یہ فعل قابل تحسین نہ ہوگا۔ شرافت اور مہربانی اسی میں ہوگی کہ بلاشرط معافی دیدیجائے۔ آدم کے جس گناہ کیلئے منصف خدا نے انسان کو مورد الزام ٹھیرایا وہ آدم کی ذات سے وابستہ تھا۔ پس کیا وہ خدا ایسے اخلاق فاضلہ کا اظہار نہیں کرسکتا تھا۔ جسے ہم اکثر اپنے ملزموں کے ساتھ کرتے ہیں۔ بہرحال ایسے خدا کو جو بلامعاوضہ رحم نہیں کرسکتا ہے خزانہ فضل و رحمت کہنا صحیح نہیں ہے۔

۱ اسلام اپنی کتاب کی پہلی آیت میں خدا تعالیٰ کی تصویر کھینچتا ہے جو سرچشمہ محبت اور فراواں فضل و رحمت ہے۔

# اپیل

## از دفتر مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل - لاہور (پنجاب)

انما الصدقت للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم

**ترجمہ** - خیرات (کا مال) تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو (مال خیرات کے وصول کرنے) پر (تعینات) ہیں - اور ان لوگوں کا جن کے دلوں کا پھر جانا منظور ہے (ان مصارف میں مال خیرات یعنی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے) اور (نیز قید غلامی سے غلاموں کی) گردنوں (کے چھڑانے میں) اور قرضداروں (کے قرضے) میں اور (نیز) خدا کی راہ (یعنی مجاہدین کے سازوسامان) میں اور مسافروں (کے زاد راہ) میں (یہ حقوق) اللہ کے ٹھیرائے ہوئے (ہیں) اور اللہ جاننے والا (اور) صاحب تدبیر ہے (قرآن کریم سورۃ توبہ رکوع ۸)

مکرم محترم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ذیل کی چند سطور میں آپ کی گرامی توجہ اس اہم اسلامی مسئلہ کی طرف مبذول کرنی چاہتا ہوں - جو اسلام اور مسلم قوم کی بہبود و بہبود سے تعلق رکھتا ہے - اور وہ مسئلہ مسئلہ زکوٰۃ ہے - جو اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے - اور کہ جسکو قرآن کریم نے انفرادی خیرات میں بلکہ قومی معاملہ قرار دیا ہے - حضرت نبی صلعم اور آپکے متبعین ہر ایک مسلمان نے جمع کردہ سرمایہ میں سے ہر سال چالیسواں حصہ وصول کر کے قومی خزانہ یا بیت المال میں جمع کیا کرتے تھے پھر اس بیت المال سے یہ روپیہ قرآن کریم کے مندرجہ بالا آٹھ مصارف میں صرف ہوتا تھا - جو مسلمانوں کی بہبودی و آسودگی کیلئے سودمند ہوتے تھے لیکن بدقسمتی سے اور ہماری غفلت سے ہماری قومی دولت و طاقت کا یہ منبع عظیم اب قریباً خشک ہو چکا ہے - اور بجائے اسکے کہ پانی کی ایک بڑی بھاری موج دھار اس سرچشمہ سے نکلکر قومی کھیتی کو سرسبز شاداب کرتی ہیں اسکے چند ہی قطرات میسر آتے ہیں - اور وہ بھی ریت میں ہی جذب ہو جاتے ہیں ہم مسلمانوں نے

مسئلہ زکوۃ قطعاً فراموش کردیا ہے ہم آج اگر متفقہ طور پر اس اہم فریضہ کی طرف متوجہ ہوں جو قرآن حکیم نے ہماری قومی فلاح وبہبودی کیلئے تجویز فرمایا ہے۔ اور اسکو عملی جامہ پہنایا ہے۔ تو بہت ممکن ہے کہ ہماری قوم میں مرفع الحالی۔ آسودگی وخوشحالی کی از سر نو ایک ندی بہہ نکلے جو بہت سے بنجر اور غیر آباد خطوں کو سرسبز چراگاہوں وکھیتوں میں تبدیل کردے لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ ہم اس قرآنی علاج کی طرف سے غافل ہیں۔ جو ہمکو نکبت وذلت افلاس ونا داری سے خلصی دلاسکتا ہے۔ اور ہماری توجہات دوسری طرف منہمک ہیں +

ان حالات کے ماتحت میں آپ کی توجہ ادائیگی زکوۃ کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ جو قرآنی احکامات کے ماتحت ہر مسلم اہل نصاب پر فرض ہے۔ اور ساتھ ہی ہر ایک زکوۃ ادا کرنیوالے کا فرض ہے کہ وہ بغور دیکھے کہ آیا اس کی زکوۃ واقعی قرآن کریم کے تجویز کردہ مصارف میں ہی صرف ہورہی ہے۔ عام طور پر زکوۃ کے مستحق دو گروہ ہیں۔ اول گروہ میں غریب۔ حاجتمند۔ مقروض و ابن سبیل شامل ہیں۔ انکو فرداً فرداً ہر اہل نصاب اپنی زکوۃ کا کچھ حصہ بطور امداد دے سکتا ہے۔ دوسرے گروہ میں خود اسلام کی امداد ہے۔ اس دوسرے گروہ میں قرآن کریم ان لوگوں کو شامل کرتا ہے۔ جو غیر مسلم ہوں۔ اور اسلام کی طرف راغب ہوں۔ (ایسے لوگوں کی امداد کی جائے بطور تالیف قلوب) اور جو زکوۃ کے جمع کرنیوالے ہوں (یعنی محصلین زکوۃ) اور محکمہ زکوۃ کے منتظم ہوں۔ اور اللہ کی راہ میں یعنی حفاظت واشاعت اسلام میں اسمیں شک نہیں کہ مصیبت وتنگدستی کی بہت سی انفرادی مثالیں ہمارے رحم کو جوش میں لاتی ہیں۔ اور ہمیں اپنے بھائیوں کی مصائب کا پورا پورا احساس اور ان سے ہمدردی بھی ہونی چاہیئے لیکن اس امر حقہ سے بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ ہماری زکوۃ کا ایک کثیر حصہ ضائع ہوجاتا ہے۔ کیونکہ یہ نااہل اور غیر مستحق ہاتھوں میں جاتا ہے۔ یہ غیر مستحق وہ پیشہ ور گداگر ہیں جو جُبّہ پارسائی میں اہل نصاب کو فریب دیتے ہیں۔ قطع نظر ان تمام باتوں کے قرآنی آیات مندرجہ بالا سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ زکوۃ کے مصارف میں سے اہم مصرف زکوۃ

## اشاعت اسلام

یا اسلام کی امداد ہے۔ اسلام کے مصائب بحیثیت مجموعی انفرادی طور پر مسلمانوں کے مصائب سے بہت بڑھ کر ہیں۔ من حیث القوم ہماری قومی تکالیف ہی ہماری انفرادی و شخصی تکالیف کا

موجب ہیں۔ اسلام کی غربت کو سامنے رکھ کر اسلام کی مالی امداد اس امداد سے بہت بڑھ کر ہے جو انفرادی طور پر آپ کسی غریب مسلم بھائی کی کرینگے یہ حال قرآن کریم کی تجویز کردہ مصارف زکوٰۃ میں سے قرآن کریم ہر ایک مسلم اہل نصاب سے متوقع ہے۔ کہ وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ اسلام کی اشاعت و حفاظت و دیگر امور متعلقہ اشاعت اسلام پر صرف کرے۔ اس جگہ پر میں اس امر پر زور دینا نہیں چاہتا۔ کہ کیوں ہم مسلمانوں کو اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ اشاعت اسلام میں صرف کرنا چاہیئے۔ اور اسلام کو دیگر مذاہب کے دست تصرف سے بچانے میں صرف کرنا چاہئے۔ اور خصوصیت سے اسلام کو عیسائیوں سے بچانے میں جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنے اور ملانے کیلئے مختلف قسم کے حیلے اور بہانہ کر رہے ہیں۔ اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ اس مقصد کیلئے علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ اس ضرورت حقہ کو ظاہر کرنے کے بعد میں آپ کی گرامی توجہ اشاعت اسلام کے اس مہتم بالشان کام کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ جو گذشتہ دس سال سے حضرت خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام کی زیر نگرانی ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ ہو رہا ہے آپ سے ملتجی ہوں۔ کہ اپنی زکوٰۃ کا اور اپنے دوستوں کو زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ اس کار خیر میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں +

خادم۔ خواجہ عبدالغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور

(نوٹ) اہتمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل لاہور ہو +

---

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء و ماہ جنوری ۱۹۲۴ء دفتر ووکنگ مسلم مشن لاہور

| تفصیل آمد | نمبر شمار | رقم آمد در ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر شمار | رقم خرچ در ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | ۱ع | ۰ | ۸ | *۲۴۷ | خرچ ووکنگ مشن | ۳ع | ۰ | ۰ | ۴۰۷ |
| اسلامک ریویو | ۲ع | ۰ | ۱۰ | ۱۱۵۷ | خرچ اسلامک ریویو | ۴ع | ۶ | ۷ | ۹۲۲ |
| میزان | | ۰ | ۲ | ۱۴۰۵ | میزان | | ۶ | ۷ | ۱۳۲۹ |

* نوٹ مبلغ پانچ روپیہ ماہ جنوری ۱۹۲۴ء میں امداد مشن کے اسلامک ریویو کی مد میں جمع ہو گئے ہیں ماہ فروری ۱۹۲۴ء میں غلطی کا ازالہ کر دیا گیا ہے

دستخط ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

## نقشہ ۲ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء و جنوری ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب بابو فضل کریم صاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۳ | جناب تاج الدین صاحب کالی کرچی | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| " میاں محمد خان صاحب اُکاڑہ | ۰ | ۰ | ۵۰ | " مصدق الدین احمد صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۴ |
| " معرفت عبدالباسط صاحب از پوسٹل آڈٹ آفس مدراس | ۰ | ۴ | ۱۲ | " امیر حسن صاحب کاکوری | ۰ | ۰ | ۱ |
| " نواب سراج الدین خان صاحب لاہور | ۰ | ۰ | ۲ | " میر سراج الدین صاحب بہاولپور | ۰ | ۰ | ۱۱ |
| " جنابہ فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور | ۰ | ۰ | ۱ | " حاجی امیر بخش صاحب لدھیانہ | ۰ | ۸ | ۵ |
| جناب بابو منہاج الدین صاحب بٹھنڈہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | " سید محمد محسن خان صاحب کوآٹ ضلع شاہ آباد | ۰ | ۰ | ۱ |
| " محمد عبداللہ صاحب عرف خاندلے خان کابل | ۰ | ۱۲ | ۲۹ | " بابو عبدالکریم صاحب کانکی رانچی | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| " نور غنی صاحب امروکہ | ۰ | ۸ | ۱۶ | " ایم عزیز اللہ صاحب مدراس | ۰ | ۸ | ۲ |
| " فضل الدین صاحب اکودیا | ۰ | ۰ | ۵ | واپسی قرضہ عبداللہ جان صاحب از کابل بذریعہ چیک | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| " احسان الحق صاحب ٹویرہ غازیخاں | ۰ | ۰ | ۱۰ | جناب محمد امیر حسن صاحب کاکوری | ۰ | ۰ | ۱ |
| " بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی | ۰ | ۰ | ۲ | میزان | ۰ | ۸ | ۲۵۱ |
| " حکیم اجمل خان صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۱۰ | | | | |

## نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء و جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

| | روپیہ | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|
| مقفت تقسیم جناب شیخ حمید اللہ خان صاحب اکتوبر لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء | ۱۵۰ | — | ۰ |
| " جناب عبد اللطیف صاحب متہ واریا | ۱۰ | ۰ | ۰ |
| " جی۔ ایچ آغا اروڑی | ۷ | ۸ | ۰ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | ۹۹ | ۲ | ۰ |
| کل میزان | ۱۱۵۷ | ۱۰ | ۰ |

## نقشہ نمبر ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء و جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

| | روپیہ | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ مشن ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء | ۴۷ | ۰ | ۰ |
| میزان | ۴۷ | ۰ | ۰ |

## نقشہ نمبر ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء و جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

| | روپیہ | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء | ۷۰۳ | ۰ | ۰ |
| سید ولایت حسین صاحب کے ریویو میں جمع ہو گئے جو لائف ممبر میں منتقل کر لئے گئے | ۳ | ۰ | ۰ |
| ٹکٹ مالیتی ۱۰۔۱۶۹ ۔ سادہ لفافہ ۱۳۔۰ ۔ کاپی ۵ ۔ لیگ پین نب وغیرہ ۱۳۔۱۰ ۔ لفافہ ہولڈر پڑیہ ۱۰ ۔ کاغذ ریپر دو ریم ۱۱۔۲ ۔ کاغذ کارڈ ۔ جھاڑن ۵ ۔ لیوی ۱ ۔ مزدوری رسالہ اٹھوائی ۶ ۔ مہترانی اگست لغایت نومبر سنہ ۱۹۲۳ء ۔ بنیہ چیک اسمعیل ام ممبئی | ۲۱۶ | ۷ | ۶ |
| میزان | ۹۲۲ | ۷ | ۶ |

# مسلم بک سوسائٹی کی مطبوعات

## تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| راز حیات یا انجیل عمل عہ | مجلد عہ | خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲/ | مجلد عہ | ضرورت الہام ۱۲/ | مجلد عہ |
| اسلام اور علوم جدیدہ | ۴/ | (۱) مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات ۱/ | ۲/ | سلک مروارید عہ | مجلد عہ |
| توحید فی الاسلام ۔ بلا جلد عہ | مجلد عہ | (۲) توحید و دعا تصوف .. | ۲/ | مکالمات ملیہ ۱۳/ | مجلد عہ |
| ذرات عالم کا مذہب | ۸/ | (۳) خطبات عیدین .. | ۲/ | مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت ایک نظر | ۴/ |
| اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۱۴/ | مجلد عہ | (۴) دہریوں اور ملحدین کو خطاب | ۲/ | | |
| براہین سیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱۲/ | مجلد عہ | (۵) اسلام اور دیگر مذاہب | ۲/ | مسلم مشنری کے لائٹ لیکچر حصہ اول ۱/ | |
| ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲/ | مجلد عہ | (۶) حقوق نسوان .. | ۲/ | حصہ دوم ۱/ حصہ سوم ۱/ صحیفہ آصفیہ ۲/ | |
| اسوہ معروف بہ زندہ و کامل نبی ۸/ | مجلد ۱۴/ | مطالعہ اسلام ... ۱۲/ | مجلد عہ | تصاویر نو مسلمان انگلستان فی فوٹو ۱/ فی درجن عہ تین درجن سے مجلد تین درجن | عہ |

## تصنیفات دیگر مصنفین

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| لمعات انوار محمدیہ ۶/ | مجلد ۱/ | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول | ۱/ | شحنۂ حق ... | ۸/ |
| اسلام یعنی ہمہ دینی بنی نوع کا مذہب | ۵/ | قسم اول لائتی کاغذ بجلد عہ | مجلد عہ | ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب | ۶/ |
| لندن میں جلسہ میلاد النبی صلعم | ۳/ | قسم دوم دیسی کاغذ بجلد عہ | مجلد عہ | الوصیت ... | ۲/ |
| تفسیر سورۃ فاتحہ .. | ۴/ | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم عہ | مجلد عہ | عصمت انبیاء ... | ۷/ |
| اسرار سلیمانی ... مجلد | ۸/ | " " جلد سوم عہ | مجلد عہ | غلامی ... | ۴/ |
| قرآن اور جنگ ... | ۴/ | " جلد چہارم عہ | مجلد عہ | دُرِ ثمین اردو بجلد ۶/ مجلد ۹/ فارسی ۲/ مجلد ۱/ | مجلد عہ |
| سیرت نبوی ... | ۵/ | ملفوظات احمدیہ ۱۲/ | مجلد عہ | جمع قرآن ۱۳/ | مجلد عہ |
| دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ کرشن سقراط مسیح حسین ۷/ | مجلد ۱۱/ | اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۲/ | مجلد عہ | حدوث مادہ ... | ۵/ |
| تاریخ اسلام مصنفہ سید امیر علی صاحب | ۷/ | توضیح مرام ... | ۵/ | سیرۃ خیر البشر بجلد عہ | مجلد عہ |
| تاریخ اسلام مصنفہ منشی غلام قادر فصیح | ۵/ | فتح اسلام ... | ۵/ | مقام حدیث ۱/ | مجلد ۲/ |
| سرمہ چشم آریہ ... | عہ | ازالہ اوہام ... ۶/ | مجلد ۸/ | النبوۃ فی الاسلام عہ | مجلد عہ |
| | | | | مسیح موعود ... | عہ |

# ینابیع المسیحیہ

حضرت عیسائیوں نے ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جس کا ترجمہ اُردو زبان میں اثمار شیریں کے نام سے چھاپا گیا عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی ہے۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے کئے گئے۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ان کو تقسیم کیا گیا۔ اس میں باتیں وہی تھیں جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں۔ بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بنا پر انجیل و توریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھیرایا۔ بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر زندوستا کی طرف منسوب کیا گیا۔ بہر حال یہ قرضہ ہمارے ذمہ تھا حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لیگئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑ ہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائمقام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی خواہش ہے۔ کہ یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپکر تقسیم ہو۔ اس کتاب کی آمد کل کی کل اسی کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہوگی احباب سے توقع ہے۔ کہ اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائینگے۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہے۔ قیمت فیجلد قسم اول عہ قسم دوم ۸ مجلد عہ وعہ علی الترتیب

## المشتہر

## مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل احمد بلڈنگس لاہور

اسلامیہ پریس کی در مطبع کالاہور میں بابو عبدالرشید کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولٰئک ہم المفلحون

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

زیر ادارت خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء نمبر (۴)

## فہرست مضامین


| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| ۱- چھ انگریز مرد و خواتین کا قبول اسلام | ۱۴۵ |
| ۲- شذرات | ۱۴۶ |
| ۳- ترک اور خلافت اسلامیہ | ۱۵۲ |
| ۴- گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن بابت ماہ فروری ۱۹۲۴ء | ۱۵۶ |
| ۵- سفیر مصر کی تشریف آوری | ۱۵۹ |
| ۶- ماہ رمضان | ۱۶۳ |
| ۷- بشریت و الوہیت مسیح | ۱۶۵ |
| ۸- ینابیع المسیحیت | ۱۷۳ |
| ۹- فہرست مضامین ینابیع المسیحیت | ۱۸۱ |
| ۱۰- حساب آمد و خرچ | ۱۹۷ |


درخواستہائے خریداری اشاعت اسلام بنام مینیجر رسالہ آنی چاہئیں

# بیان القرآن

یعنے

## اُردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی تفسیر

اس بےنظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے ممیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں :-

۱- قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے +

۲- قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے - اور اس غرض کیلئے امام بخاری کی کتاب التفسیر تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا ہے +

۳- لغات قرآنی کی پوری تشریح کی گئی ہے - جس کے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے +

۴- قرآن کریم کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے - اول آیات کا باہمی ربط - دوم رکوعوں کا باہمی تعلق سوم سورتوں کا ایکدوسری سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے +

۵- ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوعوں کا خلاصہ دیدیا گیا ہے اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے اُسے ظاہر کیا گیا ہے +

۶- قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر با محاورہ کیا گیا ہے - اور ترجمہ کو الفاظ کی حدود سے نہیں نکلنے دیا - اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو بکلی ترک کیا گیا ہے +

۷- قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظر انداز نہیں کیا گیا - کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے - اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے +

۸- اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے - کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو - اور جو لوگ زبان اردو پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں - اس لئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے +

۹- ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دیگئی ہے +

۱۰- ان باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو نظر انداز نہیں کیا گیا - ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ نیچے تفسیر کاغذ نہایت اعلےٰ قسم کا جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط - پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے +

۱۱- تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے - ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۹×۲۲/۸ کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے پہلی جلد کی قیمت نو روپیہ (للعہ) محصولڈاک خرچ وی - پی وغیرہ (عہ) دوسری جلد کی قیمت ۷ آٹھ روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ تیسری جلد کی قیمت نو روپے (للعہ) محصول ڈاک وغیرہ عہ - وی - پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا ضروری ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم


# اشاعت اسلام

جلد ۱۰ بابت ماہ اپریل سنہ ۲۴ء نمبر (۴)


## چھ انگریز مرد و خواتین کا قبول اسلام

جس روز سے سر آرچی بولڈ ہملٹن مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ انگلستان کی مذہبی دنیا میں ایک ہلچل مچ گئی ہے۔ ہر ایک اخبار میں اور خاص کر مذہبی اخبارات میں اسلام کے موافق یا مخالف مضامین مختلف عنوان کے نیچے چھپتے ہیں۔ جس سے مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ قریباً ہر ایک فرد بشر کے پاس اسلام کی آواز پہنچ گئی۔ اور سینکڑوں چٹھیاں روزانہ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب قائمقام امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان کو اور خود سر عبداللہ آرچی بولڈ ہملٹن کو اور سیف الرحمن جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ کے پاس مختلف مقامات سے آتی ہیں۔ جن میں اسلام کے متعلق استفسارات ہوتے ہیں۔ بہت سی سعید روحیں انچارج مشن خواجہ نذیر احمد صاحب کے دست مبارک پر داخل اسلام ہو رہی ہیں۔ و نیز سر عبداللہ آرچی بولڈ کی تصویر بھی دفتر مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور میں بھیجی جا چکی ہے۔ انشاء اللہ اگلے مراسلہ میں مزید حالات سر عبداللہ آرچی۔ بولڈ عرض کروں گا۔ محض فضل ربی سے سر عبداللہ آرچی بولڈ ہملٹن کی بیوی نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب ذیل میں ان یوروپین اصحاب و خواتین کے نام درج کرتا ہوں۔ جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔

محمد امیر۔ از ووکنگ (انگلستان)

| اسلامی نام | اصل نام |
| --- | --- |
| فاطمہ | 1. Miss Lilian F. M. Purshouse Birmingham. |
| عبدالرحمن | 2. Mr. William Sawyes London. |
| احمد | 3. Mr. Arthur King London. |
| عائشہ | 4. Miss Ellen E. Danbeng Selsey. |
| حمید | 5. Mr. J. Heyworth Dune. Cairo. |
| مریم | 6. Lady Hamilton Selsey. |

# شذرات

**یورپ جنگ کے بعد** عہدنامہ ورسیلز کے وقت سے مسیحی دُنیا اس کوشش میں مصروف ہے۔ کہ خفیہ اقرارناموں۔ قومی معاہدوں اور بین الاقوامی کانفرنسوں کے ذریعہ امن اور صلاحیت کو دوبارہ زمین پر قائم کرے۔ لیکن کون ہے جو اس حقیقت نفس الامری کا معترف نہیں۔ کہ یہ تمام کوششیں بےسود اور ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ اور اگر انہوں نے کوئی اثر بھی پیدا کیا ہے۔ تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ دنیا جس میں کل تک صلح و امن کا دور دورہ تھا۔ آج وہ سخت اضطراب اور مصائب میں مبتلا ہے۔ امن اور اطمینان کی حالت اب دنیا سے مفقود ہے۔ چاروں طرف بدنظمی اور ہنگامہ آرائی نظر آتی ہے۔ اسلئے نہیں کہ اقوام عالم آپس میں برسرپیکار رہنا چاہتی ہیں۔ بلکہ اصل باعث یہ ہے۔ کہ ہر ایک اپنے ذاتی مقاصد کی تکمیل کے درپے ہے۔ وہ ایکدوسرے کو بُری نظروں سے دیکھتے اور آپسمیں خفگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے یُورپ کا برِاعظم اور اسکے ذریعہ سے دوسرے ممالک ایک تنزّل کے عالم میں ہیں۔ اس موقعہ پر کلیسیا اگرچہ بظاہر ساتھ ہی ساتھ ہے لیکن یورپ کو خطرناک مصائب سے بچانے کی جُرات نہیں رکھتا +

یہ سچ ہے۔ کہ ان لوگوں نے جو ورسیلز کے عہدنامہ میں شامل تھے۔ امن و صلح کے

قیام کی پوری کوشش کی۔ یہ بھی سچ ہے۔ کہ تمام دیانتدارانہ اور خفیہ معاہدات کو پورا کرنا محال تھا۔ نہ ہی ان چار بڑی ہستیوں کی جنہوں نے اِس عہد نامہ کو مرتب کیا۔ اور ان اقوام کی جان کے زیر حفاظت تھیں قدرتی خواہشات کو پورا کیا جا سکتا تھا لیکن اس واقعہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ دُنیا کی یہ ہولناک تباہی اور وہ سخت مصیبت جو نسل انسانی پر آ کر پڑتی ہے۔ سطح ارض پر ابھی تک باقی ہے۔ لیگ اقوام کا دامن ابھی خون کی آلودگی سے پاک ہے۔ لیکن اس لیگ کا دل اندر سے مرجھایا ہوا ہے۔ یورپ کا جھگڑا و فساد کل نسل انسانی کے لئے لعنت کا موجب ہو گیا۔ اس نے نفرت حقارت کو برقرار رکھنے کے لئے جنگ کیا۔ جس نے تباہی و بربادی کے سامان مہیا کرنے کی خواہش انسان کے دل میں پیدا کر دی۔ اور جب وقت آیا۔ تو اس بات کا خیال نہ کیا گیا۔ کہ انصاف کس کی طرف ہے۔ حق پر کون تھا۔ بلکہ صرف اس امر کو مدنظر رکھ کر کیا گیا۔ کہ کس کے اسلحہ زیادہ مضبوط اور زیادہ تباہی خیز ہیں۔ خیال ابھی اسی طرح باقی ہے۔ یہ ایک جنگ تھی۔ تاکہ اس سے تمام جنگوں کو ختم کر دیا جائے۔ اور صلح تھی تاکہ امن اور صلح کا خاتمہ ہو جائے ✣

## کلیسیا کی دعوت آزمائش

تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دوہراتی ہے۔ جب کبھی نسل انسانی کی تمدنی صنعتی یا سیاسی حالات ایک باقاعدگی سے نکلکر بدنظمی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور یہاں تک وہ قابو سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کہ دماغی یا اخلاقی توازن کو قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو کلیسیا اپنا قدم آگے بڑھاتا اور دنیا کو ایک اور آزمائش کی دعوت دیتا ہے۔ اس وقت بھی اس نے اس امر کا اعلان کیا ہے۔ تمام مسیحیین کے نام ایک انتباہی پیغام بھیجا جا چکا ہے۔ اور ریزولیوشن پر ریزولیوشن پاس ہو رہے ہیں۔ انٹرنیشنل بائیبل سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کا اعلان ہے۔ کہ یورپ کی عالمگیر جنگ بائبل کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوئی"۔ اور کہ "خداوند کی بادشاہت جس کے لئے مسیحی حضرات انیس سو سال سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اب بالکل

قریب ہے، اور خداوند مسیح جو انسان کی نظروں سے اوجھل تھے لیکن اب موجود ہیں۔ اور اپنی بادشاہت کو شروع کرنیوالا ہے.....''۔

اس سے بیشتر ۱۹۱۹ء میں بتایا گیا تھا۔ کہ مسیحی بادشاہت شروع ہو چکی ہے لیکن اب معلوم ہوا۔ کہ ابھی اس نے بادشاہت کو شروع نہیں کیا۔ بلکہ ابھی ارادہ ہی کر رہا ہے۔ دیکھیں یورپ کے مسیحی حضرات جو سلطنت اور حکومت ہی کو اپنا منتہائے مقصود سمجھتے اور دنیا جہان کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں پس ''خداوند'' کے اس ارادہ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

لیکن اگر سنہ ۱۹۱۹ء کے اعلان کو صحیح سمجھ کر یہ مان لیا جائے۔ کہ دنیا کی عنان حکومت اسی وقت سے جناب مسیح کے ہاتھ میں ہے۔ جب ورسیلز کے عہد نامہ کی تکمیل ہوتی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ صلح اور امن۔ وہ انسانی خیرخواہی زندگی آزادی اور مسرت جو مسیح کی اس حکومت سے وابستہ سمجھی جاتی ہے گذشتہ پانچسالوں میں کیا ہوئی۔ اور آیا یہ فرضی حکومت بھی یوروپین ڈپلومیسی کا آئینہ نہیں؟

## کھوئی ہوئی بھیڑیں کیونکر جمع ہوں؟

کہا جاتا ہے کہ اس وقت بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسیح کے وجود سے ہی انکی تمام امیدیں وابستہ ہیں''۔ لیکن کلیسیا آیا اس قابل ہے۔ کہ ان کی ان امیدوں کو پورا کرے؟ یقیناً وہ اس کی جرات نہیں رکھتا۔ اور آخر کار خود اسے بھی اس مذہب کے سامنے تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ جو ابھی تک کسی مغربی نظم ونسق کے نیچے نہیں۔ اور دنیا کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ کلیسیا اس وقت اس سوال کو حل کرنے کے درپے ہے۔ اسلام کو تو وہ بُرا ہی سمجھتا ہے لیکن اپنی یہ حالت ہے۔ کہ دوبارہ لوگونکو اپنے اندر جذب کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اور کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ ۴ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کے ''بیپٹسٹ ٹائمز'' میں اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ کہ کاروباری آدمی اپنے مقامی تبلیغی کام سے قطعاً لاپرواہیں۔ حالانکہ جب ان کے کاروبار کی

توسیع اور ترقی کا سوال در پیش ہو۔ تو ان کا دماغ خوب کام کرتا اور وہ حیرت انگیز موجد ثابت ہوتے ہیں۔ اخبار ند کور رقمطراز ہے:۔

"شاذو نادر طور پر کہیں کہیں ایسے کاروباری آدمی دکھائی دیتے ہیں جو بیرونی لوگوں کو گرجا کی طرف متوجہ کرنے اور ان پر قابو پانے کے لئے اپنے دماغوں کو استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ عام طور پر وہ عملاً کلیسیا کی ناکامی کے معترف نظر آتے ہیں اور اپنے کاروبار میں انہیں (سراب کی طرح) ایک کامیابی اور روشنی دکھائی دیتی ہے۔ کلیسیائے انگلستان کا تمام دارومدار گھنٹہ پر ہے۔ اور آزاد گرجے ایک پوسٹر (دیوار کے ساتھ چسپاں ہونیوالا اشتہار) پر انحصار رکھتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا مقدس کاروباری آدمی نہیں۔ جو کھوئے ہوؤں کو دوبارہ جمع کرنے کیلئے زیادہ مؤثر تجاویز کر سکے؟ وہ چار آدمی جو مسیح کے پاس ایک فالج کے بیمار کو لیکر آئے۔ جب انہوں نے گھر کا دروازہ بند پایا۔ تو وہ چھت پر چڑھ گئے۔ اور بیمار کو چھت سے لٹکایا۔ اور مسیح کے بالکل آگے ڈال دیا۔ اگر ہم بھی گنہگاروں کو دروازہ سے اندر نہیں لیجا سکتے۔ تو چھت سے کس نے روکا ہے؟ اگر ایک علاج ناکام ثابت ہؤا ہے۔ تو کیوں دوسری دوائی نہیں کی جاتی؟ خطرناک امراض کے لئے خطرناک علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمارے کاروباری آدمی اس پہلو میں ایک رہبر کا کام دے سکتے ہیں"۔

**ایک سنہری تجویز** راقم مضمون نے اپنے اس جوش میں ایک تجویز پیش کی ہے۔ اور کاروباری آدمیوں کو مخاطب کر کے یوں لکھا ہے:۔

"فرض کرو۔ کہ یہی لوگوں پر قابو پاتا یا روحوں کو گناہوں سے بچانا اُن کا اصل کام ہوتا۔ فرض کرو کہ ہر اس آدمی کیلئے جسکو وہ مسیح کی اطاعت کے جھنڈے تلے لے آتے۔ دس پونڈ انہیں کمیشن دیجاتی۔ فرض کرو کہ تمام نیم خالی گرجوں کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا۔ اور فرض کرو۔ کہ تمام معمور گرجوں کو ان کے معمور ہونے کے عوض معقول وظائف

اور عطیہ جات ملتے۔ تو کیا ایسے حالات میں کوئی نتیجہ خیز بات برآمد نہ ہوتی"؟
یقیناً ہوتی۔ اور بہت سے وہ لوگ جو اس وقت انجیل سے بے تعلق ہونے کے
باعث بیدینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسی صورتوں میں گرجوں کی طرف دوڑے
ہوئے جائیں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی۔ کہ بیماروں کو ایک کام ملجائیگا
اور ان کی روزی کا بندوبست ہو جائیگا۔ جو اس وقت حکومت کیلئے بہت سی
پریشانیوں کا موجب ہے +

اِس لئے ہم بھی مؤید ہیں۔ کہ اس تجویز کو صرف "فرض" تک ہی نہ رہنے دیا جائے۔
بلکہ اسکو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیجائے۔ کہ یہی ایک تجویز ہے۔ جس سے کھوئی
ہوئی بھیڑوں کو دوبارہ گرجاؤں کے اندر جمع کیا جاسکتا ہے مسیحیت کی تعلیم اور اس کا
اخلاقی اثر کوئی کامیاب نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا +

---

**انجیل پر ایمان** اسی اخبار (بپٹسٹ ٹائمز) نے نئے سال کے کاموں کے متعلق مسیحی
لیڈروں سے پیغامات کو شائع کیا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عوام الناس اور
پادری صاحبان سب کا ایمان انجیل پر سے اٹھ چکا ہے۔ ریورنڈ ڈبلیو ٹی فلرٹن کا پیغام ہے
کہ "سب سے بڑی بات اس جرأت کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ کہ لوگ جب آئیں تو انہیں
انجیل کی تعلیم دیجائے"۔ اس کے ساتھ ہی ریورنڈ نے اس بات کا بھی اعتراف
کیا ہے۔ کہ "ایسی تعلیم لوگوں کو دینے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ ہم خود بھی اسکو مانتے ہوں"۔
یہ الفاظ نفس الحقیقت معقولیت اور صداقت پر مبنی ہیں۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے
کہ مسیحی حضرات جو دوسروں کو انجیل کا وعظ کرتے ہیں خود بھی اس پر عامل نہیں۔ اور مسیحی
ممالک بالخصوص یورپ کے اندر تو عوام الناس بھی ایسے مواعیظ سے اب اسقدر اکتا چکے
ہیں۔ کہ حضرات پادری کو اب یہ جرأت نہیں پڑتی۔ کہ انجیل کا وعظ انہیں کریں +

اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح پیغام ریورنڈ جے۔ ڈبلیو برٹن نے بھیجا
ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کوئی ایسا طرز بیان نہیں جس کا ادا کرنا اس قدر دشوار

ہو۔ جیسا کہ "انجیل کا سیدھا سادہ خطبہ دینا مشکل ہے۔ اسکی وجہ صرف ایک ہے۔ کہ ان حاضرین کو مخاطب کرنا اور انہیں وعظ کہنا ایک بہت بڑی جرات کا کام ہے جن کے متعلق یہ یقین ہو۔ کہ ان میں سے اسی فیصدی تمہارے مضمون سے اسی قدر واقف ہیں۔ جتنا تم انہیں بتا سکتے ہو۔ اور باقی بیس فیصدی اگر متعصب نہیں۔ تو طبعاً ایسی باتوں سے لاپروا ہیں" +

یہ ہے انجیل کی تعلیم کا اثر یورپین ممالک اور بالخصوص انگلستان پر +

## گرجے تھیئیٹروں کی شکل میں

انہی پیغامات میں سے ایک ریورنڈ ایف جے۔ اچ ہمفری ڈی ایس او کا پیغام بھی ہے۔ جنہوں نے اصل نکتہ کی بات کہی ہے۔ اور اس سوال کو کہ کس طرح سے باہر کے لوگوں کو گرجا کے اندر لایا جائے یوں حل کیا ہے:-

"گرجاؤں کی شام کی نماز کو متحرک تصاویر کے تھیئیٹروں میں ادا کرنے کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ کلیسیا کے ڈیکن اور ارکین نے اس سے اتفاق کر لیا ہے۔ کہ ایک عام مشہور جگہ پر نماز کی ادائیگی کے آرام اور رسم ورواج کو قربان کر دیا جائے۔ اور ایک ایسی جگہ پر نماز ادا کی جائے۔ جو گرجا کے طور پر اس قدر مشہور نہ ہو۔ اور جہاں نئے لوگ جانے کے لئے آمادہ ہوں" +

کہا جاتا ہے۔ کہ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ لوگ جو گرجا میں جانے سے کتراتے ہیں۔ کسی متحرک تصاویر کی جگہ یا تھئیٹر میں آسانی سے چلے جائیں گے۔ اسلئے نہ صرف فلم (متحرک تصاویر) گرجوں کے اندر دکھائے جاتے ہیں۔ بلکہ بہت سے منبر گویا ایک سٹیج (تماشا گاہ) بنگئے ہیں۔ حال ہی میں انسانی روح کی پیدائش اور ترقی کا حال بتانے کے لئے ریورنڈ ڈبلیو اچ گوتھری نے سینٹ مارکس ایپسکوپل چرچ میں ناچنے والی نیم برہنہ عورتوں۔ ہلکی ہلکی روشنی دلربا ترنم۔ نہایت جوش دلانے والی اور متحرک تصاویر سے کام لیا۔ طبعاً وہاں تماشائیوں کا ہجوم

بہت زیادہ ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ غش کھا گئے۔ جن کو باہر لیجانا پڑا۔ مسٹر گوتھری نے اپنے وعظ کو ایک قدیم لوگوں کا فوٹو فصیح شاعرانہ زبانیں قرار دیا۔ انہوں نے اپنا خود تصنیف کردہ غیر مقفیٰ کلام سنایا۔ اور جسمیں خدا تعالیٰ اور شیطان۔ آدم اور حوّا کی کہانیاں تھیں۔ جسمیں فرشتہ بھی چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ آتا تھا۔ اور درمیانی وقفوں میں عورتیں پلیٹ فارم پر آئیں اور اس مضمون کے مطالب اور تشریح میں ناچتی تھیں۔ اور رنگ برنگ کی روشنی اُن پر ڈالی جاتی تھی۔ پھر مشہور لوگوں کی تصاویر پردہ پر دکھائی گئیں جس سے مقصد صرف یہ تھا کہ آدم اول کی عالم حیوانات سے جنگ دکھائی جائے۔ اور پھر بتایا جائے۔ کہ جُوں جُوں انسان نے ترقی کی عالم حیوانات پر اس نے رفتہ رفتہ غلبہ پالیا +

# ترک اور خلافتِ اسلامی

از قلم حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و مولف اردو تفسیر و ترجمہ قرآن کریم

انگورا کے فیصلۂ تنسیخ خلافت نے اسلامی دنیا میں ہلچل مچادی ہے۔ ایک طرف شریف مکہ مدعی خلافت ہے۔ اور عراق اور یرون اس کے موئید ہیں۔ مصر اور مراکش اپنی جگہ پر دعویدار ہیں۔ امیر افغانستان کا نام بھی ہندوستان میں پیش کیا گیا ہے لیکن اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی بات وہ طریق عمل ہے۔ جو غازی مصطفےٰ کمال اور ترکوں کے متعلق یہاں ہندوستان میں اختیار کیا گیا ہے۔ کسی طرف سے یہ آواز آرہی ہے۔ کہ وہ مرتد ہیں۔ کوئی اُن کو دشمنِ اسلام قرار دے کر یہ کہتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کا دشمن ہونا چاہئے۔ کوئی خلافت کو اصُول اسلام میں سے قرار دیکر انہیں منکرِ اصولِ اسلامی بتارہا ہے۔ اور وہی ترک جن کی تعریف میں کل تک تمام زبانیں رطب اللسان تھیں آج بدترین مخلوق قرار پاتے ہیں۔ ہم ترکوں کے

اِس فعل کا حامی نہیں۔ اور نہ اسے صحیح سمجھتا ہوں لیکن ان کی اس غلطی سے جو انہوں نے کی ہے بدتر یہ غلطی ہے۔ کہ جو کچھ اتحاد اسلامی اس وقت موجود ہے اسے بھی توڑ کر برباد کیا جائے۔ اور ہندوستان کے جذبات ترکوں کے خلاف ابھار کر ترکوں کے جذبات ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف اس حد تک اکسائے جائیں۔ کہ کل جو لوگ بھائی بھائی تھے آج وہ سخت ترین دشمن بن جائیں اور اخوت اسلامی کا رہا سہا شیرازہ پاش پاش ہو جائے۔ اور ہم مسلمان پیکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوں جس طرح انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح قوموں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ہمارا یہ طریق عمل کہ کسی کی ایک خوبی پسند آئی تو اسے سر پر اٹھالیا۔ اور ایک غلطی اس سے سرزد ہوئی تو اس کی گردن پر چھری چلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کتاب مجید کی ہدایت کے خلاف ہے ہمیں اپنی تعریف اور مذمت دونوں میں حالت اعتدال پر رہنا چاہئے۔ اور امۃ وسطاً کے خطاب کا اپنے آپ کو مستحق ثابت کرنا چاہئے +

---

اسلام کو جو فخر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ کہ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام روئے زمین کے مسلمان اصول دین میں متحد ہیں۔ اور ان کے اختلافات فروعی اور اجتہادی مسائل میں ہیں۔ اس فخر میں دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اسلام کا شریک نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جو اتحاد کا رنگ اپنے پیروؤں میں پیدا کیا ہے۔ وہ اتحاد دوسرے کسی مذہب کے پیروؤں میں نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسلام کا اتحاد مذہبی رنگ میں ہے۔ اور دوسرے لوگوں کا اتحاد عموماً اغراض قومی یا اغراض ملکی کے لئے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ اصول اسلام جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ان میں خلافت کا ذکر نہیں۔ خلافت ایک انعام تھا جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان اور اعمال صالحہ پر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ آیت استخلاف میں یہ بات صراحت سے موجود ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و

عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ اور اس انعام سے اتحاد اسلامی کو عظیم الشان قوت ملی لیکن میں پھر بھی اِس بات کو دوہراتا ہوں کہ اسلام کے اتحاد کی اصل بنیاد اصول اسلامی پر ہے۔ دوسرے امور میں اگر ہمارے اتحاد کو نقصان بھی پہنچے۔ تو اس نقصان کی تلافی ہوسکتی ہے۔ اور اس نقص کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ لیکن اصول دینی میں اگر اختلاف واقع ہو تو اسکی تلافی کوئی نہیں ہوسکتی۔ خلافت بلاشبہ اسلام کے اتحاد اور بنابریں اسلام کی قوت کا ایک زبردست ذریعہ ہے لیکن اسلام کا اتحاد خلافت سے بھی بالاتر ہے۔ اور اگر ترکوں نے خلافت کی تنسیخ سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچایا ہے تو دوسرے مسلمانوں کا یہ کام نہ ہونا چاہئے کہ انہیں مرتد اور دشمن اسلام قرار دے کر جس قدر اتحاد باقی ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں۔ اور جن ذریعوں سے اس نقصان کی تلافی ہوسکتی ہے۔ ان کو خود ہمیشہ کیلئے دُور کر دیں۔ اگر کوئی ہتھیار اس وقت ہمیں کام دے سکتا ہے تو وہ ایک ٹھنڈا دل ہے جو غور و فکر سے کام لے +

میں اس وقت خلافت پر کچھ مفصل لکھنا نہیں چاہتا۔ عنقریب ان خیالات کا اظہار ایک رسالہ کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اور اس سے بیشتر جب خلافت پر بحث اٹھی تو میں نے اپنے خیالات کا اظہار اس وقت بھی ایک رسالہ کی صورت میں کیا تھا۔ جس سے جہاں تک مجھے علم ہے کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ اس کی کاپیاں بکثرت اور بار بار چھپ کر جگہ جگہ تقسیم ہوتی رہیں۔ وہی اب بھی میرا خیال ہے۔ وعدۂ خلافت ایک عظیم الشان سلطنت کا وعدہ ہے جسمیں ملک عرب جو آنحضرت صلعم کے زیر اقتدار آگیا تھا۔ ایک ضروری عنصر ہے۔ تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے۔ کہ خلافت کا منصب اسی قوم کے لئے رہا ہے جس کی حکومت کے اندر ملک عرب رہا ہے! اور اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ یہی امر عیسائی طاقتوں کے مدنظر تھا جب انہوں نے ملک عرب کو سلطنت ترکی سے اپنی مخفی تدابیر اور سازشوں سے بالکل الگ کر دیا۔ حقیقت خلافت تو ترکی کے ہاتھ سے اسی وقت نکل چکی تھی۔ اور آج جب

چیز کو ترکوں نے چھوڑا ہے۔ وہ محض ایک لفظ ہے۔ جس کے نیچے ان کے لئے کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ البتہ ان کی اس غلطی کو ہمیں ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ منصب خلافت سے بکلی اپنے آپ کو الگ کر دینے میں انہوں نے اپنے اس حق کو چھوڑ دیا ہے۔ جو ازروئے انصاف اور مسلمانان عالم کے فیصلہ کے مطابق ان کا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ حق اس وقت عملی رنگ میں ان کو حاصل نہ تھا۔ لیکن اگر وہ انتظار کرتے تو شاید اللہ تعالیٰ یہ حق انہیں واپس دلا دیتا۔ بہر حال سلطان کی معزولی کے سوال کو الگ رکھ کر خلافت کو ترک کرنے میں ترکوں نے ایک غلطی کی ہے۔ لیکن اس سے بدتر غلطی یہ ہے۔ کہ اس وجہ پر ہم ترکوں کو برا کہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ترکوں نے خلافت کو اسلام یا مسلمانوں کے فوائد کے لئے ضروری نہیں سمجھا۔ مگر ان کے اس قدر انکار سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ انہیں دشمن اسلام یا مرتد قرار دے وہ اصول اسلام کے قائل ہیں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے سچی غیرت اور محبت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اگر مسلمانان اس کے متعلق محبت کے رویہ کو اختیار کریں تو شاید وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے لفظ خلافت کو قائم رکھیں۔ ہاں اگر ترکی کی توجہ اپنی حکومت کے منصب پر تھی تو وہ حکومت اب بھی موجود ہے۔ اور یہی تشریح غازی مصطفیٰ کمال نے اسمبلی کے فعل کی کی ہے۔ اور اگر اس حکومت کا جزو لازم ملک عرب تھا۔ تو خلافت عملی رنگ میں ترکوں کے ہاتھ سے شریف مکہ کی غداری اور یورپین طاقتوں کی مخفی تدابیر اور سازشوں کی وجہ سے نکل چکی تھی یہ مسلمانان ہند اگر ترکوں اور حدیث کے احکام کی صراحت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے ٹھنڈے دل سے ان امور پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ تو مسلمانان عالم کی ان حالات میں ان سے بہتر رہنمائی کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہیں عربوں یا مصریوں کی طرح اپنی کوئی غرض مدنظر نہیں۔ اگر جوش دلانے والے اور اشتعال انگیز الفاظ کو استعمال کریں۔ تو خلافت کی خدمت کی بجائے اتحاد اسلام کو پاش پاش کر کے خلافت کو بھی الٹا نقصان پہنچائیں گے۔ یہ جو مصیبت آج خلافت پر آئی ہے۔ اسی قسم کے مصائب کا

نشانہ یہ پہلے بھی ہوتی رہی ہے لیکن خدا کے فضل سے ازسرِ نو اُٹھ کر پہلے سے بھی
زیادہ آب و تاب سے چمکتی رہی ہے۔ اب بھی ہمارے لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔
لیکن ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کا صحیح مصداق
بنائیں۔ اگر ہم خلافت سے محروم کئے گئے ہیں تو اپنے اعمال کی وجہ سے محروم کئے
گئے ہیں۔ اگر ہم انہیں درست کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے میں اونے بھی شبہ نہیں +

---

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ فروری ۱۹۲۴ء در ہندوستان فنڈ ووکنگ مسلم مشن لاہور

| تفصیل آمد | نمبر شمار بل | رقم آمد در ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر شمار بل | رقم خرچ در ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | عـ ۱ | ۰ | ۰ | ۱۷۵ | خرچ ووکنگ مشن | عـ ۳ | ۰ | ۶ | ۱۱۰۶ |
| اسلامک ریویو | عـ ۲ | ۹ | ۲ | ۶۰۴ | خرچ اسلامک ریویو | عـ ۴ | ۰ | ۱۲ | ۱۳۳۶ |
| میزان | | ۹ | ۲ | ۷۷۹ | میزان | ۰ | ۰ | ۲ | ۲۴۴۳ |

نوٹ۔ مبلغ پانچ روپے ماہ جنوری ۱۹۲۴ء میں امداد مشن کے اسلامک ریویو کی مدمیں جمع
ہو گئے تھے۔ اس حساب ماہ فروری ۱۹۲۴ء میں غلطی کا ازالہ کر دیا ہے +

دستخط۔ ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل۔ لاہور

---

## نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ فروری ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب عبدالحافظ صاحب باعلکظہ بہاؤنگر کاٹھیاواڑ | ۰ | ۰ | ۲۵ | جناب بابو فضل الدین صاحب جیت پور | ۰ | ۰ | ۵ |
| " فضل کریم صاحب شاہ پور | ۰ | ۰ | ۳ | " مومن حسین صاحب چپراسی میاں محمد خان صاحب اکاڑہ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| " میاں محمد خان صاحب انجنیئر اوکاڑہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | " عبدالواحد خان صاحب اجمیر | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| " مصدق الدین احمد صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۲ | " سید مبشرہ صاحب میانوالی | ۰ | ۸ | ۲ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب سید عظمت اللہ صاحب مدراس | ۰ | ۰ | ۳ | جناب نواب آف ہوتی مردان زکوٰۃ | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ؍؍ تاج الدین صاحب کالی کرچی | ۰ | ۰ | ۵ | ؍؍ منشی محمد حسین خان صاحب انصاری کوٹ لدھیانہ | ۰ | ۰ | ۳ |
| ؍؍ منشی عبدالوہاب انبالہ | ۰ | ۸ | ۲ | ؍؍ ایم غلام علی صاحب کورٹ آف وارڈس شیرشاہ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| ؍؍ سکے نور علی صاحب نگر کنڈا | ۰ | - | ۴ | ؍؍ مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۵ |
| ؍؍ میاں محمد خان صاحب اوکاڑہ | ۰ | - | ۲۰ | میزان کل | - | ۰ | ۱۷۰ |

# نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| مفت تقسیم سید محمد محسن خان صاحب کوہاٹ | - | ۰ | ۵ |
| ؍؍ میجر حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بھوپال | - | ۰ | ۵۰ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | ۹ | ۲ | ۵۴۹ |
| میزان | ۹ | ۲ | ۶۰۴ |

# نقشہ ۳ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان فروری سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ اسلامک ریویو ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء | ۰ | ۸ | ۳۵۱ |
| خرچ سائر اسلامک ریویو۔ ٹکٹ ۸۲ ؎ ایک ہزار کارڈ ڈاکخانہ سے برائے چھپائی اطلاعی کارڈ جنوری سالانہ وی پی ؎ تہ — سیاہی نب وغیرہ ۲؍ ۔ تاریخ کی مہر و پیڈ ۴؍ ۔ بوتل سیاہی نصف ۳؍ ۔ لفافہ سادہ ۴؍ ۔ ایک ریم فلسکیپ ۲؍ ۔ ایک ریم ریپر ؎ ۔ مزدوری ۲؍ میزان | ۰ | ۱۵ | ۱۴۳ |
| بل متفرق سوتڑی وغیرہ ؎ ۔ ایک مزدوری ۵؍ | ۰ | ۵ | ۱ |
| الاؤنس حضرت خواجہ صاحب ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| قیمت ہینڈ پریس نصف اور نصف مشن میں ڈالے گئے۔ | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ادائیگی قرضہ میاں اللہ رکھا صاحب جو ان کے لڑکے علی محمد صاحب کو ادا کیا گیا۔ | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |
| میزان | | ۱۲ | ۱۴۳۶ |

٭ ملاحظہ ہو فٹ نوٹ صفحہ ۱۵۸

# نقشہ ۴ تفصیل اخراجات مشن درہندوستان ماہ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ اسلامک ریویو ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء ... | ۰ | ۸ | ۱۱۳ |
| خرچ مشن متفرق بٹہ چیک احمد بادشاہ صاحب مدراس ۴ر فیس منی آڈر عبد اللہ خان صاحب کابل ۶ر کرایہ تانگہ بابت دینے تار و بنک گھر آمد و رفت ۴ر - تار ووکنگ ۹ر مصری نوٹ تڑانے کیلئے بنک گھر کرایہ ٹانگہ ۱۲ر - تار ۱۲ر - جھاڑن ۵ر مہتر ای اگست سنہ ۱۹۲۳ء لغایت نومبر سنہ ۱۹۲۳ء چار ماہ عہ - غلام محمد جلد ساز بابت اجرت روئداد مصر ۴ر - تار ۱۲ر پلیٹ فارم واسطے لینے گائڈ ۱ر - تار زوابان ۹ر - بیرنگ خط ۳ر - تار مولوی غلام حسن صاحب تاپس ووکنگ ۲ر ... | ۰ | ۱۲ | ۶۰ |
| مہر تاریخ و پیڈ نصف قیمت ریویو ۴ر - قیمت دوائی و فیس منی آڈر سے پوری ایک عدد واسطے ڈاک ٹکٹ جانے ۵ر - فیس منی آڈر رقیہ بیگم ۸ر - تار ۱۲ر خرچ مشن ساٹر - سیاہی ۴ر - گوند ۲ر - کاغذ و سیاہی چیٹ ۴ر - گلیسرین ۱۲ر بلنک ۱۲ر - لفافہ پنسل ۴ر - کاغذ چار دستہ ۸ر سٹیشنری لفافہ و ٹکٹ وغیرہ کاغذ برائے رپورٹ مصر خواجہ صاحب و لارڈ ہیڈلے ۴ر ... | ۰ | ۲ | ۵۰ |
| کاغذ فلسکیپ ۸ر سیاہی پریس ۴ر - کاغذ دوات قلم نب و سیاہی ۴ر - ریڈی وکتر ۸ر ٹائم ٹول ۴ر سیاہی نصف بوتل ۱۳ر - اجرت لکھائی خطوط نوابان ۴ر ٹکٹ ۲ر رجسٹر برائے بجٹ چیک ۶ر ... | | | |
| تنخواہ امانت محمد کلرک مشن اکتوبر ۲۳ لغایت جنوری سنہ ۱۹۲۴ء ۴ ماہ | ۰ | ۰ | ۱۳۲ |
| بل ہیڈ پریس نصف قیمت اور نصف ریویو میں ڈالی گئی ... | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ادائیگی قرضہ ووکنگ - میاں اللہ رکھا صاحب جوان کے لڑکے علی محمد صاحب کو ادا کیا گیا | ۰ | ۰ | ۷۰۰ |
| کل میزان | | ۶ | ۱۱۰۶ |

ص - میاں اللہ رکھا دین صاحب بٹلر لندن نے ایک صد پونڈ بطور امانت ہیڈ آفس مشن ووکنگ انگلستان میں بطور امانت رکھا - اب ان کے مطالبہ پر اور ان کی تحریر کی بناء پر ان کے لڑکے علی محمد صاحب ساکن چک ملاقی تحصیل نکودر ضلع جالندھر کو لاہور میں یہ قرضہ بذریعہ چک مورخہ 19/1/24 امپیریل بنک آف انڈیا ادا کیا گیا +

# سفیر مصر کی تشریف آوری

از جے۔بی موترم۔ از مسجد ووکنگ (انگلستان)

۳ فروری بروز اتوار ہز ایکسیلنسی عزیز عزت پاشا جو حال ہی میں ہز مجسٹی خدیو مصر کی طرف سے انگلستان میں سفیر مقرر ہوئے ہیں مسجد ووکنگ کے امام خواجہ نذیر احمد صاحب کی دعوت پر مسجد میں تشریف لائے۔ دن صاف تھا۔ لیکن سردی اور بادو کی توقع تھی یسُورج تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد خوب چمکتا رہا۔ درختوں اور زمین سے تو موسم سرما کی علامات ظاہر تھیں۔ لیکن دھوپ کے سبب بہار کا نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ فر کے عظیم الشان درخت پہلے کی نسبت اب کم رہ گئے ہیں اور خوشنما سبز جھاڑیاں جو پہلے ایک اجنبی کی فرحت کا موجب تھیں اب نظر نہیں آتیں۔ کیونکہ اب عمارت بڑھائی جا رہی ہے۔ تاہم جو باقی رہ گئی ہیں۔ وہ نیلگوں آسمان کے ساتھ بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اور جو شخص انہیں پہلے پہل دیکھتا ہے۔ اسے دنیا سے الگ ہو جانے کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ ہز ایکسیلنسی ٹھیک ڈیڑھ بجے تشریف لائے۔ امام نے آپ کا استقبال کیا اور سب مسجد میں آ گئے۔ جہاں برٹش مسلم برٹش سوسائٹی کے پریزیڈنٹ لارڈ ہیڈلے نے آپ کے خیر مقدم میں ایک ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

## بخدمت ہز ایکسیلنسی عزیز عزت پاشا سفیر ہز مجسٹی خدیو مصر متعینہ کورٹ سینٹ جیمز

یور ایکسیلنسی!

ہم برٹش مسلم سوسائٹی کے ممبر یور ایکسیلنسی کو ایک مسلم بھائی سمجھ کر نہایت تپاک سے آپ کی انگلستان میں بحیثیت خدیو مصر کے نمائندہ ہو کر پہلی بار تشریف آوری پر برادرانہ خیر مقدم پیش کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ مصر کی دیرینہ تاریخ میں روشن زمانہ کا آغاز ہوا ہے۔ جو آئندہ کی عظیم الشان قومی کامیابی عزت اور خوشحالی کا پیش خیمہ ہے۔ اور جو اس پرانی سلطنت کی مہتم بالشان روایات۔ کے شایان ہے۔ ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ نئی اور پیچیدہ مشکلات جو آجکل رونما ہو رہی اور آئندہ ہوتی رہینگی۔ وہ ہز مجسٹی کی رائے باصواب سے بطریق احسن حل

ہوگی - ہز ایکسیلنسی سے خاص طور پر ہماری یہ استدعا ہے - کہ ہز میجسٹی شاہ فواد کی خدمت میں ہمارا شکریہ پہنچاویں - کیونکہ ہز میجسٹی نے جو شاہانہ خیر مقدم حج سے واپس آتے وقت ہمارے محترم بھائی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب و لارڈ ہیڈلے اور مفتی عبد المجیبی صاحب کا کیا - وہ ایسا عظیم الشان ہے - کہ اس کا نقش مسلمانان انگلستان کے دلوں سے نہیں مٹ سکتا - ہم برٹش مسلم سوسائٹی کے ممبر محض ووکنگ مسلم مشن کی مساعی جمیلہ اور اسکے بانی خواجہ کمال الدین کی بیغرضانہ کوششوں سے اور اس کے سرچشمہ سے سیراب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں - اسلام کے خلاف عیسائی کلیسیا جس تعصب اور بغض کا اظہار کرتا ہے - اس سے ہم لاعلم نہیں ہیں - اور اس امر کو پورے طور سے محسوس کرتے ہیں - کہ اسلام یا کوئی اور مذہب جو ایک خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ عیسائیت سے ہمیشہ رواداری اور ہمدردی کے سلوک کو روا رکھیگا - ہم جانتے ہیں - کہ اس بُرائی کی اصل وجہ غلط فہمی ہے - اور مصر کو آزاد اقوام کے زمرہ میں اپنی جگہ لینے کے موقع پر اپنی مخلصانہ تہنیت پیش کرتے ہوئے ہم یقین کرتے ہیں - کہ اس اہم واقعہ سے اسلام کو دنیا کی کونسلوں میں دوبارہ آنے کا موقع دیا ہے - جب لوگ ہمارے مذہب سے زیادہ واقفیت حاصل کرینگے تو تعصب اور غلط فہمی کے بادل دُور ہوکر مسلم اور عیسائی خداوند تعالیٰ کی خدمت میں اتحاد قائم کرسکیں گے -

ہماری دلی دُعا ہے - کہ خداوند تعالیٰ کا فضل آپکے اور اس قدیم سلطنت کے شامل حال ہو جسکے آپ نمائندے ہیں "

آپ کے مخلص بھائی

ممبران برٹش مسلم سوسائٹی شاہجہان مسجد - ووکنگ - مورخہ ۳ فروری ۱۹۲۴ء

## ہز ایکسیلنسی نے ذیل کے الفاظ میں جواب دیا

"آج شاہجہان مسجد ووکنگ میں جس گرمجوشی سے میرا خیر مقدم ہوا ہے ازراہ کرم اس کا شکریہ قبول کیجئے - ہمارے تمام مشرقی بھائی جو ہر وقت مذہب اسلام کے مفاد کی نگہبانی کرتے ہیں مغربی ممالک میں اس مشعلبردار اسلام کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - ہم سب جانتے ہیں - کہ اس مشن کے مشہور و معروف بانی خواجہ کمال الدین صاحب جن کی عدم موجودگی کو آج ہم محسوس کرتے ہیں - اسلام کے ان روشن دماغ مدبروں میں سے ہیں جو عرصہ سے سمجھ چکے ہیں - کہ دنیائے اسلام اگر اپنی شان کے مطابق کوئی رُتبہ حاصل کرنا چاہتی ہے - تو اسے مغرب کے جذبات اور حالات کا مطالعہ کرنا چاہئے - آپنے اس مشرقی قلعہ کی بنیاد

اس وقت رکھی جبکہ تعصب مشرقی عظمت کے آخری نشان کو مٹانے میں ہمہ تن مصروف تھا۔ یہ آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ کہ چند ایسے عالی دماغ اور غیر جانبدار یوروپین لوگوں کے دل پر اثر ہوا جو سمجھتے تھے کہ تہذیب کس حد تک اسلام کے زیر احسان ہے مشرقی روحانیت اور وہاں کے علوم کو پھیلانے میں جس ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار ان لوگوں نے کیا اس کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد نے رواداری اور مصالحت کی فضا قائم کر دی ہے۔ اب اس ملک میں جو ہمیشہ سے مذہبی اور سیاسی خیالات کی آزادی کے لحاظ سے بے مثل رہا ہے بہت سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جب مشرق کو دوبارہ ترقی دینے کے خیالات خوب دلنشین ہو چکے ہیں تو اس موقعہ پر ہمیں امید ہے۔ کہ مسلمان بھی مغربی ممالک سے مفاہمت کرینگے۔ اور ان کے علوم کے سیکھنے میں وہ اپنی روحانیت کے ورثہ کو ہاتھ سے نہ دینگے ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم بھی مغربی اقوام کے ساتھ مساوات حاصل کریں لیکن اُن کی سائنس کی تحصیل میں ہمیں سخت محنت کرنی چاہیئے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ابھی بہت عرصہ تک سائنس اور علوم و فنون میں مغرب ہمارا استاد رہیگا لیکن ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ روحانیات میں مغرب ابھی ہم سے تعلیم لیگا۔ مغربی یونیورسٹیوں میں اسلامی تہذیب کی تاریخ کا اور زیادہ چرچا ہونا چاہیئے تاریخی علوم میں مشرقی تہذیب کے حالات کو بہت نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگلوسیکسن اقوام کے راہنماؤں نے مشرقی معاملات کو نہیں سمجھا۔ اب ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ مغرب کے لوگ اسلام کے متعلق غور و خوض کریں۔ کیونکہ سائنس اور تاریخ ہی دو ایسی اخلاقی طاقتیں ہیں جو انسانی خیالات کو ایک خاص شکل دیتی ہیں۔ اسلام دنیا کی سب سے بڑی اخلاقی اور روحانی طاقتوں میں سے ہے۔ اگر اس طاقت سے بنی نوع انسان مستفید ہوں تو یہ بہت سودمند ثابت ہو سکتی ہے۔ اسلام کی عظمت اس اخوت میں ہے جسے ہمارے مذہبی اور سوشل خیالات نے مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں قائم کیا۔ اگر ہم اقوام عالم میں رنگ اور قومی امتیازات کو مٹا کر اخوت پیدا کرنے کیلئے کوشش کریں تو ہمارا یہ طرز عمل اسلام کی عظیم الشان گذشتہ روایات کے عین مطابق ہوگا۔ اس نکتہ نگاہ سے مسلمان دنیا کے متعلق ہیں جو بدقسمتی سے قومی اختلافات میں غرق ہیں اسلام ان مناقشات کو سلطنت کا اصول قرار نہیں دیتا۔ ہم اسلام کی اوائل تاریخ کے زمانہ سے قومی مساوات کے حامی رہے ہیں۔ اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں

کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے دُنیا کے بڑے حصّہ کو اخوت کے سلسلہ میں منسلک کر دیا جو کبھی کوئی تاریخی انسان آپ کے بعد نہ کر سکا میں اپنے حکمران شاہ **فواد** کی خدمت میں آپ کا شکریہ تہنیت پہنچا دوں گا جو آپ نے اعلیحضرت خدیوِ مصر کے اس خیر مقدم پر کیا ہے۔ جو لارڈ ہیڈلے جو خواجہ کمال الدین صاحب اور مفتی عبدالمجید صاحب کے حج سے واپس آنے پر ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ ہز میجسٹی جو بہت تعلیم یافتہ اور روشن دماغ ہیں۔ اور آپ نے مصر کی اخلاقی اور تعلیمی ترقی میں بہت کوشش کی ہے۔ وہ اس ملک میں آپ کے روحانی اور اخلاقی کام کے متعلق سُن کر بہت خوش ہوں گے۔ اور دلچسپی کا اظہار کریں گے۔ خداوند تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اور دیگر مذاہب کے بھائیوں کو اس اخوت کے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو تاریخ انسانی کا اصل مدعا ہے۔ میں خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے یہ عزت بخشی۔ اور اس گرمجوشی سے شاہجہان مسجد میں میرا استقبال کیا"۔ +

اس کے بعد مسجد میں نماز ادا کی گئی۔ اور امام نے اسلامی تصوف پر مختصر سا خطبہ پڑھا جسمیں بیان کیا کہ مذہب کے اس پہلو کے متعلق مغرب میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں صوفی شعرا کے کلام سے مغربی علماء غلطی سے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ دہریہ تھے۔ حالانکہ یہ سب لوگ قرآن کریم سے ہی استدلال کرتے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی کے استقبال کے لئے ایک بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی تھی جسمیں لارڈ ہیڈلے الفاروق۔ سر عبداللہ آر چیبالڈ ہملٹن جو سسکس کے مشہور بیرونٹ ہیں۔ اور حال ہی میں جن کے قبولیت اسلام نے عیسائی دُنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ مسٹر حبیب اللہ لوگر دسکرٹری برٹش مسلم ایسوسی ایشن۔ ڈاکٹر مصطفےٰ لیون اور افغانستان کے قونصل جنرل شامل تھے۔ ڈھائی بجے کھانا کھایا گیا۔ اور ہز ایکسیلنسی کے رُخصت ہوتے پر مہمان بھی بتدریج جانے لگے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس خوشنما مسجد کی یادگار دل میں لیگئے ہونگے جو سرو کے درختوں میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے +

اس موقع پر سب انتظام امام کے سپرد تھا اور یہ تقریب نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوئی۔ اور کوئی امر ایسا پیدا نہیں ہوا جو اس خوشگوار دن میں بے لطفی پیدا کرتا +

# ماہ رمضان

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون ۰ (سورہ بقرہ) **ترجمہ** (روزوں کا) مہینا رمضان کا ہے جس کے (روزوں کے) بارے میں خدا کی طرف سے قرآن (میں حکم) نازل ہوا ہے (اور قرآن) لوگوں کا رہنما ہے۔ اور (اسمیں) ہدایت اور (حق و باطل کی) تمیز کے کھلے کھلے حکم (موجود ہیں) تو (مسلمانو!) تم میں سے اس مہینے میں جو (زندہ) موجود ہو۔ تو چاہئیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں (ہو) تو دوسرے دنوں میں گنتی (پوری کرے) اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے۔ اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا۔ اور (یہ حکم اس نے اس غرض سے دیئے ہیں) تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کر لو۔ اور تاکہ اللہ نے جو تم کو راہ راست دکھادی ہے۔ اس (نعمت) پر اسکی بڑائی کرو۔ اور تاکہ تم (اس کا) احسان مانو +

اسلام کے دیگر اصولوں کی طرح روزہ کا مقصد انسان کو تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ نیکی اور پاکبازی سکھاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے +

یا یھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ **ترجمہ** مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہلکتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا۔ تم پر بھی فرض کیا گیا۔ تاکہ تم (بہت سے گناہوں سے) بچو۔ القرآن سورہ بقرہ۔

انسان کی خواہشات اور شہوات جو اس کے تمام افعال کی محرک ہیں۔ بارہا اس کو ناانصافی اور حق تلفی پر مجبور کر دیتی ہیں۔ جس سے طرح طرح کی تکالیف پیدا ہوتی ہیں۔ روزہ ان قدرتی خواہشات پر قابو پانا سکھاتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ روزہ نصف صبر ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق صبر سے یہ مراد نہیں کہ ہم محض غربت پر قناعت کریں۔ ہمیں تو ہر قسم کی شہوات اور حرص وغیرہ سے بچنا ہے۔ یہی ایک شے

ہے ۔ جو زندگی کی جنگ میں ہمیں کامیاب بنا سکتی ہے ۔ اسی سے انسان کی سیرت اور اخلاق بنتے ہیں جو انسان کے ساتھ پیدا نہیں ہوتے ۔ بلکہ اکتسابی امور ہیں مذہب کا مقصد اخلاقیات پر بحث کرنا نہیں ۔ بلکہ اخلاق کی تربیت اور زندگی کے لئے قوانین و ضوابط قائم کرنا ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ اسلام صرف ایسے فقروں تک ہی محدود نہیں رہا "مبارک ہیں وہ لوگ جو عاجز ہیں ۔ کیونکہ انہی کو زمین کی بادشاہت ملیگی" ۔ بلکہ اس نے انسانوں کو عاجز اور رحمدل بنانے کے لئے قوانین کا ایک مجموعہ مرتب کیا روزہ رکھنے سے صرف یہی مراد نہیں کہ ہم فاقہ کرلیں ۔ یہ تو شہوات پر قابو پانے اور خواہشات کو روکنے کا ایک ذریعہ ہے ۔ ماہ رمضان تعلیم و تربیت کا مہینہ ہے ۔ اسمیں ہم اپنی جائز خواہشات کو پورا کرنے سے اجتناب کرکے یہ سبق حاصل کرتے ہیں ۔ کہ انہیں خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہم ناجائز طریق اختیار نہ کریں ۔ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے ۔ اور ہمارے تمام اعضا اور جوارح ہاتھ آنکھیں زبان اور دل اسی تربیت سے گزرتے ہیں ۔ روزہ صبح صادق سے شروع ہوکر غروب آفتاب تک رہتا ہے ۔ مسافر بیمار اور بوڑھے آدمی پر روزہ فرض نہیں ۔ ذاتی طور پر ایک شخص خود اندازہ لگا سکتا ہے ۔ کہ اس میں روزہ رکھنے کی قابلیت ہے یا نہیں ۔

---

# بشریت اور الوہیت مسیح

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ سلسلہ اشاعت گذشتہ)

## (بالقوے استعدادیں کن صورتوں میں عملی جامہ پہن سکتی ہیں)

اِس سے کسی کو کلام نہیں ہوسکتا۔ کہ ہر ایک استعداد کے حقیقت کے رنگ میں جلوہ افروز ہونے کیلئے بعض شرائط بکار ہیں۔ ایک اخلاقی امر کے متعلق جس کی محض تعلیم ہی دیجائے۔ اور ممکن ہے کہ ایک شخص کے اندر بالقوی موجود بھی ہو یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ کہ فی الحقیقت وہ شخص اس کا مالک بھی ہے۔ جبتک کہ وہ اس اخلاق شرائط مقررہ کے ماتحت عملی شکل میں متشکل نہ کرے۔ مسیح کا وہ شاندار تحمل و بُردباری جس کے ذریعہ سے اس نے اسرائیلیوں کے تمسخر و استہزاء کو برداشت کیا۔ اس کا وہ بے انتہا صبر و استقلال جو زندگی کے سخت ترین ابتلاؤں میں (جو ایک شہید صداقت کے طور پر اُسے اُٹھانے پڑے) اس نے دکھایا یہی وہ چیزیں تھیں۔ جن کی وجہ سے تحمل و بردباری اور صبر و استقلال مسیح کی قابل رشک خصوصیات بنگئیں۔ ورنہ اگر یہ تمام صفات اس سے عملاً ظہور پذیر نہ ہوتیں۔ تو مسیح کی حیثیت صرف ایک قصہ خوان کی ہوتی جس نے نرم اخلاق کے متعلق فرضی کہانیاں سُنادیں۔ اور عملاً کچھ کرکے نہ دکھایا۔ یہ امر بلند ترین اخلاق کی ایک یقینی بدقسمتی کا موجب ہے۔ کہ مسیح کی معلمانہ زندگی ان ناخوشگوار حالات کی وجہ سے جن پر اس کا اپنے کوئی دخل و تصرف نہ تھا۔ مختصر ہوگئی۔ اور دنیا کو بہت سی پاکیزہ اخلاقی صفات کے جو ممکن ہے کہ اس میں موجود ہوں عملی رنگ کو دیکھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور تو اور اخلاقیات کی وہ باتیں بھی جن کو مسیحی لٹریچر میں عموماً قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے جیسے معافی وغیرہ۔ ان کا بھی پورا نشو و نما خود مسیح کے ہاتھ پر نہ ہوا۔ یہ اخلاقی صفت بھی دوسری صفات کی طرح مقررہ شرائط کی محتاج ہے۔ اور جب تک وہ شرائط

اس کے ساتھ موجود نہ ہوں کسی شخص کو جائز طور پر اُن سے متّصف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس شاندار صفت سے متّصف ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے تین شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے سب سے اول ضروری ہے۔ کہ تمہیں دشمنوں سے سخت دکھ اور ایذائیں پہنچی ہوں۔ جن سے تم کچلے گئے ہو۔ دوسرے یہ کہ تمہارے دشمن ضرور ہے۔ کہ مغلوب ہو جائیں۔ اور حالات کے بدلجانے سے تمہارے رحم پر ان کا انحصار ہو چکا ہو۔ اور سب سے آخر لیکن بلحاظ اہمیت سب سے بڑھ کر یہ بات ہونی چاہئے۔ کہ باوجود اسکے کہ تم ان سب ذرائع پر قابض ہو۔ جن سے تم انہیں وہ سزا دے سکتے ہو۔ جسکے وہ پورے طور پر مستحق ہیں۔ تاہم تمہاری عالی ظرفی تم پر غالب آتی ہے۔ اور تم انہیں معاف کر دیتے ہو۔ معافی کی طرح رحم بھی صرف وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو دوسروں کو اپنے رحم پر دیکھتا ہے۔ اور جبتک کوئی شخص اس اعلیٰ حیثیت تک نہ پہنچے۔ اس وقت رحم کا وعظ محض خالی الفاظ ہیں۔ جن کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔ علاوہ ازیں یہ ہمارا روزانہ تجربہ ہے کہ جو لوگ طاقت کے نشہ میں سرشار ہوتے ہیں جب وہ اپنے کسی مظلوم اور بے دست و پا شکار سے معافی کا نام سن لیں۔ تو اسکی طرف سے اسبات کو ایک مہربانی سمجھنے کے بجائے ہمیں اپنی سخت بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ ہمیں شک نہیں کہ مسیح نے صلیب پر اپنے ایذا رسانوں کی معافی کیلئے دعا مانگی۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اس وقت اس خاص حالت میں تھا۔ کہ ان ایذا رسانوں کو ذلیل ٹھہرائے۔ لیکن وہ جذبات و احساسات جن کا اس نے اس وقت اظہار ہؤا۔ جبکہ وہ اپنے دشمنوں کیلئے دعا کر رہا تھا۔ دوسرے بڑے بڑے انسانوں سے بھی ایسے ہی ابتلاؤں میں ان کا اظہار ہؤا ہے۔ اور مسیح اسبارہ میں اکیلا او بے نظیر نہیں تاہم معافی ہی اخلاقی خاصیت مسیح کی زندگی میں اپنی اصل شکل میں ظہور پذیر نہ ہوئی۔ مسیح کے ایام زندگی میں ان تین ضروری شرائط میں سے صفت معافی کے ظہور سے پہلے ہونا لابدی ہے۔ صرف ایک ہی شرط موجود

تھی ۔ باقی دونوں شرائط وہاں مفقود ہیں ۔ یہ صفت مزید چھ سو سال کیلئے ایک راز سربستہ رہی ۔ اور اس کا صحیح استعمال اور اصل موقعہ پیغمبر عرب صلعم کے وقت پیدا ہوا جب خداوند خدا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ" محمد صلعم کے وجود میں اپنے قدیم گھر" کے دروازوں پر آموجود ہوا۔ پرانے نوشتے پورے ہوئے ۔ اور انسانی خون کا ایک قطرہ بہے بغیر مکہ فتح ہو گیا ۔ یہ وہ واقعہ ہے ۔ کہ جس کی نظیر تمام تاریخ عالم میں نہیں ملتی ۔ مکہ میں آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے تیرہ سال کے لمبے عرصہ تک آپ کو اور آپکے پیروؤں کو طرح طرح کے دکھوں اور ایذاؤں کا تختہ مشق بنا رکھا تھا ۔ اور یہ ایذائیں اپنی سختی اور زیادتی کی وجہ سے دوسروں کی زندگیوں کے سخت ترین ابتلاؤں سے بڑھی ہوئی تھیں ۔ اس وقت آپ کے دشمن آپکے قدموں پر گر گئے ۔ اور اپنے آپ کو انھوں نے اپنے مظلوم شکار کے رحم پر پایا ۔ وہ ہر اس سخت ترین سزا کے مستحق تھے ۔ جو انسانی دل و دماغ میں آسکتی تھی ۔ اور ایسی سزا انہیں دینا عین قرین عدل و انصاف تھا ۔ محمد صلعم بالکل حق بجانب ہوتے ۔ اگر ان اپنے دشمنوں کو ایسی ہی سختی کے ساتھ سزا دیتے ۔ جیسے یوشع ۔ رامچندر اور کرشن نے جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے تو اُن کو سزائیں دیں ۔ اس "وقت معافی" کا عظیم الشان الٰہی خُلق جو خداوند کے اکلوتے بیٹے کے وجود سے بھی ان ناموافق حالات کی وجہ سے جو اس کے عہد میں پیش آئے اور جن پر اُن کا کوئی تصرف و اقتدار نہ تھا ۔ صادر نہ ہوا تھا ۔ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ افروز ہوا ۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلعم کے وجود کے بغیر شاید ہمیشہ کیلئے کتم عدم میں پنہاں رہتا ۔ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً مختلف انبیاء کو مبعوث فرمایا اور اس کے بہت سے اخلاق کا اُن سے ظہور ہوا ۔ محمد صلعم سب سے آخر میں آئے ۔ اور تمام وہ الٰہی اخلاق جو ابھی تک انسان کے اندر ظہور پذیر نہ ہوئے تھے ۔ اور سابقہ انبیاء کی زندگیوں میں اُن کے مناسب اظہار کا کوئی موقعہ پیدا نہ ہوا تھا ۔ وہ اظہار آپکے ذریعہ سے ہوا ۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو مفصل طور پر میں دوسری جگہ لکھ چکا ہوں[۱] معافی بھی

---

[۱] ملاحظہ ہو خواجہ صاحب کا مضمون The Ideal Prophet

انہی صفات الٰہیہ میں سے ایک تھی۔ اس لئے کہ اس کا بھی موقع اور استعمال کا وقت نہیں تھا۔ وہ تینوں شرائط جو اس کے ظہور سے پہلے پیدا ہونی ضروری ہیں۔ آنحضرت صلعم کے ایام زندگی میں گو پوری ہوگئیں۔ لیکن مسیح اگرچہ اپنے دشمنوں سے ستایا گیا۔ مگر ان کو اس نے اپنے قدموں پر رحم کیلئے نہیں پایا۔ دوسروں نے جیسا کہ رامچندر و کرشن وغیرہ ہیں۔ ایسا موقعہ پایا ہے مگر انہوں نے اس موقعہ کو استعمال نہیں کیا۔ محمد صلعم پر ایک ہی وقت آیا۔ اور آپؐ اسکے استعمال سے ہرگز نہیں چوکے۔ آپ کے دشمنوں نے جب وہ بالکل مغلوب ہوگئے۔ تو آپ سے اپیل کی۔ کہ ان سے ایسا سلوک کریں۔ جیسے ایک شریف دل انسان کا طریق عمل ہو سکتا ہے۔ یہ اپیل عین باموقعہ تھی۔ اور صحیح انسان سے کی گئی تھی۔ اور فوراً وہ قبول ہو گئی +

## نرمی اور طاقت

یہی بات ان نرم دلانہ اور عدم مقاومت کے اخلاق کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ جن کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ مسیح کے اندر وہ موجود تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بعض ایسی اخلاقی باتیں بھی ہیں جو سخت دلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ بھی صفات الٰہیہ میں سے ہیں لیکن افسوس ہے کہ مقدس کنواری کے فرزند میں ان صفات نے جلوہ نمائی نہیں کی۔ اسلئے کہ ڈاکٹر راشڈل جو یہ امر اہم ہے منوانا چاہتے ہیں۔ کہ جناب مسیح نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو کامل طور پر ظاہر کیا۔ تو یہ بات قطعاً غلط ہے۔ وہ انسانی صفات جو سختی سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً غصہ نفرت اور ان کے ساتھ انتقام کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جس وقت مناسب طور پر ان کا توازن ہو جائے۔ تو انسانی سوسائٹی کیلئے خوشی اور راحت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ زندگی اور اموال کی حفاظت کیلئے ان سب صفات کا ہونا ضروری ہے۔ ان پر سفلی اور وحشیانہ صفات کا حرف نہیں آسکتا۔ جیسا کہ ان کی حالت اس وقت ہوتی ہے۔ جب انہیں بُرے رنگ میں استعمال کیا جائے۔ ان تمام خواہشات کا صحیح اور جائز استعمال بھی ہے۔ اور یہ صرف غلط اور بُرے استعمال کا نتیجہ ہے کہ ان میں بُرائی کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ کیا صحیفہ فطرت کے اندر جو میرے نزدیک اخلاق الٰہیہ کا صحیح نقشہ ہے۔ یہی صفات ہمیں کام کرتی ہوئی نظر نہیں آتیں؟ بائیبل کے اندر انہی صفات کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ صفات الٰہیہ ہیں علاوہ ازیں انہیں بُری

صفات قرار دینا اس حکیم خدا کی ذات پر نقص عائد کرنا ہے۔ جس نے انسان کے اندر ان صفات اور جذبات کو پیدا کیا۔ کیا نفرت اور غصہ حقیقی چیزیں نہیں؟ اگر انسان اللہ تعالیٰ کا عکس ہے۔ اور اسکی شکل پر پیدا کیا گیا ہے۔ اور اسلئے تمام وہ اخلاقی استعدادیں جو اسمیں پائی جاتی ہیں۔ اور جو لائق عمل ہیں۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہوں۔ تو یقیناً یہ تمام اخلاق جو سخت دلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ جو انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہیں! اور ان سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ ان کیلئے فی الحقیقت با ضابطگی اور تربیت کی ضرورت ہے۔ اور ایک کامل انسان کی زندگی میں جس کے اوپر کہا جاتا ہے۔ کہ صفات الٰہیہ کا پرتو ہے۔ ہم ان صفات کے صحیح اور جائز استعمال کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ اخلاق جن کی تعلیم مسیح علیہ سلام نے اپنے پہاڑی وعظ میں دی۔ اگر اختیار کر لیئے جائیں ان سخت دلوں نے اخلاقی استعدادوں کو جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جو صفات الٰہیہ ہیں تباہ کرتے اور ہماری زندگی اور اموال کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دینے کیلئے کافی نہیں؟ میں افسوس کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم اخلاق نہایت درجہ حد سے نکلی ہوئی ہے۔ اور اس لیئے قابل عمل نہیں۔ اور میرا یقین ہے کہ قیامت تک یہی حال رہیگا۔ لیکن کیا ان حالات میں اس کا معلم نسل انسانی کیلئے ایک کامل نمونہ۔ اخلاق الٰہیہ کا مکمل عکس ہونے کا دعوےٰ کرسکتا ہے۔ اور اس کا یہ دعویٰ حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے؟ میں نے ارادتاً ان دونوں صفات کا ذکر کیا ہے۔ اور اگر پہاڑی وعظ پر عمل کیا جائے تو وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ اگرچہ خود پہاڑی وعظ کا معلم بھی اس سے رہ نہ سکا۔ کہ الٰہی صفات کو بعض وقت کام میں لے آئے۔ ان کے علاوہ اور بیشمار انسانی اور الٰہی صفات ہیں۔ جو اگر حسن ظن سے کام لیا جائے۔ تو یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ جناب مسیح میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ اور اسلئے میں ہر سال کے ان الفاظ کو دوہرانے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ مذہب نے اس شخص (مسیح) کو نسل انسانی کیلئے ایک نصب العین اور رہبر

کے طور پر چننے میں کوئی غلطی نہیں کھائی"۔ رینان سب اپنے عقلمندانہ خیالات کے باوجود مسیح کے لئے طرفداری کی آلودگی سے پاک نہ تھا۔ ورنہ وہ جان بوجھ کر ایسا ریمارک نہ کرتا۔ اسکو معلوم ہونا چاہئیے تھا کہ زندگی کے بہت سے ایسے شعبے ہیں۔ جو الٰہی رشتوں پر انسانی سوسائٹی کی بناوٹ کے لئے از حد ضروری ہیں اور جناب مسیح ان رشتوں کے لئے رہبر کا کام نہیں دے سکتے۔ ایک بادشاہ اپنے تخت پر۔ ایک جج کرسئ عدالت پر۔ ایک مشیر سلطنت مجلس وزراء میں اور ایک جرنیل میدانِ جنگ میں۔ یہ سب انسانی سوسائٹی کے ایسے ہی ضروری شعبے ہیں۔ جیسے ایک معلم اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کوئی نعوذ باللہ ناقہم اور بیوقوف نہ تھا۔ جس نے داؤد۔ سلیمان۔ یوسف اور یوشع کو مبعوث کیا جنہوں نے علے الترتیب بادشاہ۔ جج۔ وزیر سلطنت اور جرنیل ہوکر کام کیا۔ وہ سب کے سب انسان ہی تھے۔ اور ان سے ان فرائض کی ادائیگی میں غالباً غلطیاں بھی سرزد ہوئیں۔ بلکہ جیسا کہ عیسائیوں کا ایمان ہے گناہ ان سے ہوئے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا اعلیٰ ترین مجسمہ اور نسل انسانی کا رہنما بن کر آنا تھا۔ تو انسانی سوسائٹی کیلئے وہ زیادہ مفید ہوتا۔ اگر وہ ایک بادشاہ یا مشیر سلطنت کی حیثیت میں ظاہر ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو یورپ کے مسیحی بادشاہوں اور مشیران سلطنت کیلئے اس نے بہتر قوانین چھوڑے ہوتے۔ اور دنیا نے اپنی خواہشات اور خود رائی سے آزاد ہوکر آسمانی بادشاہت کے دن دیکھے ہوتے۔ یورپ کے بادشاہوں اور وزراء کو ایک ایسے وکیل اور صلح کل انسان کی ضرورت تھی۔ جو جنگ عظیم کی ہولناک مصیبت کو روک دیتا۔ جس کی وجہ سے نسل انسانی کی ترقی شاید ایک نسل پیچھے جا پڑی ہے +

## مسیح کی آمدِ ثانی

کہا جاتا ہے۔ کہ جناب مسیح دنیا کے آخری ایام میں ایک بادشاہ کی حیثیت میں دوبارہ آنیوالے ہیں۔ تاکہ وہ مظلوم کا انصاف کریں۔ اور تمام بدیوں کی اصلاح کریں لیکن اگر

مسیح کی آمد ثانی کے وقت دنیا نے ختم ہو جانا ہے۔ تو انسانیت کے ایک مجسمہ اور رہبر کے متعلق ہماری ضرورت بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیگی۔ شاید یہ کہا جائے کہ جناب مسیح کی بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہ تھی۔ نہ ہی انہوں نے اپنے حواریوں کو اسباب پر لڑائی کی اجازت دی۔ کہ انہیں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جائے (یوحنا باب ۱۸۔ آیت ۳۶) لیکن اگر دنیا کی شہری اور اقتصادی پالیسی کے لئے ایک نہ ایک قسم کی سلطنت کی موجودگی ضروری ہے۔ اگر اسباب کی ضرورت ہے۔ کہ انسانوں پر ان کے باہمی حقوق و فرائض کو عائد کیا جائے۔ جو ایک جمہوریت کی اصل اور ایک ہی بنیاد ہے۔ اور جس کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح کی حکومت کے بغیر چارہ نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ جونہی کہ انسان فطرت کی ابتدائی منزل کو طے کر کے عقل و فہم کے درجہ تک پہنچتا ہے تو اپنی ذاتی ملکیت کا خیال فوراً اسکے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی حفاظت اور خود اپنی جان کی سلامتی کا خیال اُسے اس نتیجہ پر لے آتا ہے کہ ایک نہ ایک صاحب اقتدار ہستی کی ضرورت ہے جسکے ہاتھ میں ملکی حکومت کی باگ ہو۔ خواہ وہ حکومت کی ابتدائی حالت میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے آخر میں میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر انگلستان کی پالیسی نے پرانے وٹنا جموٹ طرز حکومت کو موجودہ پارلیمنٹ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ تو کیا پھر بھی ہمیں انسانیت ایک نمائندہ اور رہبر کی تلاش کرنے کیلئے کوہ زیتون کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ ریناں کا خیال ہے یا فاران کی چوٹیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ جہاں حضرت نبی کریم صلعم کی ذات ستودہ صفات میں ہمیں ایک بادشاہ۔ ایک مدبر سلطنت۔ ایک قانون دان اور ایک جرنیل کا نمونہ نظر آتا ہے +

ان تین حقائق پر جن کا تذکرہ ان صفحات میں کیا گیا ہے ٹھنڈے دل سے اور غیر متعصبانہ غور و فکر۔ مجھے یقین ہے کہ ریناں کے مطالعہ کرنیوالے پر یہ واضح کر دیگا۔ کہ اس کا ریمارک کوتاہ بینی پر مبنی تھا۔ جناب مسیح جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا۔ انسانی زندگی کے بلند مراتب میں ہمارے لئے نمونہ نہیں۔ کیونکہ انکی بادشاہت اس دنیا سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ مگر کیا ہمارے معمولی مشاغل

زندگی میں وہ ہماری امداد کا موجب ہو سکتے ہیں ؟ کیا ہماری خانگی زندگی ہماری زندگی کے پروگرام کا ایک ضروری اور اہم حصہ نہیں ؟ کیا ہمارے اس زمانہ میں بہت سے گھر بدمزگی۔ مصیبت اور نااتفاقی کے آماجگاہ بنے ہوئے نہیں ؟ اور کیا یہ افسوسناک حالت میاں اور بیوی کے مابین ان پاکیزہ تعلقات کے فقدان کا نتیجہ نہیں جن کے ذریعہ رشتہ ازدواج ایک بہشتی زندگی بن جاتا ہے ؟ کیا لفظ "گھر" ان پیارے اور مسرت اندوز تعلقات کا خزینہ نہیں جو دن بدن مفقود ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا عورت مرد کی ایک مددگار اور ساتھی کے طور پر پیدا نہیں کی گئی۔ اور کیا ان دونوں کا ان خوشگوار یا ناخوشگوار تعلقات پر جن کے اوپر اسباب کا انحصار ہے۔ کہ ایک گھر بہشت بنے یا دوزخ۔ میاں اور بیوی بننا اصل منشائے ایزدی نہیں ؟ اگر یہ تمام حقائق ہیں۔ اور ایک بڑی حد تک ہماری خوشی یا دکھ کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو کیا ہمیں ایسے رہنما کی اشد ضرورت نہیں۔ جو ہماری روزانہ خانگی زندگی کو درست کرے ؟ یہ بہت بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ یسوع میں بقول مسیحین خدائی عنصر ہونے کی وجہ سے یہ نہ ہو سکا۔ کہ وہ کسی عورت کے ساتھ میاں بیوی کے طور پر زبیتی تعلقات کو قائم کرتا۔ اور اسلئے ہمیں "رہنمائے انسانیت" کی تلاش میں پھر کسی اور طرف نظر دوڑانی پڑتی ہے یسوع کے پاس ماں بیشک تھی۔ مگر شاید اسکی الوہیت پھر راہ میں حائل ہوتی ہے۔ اور ایک مسیحی گھر میں کسی لڑکے کے لئے خانگی اخلاق کے کوئی ایسے سبق نہیں۔ جو جناب مسیح سے لئے گئے ہوں۔ مقدس کنواری اپنے اس بچے سے جو خدا ہو کر آیا۔ دلجمعی کے ساتھ یہ نہ کہہ سکتی تھی۔ کہ وہ اسے "عورت" کے لفظ سے مخاطب کرے۔ شاید اسلئے کہ اسے اسکے اندر کوئی بات اپنے سے مختلف نظر آئی ہوگی۔ لیکن ایک معمولی انگریز عورت اپنے لڑکے سے توقع رکھتی ہے۔ کہ وہ اس سے مختلف طریق پر پیش آئے۔ اور آداب کو پورے طور پر ملحوظ رکھے + باقی آئندہ

# ینابیع المسیحیت

چالیس۴۰ سال سے زائد عرصہ ہوا کہ جب عیسائیوں کی طرف سے ایک کتاب ینابیع الاسلام اس کوشش میں شائع ہوئی کہ قرآن کے اسرائیلی قصص کو معاذاللہ توریت وغیرہ سے مسروقہ ثابت کیا جائے۔ اس کتاب میں بعض دیگر قرآنی تعلیمات پر بھی اسی قسم کی تنقید کی گئی۔ یہ کتاب پہلے عربی میں چھپی پھر اس کا اُردو فارسی ترجمہ ہوا۔ اثمار شیریں کے نام پر شائع کیا گیا۔ یہ قرضہ ہمارے ذمہ مدت سے چلا آتا تھا۔ بحمداللہ وہ قرضہ نہ صرف آج اُتر ہی گیا بلکہ اُس کے بالمقابل یہ قرضہ ان کے ذمہ رکھ دیا گیا ہے۔ کہ جس سے وہ قیامت تک سبکدوش نہ ہونگے ینابیع المسیحیت نے عیسائی کیمپ میں جو کھلبلی ڈال رکھی ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ ایک طرف اس کتاب کا ریویو میں جو بعض عیسائی کالموں میں شائع ہوا مصنف کو گالیاں دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا گیا ہاں اپنی قوم کو صداقت سے الگ رکھنے کے لئے یہ کہدیا کہ اس کتاب میں عیسائی ملاحدہ کے اقوال ہیں یہ امر غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ تبدیلی عقاید عیسوی پر جو مغرب میں ہو رہی ہے

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالرسد منیجر چھپا)

بحث کرتے ہوئے ہیں نے چند اقوال دیتے ہیں لیکن وہ اقوال اور اجتہاد تو اُن لوگوں کے ہیں۔ جو آج مسیحی فضلاء میں سرکردہ اصحاب ہیں۔ وہ اپنے آپ کو معلمان عیسویت کہتے ہیں وہ اسی کام پر انگلستان میں مامور ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب مذکور میں کوئی بحث یا دلائل نہیں۔ کہ جس میں اِدھر اُدھر جانے کی گنجائش ہو۔ شروع سے اخیر تک خالی واقعات ہی واقعات ہیں۔ جو مسیحی محققین نے تسلیم کر لئے ہیں۔ اور جن کے ثبوت میں عیسوی مذہب سے پہلے کی کتابیں موجود ہیں وہ قدیمی کتابیں آج بھی کتب خانوں میں محفوظ اور موجود ہیں۔ پھر جن واقعات کے انکشاف نے عیسائی دنیا کو اور خصوصاً ہندی عیسائیوں کو مضطرب کیا ہے وہ تو دوسری تیسری اور چوتھی صدی کے بزرگ راہبان عیسویت کی شہادت سے بھی ثابت ہو گئے ہیں جن باتوں کو میں نے لکھا ہے اُس کے وجود کو یہ بزرگ راہب مثلاً جسٹن شہید سینٹ آگسٹس اور سینٹ جردم وغیرہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل کا کل عیسائی مذہب الف سے لیکر یا ءتک قدیمی آفتاب پرستی اور دیگر مذاہب کفریات کی روایات سے ہے اب تو اسلام اور عیسویت کا معاملہ صرف دو لفظوں پر آٹھہرا ہے۔ نہ کسی دلیل بازی اور نہ کسی مجادلہ مباحثہ کی ضرورت ہے۔ امر تنقیح طلب یہ ہے کہ عیسائی

مذہب کے کل کے کل خصوصی اور امتیازی معتقدات اس کی روایات و فلسفہ عیسائیت سے بہت پہلے آیا اور اُن مذاہب میں موجود تھا جنہیں خود عیسائی کفریات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اگر وہ موجود ہیں جیسے کہ ینابیع المسیحیت کے صفحات کہتے ہیں تو پھر عیسوی تعلیم پر وہ نام کیوں عاید نہیں ہو سکتا جس سے قبل از مسیح کی قدیمی روایات و تعلیمات موسوم کی جاتی ہیں۔ ایسا ہی اگر تعلیم مسیحیت کو صداقت و راستی کہا جاتا ہے۔ تو پھر اُسی تعلیم کے ماخذ و سرچشمہ کو کیوں صداقت و راستی نہ کہا جائے۔ علاوہ ازیں یہ تعلیم تو پہلے ہی سے موجود تھی تو پھر عیسائیت کی دنیا کو کیا ضرورت تھی بروئے مقابلہ موجودہ عیسائیت اور قدیمی مذاہب کفریات میں فرق صرف نام و مقام کا رہ جاتا ہے۔ مثلاً قدیمی دیوتاؤں یا خداؤں کا نام مٹا کر ان کی جگہ مسیح کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس خدا کی پیدایش بیت اللحم ٹھہرا دی ہے۔ والا باقی وہی قصص وہی معتقدات وہی روایات وہی تعلیمات ہیں۔ جو سورج دیوتاؤں کے مختلف ممالک و اقوام میں موجود تھیں۔ ہماری کتاب کے عیسائی ریویو نگار اپنے فرائض سے اس طرح عہدہ برا نہیں ہو سکتے اسلیے کہ وہ مجھے اپنے سب و شتم کا ہدف ٹھہرائیں یا گول مول الفاظ میں یہ کہہ دیں کہ یہ تو ملاحدہ کے اقوال ہیں۔ میں نے اپنی کتاب میں عیسوی عقاید کی تحقیق کرتے ہوئے کسی کے قول نقل نہیں کئے نہ یہ کیا ہے کہ فلاں فلاں

شخص مسیحی مذہب کو فلاں جگہ سے مستخرج کرتا ہے ۔میں نے تو واقعات کے بعد واقعات دیئے ہیں ۔ اور کہیں کہیں اُن واقعات پر کسی کا تنقیدی قول نقل کردیا ہے ۔ یہ بھی بہت کم ۔حتیٰ کہ میں نے اپنی طرف سے بھی بہت ہی کم تنقیدی پیرایہ کئے ہیں ۔ استنباط و استدلال کو بھی الگ رکھا ہے ۔ واقعات ہی واقعات دیئے ہیں ۔ ان واقعات کی تردید کردو ۔ یہ دکھلادو کہ یہ باتیں مسیح سے پہلے موجود نہ تھیں میری سب کی سب محنت غرق ہو جاتی ہے ✦

دوسری طرف جہاں میں نے اس کتاب میں دکھلایا ہے ۔ کہ انگلستان کے فضلائے مسیحیت میں کے مشاہیر اب مروجہ عقائد کو چھوڑتے جاتے ہیں ۔ اُس پر اب ہمارے عیسائی دوست سول ملٹری گزٹ کے کالموں میں بعض انگریزی اصحاب سے استفسار کرتے ہیں ۔ کہ کیا ان مسیحی مشاہیر کے تبدیلیٔ عقائد کا حوالہ جو کمال الدین نے اپنی کتاب میں دیا ہے وہ صحیح ہے یا مصنف نے بعض کسی نفسانی غرض سے یہ باتیں لکھی ہیں ۔ پادری صاحب کو اس حملہ کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا ۔ کہ میں نے تو اپنی کتاب میں اس امر تبدیلی عقائد پر بھی واقعات گن دیئے ہیں عقیدہ بدلنے والے مشاہیر کا نام بھی لکھ دیا ہے ۔ تاریخیں اور سن تک لکھ دیا ہے ۔ جابجا اخبار ٹائمز کا اور اُن صحائف کا حوالہ

دیا ہے ۔ جہاں یہ باتیں شائع ہوئیں ۔ الغرض کتاب مذکورہ کے شائع ہونے پر نہ صرف عیسائی اصحاب نے وہ اخلاق ہی ظاہر نہ کئے جو ایک مسیح کے پیرو میں ہونے چاہئیں خصوصاً جبکہ کتاب مذکور نہایت ہی ملایم اور شریفانہ پیرایہ میں لکھی گئی تھی ۔ بلکہ عیسائی اصحاب نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ در اصل اس کتاب کا جواب ان کے پاس نہیں ہیں ذیل میں کتاب مذکور کا مفصل انڈکس دے دیتا ہوں پڑھنے والے دیکھ لیں کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے ۔ یہ یاد رہے کہ ان دریافت شدہ حقایق و واقعات سے ہندوستانی عیسائی ہی نہیں بلکہ کروروں کرور مغرب کے عیسائی بھی ناواقف ہیں ۔ ہاں فضلائے مسیحیت جو اس وقت ان عقائد کو چھوڑ رہے ہیں ۔ وہ ان باتوں سے ناواقف نہیں مصلحت وقت اور سیاسی ضروریات اُنہیں ان امور کے ظاہر کرنے سے روکے ہوئے تھیں ۔ ہاں آہستہ آہستہ ان تمام باتوں کو جن کے ماتحت وہ گزشتہ ۱۸ صد برس سے مسیح کی پرستش نہیں ۔ بلکہ مسیح کے نام تلے سورج کی پرستش کرتے آئے ہیں وہ چھوڑتے جاتے ہیں ۔ ہیں نے اس ضرورت کو محسوس کیا ہے کہ معاملہ صداقت کو اب طشت از بام کیا جائے ۔ کیونکہ خلق اللہ کا نفع اسی میں ہے ۔ عیسائی آخر ہمارے ہی بھائی ہیں ۔ وہ دوسروں سے ہمیں اقرب ہیں ۔ آج عیسائی اخبار اور مصنف مختلف

پہلوؤں سے عیسائی مسلم جماعتوں میں قریب ہونے کی راہیں سوچ رہے ہیں میرے
سامنے بھی یہی ایک خیال ہے وہ بیشک عیسائی رہیں۔ ہم میں اور ان میں جناب
مسیح کا وجود واسطہ محبت ہو سکتا ہے وہ باتیں جو آفتاب پرستی سے لیکر
پُرانے راہبوں نے مسیح کے سر تھوپ دی ہیں اور مسیح کو ایک سورج دیوتا بنادیا
ہے اُسے مذہب عیسویت سے نکال دیں۔ پھر مسلم عیسائی ایک ہوجائیں گے
اور نورافشاں اور اُس کے ایڈیٹر کو کسی سیاسی غرض سے یہ غلط کوشش کرنے
کی ضرورت نہ رہے گی کہ قرآن میں صرف اسرائیلی انبیا کا ذکر ہے ہندی انبیا
کا نہیں ؀

اسبات کی سخت ضرورت ہے کہ انگریزی زبان میں یہ کتاب لکھی جائے اور ہزاروں کی تعداد
میں مفت تقسیم ہو۔ ایسا ہی عربی زبان میں یہ کتاب مصر و شام۔ بیروت فلسطین وغیرہ
میں شائع ہو۔ جہاں ایک کافی حصہ عیسائیوں کا ہے۔ سکندریہ کے رہنے والے
میرے ایک فاضل دوست میری استدعا پر یہ کتاب عربی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔
میں نے سب سے پہلے اس کتاب کو اُردو زبان میں اس لئے شائع کیا ہے
کہ یہاں کے مسلم احباب اس کتاب کو پڑھیں۔ پھر اگر وہ اس کتاب کی عیسائی
سرکل میں مفت اشاعت کو خدمت اسلام و خدمت بنی نوع انسان سمجھیں۔ تو وہ

میری امداد میں کھڑے ہو جائیں اور اس اہم کام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ انگریزی میں یہ کتاب لکھی جا چکی ہے۔ اس کا بہت سا حصہ پریس میں جا چکا ہے۔ صرف تعداد اشاعت کا سوال زیر غور ہے یعنی یہ کتاب کس قدر چھاپی جائے۔ وہ مسلمان بھائیوں کی امداد پر منحصر ہے۔ اس مد میں چار ہزار روپیہ سے کے اوپر رقم آ چکی ہے جس کی فہرست رسالہ اشاعت اسلام میں چھپ چکی ہے۔ اس کار خیر کے لئے جو کچھ بھی چندہ ہو گا۔ اور اس کا جو بھی خرچ ہو گا۔ وہ کوڑی کوڑی اور پیسہ پیسہ رسالہ اشاعت اسلام کے صفحات میں حسب معمول شائع ہو جائے گا یعنی جیسے ہمیشہ سے ووکنگ مشن کی آمد و خرچ اس رسالہ میں شائع ہوتی ہے۔ ایسے اس کتاب کے متعلق کل آمد و خرچ چھپ جائے گا۔ اب میں ذیل میں انڈکس دیتا ہوں

خواجہ کمال الدین

مستقل پتہ۔ عزیز منزل۔ لاہور پنجاب

مورخہ ۴ مارچ ۱۹۲۴ء

# صدائے صوت مکہ



| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۱ - ۵ | مذہب کی ایک بھاری غرض اتحاد ہے۔ خدا کی طرف سے سب کے لئے ایک ہی مذہب ابتدا سے آیا۔ انسانی دستبرد نے اختلاف پیدا کیا۔ مذہب ابتدا سے اخیر تک ایک ہی اصول پر ہونا چاہئے۔ اختلاف مذاہب کو دور کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے ✦ |
| ۶ - ۷ | حقیقت اسلام۔ کائنات میں ہر ایک چیز کا مذہب اسلام ہے۔ اسلام سے انحراف ہلاکت ہے ✦ |
| ۸ - ۱۱ | اس وقت دنیا کے جنگ و فساد میں اختلاف مذاہب بھی ایک بھاری عنصر ہے۔ ترک اور یورپ۔ عیسائیوں اور مسلمانوں میں مفاہمت کی صورت مسلمان آسانی سے صلح کر سکتے ہیں۔ ہم معاملہ حسید نا مسیحؑ میں عیسائیوں سے کیوں ناراض ہیں ✦ |
| ۱۳ | وجہ تصنیف کتاب ✦ |

# مشاہیر کلیسائے انگلستان کے معتقدات جدید



| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۱۴ | مروجہ مسیحی مذہب کا خلاصہ معتقدات - اُن عقائد سے مسیحی فضلا کا بتدریج انحراف ۔ |
| ۱۷ | سنہ ۱۹۱۳ء میں جرمن کلیسا کے اندر سے ایک ندا کہ مسیحی عقائد (مروجہ عیسویت) کی اصلاح کرو ۔ |
| ۱۸ | سنہ ۱۹۱۵ء میں اہل انگلستان کا مطالبہ کہ زبور کے بعض حصہ مندرجہ بائیبل خدا کی طرف سے ہیں ۔ |
| ۱۹-۲۰ | مترجمین و شائع کنندگان بائیبل کے قصہ ماہی یونس کو قابل تسلیم بنانے کے متعلق ترجمہ کو آئے دن بدلنا اعلیٰ پایہ کے پادریوں کا اس قصہ سے انکار۔ مسیح کا اس قصہ کو تسلیم کرنا ۔ |
| ۲۱-۲۳ | عام طور پر پادریوں کا اس امر سے انکار کہ بائیبل سب کی سب خدا کی طرف سے ہے ۔ پادری بننے کے وقت اس معاملہ میں جو حلف لیا جاتا ہے ۔ اس میں تبدیلی ۔ تبدیل شدہ حلف کا از روئے علم منطق بے بنیاد ہونا ۔ فضلائے مسیحیت کا مغالطہ ۔ |

# قرآن مجید کا عیسائی دنیا پر احسان



| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۲۵-۲۶ | ویسٹ منسٹر ایبی (شاہی گرجا لنڈن) کے افسر اعظم کا نو ربٹ کے بعض حصص کی صحت سے انکار اس انکار کا اثر معتقدات مسیحیت پر انجیل کے بعض واقعات اس کی صحت کو مشتبہ کرتے ہیں ۔ |
| ۲۷ | بشپ آف ڈرہم فرماتے ہیں کہ مسیح اگر ہمارے زمانہ میں ہوتے تو زیادہ عقل سے کام لیتے ۔ |
| ۲۸-۳۰ | ۱۹۱۷ء میں فضلائے مسیحیت کا کیمبرج میں جلسہ۔ اس امر کے لئے قرار دینا کہ مروجہ مذہب عیسویت جناب مسیح کا بنیاد کردہ نہیں ہے ۔ |
| ۳۱-۳۵ | ۱۹۲۱ء میں بمقام آکسفورڈ فضلائے مسیحیت کا جمع ہونا بمسئلہ الوہیت مسیح پر بحث۔ اس الوہیت کی تشریح در اصل مسیح کے خدا ہونے سے قطعی انکار ہے مسیح کے علم کو غلط قرار دینا۔ اُس کے ہر معنوں میں انسان ہونے پر فضلائے مذکور کا اقرار مسیح کے متعلق ایسی باتوں کا تسلیم کرنا کہ جس سے وہ نبی کی حیثیت سے بھی گر جاتے ہیں ۔ |
| ۳۶ | مذہب میں آنحضرت صلعم کی اصلاحات کا خلاصہ ۔ |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۳۷ | حسب اقبال فضلائے مسیحیت مسیح کی ابنیت میں کل انسان شامل ہیں |
| ۳۸-۳۹ | ڈین آف کارلائل ۔ اُلوہیت مسیح کی جو تعریف کرتا ہے ۔ اسلام اُسے کمال انسانی بتلاتا ہے ۔ |
| ۴۰ | انجیل کا عدم صحت پر اکابر ستغیبث کی رائے ۔ |
| ۴۲-۴۳ | آرچ بشپ پارک کا اعلان کہ لوگ کلیسی تعلیم سے متنفر ہیں ۔ اکابر علمائے مسیحی کا آہستہ آہستہ عقائد مروجہ کا چھوڑنا ۔ |
| ۴۴ | کنٹربری دمقام آرچ بشپ میں ایک گھبراہٹ کا جلسہ کہ کس طرح عیسائیوں کو اب عیسائی رکھا جائے ۔ |
| ۴۶-۴۷ | اکابر علماء مسیحی کی کوششیں کہ مذہب کی شکل و تعلیم بدلی جائے ۔ اور اُسے موجودہ ضرورت کے مطابق کیا جائے ۔ |
| ۴۸-۴۹ | اکابر علما مسیحی کا بتدریج اسلام کی طرف آتا ۔ |


# باب دوم

## اساطیر الاولین

## مسیحی کلیسا کے ماخذ

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۵۴ | عقائد مسیحیت کا خلاصہ بطن باکرہ سے ابن اللہ کا پیدا ہونا۔ انسان کو مصائب اور ہلاکت سے اپنے خون کے ذریعہ نجات دینا۔ مرکر پھر جی اُٹھنا۔ آسمان کو جانا۔ ان عقائد سے موجودہ معلمان مسیحیت کا علی العموم انکار۔ قبل از مسیح مذاہب کفر و الحاد نے ان تمام عقائد کو اپنے اپنے معبودوں کے متعلق تسلیم کیا ۔ |
| ۵۵ | اُن معبودان مختلفہ کے نام جو بطن باکرہ سے قبل از مسیح ۲۵ یا ۲۶ دسمبر کو پیدا ہوئے۔ اُن باکرہ بیبیوں کے نام مسیح کی ولادت گاہ اور بعض قدیم معبودوں کی ولادت گاہ بھی ایک ہی تھی ۔ |
| ۵۷ | مذہب آفتاب پرستی کی کُل کی کُل روایات مسیح کے نام پر مذہب مسیحیت میں آہستہ آہستہ داخل ہوئیں ۔ |
| ۵۸ | ایسٹر کے دن صلیب نما روٹی۔ اور انڈے جو عیسائی مسیح کی یاد میں کھاتے ہیں۔ وہ مسیح سے صدیوں پہلے ایسٹر کے دن ہی مصر اور آئرلینڈ کے سورج پرست کھایا کرتے تھے ۔ |
| ۵۹ | ایسٹر کی تقریب۔ ایرانی نوروز۔ ہندوستان کی بیساکھی مصری |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
| --- | --- |
| | جرمنی بہار کی دیویاں ۔ |
| ۶۰ - ۶۳ | مسیح سے بہت پہلے آفتاب پرستوں میں صلیب پرستی تھی - چوتھی صدی میں سورج پرست شاہ قسطنطین نے باتباع شمس پرستی صلیب اور دیگر امور شمس پرستی کو مذہب عیسویت میں داخل کر لیا ۔ |
| ۶۴ - ۶۷ | رومن کیتھولک گرجے ہو بہو سورج دیوتا کے مندر کی شکل پر ہیں - ان میں مذبح کا مشرق رو ہونا سبت کا دن بجائے ہفتہ کے اتوار کو رکھنا - راہب اور تارکیں ۔ اُن کے سر پر قرص آفتاب کا نشان سب کے سب شمس پرستی کے باقیات ہیں ۔ |
| ۶۸ - ۷۱ | بابل کے کھنڈرات میں سے حال میں اس ثبوت کا مل جانا کہ مسیحی داستان صلیب و واقعات مقدمہ مندرجہ بائیبل دراصل بابل کے سورج دیوتا بعل کی داستان سے لی گئی ہیں ۔ |
| ۷۳ | مسیح سے پہلے بہت سے معبودوں کا نسل انسانی کو عذاب اور ہلاکت سے بچانے کے لئے مقتول ۔ مصلوب یا مذبوح ہونا ۔ موت کے بعد اُن کا پھر جی اُٹھنا ۔ جی اُٹھنے کی تاریخ وہی ہے جو مسیح کے جی اُٹھنے |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| | کی تاریخ ہے ÷ |
| ۷۴-۷۶ | مندرجہ بالا معبود اُنہی ناموں سے یاد کئے جاتے تھے جو مسیح کے لئے تجویز ہوئے یعنی خدا کے پہلوٹھے بیٹے۔ شفیع منجی۔ نجات دہندہ۔ مسیحی تہوار مذہب کفر والحاد کے تہوار سے لئے گئے۔ اُن کی تاریخیں بھی وہی۔ سورج دیوتا متھرا اور اوسیرس سے مسیح کی داستان مندرجہ بائبل لی گئی۔ متھرا کے شاگرد بارہ۔ متھرا پرستی میں بپتسما اور عشاء ربانی تاریخ پیدائش بھی وہی۔ مرنا جی اُٹھنا ویسے ہی۔ مسیح کو گود میں لئے ہوئے مریم باکرہ کا مجسمہ دراصل باکرہ آئی سس کے مجسمہ سے لیا گیا ہے جس کی گود میں سورج دیوتا ہورس ہے یہ مجسمے سکندریہ کے عجائب خانہ میں موجود ہیں ÷ |
| ۷۷ | چوتھی صدی میں ہورس اور اُس کی باکرہ ماں آئی سس کی پرستش مسیحی اُسی طرح کرتے تھے جیسے مریم اور مسیح کی ÷ |
| ۷۸-۷۹ | سیریا کے سورج دیوتا ایڈونس کی داستان مسیح کی داستان ہے اطلس دیوتا کی داستان ÷ |

| تفصیل مضامین | نمبر صفحہ |
|---|---|
| میکسیکو کے ابن اللہ کا قصہ شروع سے اخیر تک مسیح کا قصہ + | ۸۰ |
| یونانی سورج دیوتا میکس کی داستان اور مسیح کی داستان ایک دوسرے کا مثنیٰ (نیز دیکھو صفحہ ۱۰۳) + | ۸۱ |
| امور مندرجہ بالا کا ثبوت چھٹی ساتویں صدی کے رہنمایان مسیحیت کے تحریری شہادت جس میں شہید جسٹن اور سینٹ آگسٹس شامل ہیں + | ۸۲-۸۴ |
| فضلائے مسیحیت کے نزدیک تاریخ ولادت مسیح متحقق نہیں۔ پانچویں صدی میں ۲۵۔ دسمبر اس لئے مقرر ہوئی کہ مسیح سے پہلے یہ تاریخ سورج دیوتاؤں کی پیدائش کی تھی مسیحی مذہب کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے یہ تاریخ لی گئی۔ ان امورات پر ایک دلچسپ اور محقق بحث + | ۸۵-۸۸ |
| سب کے سب سورج دیوتا ۲۵۔ دسمبر یا اُس کے ایک دو دن بعد باکرہ کے پیٹ سے اس لئے پیدا شدہ مانے گئے۔ کہ اُن تاریخوں میں برج سنبلہ کے ستارے اُفق مشرق میں نظر آتے ہیں۔ اور کتب تنجیم میں برج سنبلہ کی صورت کنواری کی دی گئی ہے۔ شہید جسٹن نے تسلیم کیا۔ کہ مسیح کی جائے ولادت دراصل سورج کی مولودگاہ کے قصے | ۸۹ |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
| --- | --- |
| | سے لی گئی ہے ۔ |
| ۹۰ | مسیح کی پیدایش پر جن تین بادشاہوں کا مسیح کے دیکھنے کے لئے آنا۔ انجیل میں مذکور ہے ۔ وہ بھی برج جوزا کے وہی تین ستارے ہیں۔ جو ۲۵ دسمبر کو اُفق پر ظاہر ہوتے ہیں۔ قدیم کتب تنجیم میں ان تین ستاروں کو تین بادشاہ کہا گیا ہے ۔ |
| ۹۲-۹۶ | بچھڑا ۔ بطور نشان مسیح بھی شمس پرستی سے لیا گیا ۔ اپالو (سورج دیوتا) کا نشان بھی بچھڑا ہے ۔ ایام ایسٹر (ایام صلیب وبعثت مسیح) میں سورج برج حمل میں ہوتا ہے ۔ برج حمل کی شکل کتب تنجیم میں بچھڑا ہے ۔ سورج کی مفروضہ بیضوی حرکت کا دائرہ ۔ اسی تاریخ کو خط استوا پر گزرتا ہوا صلیب کی شکل بناتا ہے ۔ جہاں سورج برابر دو دن بے حرکت رہتا ہے اس کے بعد بہار پیدا ہو کر نئی زندگی دنیا میں لاتی ہے ۔ اہل مصر نے مسیح سے بہت پہلے ، اسی لئے صلیب کو نشان زندگی جدید ٹھہرا کر اس کی پرستش ایام ایسٹر میں کی ۔ ایسٹر کے معنی ہی بہار ہیں یہی باتیں پانچویں صدی میں عیسائی مذہب نے لے لیں ۔ سورج کی دوسری کیفیات |

| تفصیل مضامین | نمبر صفحہ |
|---|---|
| کی تاریخوں پر بعض عیسائی تیوہاروں کا منایا جانا۔ انجیل کے بعض فقرات سورج کی بعض کیفیات سے ہی حاصل ہوتے ہیں کلیسی باطنیات میں خاردار دُم والا سانپ (یعنی شیطان یا دیوظلمت) جو خدائے نور یعنی مسیح کا دشمن ہے وہی برج عقرب ہے جسمیں سورج داخل ہوکر بے نور ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔ | |
| مسیحی تیوہار اور شمسی تیوہار۔ دراصل ایک ہی ہیں + | ۹۷ |
| جن ممالک میں عیسائیت نہیں پہنچی۔ وہاں قدیم سے عشاء ربانی کا ہونا۔ رسم عشاء ربانی کی تشریح + | ۹۸-۹۹ |
| خدا یا ابن خدا کے مقتول یا مصلوب ہونے میں نسل انسانی کی نجات ایک قدیمی کہانی ہے۔ یہ باتیں دوسرے مذاہب قدیمہ میں موجود ہیں + | ۱۰۰ |
| بیکس مسیح کی طرح نجات انسانی کے لئے ایک باکرہ کے پیٹ سے پیدا ہوا جیوپیٹر (خدائے یونان یا قدیم) نے بھی سمجھا کہ اُن کا بیٹا مقتول ہوکر انسان کو بچائے۔ مسیح کے بعض فقرات مسیح سے پہلے بیکس نے اپنے متعلق کہے + | ۱۰۳ |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۱۰۴ | عشاء ربانی کی اصل حقیقت ۔ مشرقی ممالک میں اس کی مختلف شکلیں ۔ ہند میں رواج ستی ٭ |
| ۱۰۵ | **مسیحی فلسفہ اور کلیسی مصطلحات** |
| ۱۰۵ تا ۱۰۶ | مسئلہ تثلیث کی حقیقت ۔ ہند کے مذاہب میں مسئلہ تثلیث کا وجود ۔ قدیمی یونانی بت پرستوں میں تثلیث ٭ |
| ۱۰۷-۱۱۰ | عیسائی فلسفہ کلام ۔ فلسفہ ہذا پر ایک مختصر تنقید ۔ اس فلسفہ کے ماتحت کلیسی مصطلحات ٭ |
| ۱۱۱ | کتب خانہ اسکندریہ کا ۳۹۰ء میں ایک بشپ کے ہاتھ سے جلایا جانا ۔ اس کی وجہ ٭ |
| ۱۱۲-۱۱۶ | کلیسی فلسفہ کلام ۔ اور اس کی کل کی کل مصطلحات کا مسیحی مذہب سے پہلے حکیم فائلو کی تصنیفات میں موجود ہونا ۔ اس کا ثبوت معہ حوالجات کتب ٭ |
| ۱۱۷-۱۱۸ | قدیمی یونانی تثلیث اور کلیسی تثلیث ۔ ایرانی سورج پرستوں میں تثلیث فلسفہ آفتاب پرستی سے کلیسی فلسفہ کی تشریح ٭ |

| تفصیل مضامین | نمبر صفحہ |
| --- | --- |
| مقصد کلام اور حکیم افلاطون کا فلسفہ عقل اوّل + | ۱۱۹ |
| قرآن مجید کا انکشاف حقیقت کرنا + | ۱۲۰ |
| **مسیحی کلیسا کے معمار** | ۱۲۲ |
| پولوس نے کلیسا کی بنیاد اس اصول پر رکھی کہ عیسوی مذہب کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے۔ دوسرے مذاہب کی تعلیم عیسائی مذہب میں داخل کی جائے۔ اور عیسائی مذہب کی تعلیم کو جو دوسروں کے مرغوب نہ ہو اُسے چھوڑ دیا جائے + | ۱۲۳-۱۲۲ |
| پولوس کی مشابہ اور جناب مسیح کی تعلیم کے برخلاف کارروائیاں + موجودہ فضلائے مسیحیت کا کلیسی تعلیم کو مسیح کی طرف منسوب کرنے سے انکار + | ۱۲۶-۱۲۴ |
| پولوس کے قدم پر آیندہ کلیسی معلمان کا عمل۔ اور اصل مذہب عیسویت کا مٹ جانا۔ اور اس کی جگہ شمس پرستی کا آجانا + | ۱۳۰-۱۲۷ |
| شاہ قسطنطین کی قبولیت عیسویت ایک پولیٹیکل ضرورت پر تھی + | ۱۳۱ |
| جناب مسیح کا مذہب اسلام تھا۔ روح حق۔ نبوت عرب + | ۱۳۴-۱۳۲ |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
|---|---|
| ۱۳۵ | **(اسلام یا مذہب محبت)** |
| ۱۳۵-۱۳۹ | کائنات میں ہر ایک ذرہ۔ اور کائنات کی ہر ایک شکل کا مذہب اسلام ہے۔ سائنس کی مختلف شاخیں اور اسلام۔ مقصد مذہب۔ کا ہیسی تعلیم مقصد مذہب کو پورا نہیں کرتی ✦ |
| ۱۴۰-۱۴۲ | عیسوی مذہب میں مذہب محبت کا ادعا۔ اس کا عیسائی دنیا میں مفقود ہونا۔ اس کی اصل وجہ ✦ |
| ۱۴۳-۱۴۶ | مذہب محبت اور اسلام۔ مذہب محبت کی ضروریات۔ جوہر حیات ادراک۔ روح پر ایک لطیف بحث۔ جذبات روحیہ یا نفسانیہ۔ اُن کی ضرورت۔ اُن کی تعدیل و تہذیب۔ ان کا اعلیٰ اخلاق۔ اور روحانیت کی شکل اختیار کرنا۔ شہوت اور غصہ کی مہذب اور غیر مہذب شکلیں ✦ |
| ۱۴۷-۱۵۰ | یورپین دہریست اور خدا پرستی۔ مذہب توحید یا مون ازم۔ جسمانیات اور روحانیات کا تقابل۔ ایک دوسرے کی تائید۔ غضبی قوی کی ضرورت۔ جناب مسیح۔ اور جناب بدھ۔ مذہب محبت |

| نمبر صفحہ | تفصیل مضامین |
| --- | --- |
| | کے کامل معلم نہیں ہو سکتے ✦ |
| ۱۵۱-۱۵۴ | قوت غضبی کے محرک ہونے کے تین مواقع - اور اس پر اسلام کی تعلیم مسیحی تعلیم کا نقص غضب اپنے صحیح فعل پر دراصل محبت کی ایک درست شکل ہے محبت بے فعل کے نقص حقیقی محبت کے خط و خال ✦ |
| ۱۵۶-۱۶۱ | اسلام دراصل مذہب محبت ہے - صحیح محبت کو پیدا کرنے میں اسلامی تعلیم - متاہل زندگی کی ضرورت - متاہل زندگی یا کتخدائی اسلامی نکتہ خیال میں - شہوت و غضب کی اصلاح - اخلاق فاضلہ اور روحانیت کا درخت - متاہل زندگی میں مثمر ہوتا ہے مسیح اور بدھ - خانہ داری اور معاشرت - اخلاق منزلیہ - سوشل قومی - ملکی اخلاق کا پیدا ہونا - روحانیت کا اعلیٰ مقام قاب قوسین کی تشریح ✦ |
| ۱۶۲ | ادراک کی تعریف - اس کی سات منازل - منازل ارتقائی - ادراک ذاتی - منزلی - اصدقائی - قومی - ملکی - نوعی - کونی - اس کے حصول پر مذہب محبت کی شکل ✦ |
| ۱۶۳-۱۶۵ | حدیث معراج کے اس قصے کی تشریح کہ کیوں آنحضرت صلے اللہ |

| تفصیل مضامین | نمبر صفحہ |
|---|---|
| علیہ وسلم کو مختلف انبیاء مختلف آسمانوں پر نظر آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام۔ تہذیب اخلاق اور مذہب محبت کی تدوین میں تعلیم قرآن کا نظام ابلغ ٭ | |
| ادراک حیوانی کو ادراک کونی یا ربانی بنانے کے لئے خطبہ جمعہ میں آیت اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ کا پڑھا جانا۔ قرآن کی تعلیم کہ انسان کے کل قویٰ ومکتوبات اُس کے پاس بطور امانت ہیں۔ اس غرض کے لئے اخلاق خداوندی کے پیروی کرنے کی تعلیم ٭ | ۱۶۶ |
| اخلاق خداوندی میں مذہب محبت کی تعلیم۔ اس غرض کے حصول کے لئے دیگر قرآنی آیات ٭ | ۱۸۲ |
| فضلائے مسیحیت اسلام کو مذہب محبت اس لئے نہیں سمجھتے۔ کہ اس میں جنگ کی تعلیم ہے۔ بشپ آف لنڈن کا ضرورت جنگ عظیم پر تعلیم جنگ دینا۔ مسیح کا خطبہ کوہی۔ امن عامہ کے لئے جنگ کی | ۱۸۳-۱۸۶ |

| تفصیل مضامین | نمبر صفحہ |
|---|---|
| ضرورت اور اس پر قرآن کی تعلیم - جنگ کے تین صحیح موافق تعلیم کردہ قرآن + (۱) حفاظت خود اختیاری - (۲) حفاظت اماکن مقدسہ (۳) آزادی مذہب خواہ کوئی مذہب ہو - دوسرا اور تیسرے امور میں مسلم کا فرض ہے کہ بلا تمیز مذہب بروقت ضرورت وہ جنگ کرے - مسلم اور غیر مسلم حکومت کے ماتحت اماکن مقدسہ کی ضرورت | |
| حفاظت خود اختیاری کیلیے جنگ - غزوات نبوی اس اصول کے لئے تھے - نہ کسی مذہبی غرض کے لئے اس امر کا دو لفظی اور قطعی ثبوت کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزواۃ حفاظت خود اختیاری کے لئے تھے - | ۱۸۷-۱۸۸ |
| خلق عفو کے اظہار میں بین ضروری حالات کا ہونا مسیح کو اپنی زندگی میں فی الحقیقت عفو کا موقعہ نہیں ملا + | ۱۸۹-۱۹۰ |
| امور محبت عامہ میں عیسائی پادریوں کے اخلاق - قرآن نے محبت و ہمدردی انسانی کو مذہب بنا دیا + | ۱۹۱-۱۹۲ |

# ینابیع المسیحیت کے متعلق مشاہیر ملک کی آراء کا ملخص

(۱) خواجہ صاحب نے نہایت تفحص و تلاش سے مسیح کی بھیڑوں کے خود ساختہ عقائد و ارکان مذہب کو مذاہب باطلہ سے نقل شدہ ثابت کیا ہے اور بڑی حد تک وہ کامیاب ہوئے ہیں۔

یہ کتاب مذہبی دوائر میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی زبان میں شایع کر کے یورپ و امریکہ میں مفت تقسیم کرایا جائے تو اس سے بہت مفید نتائج برآمد ہونگے۔ امید ہے کہ ملک و ملت کے خیر خواہ اصحاب اس معاملہ میں خواجہ صاحب کو مالی امداد کرنے سے دریغ نہ کرینگے۔

خلافت بمبی۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

(۲) یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے لیے تقویت الایمان کا باعث اور عیسائیوں کے لیے "سراج ہدایت" ہے بلکہ متلاشیان مذہب حقہ کے لیے قابل مطالعہ ہے۔

البریر کانپور۔ ۴۔ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

(۳) جناب خواجہ صاحب نے اپنی اس تالیف میں جسم مسیحیت کی ریڑھ کی ہڈی دکھلا دی ہے اور اسکے مطالعہ کرنیکے بعد یقیناً ہر وہ شخص جسے توفیق صحیح حاصل ہے مسیحیت کے بیت عنکبوت کے تمام تاروں کو انکی اصلی حالت میں دیکھ سکتا ہے۔ ہمارے ناظرین کو یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہیے نہایت ہی پر از معلومات و مدلل ہے۔

مدینہ بجنور ۴ جنوری ۱۹۲۴

(۴) کتاب فی الواقعہ عیسائی دنیا کیلیے اسلام کی طرف سے ایک عمدہ تحفہ ہے۔ اور اگر یہ بکثرت مسیحی دنیا میں شائع ہو سکے تو فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کا ہاتھ بٹایا جاوے۔ اور مسلمان اسکی مفت اشاعت کا انتظام کردیں

درویش دہلی ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

(۵) یہ بڑے پایہ کی کتاب مصنف نے پادریوں کے مذہب پر جدید طرز و طریق سے نہایت عمدہ تنقید کی ہے۔

قومی رپورٹ۔ مدراس ۱۱ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

(۶) متانت براہین اور قطعیت دلائل کی کفالت کے لیے خواجہ صاحب ممدوح کا نام ہی کافی ہے۔

وکیل۔ امرتسر ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۴

(۷) بے شک یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسکو انگریزی میں ترجمہ کر کے کثرت سے تقسیم کیا جائے جس کے واسطے مسلمانوں کا فرض ہے کہ چندہ سے امداد کریں۔

اتفاق دہلی ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

(۸) مجیب نے بڑی محنت سے ثابت کیا ہے کہ در اصل موجودہ عیسائی مذہب فلاں فلاں مذہب اور کتابوں سے ماخوذ ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ عیسائیوں میں مفت تقسیم ہو۔

اہلحدیث۔ امرتسر

(۹) ینابیع المسیحیت میں جو حصہ عیسائیت کی تردید کا ہے۔ وہ اچھا ہے۔

اہلسنت والجماعت۔ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

# گوشوارۂ آمد و خرچ کتاب ینابیع المسیحیت

| تفصیل آمد | نمبر شمار | رقم آمد: پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر شمار | رقم خرچ: پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱- آمد در ضلع پشاور | الف | ۶ | ۵ | ۳۳۵۵ | ۱- اخراجات سفر خرچ در ضلع پشاور | د | ۶ | ۷ | ۱۵۶ |
| ۲- آمد در جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور | ب | | ۴ | ۱۵۸ | ۲- ڈرافٹ برائے طبع انگریزی ینابیع المسیحیت دو کنگ انگلستان بذریعہ نیشنل بنک آف انڈیا روانہ کیا گیا | ہ | ۰ | ۰ | ۱۵۰۰ |
| ۳- آمد بذریعہ منی آرڈر و وی-پی از ہندوستان | ج | ۰ | ۰ | ۵۹۰ | ۳- متفرق اخراجات | و | ۶ | ۵ | ۱۰۱ |
| ۴- دستی فروخت | ۰ | ۰ | ۶ | ۱۳۲ | ۴- باقی نزد سکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور | | ۶ | ۲ | ۲۴۷۸ |
| کل میزان | | ۶ | ۱۵ | ۴۲۳۵ | | | ۶ | ۱۵ | ۴۲۳۵ |

ان حسابات کی میں نے پڑتال کر لی ہے - یہ حساب آمد و خرچ صحیح ہے +

دستخط - خواجہ کمال الدین مسلم مشنری

نقشۂ الف

## فہرست چندہ دہندگان ضلع پشاور

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب حاجی عبدالحمید رئیس ضلع چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | جناب برہان خان صاحب رئیس موضع رجڑ چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| رر ملک اعظم خان نمبردار موضع لنتہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | رر خان صاحب سلطان محمد خان رئیس رجڑ رر | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| رر پذیر میاں رئیس موضع گڑھی حمید گل چارسدہ | ۰ | ۰ | ۵۰ | رر قلندر خان صاحب و شیر محمد خان صاحب رر | ۰ | ۰ | ۴۰ |
| رر صوبیدار صاحب عزیز اللہ خان ساکن ترنگ | ۰ | ۰ | ۵ | رر غلام حیدر خان صاحب رئیس موضع اتمان زئی | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| رر شیر دل خان صاحب ساکن چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۵ | رر محمد عمر خان صاحب رر | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| رر غندل خان صاحب رر | | | ۱۰ | رر صوبیدار نعمت اللہ خان صاحب رر | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| رر خان صاحب محمد محبت خان رئیس موضع ترنگ چارسدہ | ۰ | ۰ | ۲۰۰ | رر محمد بیرام خان صاحب رئیس رر | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب محترم اللہ محبت خان صاحب نصف اتمانزائی | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| جناب عطاء اللہ خان صاحب رئیس ر | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| ر خانصاحب محمد عمر خان ر ر | ۶ | ۵ | ۶۵ |
| ر خان بہادر میاں آفتاب گل صاحب ساکن ابازائی ... | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر عباس خان صاحب رئیس موضع اتمانزائی | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| ر عبد اللہ خان صاحب رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |
| ر حاجی فضل قادر خان صاحب رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر احمد جان خان صاحب رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر محمد علی خان صاحب رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |
| ر خان صاحب محمد فضل خان رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر حکمت خان صاحب رئیس موضع تنگی | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| ر عبد الحنان خانصاحب رئیس عمرزائی | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ر عبد الغفور خانصاحب رئیس عمرزائی | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| ر عبد الغفار خان صاحب ر ر | ۰ | ۰ | ۵۰ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب دوست محمد خان صاحب رئیس موضع رجڑ چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر میاں رحیم اللہ صاحب ساکن گڑھی حمید گل | ۰ | ۰ | ۴۰ |
| ر عبد اللہ خان صاحب رئیس موضع اچینہ | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ر محمد اکرم خان صاحب درانی بی اے رئیس چارسدہ ... | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| ر رحمت گل خان صاحب رئیس چارسدہ | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| ر رسالدار میجر چمن خان ساکن ابوبک | ۰ | ۰ | ۳۰ |
| ر محمد اکرم خانصاحب رئیس خان ماہی | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ر غلام حیدر خان صاحب ساکن شیرپاؤ | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ر عبد اللہ جان بادشاہ صاحب ساکن بگرام | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ر فضل رحیم خان صاحب رئیس موضع اچینہ | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ر بوردل خان صاحب رئیس موضع چارسدہ | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ر شیر علی خان صاحب رئیس موضع ترنگ | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| ر قائم شاہ صاحب وکیل موضع چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| ر عبد العزیز خان صاحب رئیس چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| ر محمد افضل خان صاحب ر ر | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| ر سمیع اللہ خانصاحب ر ر | ۰ | ۰ | ۵ |
| ر محمد شیردل خان صاحب ر ر | ۰ | ۰ | ۴۵ |
| ر محمد دلاور خان صاحب بی اے چارسدہ | ۰ | ۰ | ۴۰ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب میاں صاحب سید احمد شاہ صاحب ساکن چارسدہ | ۰ | ۰ | ۱۰۰ | جناب عبدالاکبر خان صاحب نائب تحصیلدار شکر گڑھ | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ؍؍ محبوب خانصاحب ساکن اتمانزئی | ۰ | ۰ | ۱۰ | ؍؍ میاں عبداللہ شاہ صاحب ساکن قاضی خیل | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ؍؍ محمد عظیم خانصاحب دولت پورہ | ۰ | ۰ | ۱۵ | | | | |
| ؍؍ شمس و قمر سٹوراری موضع ٹیہ | ۰ | ۰ | ۵ | معرفت میاں محمد زمان صاحب۔ قاضی خیل | ۰ | ۰ | ۴۰ |
| ؍؍ خان بہادر عبدالجبار خانصاحب رئیس موضع مٹہ | ۰ | ۰ | ۵۰ | جناب خان داد خان صاحب اسسٹنٹ سرجن شہر پشاور | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ؍؍ خانصاحب فضل رحمان خانصاحب ساکن شبقدر | ۰ | ۰ | ۶۰ | ؍؍ حاجی فضل حان و شال خان صاحب ساکن چارسدہ | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |
| ؍؍ خانصاحب عبدالغنی خان ؍؍ | ۰ | ۰ | ۷۰ | | | | |
| ؍؍ معین خان صاحب گرداور شکر گڑھ | ۰ | ۰ | ۱۰ | ؍؍ ارباب احمد علی خانصاحب ساکن لنڈی رندو | ۰ | ۰ | ۱۰۰ |
| | | | | میزان کل | ۶ | ۵ | ۲۳۵۵ |

# نقشہ ب ۔ آمد در جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| معرفت جناب مولوی غلام حسن صاحب جناب احمد صاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۲۰ | جناب چودھری سرفراز خان صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۵ |
| جناب محمد صدیق صاحب پشاور | ۰ | ۴ | ۰ | ؍؍ قادر داد صاحب چک ۸ | ۰ | ۰ | ۵ |
| ؍؍ شیخ ہدایت اللہ صاحب فوٹو مرچنٹ پشاور | ۰ | ۰ | ۵۰ | ؍؍ عبداللہ دی رئیس اعظم بنوں | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| ؍؍ نامعلوم الاسم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | ۰ | ۰ | ۳ | ؍؍ محمد اسلم خان رئیس اعظم رہ خان خیل | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| ؍؍ جناب سکندر شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ | ۰ | ۰ | ۱۰ | میزان کل | ۰ | ۴ | ۱۵۸ |

# نقشہ ج ۔ آمد بذریعہ منی آرڈر و وی۔ پی از ہندوستان

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب مستری عبدالعلیم صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں | ۰ | ۰ | ۲۵ | جناب رحیم بخش صاحب پنشنر ڈائرکٹر آف لینڈ ریکارڈ جالندھر شہر | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| ؍؍ احسان الحق صاحب ڈیرہ غازیخان | ۰ | ۰ | ۵۰ | | | | |
| ؍؍ نواب سالار جنگ بہادر حیدرآباد دکن | ۰ | ۰ | ۵۰۰ | میزان کل | ۰ | ۰ | ۵۹۰ |

## نقشہ د

## اخراجات سفر خرچ در ضلع پشاور معرفت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| کرایہ دو نفر ایک سیکنڈ و ایک تھرڈ درمیان پشاور و لاہور .. .. | ۰ | ۰ | ۵۹ |
| خوراک در ریلوے سفر بالا و اخراجات متعلق متفرق خوراک | ۰ | ۰ | ۹ |
| کرایہ آمد و رفت درمیان مردان و نوشہرہ مردان و واپسی از نوشہرہ بہ مردان | ۰ | ۰ | ۸ |
| متفرق خرچ معرفت حضرت خواجہ صاحب | ۰ | ۰ | ۵ |
| کرایہ ٹانگہ وغیرہ عبد المجید، محمد سلطان و حضرت خواجہ صاحب۔ یہ وہ کرایہ ہے جو ہمیں بسبب ہمیں مختلف اوقات کو دینا پڑا | ۰ | ۳ | ۱۵ |
| محصول ڈاک، سٹیشنری و ولایتی خبریں | ۶ | ۱ | ۱۲ |

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| خوراک در ضلع پشاور جو متفرق طور پر روٹی چاء و پھل وغیرہ میں بعض وقت خرچ ہوئے۔ علاوہ ان اوقات کے جب ہم مہمان تھے | ۰ | ۶ | ۹ |
| تاریں۔ اسمیں ایک تار ولایت گئی | ۰ | ۱۱ | ۸ |
| دھلوائی پارچات .. .. .. | ۰ | ۴ | ۳ |
| متفرق از دست عبد المجید .. .. | ۰ | ۱۴ | ۷ |
| انعام موٹر ڈرائیور زیدہ | ۰ | ۰ | ۲ |
| مؤلفۃ القلوب جو رقم ایک نومسلمہ کو پشاور سے بمبئی حضرت قبلہ خواجہ صاحب نے بھیجی .. .. | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| میزان | ۶ | ۷ | ۱۵۹ |

دستخط ــــ عبد المجید

## نقشہ ہ

## ڈرافٹ عنہ ۶۶/۶۳

۱۰۴ پونڈ ۱۳ شلنگ ۹ پنس معرفت نیشنل بنک آف انڈیا برائے طبع ینابیع المسیحیت انگریزی (سکہ ہند مبلغ ۱۵۰۰ روپے) یہ ڈرافٹ دفتر ووکنگ (انگلستان) کو مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو بھیجا گیا +

## نقشہ و

## تفصیل متفرق اخراجات

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| محصول ڈاک (عدد مفت کتاب ینابیع المسیحیت بحکم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مختلف احباب و رؤسائے ہند کو روانہ کی گئی) .. .. .. | ۶ | ۱۵ | ۲۳ |
| سٹیشنری .. .. .. .. .. | ۰ | ۱۴ | ۱ |
| ۲۰ عدد جلد قسم اعلیٰ برائے رؤسائے ملک و نوابان در ہند .. .. .. | ۰ | ۸ | ۲۲ |
| متفرق .. .. .. .. .. | ۰ | ۰ | ۳۳ |
| بابت ترجمہ فارسی شخص معلوم | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| میزان کل | ۰ | ۵ | ۱۰۱ |

# مسلم بک سوسائٹی کی مطبوعات

## تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| رازحیات یا انجیل عمل عہ | مجلد ۱ر | خطبات عربیہ بلا جلد ۱۲ر | مجلد ۲ر | ضرورت الہام ۲ر | مجلد ۲ر |
| اسلام اور علوم جدیدہ | ۴ر | (۱) مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات | ۲ر | سلک مروارید ۸ر | مجلد ۱ر |
| توحید فی الاسلام بلا جلد ۵ر | مجلد ۸ر | (۲) توحید دعا تصوف | ۲ر | مکالمات ملیہ ۱۳ر | مجلد ۳ر |
| نوراتِ عالم کا مذہب ۔ ۔ ۔ | ۸ر | (۳) خطبات عیدین ۔ ۔ ۔ | ۲ر | مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر | |
| اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۴ر | مجلد عہ | (۴) دہریوں اور ملحدین کو خطاب | ۲ر | مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر حصہ اول ۱ر | |
| براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱ر | مجلد عہ | (۵) اسلام اور دیگر مذاہب | ۲ر | حصہ دوم ۱ر حصہ سوم ۲ر صحیفہ آصفیہ | |
| ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲ر | مجلد ۲ر | (۶) حقوق نسواں ۔ ۔ | ۲ر | تصاویر نو مسلمانان انگلستان فی فوٹو ایک آنہ | |
| اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی ۸ر | مجلد ۱۴ر | مطالعہ اسلام ۱۲ر | مجلد عہ | تین دو رخی سے ر مجلد تین دو رخی | ۸ر |

## تصنیفات دیگر مصنفین

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| لمعات الانوار محمدیہ ۶ر | مجلد ۱۰ر | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول | | تحفۂ حق ۔ ۔ ۔ | ۸ر |
| اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب | ۵ر | قسم اول ولایتی کاغذ بجلد [illegible] | مجلد [illegible] | ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب | ۶ر |
| لندن میں جلسہ میلاد النبی صلعم | ۳ر | قسم دوم دیسی کاغذ بجلد [illegible] | مجلد [illegible] | الوصیت ۔ ۔ ۔ ۔ | ۳ر |
| تفسیر سورۂ فاتحہ ۔ ۔ ۔ | ۴ر | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم [illegible] | مجلد [illegible] | عصمت انبیاء ۔ ۔ ۔ | ۷ر |
| اسرار سلیمانی مجلد | ۸ر | " " جلد سوم [illegible] | مجلد [illegible] | غلامی ۔ ۔ ۔ | ۴ر |
| قرآن اور جنگ ۔ ۔ ۔ | ۴ر | " " جلد چہارم [illegible] | مجلد [illegible] | درثمین اردو بجلد ۲ر مجلد ۹ر / " فارسی ۲ر مجلد ۱۰ر مکمل ۱ر | مجلد [illegible] |
| سیرت نبوی ۔ ۔ ۔ | ۵ر | ملفوظات احمدیہ ۱۲ر | مجلد [illegible] | جمع قرآن ۱۲ر | مجلد [illegible] |
| دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ (حسینؓ سقراط مسیحؑ) ۷ر | مجلد ۱ر | اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۲ر | مجلد ۲ر | سیرۃ خیر البشر بجلد [illegible] | مجلد [illegible] |
| تاریخ اسلام مصنفہ سید امیر علی صاحب | ۷ر | توضیح مرام ۔ ۔ ۔ ۔ | ۵ر | مقام حدیث ۱ر | مجلد [illegible] |
| تاریخ اسلام مصنفہ منشی غلام قادر فصیح | ۵ر | فتح اسلام ۔ ۔ ۔ ۔ | ۵ر | النبوۃ فی الاسلام [illegible] | مجلد [illegible] |
| سرمہ چشم آریہ ۔ ۔ ۔ | [illegible] | ازالہ اوہام [illegible] | مجلد [illegible] | مسیح موعود ۔ ۔ ۔ | [illegible] |

# ینابیع المسیحیت

عیسائیوں نے ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جس کا ترجمہ اردو زبان میں اللہ رشیدین کے نام سے چھاپا گیا عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی ہے۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے کئے گئے۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ان کو تقسیم کیا گیا۔ سمیں باتیں تو وہی تھیں جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بنا پر ہیں وتوریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھیرایا۔ بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر ہندوستان کی طرف منسوب کیا گیا۔ بہرحال یہ قرضہ ہمارے ذمہ تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول وحکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لیگئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑ ہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائممقام ہے حضرت خواجہ صاحب کی خواہش ہے۔ کہ یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو۔ اس کتاب کی آمد کُل کی کُل اسی کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہوگی۔ احباب سے توقع ہے کہ اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائینگے۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہے۔ قیمت فی جلد قسم اول عہ قسم دوم عہ مجلد عہ و عہ علے الترتیب +

## مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامیہ اسٹیم پریس بیرون دروازہ لاہوری لاہور میں بابو عبدالرشید کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

ممالک غیر کے لئے ۵ؔ
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعت اسلام

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان) اردو ترجمہ

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۶)

فہرست مضامین

۱- شذرات - از مترجم ... ۲۴۹
۲- اپیل بنام محبان اسلام ... ۲۵۱
۳- انگلستان میں اشاعت اسلام ... ۲۵۷
۴- اسلام کا الہامی مذہب ہونا ... ۲۶۳
۵- غیبت اور بدگوئی ... ۲۶۸
۶- قرآن کریم اور انسانی قوانین کے بنیادی اصول ۲۷۵
۷- سیر نوع بشر کیلئے دعا کی ضرورت اور اس کا مفاد ۲۷۷
۸- جوئے پر ٹیکس ... ۲۸۴
۹- مقصد مذہب ... ۲۹۰
۱۰- گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن ۲۹۳

# سلکِ مروارید

یہ ان دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت "اسلام" پر دیئے۔ اور مسلم بُک سوسائٹی نے کمال محنت و جانفشانی سے ترجمہ کرا کر شائع کیا۔ یہ دس چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سی علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے تقریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ارکانِ اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ تمام ادیانِ باطلہ کی تردید کیلئے اسمیں کافی مصالحہ موجود ہے۔ اور جن مسلم احباب کو مخالفین و دشمنانِ اسلام سے واسطہ پڑتا ہے ان کے پاس ایسے دُرِّ نایاب کا ایک نسخہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ عیسائیت کے زہر کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ سلکِ مروارید اسلام اور قرآن کریم کے حُسن و جمال کا آئینہ ہے۔ اس روشن آئینہ میں اسلام کا حُسن و دلربائی جلوہ گر ہے۔ اور اسلام کی اس مذہبی رواداری کا اسمیں تذکرہ ہے جو دیگر مذاہب کے متعلق اسلام رکھتا ہے۔ اس بے بہا نسخہ میں عملی زندگی عبادت کی حقیقت۔ زندگی کا مکمل ہدایت نامہ۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم عورتوں کی حالت۔ علوم جدیدہ۔ احیاء علوم۔ بہشت دوزخ اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشرح بحث کی گئی ہے۔ اور دلائل سے مذہب اسلام کو ایک سچا مذہب ثابت کیا ہے۔

اب ذیل میں ان دس لیکچروں کے عنوان مع مقام سن و تقریب لیکچر کی تفصیل شائع کی جاتی ہے جن پر یہ ضخیم کتاب تین صد صفحات کے قریب مشتمل ہے۔ اور جس کا سائز ۲۰×۳۰ کی چھوٹی تقطیع ۱۶ صفحات کی ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

| نمبر شمار | مضمون | تقریب | مقام | سنہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | اسلام | جلسۂ مذاہب | الہ آباد | ۹ جنوری ۱۹۱۱ء |
| ۲ | اسلام اور اصول اسلام اور ان کا مقابلہ عیسائیت سے | دہریہ سوسائٹی | کیمبرج لندن | ۲۷ اپریل ۱۹۱۳ء |
| ۳ | خصوصیات اسلام | مذہبی کانفرنس | پیرس (فرانس) | جولائی ۱۹۱۳ء |
| ۴ | اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب | " | اڈنبرا (لندن) | ۱۹۱۳ء |
| ۵ | عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں ضرورت اسلام | | لندن | ۱۹ اپریل [illegible] |
| ۶ | اسلام اور علوم جدیدہ | محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس | دہلی | ۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ء |
| ۷ | عالمگیر اخوت اور عالمگیر ملت قائم کرنے کی غرض سے ایک آزادانہ مذہبی تحریک | | لندن | ۱۹۱۸ء |
| ۸ | لیگ بین المذاہب | تبلیغی دورہ | مدراس | ۲۵ جولائی [illegible] |
| ۹ | فلسفۂ اسلام | " | رنگون | ۱۹۲۱ء |
| ۱۰ | اسلام اور مفہوم اسلام | " | سنگاپور | ۱۹۲۱ء |

**تمام درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اشاعت اسلام

جلد (۱۰) —— بابت ماہ جون ۱۹۲۴ء —— نمبر (۶)

## شذرات

ہماری دلی آرزو تھی۔ کہ قارئین کرام کو مسجد ووکنگ انگلستان کی گذشتہ عید الفطر کی رُوئداد و دیگر حالات مشن سے آگاہ کرتے۔ لیکن ۲۷ مئی ۱۹۲۴ء تک یورپ میں ہماری تبلیغی خبروں کا سرچشمہ یعنی اسلامک ریویو ہم تک نہیں پہنچا۔ لہٰذا اُن تمام حالات کو ہم بصد حسرت آیندہ کیلئے ملتوی رکھتے ہیں۔ کیونکہ تاریخ اشاعت رسالہ مزید انتظار کی متحمل نہیں +

---

ناظرین رسالہ کی توجہ خصوصیت سے رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت اسلام کیطرف مبذول کیجاتی ہے رسالوں اور اخباروں کی ہستی و قیام کا حصر بہت حد تک اس کے قدر دانوں و ناظرین پر ہی ہوتا ہے امید واثق ہے کہ قارئین عظام رسالۂ ہذا کی گذشتہ دس سالہ اسلامی خدمات کو ملحوظ خاطر رکھکر توسیع اشاعت کیطرف توجہ فرمائیں گے +

ناظرین رسالہ میں سے اکثروں کے خویش و اقارب بھی ہوں گے۔ پھر تعلیمیافتہ دوست احباب کا بھی حلقہ ہو گا۔ پھر کسی بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے کسی اعلےٰ عہدہ پر بھی متمکن کیا ہو گا۔ اور ضروری ہے کہ ان کے زیر اثر بھی کچھ لکھے پڑھے مسلم احباب ہوں۔ لہٰذا ان حالات کے ماتحت

ناظرین رسالہ کیلئے کوئی بھی مشکل امر نہیں ۔کہ اگر وہ ہمت و کوشش کر کے اپنے اپنے متذکرہ حلقوں میں سے ایک ایک دو دو جدید خریدار فراہم کر کے دفتر رسالہ کو مطلع فرمادیں ۔تو قارئین کرام کی قلیل کوشش سے اگلے ہی ماہ رسالہ کی اشاعت دوگنی ہوسکتی ہے۔ان چند سطور بالا کا مخاطب ہر ایک معزز خریدار رسالہ ہے جنہوں نے ازراہِ لطف اسکی سرپرستی قبول فرما کر ہمارا ہاتھ بٹایا ہے +

---

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید

اِس ہفتہ کی تازہ ولایتی ڈاک حضرت خواجہ صاحب کی شہرہ آفاق و سنسنی خیز اُردو کتاب "ینابیع المسیحیت" کا انگریزی ترجمہ The sources of christianity کی ایک کاپی لئے ہوئے لاہور پہنچی ہے۔جو ہماری از حد مسرت کا موجب ہوئی ہے۔جن احباب نے اردو کتاب "ینابیع المسیحیت" کا مطالعہ فرمایا ہے ۔ان پر غیر مسلم عیسائی دنیا میں اس انگریزی کتاب کی مفت تقسیم کی اہمیت واضح ہوگئی ہوگی۔اسلئے ضرورت ہے ۔کہ ہر ایک خواندہ مسلم ان ہر دو کتب کو خود بھی خرید کرے ۔اور اپنی وسعت کے مطابق مفت تقسیم میں بھی حصہ لے +

---

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب آجکل سرینگر ملک کشمیر میں ہیں ۔اور تصنیفات کے مشاغل میں منہمک ہیں ۔ ینابیع المسیحیت کی اردو و انگریزی تصنیف کے بعد آپ نے "حیات بعد الموت" پر ایک ضخیم کتاب اردو میں لکھی ہے جسمیں تناسخ ۔بہشت و دوزخ جیسے نازک و ادق مسائل کو نہایت ہی عام فہم اور سلیس پیرایہ میں ادا کر دیا ہے۔کتاب مذکور انشاء اللہ تعالیٰ جولائی میں شائع ہو جاویگی +

---

ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری چٹ ضرور لکھا کریں

# اپیل بنام محبّان اسلام!

مسلم برادران وطن! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اشاعت اسلام کا مُہتم بالشّان کام جو گذشتہ بارہ سال سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی بانیٔ مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کی زیر نگرانی یُورپ میں ہو رہا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ اس اسلامی کام کے کارہائے نُمایاں کی رپورٹیں وقتاً فوقتاً برادران قوم تک پہنچتی رہی ہیں مشن بفضلہٖ تعالیٰ کارکنان مشن کی شبانہ روز تبلیغی جدوجہد کے باعث قیاسی و وہمی حالت سے گذر کر یُورپ میں اب ایک حقیقت ہو چکا ہے۔ اسکی اسلامی عظمت و شان۔ جاہ و جلال یُورپ میں قائم ہو چکا ہے۔ اور ان عیسائی ممالک میں اب گویا یہ مشن اسلام کا مشارٌ الیہ ہے۔ اسکی بارہ سالہ تبلیغی جدوجہد سے یُورپ میں کلیسیائی بُت گر چکا ہے عیسائیّت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ لوگ عیسائیّت سے مُتنفر ہیں۔ اور نئے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ بڑے بڑے اُسقف وڈین جناب مسیح کو محض ایک انسان تسلیم کرتے ہیں اُلوہیّت مسیح سے انکاری ہیں۔ یورپ کی موجودہ مذہبی کیفیّت اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ ہم اپنی تبلیغی جدوجہد کو وسیع پیمانہ پر کریں کیونکہ یورپ اسوقت ایک جدید مذہب کا مُتلاشی ہے۔ اور اسکی مذہبی تشنگی صرف اسلامی تعلیمات ہی بجھا سکتی ہیں۔ یُورپ کے مذہبی حلقہ میں انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ دن قریب ہے۔ کہ ہم طلوع الشمس من المغرب والی پیشگوئی کو پوری آب و تاب سے پورا ہوتا دیکھیں۔ اور یُوریپین احباب و خواتین جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوں۔ اور ہم اپنی آنکھوں سے "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا خوش کن و دلفریب منظر دیکھیں۔

مشن بفضلہٖ تعالیٰ یوریپین احباب کو اسلامی تعلیمات کے منوانے میں بہت حد تک کامیاب ہو رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک جلیل القدر انسان "بیرن سر آرچی بولڈ عبداللہ ہملٹن" کی قبولیّت اسلام کا مژدۂ جانفزا بزرگان قوم کے کانوں تک پہنچ چکا ہے۔ مشن کی

تبلیغی جدوجہد نے بفضلہٖ تعالیٰ متوسط طبقہ سے نکلکر اعلےٰ طبقہ میں رسائی حاصل کر لی ہے اور غیر مسلم احباب اسلامی برادری میں منسلک ہونا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اب جبکہ یورپ کی مذہبی کیفیت یہ ہو۔ تو کسقدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلم برادران وطن ان تشنگان اسلام کی رُوحانی پیاس کو بجھانے کا کوئی تردد نہ کریں +

یورپ میں اشاعت اسلام کا بہترین ذریعہ مفت تقسیم اسلامی لٹریچر ہے۔ اور یہی بہت حد تک غیر مسلموں کو اسلام کیطرف رجوع کرنے کا بہترین و مفید ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ اس فریضہ کو با حسن وجہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی گذشتہ بارہ سال سے سرانجام دے رہا ہے۔ اور یہی رسالہ بہت حد تک نو مسلمین کے قبول اسلام کا موجب ہوتا ہے اس اسلامی مجلہ کو غیر مسلم احباب یورپ اپنے فرصت کے اوقات میں بغور پڑھتے ہیں اور کچھ عرصہ کے مسلسل مطالعہ سے دین فطرت کو قبول کر لیتے ہیں۔ اسلئے اسبات کی اشد ضرورت ہے۔ کہ اسلامک ریویو کثیر تعداد میں بلاد غربیہ میں مفت تقسیم ہو اس سے بہت احسن نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے بالمقابل عیسائی مال کو پانی کیطرح بہا کر اپنے لٹریچر کو پھیلا رہے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں انجیل کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کرا کر مختلف ممالک میں مفت تقسیم کر چکے ہیں یا سوائے ازیں انجیل پانچ سو پچاس زبانوں سے زائد میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اسلئے اس سیل رواں کی روک تھام کیلئے ضروری ہے۔ کہ مسلم برادران وطن کارکنان مشن کو کم از کم دس ہزار اسلامک ریویو بلاد غربیہ میں مفت تقسیم کرنیکے قابل کر دیں یورپ اسلام قبول کرنیکو تیار ہے بشرطیکہ اسلامی تعلیمات ان تک پہنچائی جائیں۔ اسلئے برادران قوم ہمیں اس قابل کریں کہ ہم اپنی تبلیغی جدوجہد کو اور بھی وسیع پیمانہ پر کر سکیں۔ یہاں اس مسئلہ پر ہمیں روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم دنیا میں کیوں مبعوث ہوئے؟ اور آپؐ نے دین حقہ کی اشاعت کیلئے کیا کیا تکالیف آزار و آلام و مصائب و دکھ جھیلے۔ پھر آپؐ کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسی کیسی اذیتیں اس پاک دین متین کے پھیلانے میں برداشت

کیں۔ ان تاریخی واقعات سے ہر ایک خواندہ مسلم آگاہ ہے۔ تاریخ اسلامی کی
ورق گردانی ہم پر روز روشن کی طرح اس فرض اسلامی کی اہمیت کو واضح کر دیتی ہے +

یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر ہر مستطیع مسلم بھائی سے ہماری درخواست
ہے۔ کہ کچھ مستقل طور پر ماہوار امداد مسلم مشن ووکنگ کے لئے مقرر کرے۔ اور کم از کم
ایک روپیہ ماہوار سے امداد کرے۔ کیونکہ انگلستان میں مشن مذکورہ کے اخراجات کثیر ہیں
اور ان اخراجات کا تتمہ مسلم برادران وطن نے ہی کرنا ہے۔ کیونکہ یہ نخل اسلام
انگلستان میں انہیں کا لگایا ہوا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس شجر اسلام کو جس نے
کفرستان کی سنگلاخ زمین میں اپنی بنیادیں بفضل خدا اور آپ کی پیہم کوششوں
سے قائم کر لی ہیں کبھی مالی اضطراری کی وجہ سے اکھیڑنا پڑا۔ تو مسلمانان عالم
کیلئے خصوصاً اور مسلمانان ہند کیلئے عموماً وہ دن بڑی پریشانی کا ہوگا۔

ان احباب کی ذات سے جو اشاعت اسلام کے کام کے دل سے متمنی ہیں۔ اور
جو کہ یورپ کو اسلام سے بہرہ اندوز ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں ہماری عاجزانہ
درخواست ہے کہ وہ ہماری اس اپیل پر لبیک کہکر اس بار گراں کے اٹھانے میں
ہمارا ہاتھ بٹا کر داخل حسنات ہوں۔ اور اسلام کی حمایت کیلئے کمر ہمت باندھ لیں
اگر ایک روپیہ ماہوار دینے والوں کی تعداد ایکہزار تک پہنچ جائے۔ تو اس سے مشن کی
ماہواری امداد بہت بڑھ سکتی ہے۔ اور امید ہے کہ یہ طریق امداد کنندگان کو بھی
گراں نہ گذریگا۔ **دو پیسے یومیہ** اپنے روزانہ اخراجات میں سے
دین پاک کی خدمت کیلئے الگ کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کے بالمقابل
ان اسلامی مفاد کو ملحوظ رکھا جاوے۔ جو اس قلیل امداد سے ووکنگ مسلم مشن انگلستان
کو پہنچینگے۔ اور ہمیں اس طرح کی ماہواری امداد سے انگلستان کے مشن کے ماہواری
اخراجات کے برداشت کرنے میں بہت سہولت ہوگی۔ جو مخلص احباب اس قسم کی
ماہواری امداد مشن کو دینی قبول فرمائیں۔ وہ از راہ کرم ہر ماہ کی شروع تاریخوں
میں اپنا ماہواری عطیہ دفتر مشن لاہور میں بذریعہ منی آڈر ارسال فرما دیا کریں یا انکی

خدمت میں یہی رسالہ اشاعت اسلام جسمیں اپیل ہذا چھپی ہے۔ اور کہ جسمیں ہمیشہ حساب آمد و خرچ مشن و رپورٹ مشن ووکنگ شائع ہوتی رہتی ہیں۔ بذریعہ وی۔ پی اس ماہواری عطیہ کی وصولی کے لئے حاضر خدمت ہو جایا کریگا۔ ان ہر دو طریقوں میں سے جسمیں معطی صاحبان کو سہولت ہو۔ اس سے دفتر مشن کو مطلع فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل طریقوں سے بھی آپ مشن کیخدمت کر سکتے ہیں:۔

(۱) اگر آپ انگریزی دان ہیں تو رسالہ اسلامک ریویو کی خود خریداری منظور فرمائیں وگرنہ اپنے حلقہ اثر میں توسیع اشاعت فرماکر داخل حسنات ہوں۔ اس کا سالانہ چندہ ۱۲ؔ ہے +

(۲) اسلامک ریویو کو بلاد غربیہ کے غیر مسلم طبقہ میں مفت تقسیم فرمائیں۔ اس صورت میں سالانہ چندہ ۵ؔ ہے +

(۳) اپنے حلقہ اثر میں کمشنت امداد مشن کی تحریک فرمائیں +

(۴) مشن کی امداد کیلئے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانی مشن نے کچھ انگریزی و اُردو کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کا منافع مشن کو جاتا ہے۔ انکی توسیع اشاعت فرمائیں مفصل فہرست کتب درخواست آنے پر ملسکتی ہے +

آخر میں ہماری التماس ہے۔ کہ ناظرین اس اپیل کو طاق نسیان پر نہ رکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ اور اس سکیم کو عملی جامہ پہناکر دین کے ناصر بنیں اور اس پاک اسلامی خدمت میں ہمارا ہاتھ بٹا کر ثواب دارین حاصل کریں +

مسلمانان ہند نے ہی یورپ میں علم اسلام نصب کیا ہے۔ اور یہ سعادت کسی اسلامیہ سلطنت یا ملک کو نصیب نہیں ہوئی۔ آج تک ہندوستانی مسلم برادران قوم کی ہی توجہ سے مشن مذکورہ پھولتا پھلتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد ہمیں اپنے ہندوستانی بھائیوں پر ہی بھروسہ ہے۔ اغیار کے مشنوں کی طرح اسکی

پشت پناہ کوئی زبردست طاقت نہیں۔ اگر خدانخواستہ مشن کو کبھی مالی اضطرار ہو۔ تو بھی آپ برادران وطن نے ہی اس کا تہیہ کرنا ہے۔ اسلئے ہر ناظرین رپورٹ سے ہماری مؤدبانہ درخواست ہے۔ کہ ازراہ کرم اس اللہ کے کام کیلئے ضرور کچھ نہ کچھ ماہوار رقم بطور امداد اس کام کیلئے مقرر فرمائیں۔ اب ہم ذیل میں ان محبان اسلام کی فہرست بصد شکریہ اسماء ارشائع کرتے ہیں۔ جنہوں نے یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت کو محسوس کر کے مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی مستقل طور پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق عمر۔ ۱۲ر۔ سے۔ للعہ ر۔ صہ۔ عنہ روپیہ ماہوار تک بشرط زندگی امداد کرنے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ اور ان ماہواری وسالانہ امداد کنندگان کی تعداد یکصد تک مستقل پہنچ چکی ہے مسلم والیان ریاست کی امداد ان امداد کنندگان کے علاوہ ہے +

## اسمائے گرامی ماہواری امداد کنندگان مسلم مشن ووکنگ

۱۔ نواب زادہ میجر حاجی عبید اللہ خانصاحب بھوپال
۲۔ جناب منہاج الدین صاحب بھٹنڈا
۳۔ ر ایم تاج الدین صاحب کالی کرچ
۴۔ ر محمد انور غنی صاحب امروہہ
۵۔ ر محمد ابراہیم صاحب بھوانی
۶۔ ر کے انور علی صاحب نگر کنڈا
۷۔ ر فضل صاحب جیت پور
۸۔ ر احسان الحق صحب ڈیرہ غازیخان
۹۔ ر فضل کریم صاحب آبا زئی
۱۰۔ ر خادم حسین صاحب بارہ بنکی
۱۱۔ ر سید عظمت اللہ صاحب اڈونی
۱۲۔ ر ایم عباد اللہ خانصاحب اراوتی
۱۳۔ جناب فاطمہ بی بی۔ لاہور
۱۴۔ جناب مسیح الملک حکیم اجملخانصاحب دہلی
۱۵۔ مرحوم جناب عبد الباسط صاحب مدراس
۱۶۔ جناب زین الدین صاحب اندور
۱۷۔ جناب عبد الکریم صاحب کانکی
۱۸۔ جناب اہلیہ صاحبہ میاں محمد خانصاحب اکاا
۱۹۔ جناب سید محبوب علی صاحب گوالیار
۲۰۔ ر ایم عبد اللہ شریف میسور
۲۱۔ شیخ عبد الغنی صاحب مناور (جموں)
۲۲۔ جناب والدہ خلیل احمد صاحب۔ لاہور
۲۳۔ صاحبزادہ عبد الواحد خانصاحب۔ اجمیر
۲۴۔ جناب نواب معز الدین خان صاحب لاہور
۲۵۔ ر محمد امیر حسن مرج صاحب کاکوری
۲۶۔ ر مصدق الدین احمد صاحب۔ دہلی
۲۷۔ ر خلیفہ عبد الحکیم صاحب جوالہ
۲۸۔ ر صبغۃ اللہ صاحب کوٹہ
۲۹۔ ر اسد اللہ صاحب گودا سپور
۳۰۔ ر محمد فاروق صاحب [illegible]

۳۱۔ ایک بزرگ۔ از سندھ مدرسہ کراچی
۳۲۔ جناب سید محمد اشرف صاحب کوہاٹ
۳۳۔ ″ م۔ اے۔ نان بنگی
۳۴۔ ″ الیس فتح محمد صاحب راجندری
۳۵۔ ″ عبدالجبار صاحب۔ کراچی
۳۶۔ ″ شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور
۳۷۔ ″ غلام علیشاہ صاحب شیر شاہ
۳۸۔ ″ سید احمد شاہ صاحب چارسدہ
۳۹۔ ″ سید فردوس شاہ صاحب کیمبل پور چھاونی
۴۰۔ ″ ایم عبدالرحیم صاحب۔ کسی
۴۱۔ ″ شیخ حسن صاحب۔ حیدرآباد دکن
۴۲۔ ″ سلطان علی صاحب بھلڑیاں سندھ
۴۳۔ ″ شیخ محمد یوسف صاحب۔ قلات
۴۴۔ ″ محمد اصغر علی صاحب اندری۔ کرنال
۴۵۔ ″ منشی خیرایت اللہ صاحب امرکہ (بہاولپور)
۴۶۔ ″ سید مقبول احمد صاحب الہ آباد
۴۷۔ جناب بابو نواب الدین خان صاحب چھوان (کشمیر)
۴۸۔ ″ بابو طفیل محمد صاحب پیچ پہاڑا (کشمیر)
۴۹۔ ″ محمد شفیع خان صاحب ″ ″
۵۰۔ ″ عبدالمعبود ″ جیت پور
۵۱۔ ″ محمد صدیق ″ دھامن گاؤں
۵۲۔ ″ محمد مستان خان صاحب کلگاؤں
۵۳۔ ″ غلام دستگیر خان صاحب۔ کولا پور امراوتی
۵۴۔ ″ اصغر حسن صاحب دھامن گاواں
۵۵۔ ″ رحیم بیگ صاحب۔ امراوتی
۵۶۔ ″ محمد تصدق حسن صاحب دھامن گاؤں
۵۷۔ ″ الہ بخش صاحب بھلڑیاں سندھ
۵۸۔ ″ مرزا غلام حسین صاحب جیل سپرنٹنڈنٹ بلوچستان
۵۹۔ ″ شیخ یاور حسین صاحب۔ سنڈیمن ″
۶۰۔ ″ سید محمد رقیب ″ ″ ″
۶۱۔ ″ محمد یمین صاحب ″ ″
۶۲۔ ″ قاضی احمد خان صاحب۔ پشاور

## اسمائے گرامی سالانہ امداد کنندگان مسلم مشن ووکنگ

۱۔ جناب کرنل الطاف علی صاحب۔ لدھیانہ
۲۔ ″ قاضی اسمٰعیل ٹرسٹ بمبئی
۳۔ ″ سید امیر شاہ صاحب۔ میانوالی
۴۔ ″ سید احمد بادشاہ صاحب ارکاٹ
۵۔ ″ سید علی شاہ صاحب شیر کوٹ
۶۔ ″ محمد سلطان صاحب مردان
۷۔ ″ محمد اسحاق صاحب۔ شاہ آباد۔ دکن
۸۔ ″ سید محمد مسعود خان صاحب۔ کوٹھہ شاہ آباد
۹۔ ″ انجمن اسلامیہ بلگام۔ دھارواڑ
۱۰۔ ″ سید عبدالرؤف صاحب۔ امراوتی۔
۱۱۔ ″ خالد خالص صاحب۔ لدھا کمپ
۱۲۔ جناب عبدالحکیم صاحب چٹا گنگ
۱۳۔ ″ سید فضل الرحمن صاحب کانپور
۱۴۔ ″ عبدالرشید خان صاحب سوات
۱۵۔ ″ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات
۱۶۔ ″ شیخ محمد بخش صاحب مردان
۱۷۔ ″ احمد حسین صاحب مظفر نگر
۱۸۔ ″ بابو حاجی احمد صاحب۔ رنگون
۱۹۔ ″ حاجی عبداللہ ہارون صاحب۔ کراچی
۲۰۔ ″ عبدالسلام صاحب۔ گنج مدراس
۲۱۔ ″ منشی محمد حسین صاحب لدھیانہ
۲۲۔ ″ عضو نواب محمد اکبر خان صاحب نواب تہ ہوتی مردان

# انگلستان میں اسلام کی اشاعت

جنوب مغربی اضلاع کے مسافر انگلستان میں سرے کی مخصوص سینری کے اندر لندن کی جانب ووکنگ کے سٹیشن سے ایک مسلم مسجد کو دیکھ کر حیرانی سے چونک پڑتے ہیں۔ یہ مسجد ایک ہوائی جہاز کے کارخانے اور ریلوے یتیم خانہ کے درمیان اپنے مینار بلند کئے کھڑی ہے۔ اسی طرح ایک اوسط درجہ کا انگریز کسی مشہور و معروف ہموطن کے اسلام قبول کرنے پر تعجب کا اظہار کرتا ہے ہم میں سے بہت سے لوگ اسلام اور رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی علم نہیں رکھتے۔ اسلئے ہم ووکنگ کی مسجد کو ایک نہایت پُراسرار مقام سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ خیال ہے۔ کہ جو انگریز اسلام میں داخل ہوتا ہے اُسے ہمیشہ کے لئے اپنے لباس کی جگہ دو چادروں سے اپنا جسم ڈھکنا پڑتا ہے۔ ایک چادر جسم کے بالائی حصہ پر اوڑھی جاتی ہے۔ اور دوسری نچلے حصہ کے لئے ہوتی ہے۔ انہی چادروں میں انگلستان کے مشہور مسلمان لارڈ ہیڈلے نے حال ہی مکہ معظمہ کا حج کیا۔ حق بات تو یہ ہے۔ کہ سرے کی اس مسجد میں کوئی پُراسرار بات نہیں۔ تمام دیگر مذاہب کے لوگ اتوار کے مباحثوں میں آزادی سے آسکتے ہیں۔ اور دیگر اوقات میں بھی مسجد کے اندرونی حصہ کو دیکھنے میں جو نہایت ہی سادہ ہے کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ اسلام میں اور کوئی ورد وظائف فرض نہیں کئے گئے مسجد ووکنگ میں ایک منبر ایک اُونچا سا منبر جس پر قرآن کریم کی ایک جلد رکھی ہے۔ اور چند کرسیوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ گرجا کی طرح وہاں کوئی مذبح نہیں۔ اور کسی قسم کی آرائش نظر نہیں آتی۔ بلکہ سادگی میں یہ مسجد پُرانے زمانہ کے نان کانفارمسٹ گرجا سے مقابلہ کرتی ہے۔ یہ کن لوگوں کی عبادتگاہ ہے۔ اور ان کی کیا تاریخ ہے

پہلے سوال کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی خاص تقریب کے علاوہ اس مسجد کی جماعت تیس تک محدود رہتی ہے۔ چونکہ یہ انگلستان میں اسلام کا مرکز ہے اسلئے ظاہر ہے۔ کہ انگریز مسلمانوں کی جماعت نہایت قلیل ہوگی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد ایکہزار کے قریب ہے۔ جو برطانیہ کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس مسجد کے علاوہ لندن میں ناٹنگ ہل گیٹ کے مقام پر ایک پرئیر روم ہے۔ جہاں اتوار کی شام کو مباحثات ہؤا کرتے ہیں جنمیں چالیس سے ساٹھ کی تعداد تک لوگ شامل ہوتے ہیں اب لندن میں بھی ایک مسجد تعمیر کرنے کی تجویز ہے لیکن ابھی تک کوئی قطعہ زمین حاصل نہیں کیا گیا جزائر برطانیہ میں مسلمانوں کی کل آبادی ایکہزار سے بہت زائد ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ میں دس ہزار کے قریب مسلمان رہتے ہیں۔ جن میں سے ایک بڑا حصہ ہندوستانی طلباء کا ہے۔ لیکن عملۂ ووکنگ کے لئے یہ کوئی اہم بات نہیں۔ وہ یہاں اپنی مرضی سے عیسائیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں سیسکس کے پروٹسٹ اور سلسے کانزرویٹیو ایسوسی ایشن کے پریزیڈنٹ سر آرچیبالڈ ہملٹن کے مشرف بہ اسلام ہونے پر اس مذہب کیطرف بہت توجہ مبذول ہوئی ہے۔ آپ کے تبدیل مذہب سے اور بہت سے انگریزوں کو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہؤا ہے۔ مسجد ووکنگ کے امام خواجہ نذیر احمد صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ جب سے سر آرچیبالڈ کی قبولیت اسلام کا اعلان ہؤا ہے۔ لوگ معلومات حاصل کرنے کے لئے خطوط کی ایسی بھرمار کر رہے ہیں۔ کہ عملۂ ووکنگ کو سر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے سے دو ماہ پہلے بیس اور انگریز دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور امام کو یقین ہے کہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی ایک رو ملک میں پیدا ہوگئی ہے۔ میں خواجہ نذیر احمد سے جو ایک ہندوستانی بیرسٹر اور انجینئر ہیں دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ آپ ایک نہایت مہذب انسان ہیں۔ اور خوب انگریزی بول سکتے ہیں۔

ووکنگ کا کام آجکل آپ ہی کے سپرد ہے۔ اسلام میں کوئی مولویوں کا فرقہ نہیں مسجد کے امام اور عملہ نے اپنی مرضی سے اسلام کے لئے اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔ اس جگہ یہ کہ دینا ضروری ہے۔ کہ اہل اسلام ہرگز یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ انہیں محمڈن کا لقب دیا جائے۔ مسجد کے امام نے کہا۔ کہ وہ ایک خدا کو مانتے ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نبی کریم صلعم کی پرستش نہیں کرتے کیونکہ ہم آپؐ کو انسان سے بڑھ کر رتبہ نہیں دیتے۔ جس طرح دیگر انبیا حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام انسان تھے۔ اسلئے اہل اسلام ان معنوں میں محمدؐ کے پیرو نہیں جس طرح حضرت مسیحؑ کے پیرو عیسائی کہلاتے ہیں +

مسجد ووکنگ کی تاریخ دلچسپ ہے۔ تیس سال ہوئے کہ ایک مشرقی انسٹیٹیوشن کے ساتھ اس کا ظہور ہوا۔ اور ۱۹۱۲ء تک یہ مسجد اور اس کی ملحقہ زمین استعمال میں نہیں آئی۔ جب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جو ایک ہندوستانی وکیل ہیں اس ملک میں تشریف لائے۔ اور اس مسجد کا افتتاح کیا اور ساتھ ہی اسلامک ریویو کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا جو اوائل میں نیم سیاسی اور مذہبی رنگ کا تھا لیکن بعد میں وہ صرف مذہبی امور کی اشاعت کا ایک ذریعہ بن گیا۔ اسلامک ریویو اب بھی قائم ہے۔ اور ہر ماہ دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچتا ہے۔ انگلستان اور دیگر نو آبادیوں کیلئے جہاں انگریزی خواں لوگ آباد ہیں۔ یہ رسالہ انگریزی زبان میں شائع ہوتا ہے ہندوستان کی ضروریات کیلئے اس کا ترجمہ اردو میں ہوتا ہے۔ جاوا اور ملایا کیلئے اسے عربی کا جامہ پہنایا جاتا ہے انگلستان اور امریکہ کی تمام پبلک لائبریریوں میں یہ بھیجا جاتا ہے +

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی سرپرستی میں ہندوستان کے اندر ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ قائم ہے۔ اور بشیر مسلم لائبریری غیر مسلموں میں لٹریچر کی

مفت تقسیم کے لئے کھولی گئی ہے۔ اس جدو جہد کی غرض ان تمام ممالک میں اسلام کی اشاعت ہے جہاں انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ صرف انگلستان میں ہی لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ بلکہ امریکہ کینڈا۔ جنوبی افریقہ اور جزائر غرب الہند میں بھی لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ اسلام میں مشنریوں کا کوئی پیشہ نہیں۔ اپنے مذہب کی اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۱۹۱۲ء میں لارڈ ہیڈلے کے قبولیت اسلام نے اس مذہب کو ایک نمایاں رنگ میں ظاہر کر دیا۔ اس سے پہلے بھی بہت سے انگریز مسلمان مختلف مقامات میں موجود تھے۔ سب نے پبلک میں تبدیل مذہب کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اس وقت بارہ مکمل خاندان دائرہ اسلام میں آچکے ہیں۔ ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے۔ جو زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام نے مجھے انگریز نومسلموں کے فوٹو دکھائے۔ جن میں یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور کریجوایٹ فوج کے افسر اور سپاہی اور تجارت کرنے والے لوگ شامل تھے میرے سوال پر امام نے اس ملک میں اپنی ترقی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ہی ایک مذہب ہے جو ادراک انسانی کے مطابق ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہماری نماز کا طریق مقرر ہے تاکہ اسمیں یگانگت قائم رہے۔ لیکن ہمارا مذہب جو نہایت ہی سادہ ہے۔ ہمیشہ شاہراہ ترقی کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں جو سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور اسی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے۔ تمام مسلمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کے آخری نبی تھے۔ اسلام میں کوئی وسیلہ نہیں۔ اور ہر ایک شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ وار ہے۔ اسلام دو راستے بتاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کیطرف لیجاتا ہے وہ نیک ہے۔ اور جو راہ ہمیں خدا سے دور لیجاتی ہے وہ بد ہے۔ اسلام ہر قسم کی بدی سے روکتا ہے۔ اور منشیات خنزیر اور جوئے کو حرام قرار دیتا ہے۔

اس مذہب میں نماز روزہ حج اور زکوٰۃ فرض ہیں۔ ماں باپ سے نیک سلوک کرنے اور مخلوقات سے جسمیں جانور اور پرند شامل ہیں مہربانی سے پیش آنے کا حکم ہے۔ یہاں عیسائیت اور دیگر مذاہب سے اسلام کے تعلقات کو بیان کر دینا ضروری ہے۔ مسلمان حضرت مسیح کو خدا کا ایک نبی سمجھتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ ایک راسخ الاعتقاد عیسائی کو دیگر مذاہب سے تعصب کے بغیر چارہ نہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا مذہب تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اور حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء جو دُنیا کے مختلف حصوں میں نازل ہوتے رہے۔ ان سب کا مذہب اسلام ہی تھا۔ پیدائش کے وقت ہر انسان کا بچہ اسی مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے مطابق (جو آجکل ہندوستان میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور درحقیقت ووکنگ مشن تحریک کے بانی ہیں) ایک مسلم تمام مذاہب کی خوبیوں کو لے لیتا ہے لیکن اس حصہ کو تسلیم نہیں کرتا جو انسان کی طرف سے خداوند تعالیٰ کے مذہب میں شامل کیا گیا۔ اس مذہبی بحث کو چھوڑ کر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ انگلستان میں عیسائی کلیسیا کے اراکین ووکنگ کے اس چیلنج کو نظر انداز نہیں کرینگے (یارکشائر آبزرور)

سر آرچیبالڈ ہملٹن کے مشرف بہ اسلام ہونے سے لوگوں کی توجہ نومسلموں کی تعداد کی طرف مبذول ہونے لگی ہے۔ جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور جن میں سے اکثر اُمراء کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایکہزار کے قریب عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ آجکل ووکنگ میں ایک مسجد اور نا ٹنگ ہل گیٹ لندن میں ایک پریئر ہوس ہے۔ انگلستان میں دین اسلام کی اس تحریک اور مشن کے بانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ہیں۔ آپ اسلامک ریویو کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ انگلستان میں نومسلمین کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ مسجد ووکنگ میں اتوار کے مجمع میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ حال ہی میں سر آرچیبالڈ ہملٹن کے مشرف بہ اسلام ہونے سے ووکنگ کی جماعت میں

ایک قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ آپ ایک مدت سے اسلام کا مطالعہ کر رہے تھے بہت سے انگریز جو قرآن کریم کی حکومت تلے آگئے ہیں۔ جب مشرقی ممالک سے رخصت پر آتے ہیں۔ تو اکثر مسجد میں آتے رہتے ہیں۔ اس ملک میں اسلام کی ترقی ان مبلغین کی وجہ سے حاصل ہوئی جو محض تبلیغ کی غرض سے اس ملک میں آئے۔ ان میں خواجہ نذیر احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو اپنے اوقات ووکنگ کی مسجد اور لندن بریشیر ہوس میں صرف کرتے ہیں۔ آپ تصوف کے بہت دلدادہ ہیں۔ انگریز نو مسلموں میں سے ایک اور بزرگ مسٹر لوگرد ہیں۔ آپ نہایت صدق دل سے اسلام پر ایمان لائے ہیں۔ اسلام اور نو مسلموں کی تعداد میں ترقی کے متعلق جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ ابھی سب نے قبولیت اسلام کا اعلان نہیں کیا۔ لیکن وہ پوشیدہ طور پر ایمان لے آئے ہیں۔ اسی طرح سوسائٹی کی بہت سی خواتین اور مرد ہیں جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ نویں صدی میں ایران سے تصوف کا آغاز ہوا۔ یہ دراصل مذہبی پابندیوں کے خلاف ایک آواز تھی۔ اس عقیدہ ایسی عبادت کو رائج جو انسان پر کشف کی حالت طاری کر دیتی ہیں۔ جس کے دوران میں روح خداوند تعالیٰ سے تعلق قائم کر سکتی ہے۔ تصوف کے عقائد سوسائٹی کی خواتین کے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہیں۔ اور وہ اس کے مطالعہ میں مشغول ہو گئی ہیں۔ اور بسا اوقات وہ اسلام قبول کر لیتی ہیں۔

اب بہت سے مقامات پر تصوف کا مطالعہ ہوتا ہے۔ مسجد ووکنگ کی تاریخ دلچسپ ہے پنتیس سال ہوئے۔ کہ ہز ہائنس والئے بھوپال کی فیاضی سے یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اور تحفہ مکانات ایک ہندوستان کے مشہور بزرگ نواب سالار جنگ بہادر کی یادگار ہیں۔ چند سال تک یہ مسجد ویران رہی۔ آخر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب یہاں تشریف لائے! اور اسے اسلام کی اشاعت کا مرکز بنایا۔ ووکنگ میں ایک مسلم لائبریری بھی ہے اسلام سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب یہاں سے مطالعہ کیلئے کتب لے سکتے ہیں (منڈے سن)

# اِسلام کا الہامی مذہب ہونا

(از قلم ڈاکٹر خالد بینگ پی ایچ۔ ڈی)

اسلام اور عیسائیت میں ہمیشہ سے یہی نمایاں فرق چلا آیا ہے۔ کہ ان دونو مذاہب کے پیرو تحقیق اور تنقید کے متعلق بالکل مختلف خیالات رکھتے رہے ہیں عیسائیت کی تاریخ متعصبانہ ایذارسانیوں انکویزیشن کی ابتلاوں اور آگ کے ان شعلوں سے پُر ہے۔ جن کے اندر لوگونکو کا ذوقرار دیکر زندہ جلوادیا جاتا تھا۔ اسلام اوائل سے ہی فراخ دلی اور تحقیق کا حامی رہا ہے اگر شخصی تعصب کی اِکا دُکا مثالیں ملتی ہیں۔ تو وہ اس امر کی سچائی کو اور بھی روشن کردیتی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث کے ایک ایک لفظ کو شروع زمانہ سے ہی تحقیق اور تنقید کی محک پر پرکھا گیا۔ اور چھوٹے چھوٹے امور کو بھی روز روشن کیطرح ظاہر کیا گیا۔ اس کے برعکس انجیل کے متعلق حال ہی میں کچھ تحقیق کیگئی ہے۔ جو عیسائیت کی ترقی پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ اس مذہب میں اختلاف اور تنزل کو ظاہر کرتی ہے۔ اس زمانہ میں بھی کیتھولک کلیسیا اور بعض پروٹسٹنٹ لوگوں سے اندھا دُھند تقلید کی توقع رکھتے ہیں۔ ان کے مقابل اسلام کی بنیاد اِدراک صداقت اور فطرت پر ہے۔ وہ سائنٹیفک تحقیق اور تنقید سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ اس کے ایک ایک پہلو پر جس قدر چاہو غور کرلو۔ اس لئے اس مذہب کے خدا کی طرف سے بذریعۂ الہام نازل ہونے کو معرض بحث میں لانا بیجا نہ ہوگا۔ میرے قبولیت اسلام سے پہلے اور بعد کئی سال تک تعلیمیافتہ عیسائیوں اور آزاد خیال لوگوں سے میرے جو مباحثات ہوئے ان سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ایک مدت سے عیسائیت کو الہامی مذہب نہیں مانتے۔ بلکہ انسانی دماغ کی اختراع تصور کرتے ہیں۔ لیکن

بظاہر وہ اس مذہب کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ اور ان کا ایمان ہے کہ مذہب یا عیسائیت بنی نوع انسان کی بہتری اور ترقی کے لئے ضروری تھا۔ انہیں یہ بھی یقین ہے کہ عالمگیر دہریت انفرادی اور سوشل اخلاق کو درہم برہم کردیگی جس سے یوروپین یا عیسائی تہذیب بالکل تباہ ہو جائیگی۔ ایک دوسرا گروہ ہے جو عیسائیت کا علمی نکتہ نگاہ سے خواہشمند ہے۔ اور اپنے بچوں کو عیسائیت کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ یہ لوگ تمام مذاہب کو انسان کا بنایا ہوا مانتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے۔ کہ ان مذاہب کو دانا لوگوں نے بنی نوع انسان کی بہتری کی غرض سے رواج دیا۔ بہت سے لوگ عقاید پر ایمان لاکر عیسائی مذہب کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ دوسروں کیلئے ایک مثال قائم کرنے کی غرض سے اس مذہب میں شامل ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں فراخ دل انسان عیسائیت کو اس نکتۂ نگاہ سے زیادہ ماننے لگ گئے ہیں۔ ایسے خیالات رکھنے والے عیسائیوں سے میں نے بارہا سُنا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہایت ہی بلند خیالات کے انسان تھے۔ آپ کو اپنے ہموطنوں کی ابتر حالت دیکھ کر رحم آیا۔ اور ان کی بہتری اور ترقی کی آپ کو خواہش پیدا ہوئی۔ ان امور کو ہم تے غور سے دیکھنا ہے کیونکہ ہم صرف اسلام ہی کو ایک سچا اور الہامی مذہب سمجھتے ہیں۔ ہمارا ہرگز یہ ایمان نہیں کہ محض عرب قوم یا بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے اس مذہب کو رائج کیا گیا ہے۔ اس سوال کے ہر پہلو پر ہم نے پوری تحقیق کرلی ہے۔ اس معاملہ پر بحث کرنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ نبی کریم صلعم کی صداقت کو درمیاں میں نہ لاؤں۔ کیونکہ میں نے فرض کرلیا ہے۔ کہ قارئین نبی کریم صلعم کی زندگی سے واقف ہیں۔ کوئی متعصب انسان جو واقعات سے بالکل لاعلم اور فطرت انسانی سے کلی ناواقف ہے۔ وہی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ ایک شخص ایسی مشکلات کے ہوتے ہوئے محض کسی خود غرضی کے خیال سے عرب اقوام میں اسلام پھیلانے کا بیڑا اُٹھا سکتا ہے۔ جبکہ تیرہ برس سے زیادہ عرصہ تک اسے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اور اس پر مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔

اگر ہماری بعض مستند لغت کی کتابوں اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ تو اسکی وجہ واقعات سے لاعلمی اور مسلمانوں کی سستی ہے جو یورپ میں وہ اپنے مذہب کی اشاعت نہیں کرتے۔ اسلئے ہم ان خیالات کو جرم اور تقدیر جیسے امور کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ اگر نبی کریم صلعم کی صداقت کو تسلیم کرلیا جائے تو صداقت کے مختلف مدارج ہیں۔ جو میں یہاں بیان کرونگا اب یہ سوال ہمارے سامنے ہے۔ کہ کیا واقعی اسلام ہی بنی نوع انسان کا مذہب ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے بذریعۂ الہام نازل ہوا۔ یا اس مذہب کی ایک علمی حیثیت ہے۔ جس کو کسی انسان نے نیک نیتی اور ہمدردی کے خیال سے عرب کی اقوام یا تمام انسانوں کی بہتری اور ترقی کے لئے ایجاد کیا۔ ان تمام سوالات کا جواب دینے کیلئے تو کئی جلدیں درکار ہیں۔ اسلئے ہم چند اہم امور پر ہی غور کرینگے۔ نبی کریم صلعم ایک عملی انسان اور کامیاب تجار تھے۔ آپ دنیا کے تمام معاملات کا عملی رنگ میں علم رکھتے تھے۔ آپؐ محض خیالی پلاؤ پکانے کے عادی نہ تھے۔ نہ آپ پروفیسر تھے۔ اور آپ کا تعلق کسی حکمران طبقہ سے نہ تھا بچپن ہی سے آپ لوگوں میں حق پسند صدیق اور معتبر گنے جاتے تھے۔ اسی لئے آپ کو امین کا لقب ملا۔ آپؐ کی اوائل زندگی سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ حرص و ہوا کے پیرو تھے۔ حضرت خدیجہ کے ساتھ آپؐ کی خانگی زندگی نہایت خاموشی اور عمدہ طریق سے بسر ہوئی۔ جو اوروں کیلئے ایک مثال ہے زندگی کے آخری حصہ میں جب آپؐ کو پورا غلبہ حاصل ہوگیا تھا۔ تو اسوقت بھی آپ اسی سادہ زندگی پر قائم رہے۔ اور اسی طرح گھر کے معمولی کام اپنے ہاتھ سے کرلیتے۔ ہر ایک سے آپ نہایت مہربانی کا سلوک کرتے اور کمزور اور محتاجوں۔ بیواؤں اور یتیموں سے بہت شفقت کرتے۔ اپنی طاقت سے آپؐ نے کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا۔ وہ غربا کے لئے چھوڑ گئے۔ جب پہلی مرتبہ الہام نازل ہوا۔ تو اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

اس عمر میں آپ پورے ترقی یافتہ انسان تھے۔ آپ نہ تو جوشیلے نوجوان تھے اور نہ ہی اس بوڑھے انسان کی طرح تھے جسکے قویٰ بالکل کمزور ہو گئے ہوں۔ حضرت خدیجہؓ عمر میں آپؐ سے چودہ سال بڑی تھیں۔ اور اس وقت نکاح کئے ہوئے پندرہ برس گزر چکے تھے فوراً آپؐ پر ایمان لے آئیں یہ ایک عجیب بات ہے۔ حضرت خدیجہ ایک اعلےٰ طبقہ کی امیر اور نہایت کامیابی سے تجارت کرنیوالی خاتون تھیں۔ لازماً فطرت انسانی کا آپؐ کو خوب علم ہوگا۔ اگر حضرت خدیجہؓ کو آپؐ کی صداقت کا یقین نہ ہوتا اور اس الہام پر ایمان نہ لاتیں۔ جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تو آپؐ ہرگز اس جرأت اور وفاداری سے نبی کریم صلعم کا ساتھ نہ دیتیں کیونکہ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر آپؐ کبھی یقین نہ کر سکتی تھیں کہ نبی کریم صلعم کی یہ تحریک کامیاب ہوگی۔ خداوند تعالیٰ کے اس الہام کی عدم موجودگی میں عرب کے اندر اسلام کی کامیابی کا وہم وگمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ہمارے مخالف بلا شبہ کہینگے۔ کہ یہ سب باتیں عیسائیت کے متعلق بھی صحیح ہیں۔ اور اس مذہب کی اشاعت خداوند تعالےٰ کی امداد کے بغیر نہ ہو سکتی تھی۔ جس زمانہ میں عیسائیت نے ترقی کی اس وقت بالکل مختلف حالات تھے۔ جنہیں توا ہم پرستی کے عقائد خوب نشوونما پا سکتے تھے۔ ہومر کے عہد سے ورجل کے زمانہ تک جو لاطینی اور یونانی شعرا گزرے ہیں۔ اگر ان کا مطالعہ کیا جائے۔ اور پرانے عہد نامہ کے نبیوں کی تعلیم کو دیکھا جائے۔ تو یہ حقیقت واضح طور سے ظاہر ہو جائیگی۔ حضرت مسیحؑ سے اسی برس پہلے اووڈ کی کتاب میں جولیس سیزر کی وفات کے متعلق چندواقعات تحریر کیئے گئے جو بعینہٖ صلیب کے واقعہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ میری مراد زلزلے تاریکی اور قبروں کے کھلجانے سے ہے۔ جن میں سے مُردے باہر نکلکر

بازاروں میں پھرنے لگے۔ یا بالفاظ دیگر عیسائیت کی بنیاد اس زمانہ کے عقائد اور توہم پرستیوں پر ہے +

لیکن اسلام میں یہ بات نہیں۔ اس زمانہ میں جو رسومات اور توہم پرستیاں رائج تھیں۔ انکی قطعاً کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ اسلام کو دریا کی رو کے مخالف جانا تھا۔ اور اس راستہ کو اختیار کرنا تھا۔ جو سیدھا ایک دشوار گزار گھاٹی پر چڑھتا ہے۔ ان امور کو مفصل بیان کرنے کیلئے کافی جگہ نہیں۔ دُنیاوی نکتۂ نگاہ سے قریش کو جو کعبہ کے محافظ تھے اسلام سے مخالفت کی بڑی یہ وجہ تھی کہ رُوے زمین پر اس وقت کوئی قوم عربوں سے بڑھ کر لا مذہب نہ تھی۔ اور کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جہاں اسقدر باہمی نفاق اور جنگ ہوں۔ تمام عرب میں کسی کو وحدانیت کی خواہش نہ تھی۔ اور اس بت پرستی میں کسی کو وحدانیّت کا خیال بھی نہ آسکتا تھا۔ اور اس خدا کی پرستش کا کون خواہاں تھا جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اور علیم و خبیر کی صفات رکھتا ہے۔ ایکدوسرے پہلو سے اس امر پر غور کرتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ ایک انسان نیک نیتی یا خود غرضی سے بنی نوع انسان کی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کی ترقی کے لئے ایک مذہب ایجاد کرتا ہے۔ جو قارئین پر جوسمتھ۔ برگھم ینگ جیسے لوگوں کی مثال سے ظاہر ہو جائیگا۔ کوئی شخص چاہے وہ کس قدر با اخلاق اور عالی دماغ کیوں نہ ہو۔ گردوپیش کے حالات اور ان امور کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ جو اس وقت لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوں۔ موجودہ زمانہ میں اگر کوئی اس قسم کا نبی پیدا ہو جائے۔ تو وہ یقیناً ایک عالمگیر اخوت امن اور سوشلزم کے اصولوں پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھیگا۔ ہم مُسلمہ طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک انسانی مذہب اپنے وقت میں لوگوں کی مخالفت اور اُنکے عقائد کے عین برعکس رہ کر نہیں چل سکتا اور کوئی شخص اس ایسے موہوم فعل کو سرانجام دینے کی کوشش نہیں کریگا۔

اور نہ ہی اس مقصد کے حصول میں تیرہ سال تک مختلف قسم کی ایذاؤنکو برداشت کریگا۔ ہاں بعض لوگ جو عملی زندگی سے محض لاعلم ہیں۔ سو بہی اسکے خلاف آواز اٹھا سکتے ہیں انہیں فطرت انسانی اور زندگی کے عملی پہلو سے ذرہ بھر بھی واقفیت نہیں ہوتی +

# غیبت اور بدگوئی

ادفع بالتی ھی احسن ط

ترجمہ۔ بُرائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو۔ کہ وہ بہت ہی اچھا ہو

واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللّٰہ

ترجمہ۔ اور اگر تم کو کسی طرح کا شیطانی وسوسہ گدگدائے۔ تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو (حٰم السجدہ) +

(قرآن کریم کے ۱۰۴ سورہ کی افتتاحی آیات ویل لکل ھمزۃ لمزۃ (ترجمہ۔ ہر شخص لوگوں کی عیب چینی کرنا۔ اور ان پر آوازے کستا ہے اسکی تباہی ہے) سے شروع ہوتی ہے) بعض لوگوں میں ایکدوسرے کو بُرا ظاہر کرنے کی بدعادت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ حسد ہوتا ہے۔ ایک انسان دوسرے کو دولت رتبہ اور علم سے زیادہ بہرہ ور دیکھتا ہے۔ اور اس کے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے اسی پر ذیل کے الفاظ میں نصیحت کی۔ جب تم کسی انسان کو دیکھو جسے تمہارے مقابل دولت اور خوبصورتی سے زیادہ حصہ ملا ہے۔ تو ان لوگوں پر نگاہ ڈالو جو ان نعمتوں سے کم متمتع ہوئے ہیں۔ ہم اکثر ایک ایسے شخص سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ یہ محض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے پاس ہماری نسبت دنیا کے اموال کی افراط ہوتی ہے۔ ہم سوچتے ہیں

کہ ایسا کیوں ہوا۔ زید کیوں لکھ پتی بن گیا۔ جبکہ بکر کے لئے افلاس کے سبب بسر اوقات کرنا بھی دشوار ہے۔ جب ہم اپنے ہمسایہ کو بعض امور میں اپنی نسبت زیادہ آسودہ حالت میں دیکھتے ہیں۔ تو ہمارے دل میں غضب کی آگ مشتعل ہوتی ہے۔ اور شکایت کے الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہم اس پر بدنیتی اور بددیانتی کا الزام لگا کر اپنی کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایکدوسرے سے مبالغہ آمیز باتیں کرکے اس شخص کے چالچلن پر دھبہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گو اس کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ ایک انسان کے حسد کی وجہ سے لوگ اسے ایک بڑا گنہگار سمجھنے لگتے ہیں۔ اور اس سے ملنا جلنا بھی پسند نہیں کرتے۔ نبی کریم صلعم نے ہمیں آگاہ کیا ہے۔ کہ اگر ہم بعض لوگوں کو اپنی نسبت زیادہ آسودہ پاتے ہیں۔ تو ان لوگوں کی تعداد پر بھی غور کرنا چاہئے۔ جنہیں دنیاوی مال و دولت میں ہم سے کم حصہ ملا ہے آکثر گرد و پیش کے حالات ہماری تعلیم و تربیت دولت اور رتبہ کی کمی کا باعث ہوتے ہیں۔ اور ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہئے۔ کہ خداوندتعالے نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ اس سے سب یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور اسکی نظر میں امیر و غریب بڑا اور چھوٹا سیاہ و سفید سب ایک ہیں۔ سب وہی پانی پیتے ہیں۔ اور اسی ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ اور چاند سورج ستاروں اور کائنات قدرت سے یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ خداوندتعالیٰ نے بغیر کسی تمیز کے سب کو یکساں نعمتوں سے متمتع کیا لیکن انسان نے بہت سی چیزوں پر بیجا قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ دنیاوی تمیز خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ انسان کی پیدا کردہ ہے۔ خداوندتعالےٰ نے ہر انسان کو ایک جیسے بدن اور قوےٰ عطا کئے۔ اور جو ایک شخص کر سکتا ہے وہ دوسرے کے لئے بھی ممکن ہے۔ اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ

صدیوں کے معاملات کو ہم گھنٹوں میں تہ و بالا نہیں کر سکتے۔ انسان اب محسوس کرنے لگا ہے۔ کہ دوسرے انسان بھی اسی کی طرح ہیں۔ اور قوم و ملت اور رنگ محض اتفاقی امور ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا وہ مذہب جو اخوت بنی نوع انسان کو پیش کرتا ہے۔ وہ ساتھ ہی اس امر پر بھی بہت زور دیتا ہے مسجد میں ہم کسے اپنا امام بناتے ہیں۔ وہ کوئی ایسا مولوی نہیں ہوتا جو تنخواہ پاتا ہو یا جس میں امراکی صفات پائی جاتی ہوں۔ ہم اپنے میں سے ہی کسی کو امام بنا لیتے ہیں۔ جو فضیلت میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ ہماری عبادت کا کیا طریق ہے۔ کیا ہم گدیلے والی کرسیوں پر بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ جبکہ اور لوگوں کے لئے لکڑی کی نشستیں مقرر ہیں۔ نہیں ہم سب امیر و غریب آقا و غلام اُستاد و شاگرد یکساں خداوند تعالیٰ کے حضور میں دوش بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں یہ احساس ہونا چاہئیے کہ ہم سب برابر ہیں۔ بعض اتفاقی امور ایک انسان کی بڑائی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم بھی کوشش سے اس رُتبہ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن صرف مال و دولت کو ہی ہمیں ایسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئیے۔ جس شخص نے دولت رتبہ اور علم سے زیادہ حصہ پایا ہے۔ اسکی ذمہ داری بھی اس شخص سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جو ان سے محروم ہے۔ اسے ان تمام فوائد کا صحیح استعمال کرنا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا جو اسکی سزا بھی زیادہ ہے۔ اگر ان کے حصول میں اس نے دغابازی سے کام لیا ہے۔ تو اس کا ضمیر اسے کس قدر ملامت کرتا ہوگا۔ ان لوگوں کو دیکھو جو لاکھوں کے مالک ہیں۔ لیکن کھاتے میں ان کے لئے کوئی لطف نہیں رہا جو ضمیر کی ملامت کو دُور کرنے کے لئے ہمیں خدا کا شکر کرنا چاہئیے کہ ہم پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا گیا ہماری ذمہ داریاں کم ہیں۔ اور حرص و تمنا کم ہونے کے سبب ہمارے لئے گناہوں میں مُبتلا ہونے کا بھی کم اندیشہ ہے علاوہ ازیں

ہمارے دوست و احباب کا حلقہ ہوتا ہے۔ اور اسمیں اکثر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور نئے تعلق کے سبب ہمارے دوست اسکی طرف زیادہ متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری عدم موجودگی میں اس سے زیادہ راہ ورسم پیدا کر لیتے ہیں یہ صرف اس لئے ہوتا ہے۔ کہ نئے دوست سے رفاقت بڑھے اور اجنبیت دُور ہو ورنہ پُرانے دوستوں سے ویسے ہی تعلقات رہتے ہیں۔ ان کے اس فعل سے ہماری توہین مُتصوّر نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ہم دل و جان سے اس طرف توجہ دیں۔ اور یہ خیال کرنے لگیں۔ کہ دوست اب ہماری پروا نہیں کرتے اور انھوں نے ایک نیا تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اور پُرانے دوستوں کی کوئی قدر باقی نہیں رہی۔ ان خیالات سے ہم اپنے لئے ایک جہنّم پیدا کر لیتے ہیں اور زندگی میں سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ اب کسی کو ہماری ضرورت نہیں۔ ہم ہر ایک لفظ اور نگاہ اور ادنے ادنے باتوں سے غلط مفہوم نکال لیتے ہیں۔ اور اپنے لئے خود تکالیف پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بعد نہایت کمینہ پن سے اِنتقام لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اپنے دوست کو بدنام کرنا چاہتے ہیں یا اس کے سامنے اور دوستوں کی بُرائیاں ظاہر کر کے اسے آگاہ کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ اس طریق سے ہم اپنے تئیں خدا اور انسان کی نگاہوں میں حقیر بناتے ہیں شیکسپیر نے ہماری فطرت کو خوب سمجھ کر کہا۔ کہ اگر تم برف کی مانند بھی پاکیزہ ہو۔ لیکن بدنامی سے نہیں بچ سکتے۔ وہ ہماری کمزوریوں سے خوب واقف تھا۔ کیونکہ ہم اپنے اس دوست کو بدنام کرنے سے نہیں رُکتے جو ہر طرح بیگناہ ہے۔ اس طرزِ عمل سے ہم اپنے لئے ایک عذاب پیدا کر لیتے ہیں۔ ایک حاسد ادنے سے ادنے امور کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اسلام پہلے اپنے نفس پر غور کرنے کی تعلیم دیتا ہے تاکہ جو بُرائیاں اوروں میں ہم دیکھتے ہیں۔ انھیں میں ہم خود مُبتلا تو نہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ لوگوں کی ان بُرائیوں کو مت دیکھو۔ اور ان کا ذکر نہ کرو

جو تم میں موجود ہیں۔ ہمارے لئے یہ بھی حکم ہے۔ کہ جو ایک خدا اور آخرت پر ایمان لاتا ہے اُسے ہمیشہ نیک بات کہنی چاہیئے یا خاموش رہنا چاہیئے۔ یہ بھی نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے۔ کہ ایک مسلم کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے پس ہمارے لئے حکم ہے کہ ہم اپنی زبان پر پورا قابو رکھیں۔ ہمیشہ نیک بات کہیں اور باطل اور غلو سے اجتناب کریں۔ جب ہم خداوند تعالیٰ کے حضور میں جائیں گے تو وہ ہمیں اس وقت تک نہیں بخشیگا۔ جب تک کہ ہم ان لوگوں سے معافی حاصل نہ کرلینگے۔ جو ہمارے ہاتھوں ستائے گئے۔ دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام زیادہ عملی مذہب ہے۔ اسکی یہ تعلیم نہیں کہ پہلے ہم ایک بدی کا ارتکاب کرلیں۔ اور بعد میں خدا سے معافی مانگ لیں۔ بلکہ اول ہمیں اس شخص سے معافی طلب کرنے کو کہا ہے۔ جسے ہماری وجہ سے تکلیف پہنچی۔ اس تلافی کے بعد ہم خداوند تعالیٰ سے استعانت چاہتے ہیں۔ تاکہ دوبارہ ہم سے ایسی خطا سرزد نہ ہو۔ اس طرح ہم بلند مراتب کو حاصل کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس گناہ کی اہمیّت کا احساس ہوتا ہے۔ جو ہم نے بنی نوع انسان کے خلاف کیا۔ اگر ہم خداوند تعالیٰ سے محض معافی کیلئے التجا کریں۔ تو جو شخص ہماری وجہ سے مشکلات میں پڑا ہے ہم اسکی رہائی کے لئے کوئی سعی نہیں کرتے۔ ان معاملات پر غور کرکے ہمیں اپنے دوستوں کو دیکھنا چاہیئے۔ کیا ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ ہم اس کی طرح ہو جائیں۔ جو خودغرضی اور حرص کے سبب تنہا رہجاتا ہے۔ اور کوئی اس سے محبت نہیں کرتا +

ہمیں لوگوں سے نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ اور اپنے ہمسایہ کے متعلق حسن ظنی سے کام لینا چاہیئے۔ اگر ان میں نقائص موجود ہیں۔ تو ہمیں صرف نقائص سے ہی متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ان کی نیکیوں پر بھی تحسین کرنی چاہیئے ہم بھی نقائص سے پاک نہیں۔ اسلئے اگر ہم دوسروں کے متعلق بدگوئی نہ کریں تو

ہم زیادہ خوش رہ سکتے ہیں - اور اخوت انسانی زیادہ قریب آسکتی ہے اس دنیا کو چھوڑنے کے بعد ہم ان لوگوں کی ملاقات سے خائف نہ ہونگے جن سے یہاں ہمارے تعلقات تھے - اور اس دن ہمیں کوئی خدشہ نہ ہوگا جبکہ خداوند تعالیٰ کے حضور میں ہمارے تمام افعال ظاہر ہونگے - اور منافق اپنے حقیقی رنگ میں نظر آئیگا +

ہمیں اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہئے - کہ تمام بدظنیاں اور شکوک جو ہم یہاں کرتے ہیں - وہ موت کے بعد ہمارے سامنے ہونگے - وہاں ہم اپنے اعمال کا اِنکار نہیں کر سکتے - اگر ہم لوگوں سے نیک سلوک کرتے رہے ہیں - تو ہم خوشی سے اُن کی مُلاقات کا اِنتظار کرینگے - اور ہمیں اس خیال سے مسرت حاصل ہوگی - کہ جو لوگ آگے چلے گئے ہیں - وہ بھی ہم سے ملنے کا اشتیاق رکھتے ہیں - اس طرح آخری وقت ہمیں ایک اطمینان نصیب ہوگا - اور ہم خوف و خطر سے محفوظ رہینگے لیکن اگر ہم یہ محسوس کریں - کہ جن لوگوں کو ہمارے ہاتھ سے تکلیف پہنچی ہے - اور جو ہماری وجہ سے رُسوا ہوئے - وہ ہمارے انتظار میں نہیں - تو اس خیال سے ہم پر کس قدر خوف طاری ہوگا - اور موت کے وقت ہماری یہی آرزو ہوگی کہ کسی طرح ہم اس دُنیا پر رہجائیں - اور ہم خداوند تعالیٰ کے حضور میں جانے سے ڈرینگے - یہی وجہ ہے - کہ بستر مرگ پر وہ ہولناک نظارے دیکھنے میں آتے ہیں - جبکہ اِنسان پر ایک دہشت چھا جاتی ہے - اور وہ سہارا لینے کے لئے ہاتھ مارتا ہے - اور خواہش کرتا ہے - کہ ہم اُسے کسی چیز سے بچالیں جسے وہ دیکھتا ہے - لیکن جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے - ہمیں ہر وقت نیکی اور حق کی راہ پر گامزن ہونا چاہئے - اور حقوق العباد کی نگہداشت کرنی چاہئے - اور ہر گھڑی اس امر میں کوشاں رہنا چاہئے - کہ کسی اِنسان کو ہمارے اقوال و افعال سے تکلیف نہ پہنچے - یہی ایک صورت ہے جس سے

زندگی کے آخری لمحوں میں ہمیں اطمینان اور امن حاصل ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیات غور کے قابل ہیں۔ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ہ یایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم

ترجمہ۔ مسلمان تو بس (آپس میں بھائی) بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا۔ اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو۔ تاکہ (خدا کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے۔ مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں۔ عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہیں۔ اور آپس میں ایکدوسرے کو طعنے نہ دو۔ اور نہ ایکدوسرے کو نام دھرو۔ ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے۔ اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں۔ تو وہی (خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔ مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو۔ اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی بھی (اس بات کو) گوارا کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو۔ کہ یہ بھی تو ایک قسم کا مُردار کھانا ہے) اور اللہ (کے غضب سے) ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے +

(سورۃ الحجرات رکوع ۱)

قرآن کریم نے اِن الفاظ میں ایکدوسرے کی بدگوئی سے منع فرمایا ہے۔
اگر تمام انسان ان نصائح پر عمل کریں تو دنیا ایک خوشگوار مقام بن سکتا
ہے۔ تمام لڑائی جھگڑے غلط فہمیاں اور ہر قسم کا عناد مٹ سکتا ہے۔ اور
بنی نوع اِنسان رضائے الٰہی کے ماتحت حلقہ بگوش اسلام ہوکر امن کی زندگی
بسر کر سکتے ہیں +

# قرآن کریم اور اِنسانی قوانین کے بنیادی اصول

خوشی کو کامل طور سے حاصل کرنا اور مصائب میں کمی پیدا کرنا انسانی جدوجہد
کا مقصد ہے۔ اور دنیا کے تمام مذاہب اسی مقصد کے حصول میں کوشاں رہے
ہیں۔ مذہب نے زندگی کیلئے چند قوانین وضوابط قائم کئے۔ اور انہی کی پابندی
میں وہ اپنے پیروؤں کی خوشی سمجھتا ہے۔ اس کے بغیر مذہب مذہب کہلانے
کا حقدار نہیں۔ کیونکہ مذہب کے مقابل پر دنیا میں کوئی اور طاقت ایسی نہیں جو
انسان پر پابندی عائد کرسکے ہمیں ایک ایسے مجموعہ قوانین کی حاجت ہے جو ہر طرح
سے مکمل ہو۔ انسان غلطی کرسکتا ہے۔ اور اس کے قوانین ناقص ہوتے ہیں۔
وہ ہمیشہ اعلےٰ قوانین مرتب کرنے میں ایسے اصولوں کی ضرورت محسوس کرتا
رہا ہے۔ جو اسکی ہدایت کا موجب بن سکیں۔ کیا خداوند تعالیٰ ہمارے لئے چند
ایسے عظیم الشان اصول بذریعۂ الہام نازل نہیں کرسکتا جو ہماری تمام ضروریات
پر حاوی ہوں۔ جن کی روشنی میں ہم قوانین بنا سکیں جو موجودہ حالات کے مطابق
ہوں۔ اور آیندہ آنیوالی ضروریات کو بھی پورا کرسکیں۔ اور جو ہماری ترقی میں
سدّ راہ نہ ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ایسا کرنا خداوند تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے
اگر خداوند تعالیٰ کا منشا ہے۔ کہ ہم ایک خاص راہ پر گامزن ہوں تو اس کیلئے
ایک ایسا الہام نازل کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے۔ جو ایسے

بنیادی اصولوں کو بیان کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ قرآن کریم ایسے قوانین پیش کرتا ہے جو زندگی کی مختلف ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے احکام کا مجموعہ نہیں جو قابل عمل نہ ہوں۔ اور نہ ہی اس کتاب میں چند ایسے کلمات ہیں۔ جن کا دوہرا لینا کافی ہے۔ قرآن کریم اگر ایکطرف ذات باریتعالیٰ کا صحیح نقشہ پیش کرتا ہے۔ اور ملائکہ الہام نبوت قیامت اور جنت و دوزخ جیسے اہم امور پر روشنی ڈالتا ہے۔ تو دوسری طرف وہ اصول بیان کرتا ہے جو ہماری سیاسی سوشل اقتصادی اور خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ زندگی کیلئے یہ ایک مکمل قوانین کا مجموعہ ہے۔ اگر حکومت کے متعلق ایک بادشاہ کے لئے قوانین ہیں۔ تو رعایا کیلئے بھی احکام موجود ہیں۔ تاکہ وہ اپنے حاکم کی اطاعت کریں۔ چاہے وہ کسی بیرونی ملک کا ہی کیوں نہ ہو۔ اسیطرح ایک مقنن سیاست دان جج فوجی افسر تجار دستکار ایک باپ بیٹا بھائی خاوند اور بیوی ایک ہمسایہ اور امیر و غریب غرضیکہ زندگی کے مختلف شعبوں میں یہ کتاب انسان کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔ اور اسے سوسائٹی کیلئے مفید بنا سکتی ہے۔ ایسی مکمل تعلیم صرف قرآن کریم میں ہی مل سکتی ہے۔ کیونکہ یہ خدا کا آخری الہام ہے۔ قرآن کریم نے فرائض اور حقوق قائم کئے ہیں انسانی قوانین بہت ناقص ہیں۔ ہمارا یہ روزانہ مشاہدہ ہے کہ بوڑھے والدین نہایت غربت کی حالت میں ہیں اور بیٹے عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ نہایت افسوسناک امر ہے۔ لیکن قانون اس کا کوئی تدارک نہیں کر سکتا +

# دُعا

## ہر فرد بشر کیلئے دُعا کی ضرورت اور اس کا مفاد

از

(شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لاء گدیہ ضلع بارہ بنکی)

دُعا ایمان کا ستون اور رُوح کی غذا ہے۔ رُوح کو چین اور آرام نہیں مل سکتا۔ جب تک کہ اس کا تعلق اس کے اصلی سرچشمہ سے نہ ہو۔ اور یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ ہر ایک چیز اپنے ہی عنصر میں خوشی حاصل کر سکتی ہے۔ رُوح بھی اس قاعدے سے باہر نہیں۔ خدا کے تعلق سے وہ اپنی مناسب و صحیح عنصر میں جا ملتی ہے۔ اور اصلی مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ اور بہترین طریق اس رابطہ کے حصول کا دُعا ہی ہے۔ نماز یا دعا کا اثر ہماری پر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ Protoplasm کا ہمارے جسم پر۔ دعا سے رُوح کی پرورش ہوتی ہے۔ اسلئے بعض مذہب نے اسلام کی طرح دن میں پانچ دفعہ دُعا کو لازمی قرار دیا ہے۔ جسم بھی پانچ دفعہ غذا مانگتا ہے۔ لہذا رُوح کیلئے بھی اتنی ہی دفعہ چاہیئے۔ اور بات تو یہ ہے کہ ہمیں رُوح کی بمقابلہ جسم کے زیادہ پروا کرنی چاہیئے۔ جسم فانی ہے انحطاط اس کے ساتھ پیوستہ ہے۔ اور اگر ہر ممکن طریق سے بھی اسکی حفاظت کی جائے۔ تو بھی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اور غیر فانی نہیں ہوسکتا۔ اسلئے جو سُکھ یا دُکھ اُسے پہنچتا ہے۔ وہ عارضی ہوتا ہے۔ لیکن انسان کی رُوح ہی غیر فانی ہے۔ جسقدر اسکی نگہداشت ہوگی۔ اسی قدر زیادہ اس سے آرام ملیگا یہ خوشی و آرام چونکہ مستقل ہے۔ لہذا رُوح کی قدر بھی زیادہ کی جانی چاہیئے۔ انسان کو اپنے جسم سے زیادہ اسکی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور کسی صورت میں بھی اسے پس پشت نہ ڈالنا چاہیئے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے۔ جبکہ وہ خدا سے رابطہ قائم کرے۔ اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ صرف خوراک پر ہی

زندگی کا دار و مدار نہ ہونا چاہئے ۔ بلکہ دُعا و عبادت پر بھی جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی فرمایا ہے ۔ عبادت انسان کے روزانہ کاروبار کا ایک حصہ ہونا چاہئے ۔ دُعا کے لئے جو دل سے نکلتی ہے کسی خاص زبان کی قید نہیں ۔ جیسا کہ مشہور فارسی کے شاعر حضرت حافظ شیراز فرماتے ہیں :-

کر تو افسانۂ محبت کو جو بھی زبان تُو جانتا ہے ۔ اُسی میں بیان کر۔

اور اسی طرح ایک دوسرے ایرانی شاعر جناب حکیم شنائی نے بھی اسی بات کا ذیل کے شعر میں اظہار فرمایا ہے ؎

سخن کز بہر دیں گوئی چہ عبرانی چہ سریانی
مکاں کز بہر حق جوئی چہ جابلسا چہ جابلقا

ترجمہ ۔ جب تو دین کا ذکر کرے ۔ تو اسی زبان میں ذکر کر جس کو تو جانتا ہے ۔ خواہ وہ عبرانی ہو یا سریانی ۔ اور جب تو مکانِ حق کا متلاشی ہو ۔ تو اسکو کسی ملک میں تلاش کر خواہ وہ ملک جابلقا ہو یا جابلسا ۔

دعا الفاظ کے استعمال کے بغیر بھی ہو سکتی ہے ۔ لیکن ہونی ضرور چاہئے کیونکہ انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے ۔ ہم طبعاً کبھی بھی دعا کی طرف جھکتے ہیں ۔ مثلاً مصیبت و خطرہ کے وقت ۔ اور خصوصاً جبکہ ہم جہاز میں سوار عین وسط سمندر میں ہوں ۔ اور طوفان وہاں بپا ہو جاوے ۔ ایسے موقعہ پر وہ لوگ بھی دُعائیں کرتے ہیں ۔ جنہوں نے کبھی اللہ کا نام بھول کر بھی نہیں لیا ۔ دہریہ بھی سخت مصیبت و آفت کے وقت خدا کی ہستی پر ایمان لاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں +

انسان مصیبت کے وقت گویا طبعاً خدا کی طرف مدد کیلئے دیکھتا ہے ۔ اور جبکہ تمام طرف سے مایوسی نظر آتی ہے ۔ اور کوئی ذریعہ تسکین کا نظر نہیں آتا ۔ تو اسوقت

قلب کو راحت اور آرام دعا سے ہی ملتا ہے۔ اور اسی کی بدولت وہ مایوسی اور
ناامیدی کی تکالیف سے بچ جاتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ وہ خطرات بلکہ
موت کا مقابلہ بھی کر لیتا ہے۔ دعا ہی اسے مشکل سے مشکل کام کرنے پر آمادہ
کرتی ہے۔ اور اس سے ہی وہ اپنے اندر چستی اور چالاکی پاتا ہے۔ اسباب کا
بھی اسے علم ہے۔ کہ ہر امر کا ایک سبب ہوتا ہے۔ اور ہر مقصد کے حاصل کرنے
کیلئے کوشش ضروری ہے۔ اور تجربہ نے اسے یہ بھی سکھلا دیا ہے۔ کہ دنیا
میں وہ تمام حالات پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ بعض اوقات باوجود سعی بلیغ کے بھی
انسان اپنا دلی مدعا کسی مخالف امر کے پیدا ہونے سے حاصل نہیں کر سکتا پھر
کسی وقت کامیابی حاصل کرنے کیلئے اسے بار بار کوشش کرنی پڑتی ہے! اور
یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض اوقات بار بار کی ناکامی کے بعد اسے کامیابی
کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ کامیابی کے ذرائع ہاتھ میں لانے کیلئے
بشر ہر ممکن طریق سے کوشش کرتا ہے لیکن ان حالات پر قابو پاتا جو نظر سے
غائب ہیں۔ ایک امر محال ہے۔ کیونکہ انسان دنیا کا مالک نہیں۔ اور اسے آیندہ
واقعات کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ البتہ یہ وہ جانتا ہے کہ خدا تمام موجودات
کا مالک ہے۔ اور اسی کی مدد سے وہ ان تمام تکلیف دہ حالات سے بچ سکتا
ہے۔ جن پر اس کا کوئی اختیار نہیں۔ اور تمام ممکن ذرائع سے اپنا مدعا
حاصل کرتے وقت بھی اسے طبعاً خیال آتا ہے۔ کہ وہ ان تمام راہوں سے
جنمیں خطرات و تکالیف ہیں پرہیز کرے۔ اور سچی دلی دعاؤں اور نمازوں
سے وہ اپنے قادر مطلق خدا کے حضور مدد کے لئے پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ
خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
**ترجمہ**۔ میں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں
انسان جبکہ اپنی سعی و کوشش کے ساتھ دعا و نماز کو بھی ملا دیتا ہے۔ تو اسے
کامیابی کی دگنی امید ہو جاتی ہے۔ اور جسقدر ہمیں کامیابی کی زیادہ امید ہو گی۔

اتنی ہی ہم زیادہ ہمت و کوشش کرینگے۔ چونکہ دعا ہم میں زیادہ توقع اور امید پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا ہم کام بھی زیادہ سرگرمی سے کرتے ہیں +

دُعا نا امیدی و مایوسی کے لئے ڈھال کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ وہ اس ہستی کے حضور پہنچاتی ہے۔ جو سب پر غالب ہے۔ اور جس پر کسی قسم کے قوانین اور قیود حاوی نہیں۔ لہٰذا انسان ناکامیوں کا مقابلہ دلیری سے کرتا ہے۔ انسان کا اپنی کوششوں میں ناکام رہنا ممکن تو ہے۔ لیکن نا امیدی کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ اگر دُعا سے خدا کی امداد و تحریک میں آئے۔ اور اس صورت اگر وہ ایک دو بلکہ سینکڑوں دفعہ بھی ناکام رہے۔ تو وہ دلی دعاؤں کے ساتھ کوشش کرتا ہی رہتا ہے۔ اگر دُعاؤں میں انسان کا اعتقاد ہو تو ناکامیوں سے وہ تھکتا نہیں +

خود ہر ایک انسان پر دُعا کا خاص اخلاقی اثر ہوتا ہے۔ مثلاً خدا مکمل ہے۔ اور تمام راہوں سے پاک و منزہ۔ جبکہ انسان دُعا کے ذریعہ اسکے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ اس امر کی احتیاط رکھتا ہے۔ کہ کہیں وہ فاسد خیالات اور ناپاک دل کو لئے ہوئے اس کے حضور میں پیش نہ ہو۔ اسی امر کی طرف قرآن مجید کی ذیل کی آیات اشارہ کرتی ہیں +

اتل ما اوحی الیک من الکتٰب و اقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء و المنکر و لذکر اللہ اکبر (ترجمہ) (اے پیغمبر یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ اسکی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بیحیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی (رہتی) ہے۔ اور یاد خدا البتہ بڑی (چیز) ہے۔ العنکبوت ۲۹ آیت ۴۵

جس کا ضمیر خود مجرم ہو۔ وہ کبھی خدا تعالیٰ کے حضور جو سب کچھ جانتا ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ اور ہر بُرائی سے پاک و صاف ہے۔ پیش ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ہر روز پانچ وقت نماز پڑھنے کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ

اس سے انسان کا ضمیر چوکنا رہتا ہے۔ نماز میں اس کی خدا کے سامنے پیشی ہوتی ہے۔ اور اسے اپنے افعال و اقوال کا موازنہ کرنا پڑتا ہے تاکہ خدا کو وہ جواب دے سکے۔ اور یہ امر فطرتاً اس کے اخلاق پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ روحانی نکتہ نگاہ سے بھی دُعا کا رُتبہ اعلےٰ ترین ہے۔ بار بار اس کے حضور پیش ہونے اور اس سے تعلق پیدا کرنے سے ہمارا دل اور ہماری رُوح صاف ہوتی ہے۔ اور اسے ہم اس قابل بناتے ہیں۔ کہ خدا سے ہمارا رابطہ قائم ہو سکے +

اِنسان کیلئے دُعا ایک گرانقدر چیز ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ اس سے وہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اور اپنی کمزوریوں سے واقف اور اپنی خوبیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ نیز اس سے علم ہو جاتا ہے۔ کہ اسکے اندر خانی کونسی چیز ہے۔ اور غیر خانی کونسی۔ شکسپیر شاعر نے خوب کہا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو جانچتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی جانچ سکتا ہے لیکن اس سے بھی اعلےٰ تر ایک اور مقولہ ہے۔ کہ جو شخص اپنی معرفت حاصل کرتا ہے۔ وہ خدا کی معرفت بھی پالیتا ہے۔ اور دُعا ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان اپنی ذات کا علم پاکر خدا کی معرفت حاصل کرسکتا ہے +

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب لوہے کو آگ میں ڈال دیا جائے۔ تو اس میں آگ کی بہت حد تک خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال لکڑی کا بھی ہے۔ لیکن لکڑی جلکر فوراً راکھ ہو جاتی ہے۔ مگر لوہے کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ انسان کی رُوح بھی خدا کے ساتھ ملنے سے اسکے صفات حاصل کرلیتی ہے لیکن اگر رُوح پہلے سے تیار اور صاف نہ ہو۔ تو اسکی حالت لوہے کی طرح سے نہیں۔ بلکہ لکڑی کی مانند ہوگی۔ اخلاقی صفائی اور بعض حالات میں جسمانی صفائی بھی۔ رُوحانی صفائی کی مدد ہے۔ اسلئے جب انسان جسمانی اخلاقی اور رُوحانی پاکیزگی پیدا کرکے دُعا میں مصروف ہو۔ تو اسکی رُوح

کی کیفیت خدا کے ساتھ ملکر لوہے کی مانند ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح دُعا
اخلاقی اور رُوحانی ہر دو رنگوں میں ایک انسان کیلئے نعمت عظمےٰ ہے۔ اس سے
اخلاق اعلےٰ قسم کا بنتا ہے۔ اس کے ذریعہ مایوسی کافور ہو جاتی ہے۔ اور
اس کی بدولت کام کرنے کی ہمت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے +

اگر دُعا نیک نیتی سے کی جائے۔ اور اسمیں تڑپ اور سچی ارادتمندی
ہو۔ اور اگر اس کی غرض قوم اور افراد قوم کی بہبودی ہو۔ تو وہ ضرور وہی
مقبول ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ دُعا فوراً ہی درجہ اجابت تک نہ پہنچے۔ تو
وہ ضائع نہیں ہوتی۔ کم از کم اس سے اخلاقی رنگ میں فائدہ ضرور پہنچتا
ہے۔ انسان کا ویسے بھی فرض ہے۔ کہ وہ عبادت و دُعا میں مشغول رہے۔
جیسا کہ حافظ شیراز نے نہایت لطیف طور پر فرمایا ہے کہ ؎

حافظ وظیفۂ تو دُعا گفتن است و بس
دربندِ آں مباش کہ بشنید یا شنید

ترجمہ۔ اے حافظ! تیرا فرض صرف دُعا کرنا ہے۔ اس بات کو خیال میں نہ لا
کہ وہ تیری دُعا سنتا ہے یا نہیں +

انجیل کتاب یسعیا باب اوّل آیات ۱۳ - ۱۷ میں بھی ذیل کی شرائط
قبولیت دُعا کیلئے لکھی گئی ہیں +

نئے چاند اور سبت اور میری جماعت سے بھی کہ میں عید اور بیدینی
دونوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری
عیدوں سے بیزار ہے۔ وہ مجھ پر ایک بوجھ ہیں۔ میں انکے اُٹھانے
سے تھک گیا۔ جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤ گے۔ تو میں تم سے چشم پوشی
کروں گا۔ ہاں جب تم دعا پر دُعا مانگو گے۔ تو میں نہ سنونگا۔ تمہارے
ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں۔ اپنے تئیں دھوؤ۔ آپ کو پاک کرو۔ اپنے
بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دُور کر دو۔ بدفعلی سے باز آؤ۔

نیکو کاری سیکھو - انصاف کے پیرو ہو - مظلوموں کی مدد کرو - یتیموں کی فریادرسی کرو - بیوہ عورتوں کے حامی ہوناہ

انسان کو یہ حق حاصل ہے - کہ وہ اپنے خالق اور رب کی طرف ہر ایک بات کیلئے رجوع کرے - خواہ دنیاوی منفاد کیلئے خواہ خوردنی اشیاء یا بارش وغیرہ کیلئے ہو - اسکی دُعا خواہ کتنی ہی ادنےٰ چیز کے لئے ہو لیکن اس کا خدا کی طرف جھکنا ہی اخلاقی طور پر فائدہ بخش ہے - اس امر کی بھی کوئی پرواہ نہیں کہ ایک ہی وقت میں مختلف اشخاص ایک ہی خدا سے متضاد دعائیں مانگتے ہیں - کیونکہ یہ انسان کا کام نہیں کہ وہ ان مشکلات کا اندازہ لگائے - جو دعا کے قبول کرنے میں ہیں - خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی ناممکن نہیں - وہ خوب جانتا ہے - کہ کونسی دُعا قبول ہونی چاہیئے - اور کونسی رد - اس نے یہ قانون باندھ دیا ہے - کہ جو کچھ انسان حاصل کر سکتا ہے - اس کے لئے وہ خود کوشش کرے - اور اسمیں کامیابی کیلئے وہ صدق دل سے دُعا بھی مانگے - پھر اللہ تعالےٰ جو اس جہاں کا مالک ہے - اپنی مدد بھیجتا ہے ہ

(باقی دارد)

---

# جوئے پر ٹیکس

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما - ترجمہ - تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں کہو ان دونوں میں بڑائی ہے - اور لوگوں کیلئے فائدے (بھی) ہیں - اور ان کی بُرائی ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے - البقرہ آیت ۲۱۹

یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ ترجمہ مسلمانو! شراب اور جوُا اور بُت اور پاسے (ان میں کا ہر ایک کام) تو بس ناپاک شیطانی کام ہے - تو اس سے بچتے رہو - تاکہ تم فلاح پاؤ +

جوُا اور چند دیگر بُرائیاں عیسائی ممالک میں کیوں جائز سمجھی جاتی ہیں زنا کیوں خلاف قانون نہیں - اس کا جواب کلیسیا کے قوانین سے ملیگا جو انسان کو فطرتاً گنہگار تصوّر کرتے ہیں - انسان کو گناہ کے بغیر چارہ نہیں پس گناہ کو خلاف قانون قرار دینا رضائے الٰہی کے خلاف ہوگا - اسکی عدم موجودگی میں گنہگار شفاعت کے لئے کس طرح آئیں گے - علاوہ ازیں ایسے گناہ سے قوانین الٰہی کے خلاف جرم ہوتا ہے - سلطنت کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہوتی - اسلئے انکی سزا آخرت میں خدا ہی دیگا - اس دُنیا میں ان کا مواخذہ نہیں ہوسکتا - اور نہ حکومت ایسے جرائم کو روک سکتی ہے یہ دلائل کلیسیا کی حمایت میں پیش کئے جاتے ہیں - جن پر حکومت نے بھی مُہرِ صداقت لگائی ہے - اور جوئے کو جائز قرار دیا ہے - پارلیمنٹ کے پچھلے اجلاس میں دارالعوام نے ایک خاص کمیٹی جوئے کے ٹیکس پر غور کرنے کیلئے مقرر کی - پہلے اسی مضمون کے تحت میں بیان ہو چکا ہے کہ انگلستان

میں ہر سال جوئے پر ۱۰۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ صرف ہوتے ہیں۔ کمیٹی کی رائے میں یہ رقم اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر اس پر ۱۰ فیصدی کے حساب سے ٹیکس لگایا جائے۔ تو اس سے ۱۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ کی آمدنی ہوگی۔ رپورٹ میں جوئے کو قانونی طور پر جائز سمجھنے کیلئے بھی زور دیا گیا۔ انگلستان کے قانون کی رُو سے جوٗا خلاف قانون نہیں۔ کمیٹی نے چالیس گواہوں کی شہادت درج کی اور اُن سے دس ہزار سے زیادہ سوال پُوچھے۔ اور اپنی رپورٹ میں اس نتیجہ پر پہنچی۔ یہ کمیٹی اس امر میں متفق الرّائے ہے۔ کہ جوٗا ایک غیر مفید شئے ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ خوشی اور جوش کا موجب ہے۔ اور بعض اپنے روزانہ کاروبار کے بعد اسمیں بطورِ شغل حصّہ لیتے ہیں۔ اس سے درحقیقت کوئی فائدہ نہیں۔ اور یہ غیر ضروری چیز ہے۔ جس پر ضرور ٹیکس لگانا چاہئے۔ اور جب تک کوئی خاص وجوہات نہ ہوں اُسے ٹیکس سے بری نہیں کرنا چاہئے +

کمیٹی نے کثرت رائے سے اس خیال کی تصدیق کی ہے یا نہیں ہم انکی رپورٹ سوا اسکے متعلق ٹھیک فیصلہ نہیں کرسکتے کیونکہ اسمیں جوئے کے متعلق تاریخی واقعات کو بیان کرکے یہ بتایا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ یہ کس طریق پر رائج ہے۔ جو لوگ جوئے کے نقصانات کو محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ کمیٹی کی شہادت نہایت افسوسناک ہے۔ جسمیں جوئے کی ترقی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ مزدور پیشہ عورتیں بھی اسمیں شریک ہوتی ہیں۔ اور یہ وبا پادریوں میں بھی پھیل گئی ہے +

## گرجا کے وعظ پر جوئے کی شرط

ریورنڈ جے گلاس نے چیمسفورڈ کانفرنس میں جوئے کے متعلق اپنے افتتاحی خطبہ میں کہا۔ اس کانفرنس کے ایک ممبر نے میرے کمرہ میں داخل ہوتے ہی شرط لگائی کہ میری قرارداد پاس نہ ہوسکیگی۔ گھوڑ دوڑ سے گرجا کے

منبر تک لوگ ہر چیز پر جوئے کی شرط لگانے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ ایکدفعہ اسبات پر شرط لگی۔ کہ میں نئے عہدنامہ سے وعظ کہونگا یا پرانے عہدنامہ میں سے عبادت کی کتاب کے متعلق وعظ کیا۔ جس پر مجھے کہا گیا کہ میں نے خود ہی شرط جیت لی۔ لیکن مجھے کچھ وصول نہیں ہؤا۔ برنڈ ووڈ کے پادری ریورنڈ لٹر لیز نے کہا۔ کہ ایک شخص جو کسی گھوڑے پر دو آنے بطور شرط لگاتا ہے۔ اور دوسرا جو اپنے دلال سے تیل کی تجارت تین پانچسو پونڈ کے حصے خریدنے کیلئے کہتا ہے میں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔ دونوں بغیر صرف کئے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تمام کلیسیا کے اراکین یہی کر رہے ہیں۔ جؤا کھیلنا گناہ نہیں لیکن یہ ایک احمقانہ فعل ہے۔ اب یہ اہم سوال درپیش ہے۔ کہ کلیسیا کا طرز عمل اس کے متعلق کیا ہوگا۔ فری چرچ کے دو گواہ ڈاکٹر گلی اور لٹر نبسن پر کنز جوئے پر ٹیکس لگانے کے مخالف ہیں +

ڈاکٹر ویلڈن اور ڈاکٹر لٹلٹن نے شہادت میں بیان کیا کہ جؤا کوئی بد اخلاقی نہیں۔ لیکن اگر یہ حد سے بڑھ جائے تو اسکے بدی ہوجانے کا احتمال ہے۔ چرچ ٹائمز نے اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ کلیسیا کے اراکین اور ایسے اعلےٰ پایہ کے ڈاکٹر جو ذاتی طور پر چاہتے ہیں۔ کہ ہماری زندگی سے جؤا مٹ جائے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اپنی حیثیت کے مطابق جوئے کی شرط لگا لینے میں کوئی اخلاقی عیب یا گناہ نہیں اس ٹیکس کی مخالفت کا مضحکہ اُڑاتے ہوئے یہی اخبار لکھتا ہے۔ کوئی ایک لمحہ کیلئے بھی یہ خیال نہیں کرسکتا۔ کہ جؤا مٹ جائیگا۔ یہ خلاف قانون نہیں۔ لیکن یہ بالکل غیرضروری ہے۔ یہ صرف خوشی اور جوش پیدا کرنے کے لئے کھیلا جاتا ہے ٹیکس لگنے سے اسمیں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس ٹیکس سے اتنا فائدہ ضرور ہوگا۔ کہ جوئے کے

شائقین ان لوگوں کا کچھ بوجھ ہلکا کردینگے ۔ جو محنت و مشقت میں خاموشی سے زندگی بسر کرتے ہیں +

قرعہ اندازی اور مستقبل کو معلوم کرنے کے دیگر طریق انجیل کے تاریخی حالات میں موجود ہیں ۔ اور انہیں حضرت مسیح کی مرضی دریافت کرنے کے لئے جائز سمجھا گیا ہے ۔ کسی نے بالکل حق کہا ہے کہ کلیسیا محض ایک دھوکہ بازی ہے ۔ اور اس کے اراکین لوگوں کی رُوحوں سے کھیل کر رہے ہیں +

## گرجوں میں تھیئٹر کے تماشے

بارنٹ کا ایک گرجا موٹر گاڑیوں کی آمد و رفت کے بڑھ جانے سے تبدیل کیا جائیگا ۔ تاکہ سڑک اور فراخ ہو جائے ۔ کئی اور گرجے اسلئے بند ہونگے ۔ کہ ان میں کوئی شخص نہیں آتا ۔ باقی گرجے اپنے پروگرام میں زندگی کے فنون لطیفہ کو شامل کرینگے ۔ جن کا مقصد کوئی مذہبی مباحثات نہ ہوگا ۔ بلکہ جذبات کو اپیل کرنے کی پُوری کوشش کیجائیگی ۔ یا بالفاظ دیگر گرجوں میں مذہب کی بجائے فنون لطیفہ کا دور دورہ ہوگا ۔ پادریوں کی جگہ اب ایکٹر وعظ کیا کرینگے ۔ ان تماشوں کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے نشستوں کے لئے ٹکٹ مقرر ہوتے ہیں جنہیں پہلے ہی فروخت کردیا جاتا ہے ۔ اور خانۂ خدا میں بغیر ٹکٹ خریدے کوئی داخل نہیں ہوسکتا ۔ مغرب میں لوگ مذہب کو بھی ایک ٹکٹ سمجھنے لگ گئے ہیں جسے آسمانی دروازے پر دکھا کر وہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے چرچ ٹائمز ان تماشوں کے ذریعہ زمانۂ وسطیٰ کی رسُومات کو پھر تازہ کرنے پر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔ حضرت مسیح کی زندگی کے واقعات کو ڈرامے کے رنگ میں پیش کرنے سے ان کے اندر ایک نئی رُوح پیدا ہو جاتی ہے ۔ ڈرامے کے فن میں ایک بڑی طاقت ہے ۔ یہ آنکھ اور کان

کو اپیل کرتا ہے۔ اور متحرک ہے۔ اس کے مقابل مُصوّری اور شاعری ساکن ہیں۔ اسمیں توجہ کو کھینچ لینے اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے کی طاقت موجود ہے۔ کلیسیا اگر حضرت مسیح کے حالات کو پیش کرنے میں اس فن کی مدد حاصل کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے۔ کلیسیا جو رُوحانیت میں لوگوں کی رہبری کرنے کے ناقابل ہوگیا ہے۔ اب انہیں صرف اس قسم کے لالچ دیتا ہے۔

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ۰ الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا۔ ترجمہ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دو۔ کہ اگر تو ہم تمہیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں (ہاں تو یہ لوگ (ہیں) جن کو دنیاوی زندگی کی کوشش (سب اکارت) گذری ہوئی۔ اور وہ (اپنی غلط فہمی سے) اسی خیال میں ہیں۔ کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں (سُورہ کہف آیت ۱۰۳ و ۱۰۴) +

ناٹنگھم کے گرجا میں تجربہ کے لئے تھیئیٹر کے تماشے کیئے گئے جنمیں بہت سے لوگ شامل ہوئے۔ تماشے کے دوران میں ریورنڈ سائمن جونز نے ڈرامے کے رنگ میں تقریر کی۔ جسمیں بتایا کہ ٹینہازر کس طرح وینز برگ میں آیا اور گناہوں کا بوجھ لے کر کس طرح واپس گیا۔ پھر الزبتھ نے کس طریق سے دوبارہ اُسے اپنی پہلی اعلےٰ اخلاقی حالت پر قائم کیا۔ انجیل کے سبق کی بجائے اس قسم کی تقریریں ہوتی رہیں۔ مسٹر جونز نے ایک ملاقات میں کہا۔ کہ ایکے اس طرز عمل کو چرچ کونسل نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اس تماشے میں موسیقی کو سُنا ہے۔ اور اس سے جو نز ایسی کیفیت طاری ہوئی وہ نہایت مُوثر تھی۔ افسوس ہے۔ کہ گرجے رُوح کی ترقی میں اس آلہ سے کام نہیں لیتے۔ ہم اسے عبادت کا مقام دینا چاہتے ہیں۔ اور ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے مرد عورتوں پر اثر پیدا کرنے کیلئے مذہب کو اور زیادہ دلچسپ رنگ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہم پرانے زمانے

کی رسومات کو ترک کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے میں انجیل کے سبق کی بجائے رسکن ورڈزورتھ یا دیگر جدید مصنفین کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مذہب کو نہایت ہی مجدد طریق سے پیش کیا جاتا ہے۔ علم ادب نظم اور موسیقی کی تمام خوبیوں کو میں خداوند کی خدمت میں صرف کرنا چاہتا ہوں +

پرانی رسومات کو پھر زندہ کیا جاتا ہے۔ پرانے گھواروں میں اس زمانہ کے بچوں کو جھلانے کی کوشش ہوتی ہے۔ اور حضرت مسیح کو نئے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اس پر بھی بھیڑیں اپنے گڈریئے سے نفرت کا اظہار کرتی ہیں +

## گرجے میں آسرس دیوتا کی پوجا

نیویارک میں سینٹ مارک کے اپسکوپل گرجا میں ایک عجیب وغریب قسم کی عبادت ادا کی گئی جس کا مقصد مصر کے ایک دیوتا کی پرستش تھی۔ خاص قسم کی روشنی کے ذریعہ ایک مخفی فضا قائم کی گئی۔ گرجا کے پادری اور تمام جماعت نے ملکر اپنی دعا کو اس طرح پڑھا۔ پادری۔ اسے دن کے خوبصورت بادشاہ ہم تیرا خیر مقدم کرتے ہیں۔ آسمان پر تیرا طلوع نہایت خوشگوار ہے +

جماعت۔ اسے زندہ دیوتا جو نور اور زندگی کا سرچشمہ ہے تیرا طلوع بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ جب تیرا طلوع مشرقی سمت کی طرف ہوتا ہے تو دنیا کا ہر ایک حصہ منور ہو جاتا ہے۔ اور زمین کے اوپر تو چمکتا رہتا ہے۔ تو سورج کا دیوتا ہے۔ اور ہر ایک کو اپنی محبت میں قید کر لیتا ہے اس کے بعد ریورنڈ ولیم گتھری نے دوزانوں ہو کر سورج کے دیوتا سے یہ دعا مانگی۔ اسے دیوتا جو دنیا کے تختوں پر حکمران اور شروع سے زمانوں کا مالک ہے تو ہی سب اشیاء کو قائم رکھتا ہے۔ اور تیرا رتبہ سب دیوتاؤں سے بلند ہے۔ تو حق اور نیکی کا مالک ہے۔ اور دیوتاؤں انسانوں حیوانوں اور نباتات کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کے بعد دعا ختم ہوئی۔ اس سے مسٹر گتھری

کیونکہ میں یہاں اسلئے کھڑا نہیں ہؤا - کہ قرآن کی تعلیم کیا ہے - اور اس نے مختلف شعبہ جات زندگی کے متعلق کیا تعلیم دی ہے - کانفرنس کا ہم سے یہ مطالبہ نہیں - مجھے صرف یہ ہی بتلانا ہے - کہ الہام فی نفسہٖ یا قرآن کریم یا اسلام کس مقصد کے لئے دنیا میں آیا +

اِنسان کائنات کا خلاصہ اور اسکی ایک جز و اعظم ہے - اسلئے مناسب ہے کہ میں سوال زیرِ بحث کے لئے کلام الٰہی کی طرف توجہ کروں - کیوں نہ صحیفۂ فطرت میں جو خدا کے فعل کیلئے بالفاظ قرآن حمید کتاب مبین ہے اس سوال کے جواب کی تلاش کروں +

صحیفۂ فطرت کے جس ورق کو ہم پلٹیں وہاں ایک ہی داستان ہر جگہ روشن ترین الفاظ میں لکھی ہوئی نظر آتی ہے - ایک ذرہ سے چلکر اسکی ہر ایک مستقبل شکل شاہراہ ترقی پر گامزن نظر آتی ہے - ہر ایک چیز میں بیشمار جوہر مُضمر ہوتے ہیں - جو آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں - ایک چھوٹا سا بیج ایک درخت بن جاتا ہے جسمیں شاخیں برگ و ثمر - پھل پھول آہستہ آہستہ نکلتے آتے ہیں - جدھر دیکھو ترقی اور بلوغیت ہی شان کائنات نظر آتی ہے - مٹّی کے ذرّات ہی ایک عالیشان عمارت بن جاتی ہے جگنو کی چمک ایک زبردست برقی روشنی ہو جاتی ہے - ارغنوں کی دلربا آواز میں اس جھینگر کی آواز کی ایک بالغ شکل ہے - جو گھر کے کسی تاریک گوشہ سے آیا کرتی ہے - بڑ اور شاہ بلوط یا دیو دار جیسے تناور درخت ایک کونپل کی انتہائی شکل ہوتے ہیں - دُور کیوں جاؤ خود انسان کو ہی دیکھ لو یہ اُس غیر مرئی جرم کا کامل ہیولےٰ ہے - جو ایک قطرۂ خاصہ کا ہزارواں حصّہ ہوتا ہے - الغرض قوّت و مادہ کا قدم مختلف شکلوں اور ہیولوں میں ہر لمحہ آگے کو ہے - اسمیں رجعت یعنی پیچھے ہٹنا یا واپس آنا نظر نہیں آتا +

یہ بصائر کائنات ہماری آنکھ کھول دینے کیلئے کافی ہیں - ہمارا قدم تو

آگے کو ہونا چاہئے لیکن پھر بھی ہم میں سے بعض کو یہ ارضی زندگی کچھ ایسی پسند آگئی ہے۔ کہ وہ ایکدفعہ اس دُنیا کو چھوڑ کر پھر اسی طرف آنا پسند کرتے ہیں +

یہ سچ ہے۔ کہ ہر ایک چیز اپنے زوال پر پہنچ کر اپنے افراد میں منفرد ہو جاتی ہے۔ اس کے جسم کی ترتیب دینے والے ذرات اصلی شکل کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم نے والیہ برجعون کہکر اشارہ کیا۔ لیکن یہ ذرات ترکیب پاکر جس جوہر کو پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ تو واپس نہیں ہوتا۔ نخل گلاب سے گلاب کا پھول۔ پھول سے عرق گلاب۔ عرق سے آگے عطر۔ عطر سے آگے رُوح۔ رُوح گلاب سے خوشبو۔ خوشبو کا دماغ کی راہ سے قوائے دماغی اور دل کے پردوں میں قوت دینا۔ دیکھو ہر منزل میں فالتو چیزیں اور فضلے پیچھے رہگرا اور پھر ذرات میں منفرد ہو کر عالم ذرات کو لوٹ آتے ہیں۔ لیکن جوہر گلاب جو گلاب کے بیج میں تھا۔ وہ یکے بعد دیگر قالب بدلتا۔ اور ہر ایک قالب میں نئے ذرات کو بطور جسم لیتا۔ آگے کو جا رہا ہے +

---

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۴ء در ہندوستان

### دفتر ووکنگ مسلم مشن لاہور

| تفصیل آمد | نمبر رسید | رقم آمد ہندوستان: پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر ووچر | رقم خرچ ہندوستان: پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | ۱ | ۳ | ۰ | ۶۵۳ | خرچ مشن | [illegible] | ۹ | ۱۳ | ۸۰۶ |
| اسلامک ریویو | ۲ | ۰ | ۷ | ۳۰۷۱ | خرچ ریویو | [illegible] | ۰ | ۶ | ۱۱۲۸ |
| میزان | | ۳ | ۷ | ۳۷۲۴ | میزان | | ۹ | ۳ | ۱۹۳۵ |

دستخط۔ ڈاکٹر غلام محمد
آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

# نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب نواب معین الدین خان صاحب لاہور | ۔ | ۔ | ۱ |
| " والدہ خلیل احمد صاحب لاہور | - | - | ۲ |
| " سید محبوب خان صاحب ہوری دھاروار | ۔ | ۔ | ۳ |
| " احسان الحق صاحب ڈیرہ غازیخان | ۔ | ۔ | ۵ |
| " چوہدری سلطان علی صاحب بہار کر سندھ | ۔ | ۔ | ۱۰ |
| " محمد ابراہیم صاحب " | - | - | ۱ |
| " منہاج الدین صاحب بھٹنڈہ | ۔ | ۔ | ۵ |
| " واپسی قرضہ ووکنگ از جناب ماسٹر فقیر اللہ خان صاحب احمدیہ بلڈنگس - لاہور | ۳ | ۱۴ | ۱۷ |
| " مصدق الدین احمد صاحب دہلی | ۔ | ۔ | ۲ |
| " بابو محمد اسد اللہ صاحب گورداسپور | ۔ | ۔ | ۱ |
| " " محمد فاروق صاحب " | ۔ | ۔ | ۱ |
| " ایم تاج الدین صاحب کالی کرچی | ۔ | ۔ | ۵ |
| " فرید الدین صاحب اندور | ۔ | ۔ | ۱ |
| " ایس عبد الواحد خان صاحب اجمیر | - | ۸ | ۲۳ |
| " مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب | ۔ | ۔ | ۵ |
| " بابو فضل الدین صاحب ہمیرپور | ۔ | - | ۵ |
| " ایم اے غنی صاحب بہاولپور | ۔ | ۔ | ۱۰ |
| " بابو عبد الکریم صاحب کانکی مراچی | ۔ | ۔ | ۳۰ |
| " فضل کریم صاحب بازئی پشاور | ۔ | ۔ | ۶ |
| منیجر مسلم ہوسٹل آؤٹ ہاؤس مدراس | ۔ | ۲ | ۸ |
| جناب ایم عطاء اللہ صاحب منٹگمری | ۔ | ۔ | ۴۰ |
| " محمد امیر حسین صاحب لکھنؤ | ۔ | ۔ | ۱ |
| * ہمیں عام قیمت کتاب Towards Islam ہے | | ۸ | |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب منشی بابو محمد ابراہیم بھوالی | ۔ | ۔ | ۱ |
| " میاں محمد خان صاحب اکاڑہ | - | - | ۴۰ |
| " علی محمد خان صاحب جگدیشپور (زکوٰۃ) | ۔ | ۔ | ۱۵ |
| " مرزا محمد سلطان صاحب پشاور | - | - | ۴ |
| " فضل الدین صاحب " " | ۔ | ۔ | ۱ |
| " منہاج الدین صاحب بھٹنڈہ | - | - | ۵ |
| ایک مسلم | ۔ | ۔ | ۱ |
| " عبد الجبار صاحب " | ۔ | ۔ | ۲ |
| " محمد فاروق صاحب گورداسپور | - | - | ۱ |
| " الف اسد اللہ صاحب " | - | - | ۱ |
| واپسی قرضہ جناب عبد اللہ جان صاحب | - | ۔ | ۵۰ |
| جناب فضل کریم صاحب آبازئی پشاور | ۔ | ۔ | ۳ |
| " نواب معین الدین خان صاحب لاہور | - | ۔ | ۱۰ |
| جناب فرید بخش صاحب لدھیانہ زکوٰۃ | ۔ | ۔ | ۱۰ |
| " حاجی امیر بخش صاحب " " | - | ۔ | ۲۰ |
| " عبد الواحد خان صاحب گوالیار | ۔ | ۔ | ۱ |
| " سید محبوب علی صاحب گوالیار | ۔ | ۔ | ۲۴ |
| " مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی | ۔ | ۔ | ۵ |
| " ایس فتح محمد صاحب راجمندری | ۔ | ۔ | ۵ |
| " فضل الدین صاحب جیت پور | ۔ | ۔ | ۵ |
| " ایم اے خان صاحب بمبئی | ۔ | ۔ | ۱ |
| " سید فضل الرحمان صاحب کانپور | ۔ | ۔ | ۱۰ |
| " عباد اللہ خان صاحب امراوتی | ۔ | ۔ | ۱۲ |
| " محمد اسحاق صاحب دکن | ۔ | ۔ | ۱۰۰ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب تاج الدین صاحب کالی کرچی | ٠ | ٠ | ۵ | جناب بابو منہاج الدین صاحب بھٹنڈہ | ٠ | ٠ | ۵ |
| " محمد شریف خان صاحب سرینگر (کشمیر) | ٠ | ٠ | ۳٠ | " شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور (زکوۃ) | ٠ | ٠ | ۲۵ |
| " والدہ خلیل احمد صاحب لاہور | ٠ | ٠ | ۴ | جنابہ نور جہاں صاحبہ بھٹنڈا | ٠ | ٠ | ۵ |
| " سید احمد حسین صاحب کیمل پور | ٠ | ٠ | ۹ | جناب محمد سلیم الدین صاحب جگدیشپور | ٠ | ٠ | ۱٠ |
| " سید فردوس شاہ صاحب " | ٠ | ٠ | ٦ | " محمد اسمعیل صاحب پھلڈیاں سندھ | ٠ | ٠ | ۲۵ |
| " عبدالرحیم صاحب کمسی (میسور) | ٠ | ٠ | ۴ | | | | |
| " محمد امیر حسن صاحب کاکوری | ٠ | ٠ | ۱ | " بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی | ٠ | ٠ | ۱ |
| " حکیم ناظر الحسن صاحب پڑونہ | ٠ | ۸ | ۵ | " بوہاجی احمد صاحب رنگون (زکوۃ) | ٠ | ٠ | ۲٠ |
| " فضل کریم صاحب ابازئی پشاور | ٠ | ٠ | ۳ | میزان | ۳ | ٠ | ٦۵۳ |

## نقشہ نمبر ۲ آمد اسلامک ریویو ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۴ء در ہندوستان

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| مفت تقسیم ریویو - جناب میجر حاجی حمید اللہ خان صاحب بہادر بھوپال | ٠ | ٠ | ۱٠٠ |
| " بی بی نور النساء یکسالہ متلع بیر بھوم | ٠ | ٠ | ۱٠ |
| " تاج الدین صاحب کالی کرچی | ٠ | ٠ | ۵ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | | | ۲۹۵٦ |
| میزان | ٠ | ٦ | ۳٠٧۱ |

## نقشہ نمبر ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو جناب داؤد شاہ صاحب مبلغ ووکنگ کو مدراس روانہ کی گئی۔ یہ رقم بابت سفر خرچ واپسی از ووکنگ انگلستان ہے جو بذمہ دفتر مشن ووکنگ انگلستان تھی دفتر لاہور شاخ ووکنگ نے ادا کی | ۳ | ۱۲ | ۳۴٧ |
| بقایا تنخواہ ماسٹر یعقوب خان صاحب بہاولپور سٹیشنری (یہ رقم ترقی تنخواہ کی ہے) | ٠ | ٠ | ۵٠ |
| تنخواہ عملہ مشن دو ماہ | ٠ | ٠ | ۲۹۳ |
| کاغذ فلسکیپ ۲ ار - کوپن رجسٹر دفتر محاسب عہ - قیمت ایک عدد قرآن کریم ۵ عہ - کاغذ برائے اپیل زکوۃ ۱ر سیاہی پریس ۱۱ار - کوار سٹینسل پیپر پریس کیلئے عہ - فائل تار وین ۵ ر - ٹکٹ لفافہ للو ۱۲ عہ لفافہ انگریزی ۱۲ ر جلد بندھوائی رازحیات محمد عہ - میزان | ٦ | ۹ | ٦۲ |
| کرایہ دفتر مکتوبات فوری سنہ ۱۹۲۴ء ۵ ماہ | | ٠ | ۲۵ |
| رقم کتابوں کی تھی جو کہ مشتریان جمع ہو گئی برآمد کرا کر کتابیں روانہ کیں | ٠ | ٠ | ۹ |
| حمل و عمدہ جلدوں کے واسطے عہ - بلٹہ حک ہمراہ ٹانگہ گرفتنی منڈی ۳ ر - کرایہ ٹانگہ حضرت خواجہ صاحب بوقت روانگی بہاولنگر و رنگون عہ - میسور ر - سیزوائی خیمہ ۱۳ عہ - نصف ذمہ ایک روپوں والی لسی ۵ عہ - پوسٹل کارڈ ۱۲ ر - دو عدد رجسٹر ... | ٠ | ۸ | ۲٧ |
| یہ رقم مشتری در مشن میں ۵ ہوئی جو ۲۲ - اپریل کو لاٹ میں منتقل کی گئی | | | |
| میزان | ۹ | ۴۳ | ۸٠٦ |

## نقشہ ۳ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان بابت مارچ اپریل ۱۹۳۴ء

| | | | |
|---|---|---|---|
| تنخواہ دو ماہ عملہ ریویو ... | ۰ | - | ۹۰۳ |
| کرایہ دفتر اکتوبر ۱۹۳۳ء لغایت فروری ۱۹۳۴ء ۵ ماہ ... | ۰ | - | ۴۵ |
| یہ رقم غلطی سے جمع ہو گئی رسالہ اشاعت اسلام میں منتقل کرائی گئی ... | ۰ | ۸ | ۴ |
| ٹکٹ ماہ [illegible] - ایک عدد ریم فلسکیپ برائے توسیع اشاعت ہے - چھپائی ایکہزار اطلاعی کارڈ بطور کاغذ فلسکیپ برائے تحریک [illegible] سیاہی پریس ۱۲ - نصف کرایہ ٹائپ [illegible] پریس کیلئے [illegible] چھپائی پریس اپیل ٹائٹل شدہ [illegible] پیپر اسلامک ریویو [illegible] - ایک عدد رجسٹر [illegible] کاغذ فلسکیپ | ۰ | ۴ | ۱۹۲ |
| یہ رقم رسالہ اشاعت اسلام میں منتقل کرائی گئی ... | ۰ | ۴ | ۴ |
| ۶ عدد اسلامک ریویو جلد بند [illegible] - قیمت [illegible] جلد بندی اسلامک ریویو مکمل جلدیں ۶ عدد [illegible] جلد بندی [illegible] ... | ۰ | ۶ | ۹ |
| میزان | ۰ | ۶ | ۱۱۳۸ |

# ینابیع المسیحیت

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

یہ درحقیقت عیسائیوں کا ایک پرانا قرضہ ہمارے ذمہ تھا۔ پچیس سال ہوئے۔ جب عیسائیوں نے عربی زبان میں ایک کتاب ینابیع الاسلام لکھی تھی۔ اور اسمیں یہ دکھلانے کی ایک غلط کوشش کی۔ کہ معاذ اللہ قرآن کریم میں بعض مضامین انجیل اور تورات سے سرقہ کئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو اردو اور فارسی میں بھی چھاپا اور شائع کیا۔ اور اس کا نام اثمار شیریں رکھا۔ اور کئی ہزار کاپیوں میں چھاپ کر بلاد اسلامیہ میں شائع کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ پرانا قرضہ اس کتاب کے ذریعہ آج اتر گیا۔ ایک بات بھی الف سے لے کر ے تک عیسائی مذہب میں ایسی نہیں جس کو حضرت خواجہ صاحب نے قدیمی مذاہب بت پرستی و سورج پرستی سے لیا ہوا ثابت نہیں کر دیا۔ انشاء اللہ یہ کتاب انگریزی۔ عربی۔ فارسی میں بھی ترجمہ ہو گی۔ اور اس کی ہزاروں کاپیاں تمام عیسائی دنیا میں جائینگی۔ اسلئے اشاعت اسلام کے کام سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اس کتاب کی مد میں امداد فرما کر داخل حسنات ہوں +

قیمت فی جلد قسم اول ۱۲/ - قسم دوم ۸/ مجلد عـ۱/ و عـ۲/ علے الترتیب +

**تمام درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

# مسلم بک سوسائٹی کی مطبوعات

## تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| مازحیت یا انجیل عمل ۵ر | مجلد ۱ار | خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲ار | مجلد ۲ر | ضرورت الہام ۱۲ار | مجلد ۲ر |
| اسلام اور علوم جدیدہ | ۴ر | مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات | ۲ر | سلک مروارید ۸ر | مجلد ۱ار |
| توحید فی الاسلام بلا جلد ۸ر | مجلد ۱ر | توحید، دعا، تصوف | ۲ر | مکالمات ملیہ ۱۲ار | مجلد ۲ر |
| ذرات عالم کا مذہب .. .. | ۸ر | خطبات عیدین .. .. | ۲ر | مسیح کی الوہیت اور اس کی انسانیت پر ایک نظر | ۴ر |
| اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۴ار | مجلد ۱ر | دہریوں اور ملحدین کو خطاب | ۲ر | مسلم مشنری کے ولائتی لیکچر حصہ اول ۱ار | |
| نبی بیر حصہ اول موعود زندہ کامل الہام ۱ر | مجلد ۱ر | اسلام اور دیگر مذاہب | ۲ر | حصہ دوم ۱ر حصہ سوم ۱ر صحیفہ آصفیہ ۲ر | |
| ام الالسنہ موعود زندہ کامل زبان ۱۲ار | مجلد ۱ر | حقوق نسوان | ۲ر | | |
| اسوۂ حسنہ موعود زندہ کامل نبی ۸ر | مجلد ۱۲ار | مطالعہ اسلام ۱۲ار | مجلد ۲ر | تصاویر مسلمانان انگلستان فوٹو ۱ر | فی درجن ۱ر |

## تصنیفات دیگر مصنفین

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| لمعات انوار محمدیہ ۶ر | مجلد ۱۰ار | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول | | ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب | ۸ر |
| اسلام یعنی ہندوستانی نبی نوع کا مذہب | ۵ر | قسم اول ولائتی کاغذ بجلد ۸ر | مجلد ۱ر | الوصیت .. .. .. | ۲ر |
| لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم | ۳ر | قسم دوم دیسی کاغذ بجلد ۴ر | مجلد ۸ر | عصمت انبیاء .. .. | ۷ر |
| تفسیر سورۂ فاتحہ .. .. | ۴ر | سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم ۴ر | مجلد ۱ر | غلامی .. .. | ۴ر |
| اسرار سلیمانی .. .. | مجلد ۸ر | جلد سوم ۸ر | مجلد ۱ر | دُرِ ثمین اردو بجلد مجلد ۹ر | |
| قرآن اور جنگ .. .. | ۴ر | جلد چہارم ۸ر | مجلد ۱ر | فارسی مجلد انگریزی ۱ار | مجلد ۱ر |
| سیرت نبوی .. .. .. | ۵ر | ملفوظات احمدیہ ۲ار | مجلد ۱ار | جمع قرآن .. .. ۱۲ار | مجلد ۱ر |
| دنیا کے مشہور شہداء ثلاثہ یعنی مسیح، حسین، سقراط | ۷ر | اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۲ار | مجلد ۲ر | سیرۃ خیر البشر بجلد ۸ر | مجلد ۱ار |
| | مجلد ۱ار | توضیح مرام .. .. .. | ۵ر | مقام حدیث ۴ر | مجلد ۱ر |
| تاریخ اسلام مصنفہ سید امیر علی صاحب | ۳ر | فتح اسلام .. .. | ۵ر | النبوۃ فی الاسلام ۱ر | مجلد ۸ر |
| تاریخ اسلام مصنفہ منشی محمد قادر صاحب | ۲ر | ازالہ اوہام .. ۸ر | مجلد ۱ر | مسیح موعود .. .. .. | ۴ر |
| سرمہ چشم آریہ .. .. | ۴ر | نشانِ حق | ۸ر | | |

# درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

# بیان القرآن

یعنی

## اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل ایل۔بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی مع تفسیر

اس تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے متمیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے سے حل کیا گیا ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس غرض کیلئے امام بخاری کی کتاب التفسیر۔ تفسیر ابن جریر و تفسیر کبیر کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔

۳۔ لغات قرآنی کی پوری تشریح کی گئی ہے۔ جس کے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے۔

۴۔ قرآن کریم کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ اول آیات کا باہمی ربط۔ دوم رکوعوں کا باہمی تعلق۔ سوم سورتوں کا ایک دوسری سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے +

۵۔ ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوعوں کا خلاصہ دیدیا گیا ہے۔ اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے اسے ظاہر کیا گیا ہے +

۶۔ قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو الفاظ کی حدود سے نہیں نکلنے دیا۔ اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو بکلی ترک کیا گیا ہے +

۷۔ قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظرانداز نہیں کیا گیا کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور کتب حوالہ بھی دیا گیا ہے +

۸۔ اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگ زبان اُردو پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے قرآن شریف کا درس دے سکیں۔ اسلئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے

۹۔ ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دیگئی ہے +

۱۰۔ ان باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ۔ نیچے تفسیر کاغذ نہایت عمدہ قسم کا۔ جلد نہایت خوبصورت اور پشت پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے +

۱۱۔ تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۲ × ۲۹ کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے۔ پہلی جلد کی قیمت نو روپے (للعہ) محصولڈاک خرچ وی۔پی وغیرہ (۱۲؍) دوسری جلد کی قیمت آٹھ روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ تیسری جلد کی قیمت نو روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ۔ وی۔پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا چاہئے +

**درخواستہا خریداری بنام منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ لاہوری میں باہتمام بابو عبدالرشید کے چھپا کر خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ۹۰۳۶
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے — ممالک غیر کیلئے ۵ روپے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۱۰) | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۷)

فہرست مضامین

۱۔ عید الفطر انگلستان میں .. .. .. ۲۹۷
۲۔ عورت ۔ اس کی مظلومیت اور آزادی — از خواجہ نذیر احمد صاحب ... ۳۰۱
۳۔ دعا کی وقعت اور اس کا اثر بلحاظ مذہب کے — از شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی ۳۱۹
۴۔ سیر افکار یا روحانیات فی الاسلام — از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ۳۲۵
۵۔ پیغمبر صلعم (رسول عربی) .. .. .. ۳۳۱
۶۔ گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن دفتر ہندوستان ۳۴۲

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

# بیان القرآن

یعنی

## اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی بمعہ تفسیر

اس تفسیر بینظیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے ممیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے +

۲۔ قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے اس غرض کیلئے امام بخاری کی کتاب التفسیر تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا ہے +

۳۔ لغات قرآنی کی پوری تشریح کی گئی ہے۔ جس کے لئے مفردات امام راغب۔ تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے +

۴۔ قرآن کریم کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ اول آیات کا باہمی ربط۔ دوم رکوعوں کا باہمی تعلق سوم سورتوں کا ایکدوسرے سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے +

۵۔ ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوعوں کا خلاصہ دیدیا گیا ہے۔ اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے اُسے ظاہر کیا گیا ہے +

۶۔ قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو الفاظ کی حدود سے نہیں نکلنے دیا اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو ترک کیا گیا ہے +

۷۔ قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظر انداز نہیں کیا گیا کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور کتب کا حوالہ بھی دیا ہے +

۸۔ اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگ زبان اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں۔ اسلئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے

۹۔ ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دیگئی ہے +

۱۰۔ ان باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلےٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ نیچے تفسیر۔ کاغذ نہایت اعلےٰ قسم کا جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط۔ پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے +

۱۱۔ تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ ہر ایک جلد کی ضخامت ۸/۲۹×۲۲ کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے پہلی جلد کی قیمت نو روپیہ (لوعہ) محصولڈاک وغیرہ خرچ وی۔ پی وغیرہ عہ۔ دوسری جلد کی قیمت آٹھ روپے (سعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ۔ تیسری جلد کی قیمت نو روپے (لوعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ۔ وی پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا ضروری ہے +

**تمام درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم


# اشاعت اسلام

جلد ۱۰ بابت ماہ جولائی ۱۹۲۴ء نمبر ۷


## عید الفطر انگلستان میں

انگلستان سے بہت سے انگریزی اخبارات کے کٹنگ ہمیں موصول ہوئے ہیں جنہیں ووکنگ کی عید الفطر کا مفصل حال ہے۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرام ہے۔ جو امید ہے کہ موجب دلچسپی ہوگا۔

عید الفطر کا اسلامی تیوہار جو ماہ رمضان کے اختتام پر آتا ہے۔ اتوار کی صبح کو مسجد ووکنگ میں منایا گیا۔ اس موقعہ پر مجمع پانچ چھ سو درمیان تھا۔ اور بیس سے زیادہ اقوام کے افراد شامل تھے۔ جن میں برطانیہ۔ فرانس جرمنی شام ترکی۔ عرب۔ عراق۔ ایران ہندوستان۔ افریقہ اور امریکہ اور چین کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ ایک نہایت خوبصورت اور دلچسپ مجمع تھا جو مسجد کے سامنے گھاس کے فرش پر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہوا۔ حاضرین میں ہزہائنس آغا خاں۔ ہزہائنس بیگم صاحب۔ ماما واڑ۔ شاہزادہ عبد الخالق آف منگرول

شاہزادہ عبدالعزیز۔ شاہزادہ محمد صادق عباس علی بیگ سر علی امام لیڈی علی امام ہز ایکسیلنسی سفیر مصر معہ عملہ و سٹاف ہز ایکسیلنسی سفیر ایران معہ عملہ و سٹاف ہز ایکسیلنسی یوسف کمال بے نمائندہ ترکی۔ ہز ایکسیلنسی سفیر استھونیا۔ قونصل جنرل افغانستان مع سٹاف۔ رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے۔ سر عبداللہ آرچیبالڈ ہملٹن بارٹ۔ وائی کونٹس ڈی ابڈیلین۔ سر کرسشنا گپتا۔ اور ہز ایکسیلنسی جلال الدین عارف سفیر ترکی متعینہ روما۔

ساڑھے گیارہ بجے نماز کیلئے آواز دی گئی۔ امام مسجد نے جماعت کرائی اور مجمع نے مکہ کی طرف منہ کرکے دریوں پر رکوع و سجدے کئے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی جوتیاں پہلے سے اتار دی تھیں۔

## امام کا معرکتہ الآرا خطبہ

قریباً پندرہ منٹ میں نماز ختم ہوگئی۔ امام نے جو اس وقت مارننگ کورٹ (صبح کا لباس) اور بھورے رنگ کی پتلون پہنے ہوئے تھے۔ "مذہب اور صلح" کے مضمون پر ایک زبردست خطبہ دیا انہوں نے فرمایا۔ کہ زمین پر صلح اور امن کے قیام کا مسئلہ آجکل سب کی توجہات کو کھینچ رہا ہے۔ اس نے لوگوں کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے جس سے وہ حالات حاضرہ پر سختی کے ساتھ نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ اور اس مسئلہ کو حل کرنیکیلئے سخت جد و جہد سے کام لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی فطرت کیا ہے۔ اور اس دنیا کے بنانے سے اسکی کیا غرض ہے۔ اس سوال نے شروع سے بڑے بڑے دماغوں کو حیران و پریشان کر رکھا ہے لیکن کوئی کام ایسا مشکل اور اسقدر بعید از وقوعہ نہیں ہوا۔ جیساکہ ایک بگڑی ہوئی چیز کو درست کرنیکا کام ہے۔ اس کام میں لوگوں کے معتقدات اور ایمانیات کو بدلنا۔ ان کی آرا اور خیالات کو از سر نو درست کرنا اور نہ صرف نصب العین بلکہ نقطہ خیال کو قطعی طور پر تبدیل کر دینا ضروری ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ صرف وہی لوگ جنہیں مغربی ممالک میں رہتے ہوئے میری طرح زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ یہاں متنفیانہ مناقب کو پورے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

مسیحی سیاسیات کی کانفرنس میں جیساکہ پرنسپل گریوی نے بتایا ہے اقتصادیات اور شہریت

پر غور و فکر کے اراده بیشک قابل تحسین تھے لیکن زمین و آسمان کے ہر مضمون پر اس نے جو خیالات آفرینی کی ہے۔ وہ جیسا کہ نام تو ظاہر ہی ایک دمڑی کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے امام نے مسیحیت اور جنگ کے مضمون پر بالخصوص اظہار خیالات کیا۔ اور بتایا۔ کہ انگریزوں کی قوم میں ایک عجیب و غریب خاصیت پائی جاتی ہے وہ جنگ اور امن ہر دو زمانوں میں اپنے افعال پر خود نکتہ چینی کرنے کی خاصیت رکھتے ہیں۔ اس قوم کی ایک خصوصیت اور فطرت ثانیہ ہے۔ اور ایک ایسی قوم جو امور سلطنت کو جمہوری طریق پر مخفیہ خفیہ سرانجام نہیں دیتی۔ بلکہ اس کی ہر بات ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک جزو نیفک ہے۔ ایک ایسے وقت میں صلح اور امن کیلئے پکارنا جب کوئی امن دنیا میں ہی نہیں۔ ایک بے فائدہ بات ہے۔ خیالات جو دماغوں کے اندر جاگزین ہیں بالکل متضاد اور ناقابل تطبیق ہیں اور جب تک کہ تمام دنیا کی دماغی کیفیت بدل نہ جائے صلح و امن حاصل نہیں ہو سکتا

## کلیسیا اور سلطنت کا اتحاد

مسیحی اصولوں پر شیخی اور فخر کا اظہار کرنا بہت آسان اور عمدہ بات ہے لیکن جب تک کہ ان سے کوئی عملی اور مادی فائدہ حاصل نہ ہو۔ اور ایک بڑی مسیحی جماعت اس قسم کی نہ پائی جائے جو اپنے اصولوں کو عملی جامہ پہنا نیوالی ہو۔ اسوقت تک وہ ناممکنات کا درجہ رکھتے ہیں۔ فقیہی اور فریسی اور منافق لوگ جو ادتار اس زمانہ میں بھی ایسی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ یروشلم میں جناب مسیح کے وقت موجود تھے اور جو شخص آج بھی انکی تردید اور مخالفت کی جرات کریگا۔ اس کے ساتھ وہ وہی سلوک روا رکھیں گے۔ جو انہوں نے جناب مسیح موعود کے ساتھ کیا تھا۔ یہ فقیہی اور فریسی ہمیں تلقین کرتے ہیں۔ کہ جنگ جناب مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اور کہ مسیحی مذہب بادشاہت کے مخالف ہے۔ مغربی ممالک میں کلیسیا اور سلطنت کا اتحاد بہت برے طور پر ہوا ہے کلیسیا کے اراکین محض اس پارٹی کے ہم آواز ہو رہے ہیں۔ جو قوت اور طاقتیں بڑھی ہوئی ہیں۔ جناب مسیح کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے امام نے فرمایا۔ کہ میں مسیح کا سچا پیرو ہونے کی حیثیت سے ان برائے نام مسیحیوں کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ پہاڑی وعظ کے دوسرے حصص کو بھی اپنے سامنے رکھیں۔ جہاں نصیحت کی گئی ہے۔ کہ جو تجھ سے کچھ مانگے اسکو دیدے اور جو تجھ سے قرض لے اس سے واپس نہ لے اپنے لئے زمین پر خزانے نہ جمع کرو۔

ان آیات کا لفظی ترجمہ اگر کیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو کچھ لوگ مانگیں۔ وہ انکو ملنا چاہئے اور جو قرض مانگیں انکو انکار نہیں کرنا چاہئے بالخصوص یہ کہ روپیہ جمع نہیں ہونا چاہئے۔

## روپیہ کی بچت ممنوع ہے

اس سلسلہ میں امام نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جتنا روپیہ کسی شخص کے پاس ہے مسیح کی اس تعلیم کے مطابق وہ اسے دوسرے کے حوالے کردے۔ جو روپیہ کا متلاشی ہے۔ خواہ وہ ہمیشہ کیلئے اس روپیہ کو لیجائے۔ یا اسے بطور قرض لے۔ روپیہ کو بچا کر رکھنا اور آئندہ کیلئے خزانے جمع کرنا سخت ممنوع ہے آپ نے پیشگوئی کی۔ کہ حرب العمال کو اگر سرمایہ کیلئے محصول لگانے میں کبھی کامیابی حاصل ہوگئی۔ تو اسی وقت اور اس سے پہلے نہیں کلیسیا کے اراکین تمام روپے جمع کرنے کی صورتوں کو بائبل کے اسی ارشاد کے ماتحت برا قرار دینگے۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت دنیا میں کوئی ایسا ایک عیسائی بھی مجھے نظر آئے گا۔ جو اپنا روپیہ اس شخص کے حوالے کردے جو اس سے مانگے۔ تو میں اس سے ان الفاظ کے معنے بھی پوچھ لونگا جن میں جناب مسیح نے بدی کا مقابلہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ کلیسیا کی بے اصولیوں سے ایک یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ وہ ان تمام باتوں کو جن کا ذکر بائبل میں ہے صداقت قرار دیتے ہیں اگر وہی باتیں آج واقعہ ہوں تو سطح ارض پر ایک متنفس بھی ان پر ایمان نہ لائیگا۔ کیا وہ مذہب مذہب کہلانے کے لائق ہے۔ جو امریکہ سے لیکر جاپان تک اور قطب شمالی سے لے کر قطب جنوبی تک ایک بھی ایسا آدمی پیش نہ کرسکے جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو؟ تمام انگلستان کا بڑا پادری یورپ سے جو سمندر پار بیٹھا ہے۔ امداد حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ دونوں کو چاہئے۔ کہ اپنے محلات سے باہر آئیں۔ اپنی اپنی جگہ کو چھوڑیں۔ اور سمندر پار درمیانی جگہ پر ایک دوسرے سے ملیں۔ تو اسکے خوشگوار نتائج ہمیں فی الفور نظر آسکتے ہیں۔

روحانی پہلو سے جناب مسیح کی تعلیمات ایسی نہیں۔ کہ ان پر حاشیہ افزائی کی ضرورت ہو۔ لیکن جسمانی پہلو سے وہ بالکل غیر مکمل ہیں آخر میں امام ذکمال نے اپنے دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ایک مساوات کے درجہ پر آکھڑے ہوں اور ایسے ہی فراخ دل ہو جائیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان کے نبی جناب مسیح پر ایمان رکھتے ہیں کیا وہ ہمارے نبی محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلعم پر ایمان لائینگے؟ مسلمانوں سے میں کہتا ہوں کہ تم ایک نعمت عظمیٰ کے حامل بنجاؤ گے بشرطیکہ تم آنحضرت صلعم کی وصیت اعقلہا وتوکل پر عمل کر دیعنی اسباب کی پوری رعایت اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ کرنا سیکھو۔

# عورت

## اسکی مغلوبیت مظلومیت اور آزادی

## عورت قدیم روم میں

از قلم خواجہ نذیر احمد صاحب مینیجر دوکنگ (انگلستان)

روما میں عورت کی اصل حیثیت کیا تھی ؟ اس کے متعلق بہت سے مصنفین کے حوالجات مل سکتے ہیں۔ لیکن میں محض چند ایک ایسے مصنفین کے حوالجات پر اکتفا کرتا ہوں۔ جن کی ثقاہت سب کے نزدیک مسلم اور جن کی تحریر کی صداقت پر کسی کو شک و شبہ نہیں ہوسکتا۔ پروفیسر سموئل ڈل اپنی عجیب و غریب تصنیف مسمٰی بہ "رومن سوسائٹی اِن دی لاسٹ سینچری آف دی ویسٹرن امپائر" میں اس موضوع پر بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ عورت کی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں۔ کہ :-

روما میں شادی شدہ عورت کو گو قدیم الایام سے ہی اپنے "خاندانی مذہب" کی رو سے بہت عزت و توقیر حاصل تھی۔ لیکن ابتدائے ایام سلطنت میں اس کی حیثیت لفظاً و معناً بہت بلند ہو گئی تھی۔ اور لاریب یک اعلےٰ پایہ کی خاتون بغیر اس کے کہ اسکی عصمت و عزت میں کوئی نقص واقع ہو سوسائٹی کی زیب و زینت سمجھی جانے لگی تھی۔ حتےٰ کہ یو ما فیو ما وہ اپنے شوہر کے پہلو بہ پہلو ... اور اس ... ایسا وصت راست بن گئی۔ کہ معاملات ملکی میں اسکی مداخلت مسلم قرار دیدی گئی[1]

ولیم لیکی جو ایک ثقہ اور مشہور مؤرخ ہیں لکھتے ہیں۔ کہ دوران سلطنت میں عورت کو پوری پوری آزادی اور اس قدر بلند مرتبہ حاصل تھا جو بعد میں بہا منثورا ہو گیا۔ اور پھر وہ بات کبھی نصیب نہ ہوئی[3] روما کی شاہنشاہیت کے نقائص

---

[1] صفحہ ۱۳۷ [2] دیکھو رومن سوسائٹی فرام نیرو ٹو مارکس اوری لی ایس صفحات ۷۶ ۔۔۔ ۸۱

[3] ہسٹری آف یورپین مورلز جلد دوم صفحہ ۱۲۸ +

عیوب پر تبصرہ کرتے ہوئے پھر ایک جگہ صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں کہ:۔
گو اس زمانہ کے لوگ بیاہ شادی کے معاملہ میں بہت آزاد خیال ہو چکے تھے اور اخلاقی حالت عام طور پر نا قابل رشک تھی۔ تاہم خاوند اور بیوی میں جذبات محبت و ایثار کی مثالیں جیسی کہ اس زمانہ میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ اور کسی زمانہ میں نظر نہیں آتیں۔ گو اکثر لوگ تعیش میں منہمک تھے۔ لیکن انمیں اکثر ایسے بھی تھے جو اپنے عادات و اخلاق میں بہت صاف اور سادہ تھے۔ چنانچہ آگسٹس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں اور پوتیوں سے روئی کتواتا اور کپڑا بنواتا تھا۔ اور جو پوشاک وہ زیب تن کرتا عموماً اسکی بیوی اور اسکی بہن کی بنی ہوتی تھی۔ امور خانہ داری میں مستورات کی اہلیت اور بالخصوص ان کے کاتنے کی قابلیت کا ذکر عموماً اُن کی قبروں پر کتبوں میں ثبت کیا جاتا تھا۔ دماغی اور ذہنی قویٰ کی تربیت اور علمی قابلیت ان میں عام طور پر پائی جاتی تھی۔ اور اس زمانہ میں کئی ایک ایسی اعلےٰ پایہ کی مستورات بھی ملتی تھیں۔ کہ کمال علمی اور قابلیت دماغی کے ساتھ ان تمام اوصاف سے متصف تھیں۔ جو ایک عورت کیلئے مایہ ناز ہیں۔ اور ان کے اندر اس سچی اور جانبازانہ محبت کا جذبہ موجود تھا۔ جو ایک عورت کے شایان شان ہے[۱] عہد قدیم روم کے افسانوں اور دوسری تواریخ سے اس امر کی شہادت بکثرت ملتی ہے۔ کہ اس زمانہ میں جہاں ایکطرف عورت کو اعلےٰ اخلاقی عزت اور منزلت حاصل تھی۔ دوسری طرف عام کاروبار زندگی میں اسکو بہت بڑا مرتبہ حاصل تھا لیوکریشیا اور ورجینیا کی حسرتناک داستانیں اس حقیقت پر شاہد ناطق ہیں کہ ان کے دل میں کس قدر جذبہ عزت مرکوز اور ان کو اپنی پاکدامنی اور عفت کا پاس کسقدر ملحوظ تھا۔ کہ جس سے کوئی عیسائی قوم رنگا عیں کھا سکتی سیبائن مستورات کے افسانے کہ کس طرح انہوں نے اپنے والدین اور اپنے

[۱] ہسٹری آف یوروپین مورلز جلد دوم صفحہ ۱۳۰ +

خاوندوں کے درمیان بیچ بچاؤ ڈالکر جمہوریت کو بچالیا۔ علے ہذا القیاس کیریئولینس کی والدہ اور اسکی بیوی کا واقعہ کہ کس طرح انہوں نے اپنے ملک کو اس تباہی کے گڑھے سے بچالیا جسمیں وہ گرنیوالا تھا۔ یہ تمام واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ روما کی حب الوطنی کی شاندار روایات محض مردوں سے ہی مخصوص نہیں بلکہ ان میں عورتیں بھی برابر کی حصہ دار ہونیکی مستحق ہیں +

وینس کالوا کا مندر ان رومی خاتونوں کی داستان سے تعلق رکھتا ہے۔ جنہوں نے ایک خطرہ کے وقت میں اپنے سر کے لمبے لمبے بال سپاہیوں کی کمندیں بنانے کیلئے کاٹ ڈالے تھے[1] اسی طرح ایک دوسرا مندر جو تمام آیندہ نسلوں کیلئے بطور نشان قائم رہیگا۔ اس رومی خاتون کی سعادت فرزندانہ کی یادگار ہے۔ جس کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب اسکی والدہ کے لئے فاقوں کے ذریعہ سزائے موت کا حکم نافذ کیا گیا۔ وہ محبت فرزندانہ کے جذبہ سے جیلخانہ میں پہنچی۔ اور اپنی بھوکی ماں کو اپنی چھاتی سے دودھ پلاتی دیکھی گئی[1]

اسی قسم کا ایک اور واقعہ ایک لڑکی کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنے بھوکے باپ کو اسی طرح خوراک بہم پہنچائی تھی۔ اسی قبیل کے اور بہت سے واقعات ہیں جن سے خاوند کی بیوی سے بیوی کی خاوند سے والدین کی اولاد اور اولاد کی والدین سے محبت کا پتہ لگتا ہے۔ گریکی کے والد ٹائی بیریس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ کہ ایکدفعہ اس نے اپنے بستر میں سانپوں کا ایک جوڑا جسمیں ایک نر اور دوسرا مادہ تھا پکڑا۔ قیافہ دانوں کو پوچھنے پر اسکو بتایا گیا۔ کہ نہ تو وہ ان دونوں کو ہلاک کرے۔ اور نہ ہی چھوڑے۔ کیونکہ اگر وہ نر کو مار ڈالیگا۔ خود ہلاک ہو جائیگا۔ اور اگر وہ مادہ کو ماریگا تو اسکی بیوی کارنیلیا مر جائیگی۔ ٹائی بیریس کو اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں ذرہ بھی تامل نہ ہوا۔

[1] کیپی ٹولی نی ایس میکسیمس جونیر [1] پلائی دی ہسٹری جلد ہفتم صفحہ ۶

کورنیلیا اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔ اسلئے مادہ کو تو اس نے صحیح سلامت رہنے دیا۔ اور نر کو مار ڈالا۔ اور اس سے تھوڑے عرصہ کے بعد خود ہی سراہیئے ملکِ عدم ہوا۔[1]

کیٹو کی بیٹی اور بروٹس کی بیوی پورشیا کی محبت اور جانبازانہ بہادری کی دلچسپ داستان کس نے شوق سے نہیں پڑھی ہوگی۔ کس طرح وہ اس غم و اندوہ میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتی تھی۔ جس نے اسکے خاوند کو تباہ حال بنا رکھا تھا۔ اور جب کہ اسکو اپنی قوت برداشت کی نسبت شک پیدا ہوا۔ اس نے بروٹس سے اس کی مصیبت کے متعلق دریافت کرنے کی جرأت نہ کی جب تک کہ اپنی ران کے اندر اپنے ہاتھوں سے چھری چبھو کر اپنی قوت برداشت کا امتحان نہ کر لیا۔ اور پھر ایک دفعہ اور محض ایکدفعہ ہی خاوند کی موجودگی میں اس کے حوصلہ نے اسکو جواب دیدیا۔ اس وقت جبکہ وہ اس سے ہمیشہ کیلئے جدا ہونیوالی تھی اس کی آنکھیں ہیکٹر اور انڈرومیک کی آخری ملاقات کے نظارہ پر پڑیں۔ اس کا خاوند ڈرتا ہوا اس کے قریب آیا تب وہ اس سے اس طرح مخاطب ہوئی:۔

بروٹس! میں کیٹو کی بیٹی تیرے گھر میں لونڈیوں کی مانند خادمہ بن کر نہیں آئی تھی۔ کہ میں صرف تیری ہمبستری اور تیرے دستر خوان سے بہرہ اندوز ہوسکوں۔ بلکہ اس لئے آئی تھی کہ میں تیری خوشی میں شریک اور تیرے رنج میں حصہ دار بنوں۔ جہانتک میری اور تیری زوجیت کا سوال ہے تیرا دامن ہر ایک الزام سے پاک ہے۔ مگر میں اپنے متعلق یہ کہتی ہوں کہ اگر میں غم نہاں میں شریک نہیں ہوسکتی۔ اور تیرے اس فکر میں حصہ دار نہیں ہوسکتی جو سوائے معتبر شخص کے کسی سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ تو تیرے بری الذمہ ہونے کی کیا شہادت اور میری محبت کی کیا شناخت ہوسکتی ہے۔

---

[1] پلوٹارک مثالی پیریس گریکس اول +

میں مانتی ہوں کہ عورت اسقدر ضعیف الخلقت ہوتی ہے۔ کہ وہ راز داری کے قابل نہیں ہوسکتی۔ لیکن پرورش جونیک فطرت بکیر آتی ہیں۔ اور جن کی زندگی خیانت کے عیب سے پاک ہوتی ہے۔ ان میں ایک زبردست روحانی طاقت ہوتی ہے۔ میں کیٹو کی بیٹی اور بروٹس کی بیوی ہوں جس پر آج تک میں نے اس قدر اعتماد نہیں کیا۔ لیکن اب میں جانتی ہوں۔ کہ دکھ اور تکلیف مجھ پر غالب نہیں آسکتے +

اور بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں کی مصائب و آلام میں بڑے کڑے دل سے حصّہ لیا۔ ان کے ساتھ ہوکر انکی تکالیف کو برداشت کیا۔ اور ان کے بعد زندہ رہنے کی نسبت مرنا قبول کیا میں ان میں سے محض دو کا ذکر کرتا ہوں:۔

سینیکا کی بیوی پالینا نے اپنی رگوں کو خود کھول دیا تھا۔ تا کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی راہئے ملک عدم ہو۔ جب بہت سا خون نکل چکا اس کے ملازموں اور غلاموں نے اس کے زخموں کو باندھ دیا۔ اور اس طرح سے اسکو زندہ رہنے پر مجبور کیا لیکن اہل روما ہمیشہ اس کے چہرہ کی زردی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ اس کے کارنامہ کی یادگار ہے +

سیےنس کی بیوی ایریا اس معاملہ میں اپنے تمام ہمچشموں پر گوے سبقت لیگئی پلاٹنی نے اس کے متعلق مفصلہ ذیل حکایت بیان کی ہے۔ جو اس نے ایریا کی پوتی سے سُنی تھی +

اس کا خاوند سیسینا پیٹس بیمار ہوگیا۔ اس کا لڑکا بھی بستر علالت پر پڑا تھا۔ اور دونوں کا جانبر ہونا مشکل نظر آتا تھا۔ لڑکا بڑا اپنے والدین کا چشم و چراغ تھا۔ اور حسن ظاہری کے ساتھ حسن باطنی سے بھی آراستہ تھا۔ داغ مفارقت دیگیا۔ بدنصیب ماں نے تجہیز و تکفین کا تمام سامان کیا اور تمام رسوم کو اس طرح ادا کیا۔ کہ خاوند کو خبر تک نہ ہونے دی۔ جب کبھی وہ خاوند کے کمرہ میں داخل ہوتی۔ وہ یہی ظاہر کرتی کہ لڑکا صحیح و سلامت ہے۔ بلکہ

رو بصحت ہے - اور جب خاوند بار بار لڑکے کی خیریت پوچھتا تو وہ یہی جواب دیتی - کہ وہ اب تندرست ہے - رات اسکو آرام رہا - بلکہ اس نے کچھ کھایا بھی ہے - لیکن جب آنسوؤں کا سیلاب جسکو وہ زیادہ دیر تک روکنے سے مجبور تھی اسکی آنکھوں سے بہ نکلتا وہ منہ چھپا کر باہر نکل جاتی جی کھول کر غم کا دکھڑا روتی اور پھر آنسو پونچھ کر بشاش چہرہ کے ساتھ واپس آجاتی +

یہی وہ بہادر خاتون تھی جس نے اپنے شوہر کو جان پر کھیل جانا سکھایا تھا جسکی تفصیل یوں ہے - کہ شہنشاہ کلاڈیس نے پیٹس کے متعلق اپنے ہاتھ سے مرنے کا حکم صادر کیا تھا - وہ جو ایریا کی محبت سے جو اسکو اپنے شوہر سے تھی واقف تھے اور اسکی اخلاقی شجاعت کو جانتے تھے یقین رکھتے تھے کہ وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ راہیئے ملک عدم ہوگی - ایریا کے داماد تھیر یسا نے اسکو یہ کہکر خودکشی سے روکنا چاہا - کہ بالفرض اگر مجھے مرنا پڑے تو کیا آپ پسند کرینگے کہ آپ کی بیٹی بھی میرے ساتھ اپنی جان دیدے " ساس نے جواب دیا کہ ہاں اسکو ایسا ہی کرنا چاہیئے - بشرطیکہ وہ بھی اتنی مدت تک تمہارے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کر چکی ہو جتنی مدت کہ میں پیٹس کے ساتھ بسر کر چکی ہوں " گو اس کے ہوا خواہ اسکی پوری پوری نگہداشت کرتے تھے - اور اسکی جان کی سلامتی کیلئے کوشاں رہے - لیکن بایں ہمہ اس نے اپنا سر دیوار کے ساتھ ایسے زور سے ٹپکا کر زمین پر گر پڑی اور پھر اٹھ کر کہنے لگی - کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم مجھے آسان طور پر مرنے نہیں دوگے - تو میں کوئی سخت طریقہ اختیار کرونگی - بالآخر اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا - پیٹس نے تو اپنا کام تمام کرنے میں کچھ توقف کیا ہی تھا - لیکن ایریا نے فوراً خنجر اسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے سینہ میں گھبو لیا - اور پھر باہر کھینچ کر کانپتے ہاتھوں اور لڑکھڑاتے جسم کے ساتھ وہی خنجر اپنے شوہر کے ہاتھ میں دیدیا - اور مرتے مرتے چیخ کر بولی "پیارے پیٹس یہ کچھ تکلیف نہیں دیتا +

بیوی کی محبت اور وفا کیشی کا یہ دردناک واقعہ جو رومی عورت کے استقلال اور بہادری کا ایک نمونہ ہے۔ اور جو نسلاً بعد نسلاً زبان زد عام چلا آتا ہے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ فی الجملہ عیسائیت کے دور دورے کی ابتدا کے وقت تک جنس اناث کو وہ آزادی اور امتیازی حیثیت حاصل تھی جو اب تک مغرب میں اسکو کما حقہٗ حاصل نہیں ہوئی بغیر نمائندگی کے کوئی ٹیکس نہیں پیشتر اس کے کہ انگلستان کے کان اس سے آشنا ہوں روما میں لوگوں کی زبان پر جاری و ساری تھا۔ اور اگر یہ ملک غیر عیسائی بھی رہتا تو بھی یہ بطور اصول مسلّمہ کے تسلیم کر لیا جاتا۔ اسلئے یہ دعویٰ کہ عیسائیت نے عورت کو استبدادیت کی قید سے رہا کرایا ہے واقعات پر پردہ ڈالنا ہے +

اب اس سوال کو دوسرے واقعات کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے اس امر کا بار ثبوت عیسائیت کے ذمہ ہے۔ کہ جب روم میں اٹھارہ صدیاں پیشتر عورت کامل آزادی کے شاہراہ پر گامزن ہو چکی تھی۔ کیا سبب ہے کہ درمیانی اٹھارہ صدیوں کے عرصہ میں اور بالخصوص اس زمانہ مدت میں جبکہ کلیسیا کی طاقت پورے اقتدار پر تھی یعنے ازمنہ وسطیٰ میں عورت کی حیثیت کیا بلحاظ تمدن اور کیا بلحاظ سیاست اور اخلاق کے ایسی گر گئی تھی کہ یونانی اور رومی زمانہ تہذیب کے دور دورہ میں یہ کیفیت کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ سر ہنری مین نے جو کہ ایک مشہور و معروف مقنّن ہیں۔ اس سوال کا جواب اپنی تصنیف این شنٹ لا میں دیا ہے۔ چنانچہ رومی قانون پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ:-

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ رومی عورت کو خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ایک ذاتی اور قانونی خود مختاری حاصل ہو گئی۔ کیونکہ قانون مابعد کا منشا سرپرستوں کی طاقت کو زائل کرنا تھا۔ اس طرح کی شادی کی رو سے خاوند کو بیوی پر کوئی ایسی فوقیت نہیں نہیں تھی جو اس آزادی کا بدل کہلا سکے جو عورت کو حاصل تھی لیکن عیسائیت

کا رجحان ابتدا سے ہی کسی قدر اس طرف تھا۔ کہ عورت کی اس شاندار آزادی کے دائرہ کو تنگ کیا جائے۔"

عیسائیت کا عورت کی اس آزادی کو غصب کرنے کی طرف قدم بڑھانا سینٹ پال کی تعلیم اور جناب مسیح کے مفروضہ مذہب اور ہدایات کی بنا پر تھا۔ اسی وجہ سے عیسائیت نے رہبانیت کے شوق میں بہت سی خطرناک اور ہلاک کر دینے والی سختیوں کو روا رکھا + میں پھر فاضل موصوف (سر ہنری مین) کے ایک اور حوالہ سے اس مضمون کو زیادہ واضح کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

تازہ ترین رُومی قوانین کا وہ حصہ جو عیسائی سلطنتوں کے زیر لحاظ ہے اس قدر آزادی اور حریت کا حامی نہیں جس قدر کہ انطونائن کے مقننوں کے وضع کئے ہوئے قوانین۔ مذہبی حسیات کی موجودہ لہر خود اس امر کی توجیہہ کر دیگی۔ کہ کیا وجہ ہے کہ حال کا قانون جو کہ وحشیانہ رنگ کی فتوحات کا نتیجہ اور جو رومی قوانین اور ہر گھر میں ایک سردار کی قدیم طریق حکومت کی باہم آمیزش سے بنایا گیا ہے۔ اس کے اندر عین ابتدا ہی میں معمول سے زیادہ وہ قوانین منضبط کئے گئے ہیں جو خاص عورت کی حیثیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ایسے ملک اور ایسی قوم کے مناسب حال ہیں جس کا معیار تمدن ابھی غیر مکمل اور ناقص ہو"+

جسٹی نی ین نے انسٹیٹیوٹس میں بعض موجودہ عیسائی خیالات کو جو تعصب اور تنگدلی پر مبنی ہیں مستحسن ثابت کرنے اور "کافر روم" کے خیالات کے ساتھ تطابقت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس "ضابطۂ قانون" کے بنانے میں اسنے بہت مکاری لیکن نہایت بہادری اور جرأت سے رُومی قوانین رسمیت اور معیارات زندگی کو در پردہ بدنام کیا ہے۔ جس سے اس کا مقصد محض انکی تشریح اور تفصیل ہی تھا۔ بالآخر:۔

قانون کا وہ باب جو منکوحہ عورتوں سے تعلق رکھتا ہے رومی روشنی سے نہیں بلکہ کلیسیا کی روشنی میں پڑھا گیا تھا۔ اور اپنی کسی شق میں بھی اور بالخصوص شادی کے بعد پیدا ہوئے ہوئے رشتوں کے بارہ میں دنیوی قانون کی حیثیت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا۔ یہ کسی قدر لابدی تھا۔ کیونکہ کسی ایسی سوسائٹی سے کہ جس کے اندر عیسائیت کا رنگ موجود ہو توقع نہیں کیجا سکتی کہ وہ شادی شدہ عورتوں کے حقوق آزادی کو اسی فیاضی سے روا رکھیگی۔ جس سے وہ رومی قانون کے تحت میں بہرہ اندوز ہوتی تھیں۔ لیکن شادی شدہ عورتوں کے متعلق قانونی نقائص ان کے ذاتی نقائص سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ اور مقدم الذکر کو زندہ اور مستحکم رکھنے کیلئے کلیسیا کے مقننوں نے جو اصول قائم کئے ہیں اُن سے تہذیب وتمدن کو بہت ضرر پہنچا ہے +

سر ہنری مین آگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ دنیوی اور کلیسیائی قوانین کے درمیان بہت کشمکش رہی ہے لیکن کلیسیا کے قانون ہی اکثر جگہ داثر وساثر رہے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ وہ مجموعۂ قوانین جو شادی شدہ عورتوں کے بارہ میں اس قدر تنگظرفی روا رکھتا ہے وہ محض کلیسیا کے قوانین کے تتبع میں بنایا گیا ہے۔ اور یا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ اس پر یوروپین تہذیب وتمدن کا سایہ پڑنے میں بہت مدت تک التواء ہو گیا۔ اس وجہ سے وہ پرانی خرابیوں سے جو قابل ترک تھیں پاک و صاف نہ ہو سکا۔ صاحب موصوف نے اپنے بیان کی تائید میں بہت سے یورپین ممالک کے رائج شدہ قانون کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اور انگلستان کے کامن لا (قانون عام) کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"قانونی نقائص کی رو سے اس سے زیادہ سخت انگلستان کا "کامن لا" ہے۔ جس کے ابتدائی اور بنیادی اصولوں کا حصۂ کثیر کلیسیا کے قوانین سے لیا گیا ہے

بیشک "کامن لا" کا وہ حصہ جو شادی شدہ عورتوں کی حیثیت سے متعلق ہے وہ اس بڑی درسگاہ (یعنی کلیسیا) کے احساسات اور خیالات کی صحیح صحیح ترجمانی کرسکتا ہے۔ میں خیال نہیں کرسکتا۔ کہ قدیم پیٹر یا پونشا کا عمل درآمد اور اسکی حقیقت کسی اور طریقہ سے ایسی بین طور پر سمجھ میں آسکتی ہو جیسی کہ وہ یا تو ان حقوق پر غور کرنے سے واضح ہوسکتی ہے۔ جو کامن لا کی رُو سے خاوند کو حاصل ہیں۔ اور یا اس تو اتر اور تاکید پر نظر ڈالنے سے واضح ہوسکتی ہے۔ جو عورت کے مطیع و مغلوب ہونے کے متعلق اسمیں پائے جاتے ہیں۔ اور جسمیں حقوق و فرائض اور ضروریات پیش شدہ کے بارہ میں کوئی قانون واضح اور کوئی امر فیصلہ کن موجود نہیں ہے" +

ایک مستند قانونی عالم کی طرف سے کلیسیا کی اس کارروائی پر یہ ایک بہت بڑا الزام ہے۔ یہ حقیقت نفس الامری کا سیدھے سادے الفاظ میں اظہار ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسری ایسی کتابیں جو بطور تاویل یا بطور اعتذار لکھی گئی ہوں۔ اور جو خواہ تعداد میں کتنی ہی ہوں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ یہ خیال بھی کہ کلیسیائی قانون جناب مسیح کی حقیقی تعلیمات کے خلاف وضع کئے گئے ہونگے الزام کو ہلکا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جیسا کہ میں ظاہر کرونگا۔ یہ بڑے بڑے مقدسین کلیسیا کی صاف اور صریح تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ عورت ایسی مکروہ قسم کی غلامی میں دھکیل دیگئی۔ جس سے وہ اب بصد دقت باہر نکل رہی ہے +

لیکن اس امر پر قلم اٹھانے سے پیشتر کہ عورت اور اس کے جذبات کے متعلق عیسائیت نے کیا کیا تدریجی مراحل طے کئے۔ میں تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھا دینا ضروری سمجھتا ہوں جس سے میری مراد عورت کی وہ اخلاقی پستی ہے۔ جس سے کہا جاتا ہے۔ کہ عیسائیت نے اس کو نکالا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک محض جھوٹا الزام ہے۔ جس کے نیچے کوئی حقیقت یا دلیل نہیں ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عیسائیت ایسے وقت میں ظاہر ہوئی جبکہ روما کی سلطنت

ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ اور جبکہ اسکی اخلاقی حالت بہت پست اور سوسائٹی کے اندر بہت سی خرابیاں بداخلاقیاں اور بدچلنیاں پھیلی ہوئی تھیں لیکن یہ خیال بھی کسی صحیح بنیاد پر مبنی نہیں ہے۔ اولاً یہ کہ لفظ روم کو ساری سلطنت روما پر اور ایک خاص اور ایک متعینہ زمانہ مدت کو رومی سلطنت کی ساری تاریخ پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ آخری زمانہ کے رومی ارباب سیر نے رومیوں کی جن برائیوں کا خاکہ اڑایا ہے۔ وہ محض کورٹ اس کے ارد گرد سے تعلق رکھتی ہیں۔ انکو سارے رومی تمدن پر چسپاں کر کے ایک امر فیصل قرار دیدینا ایسا ہی ہے کہ جیسا کوئی شخص زمانہ ریسٹوریشن کی عدالتہائے انگلستان کو اور زمانہ ریجنسی کی عدالتہائے فرانس کو ان ہر دو ممالک کے تمدن کا معیار قرار دیدیں۔ یہ خیال کسی زمانہ میں عام طور پر قابل قبول سمجھا جاتا تھا۔ کہ تمام کا تمام روما اخلاقی حالت میں گرا ہوا تھا۔ لیکن اب یہ عموماً تسلیم نہیں کیا جاتا۔ گو بعض لوگ اب بھی اس قسم کے خیالات کے پابند ہیں جن کی تشہیر کا اصل سبب ایک بوہمیں مؤرخ ہے۔ جو معاملات کا نہایت تاریک پہلو لینے والا سخت ہجو نگار اور بیہودہ سرا واقع نگار ہے +

جمہوریت کے آخری ایام اور سلطنت کے ابتدائی سالوں کی کوئی تصویر ایسی بری نہیں کھینچی گئی۔ جیسی کہ ایمیانس مارسی لینس نے کھینچی ہے لیکن اسکی آرا بھی واقعات پر مبنی نہیں۔ اور اسکی نسبت ہم سوائے اسکے اور کیا کہ سکتے ہیں کہ ایک متعصب دماغ کو مطلب کے مواقف بہت کچھ مسالہ ملجاتا ہے +

ڈرومن جس نے نہایت جانفشانی اور محنت سے تاریخ روم چھ ضخیم جلدوں میں لکھا ہے۔ اس سے بھی تاریخی حالات اور واقعات ہم تک پہنچے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ اہل روما اپنی بیویوں کے سامنے کانپتے تھے۔ اور ایسی مثالیں بھی اس نے بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتیں خاوندوں کو دھوکہ دے لیتی تھیں۔ اس قسم کی دھوکہ دہی کی محض تین مثالیں اس نے بیان کی ہیں جو اسکو

اس زمانہ کے متعلق مل سکتی ہیں۔ امید نہیں کہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور مثال ہوتی تو اسکی متجسس نظروں سے اوجھل رہ جاتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ آٹھ ایسی مثالیں بھی بیان کرتا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیویوں نے اپنی جان پر کھیل کر اپنے خاوندوں کی جانوں کو بچا لیا تھا۔ اور یا ان کے ساتھ جلاوطنی اختیار کی تھی۔ اگر اس قسم کی متضاد مثالوں کا مقابلہ بھی کیا جائے تو بھی یہی ثابت ہوگا کہ اس خرابی اور بدنظمی کے زمانہ میں بھی عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ سچی سچی وفادار تھیں۔ اور ان کے ہر ایک قسم کے خطرات میں حصہ دار اور شریک ہونے کیلئے تیار رہتی تھیں۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوگا کہ درحقیقت کوئی اخلاقی تنزل انمیں نہیں پایا جاتا تھا۔ بلکہ برعکس اسکے خاوند بیوی کے درمیان ایک نہایت زبردست جذبۂ محبت و ایثار موجود تھا۔

بعض اوقات طلاق کی کثرت کو بھی روم والوں کے اخلاقی تنزل اور پستی کی دلیل پیش کیا جاتا ہے لیکن واقعات یہ ہیں کہ ابتدائی ایام میں اہل روما اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دیتے تھے۔ مل بیڈر جو ایک رومن کیتھولک لیڈی ہیں۔ اسکی اس طرح تاویل کرتی ہیں۔ کہ اہل روما اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دیتے تھے بلکہ جان سے مار ڈالتے تھے۔"

یہ عجیب و غریب خیال ایسا بے بنیاد اور بے حقیقت ہے کہ کوئی شخص اسکی طرف توجہ بھی نہیں کریگا۔ جمہوریت سے بہت عرصہ پہلے خاوندوں کی مطلق العنانہ اختیارات کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ بلکہ رومی تاریخ کے ابتدائی مراحل میں بھی عورت کبھی قتل نہیں کیجا سکتی تھی جب تک کمیٹی یا جیسا کہ بعد ہوتا تھا جسٹس بنٹ اس کے لئے موت کا حکم صادر نہ کردے۔ لیکن جب یہ صورت حالات جاتی رہی تو آسان طریقہ جو اختیار کیا گیا تھا (سوائے ایسی صورتوں کے کہ عورت کسی بہت بڑے جرم کی مرتکب ہوئی ہو) وہ نکاح کا فسخ کردینا تھا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ عورتیں کبھی قتل کو طلاق پر ترجیح نہیں دے سکتیں۔

غرض معاملات کی یہ تبدیل شدہ حالت عادات و اخلاق کی نفاست اور تمدن کی ترقی ظاہر کرتی ہے نہ کہ اخلاقی پستی۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عورتوں کو آزادی ملجانے پر آدمیوں میں طلاق کا رواج عام ہوگیا تھا لیکن اس معاملہ میں بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے +

پھر کثیر الازدواجی کو بھی اخلاقی تنزل کی دلیل سمجھا گیا ہے یارکوڈاٹ نے چند ایک مثالیں کثرت ازدواجی کی بیان کی ہیں۔ لیکن یہ امر بھی کوئی تعجب انگیز یا منہتک نہیں ہے۔ زمانۂ حال میں بھی بہت سے مرد اور عورتیں ہیں۔ جو چار چار دفعہ شادی کرتے ہیں۔ میڈ منٹ۔ ریورنڈ ڈیوڈ ولیم سن کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ اس نے ۷۰ سال کی عمر کے بعد ساتویں شادی کی تھی اور کرکٹن کی چرچ ہسٹری کا حوالہ دیتے ہوئے۔ اور بہت سی ایسی مثالیں مقدسین کلیسیا کی بیان کی ہیں +

ہجو نگار شاعر اور دوسرے ارباب سیر عورتوں کے متعلق بہت مبالغہ آمیز زبان استعمال کرتے تھے۔ اور یہی امر کہ انھوں نے بات کو بہت مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ تمام الزامات کی تردید کردیتا ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر انکو صحیح تسلیم کیا جائے تو زندگی ایک تھوڑے عرصہ کے لئے بھی ممکن نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں لٹورنے نے لکھا ہے۔ کہ "نہ تو شاعروں کی ہجویں اور نہ واقعہ نگاروں کے بیانات یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ واقعی عورت اپنے خاوند سے بہت کم اور حقیر سمجھی جاتی تھی۔ چند ایک زیادہ متمول عورتوں کی بد اخلاقی تمام طبقۂ نسوان کے کیرکٹر کی دلیل قطعی نہیں ہوسکتی اس سے کم درجہ کی متمول عورتوں کی جماعت کثیر کا پایۂ اخلاق اس قدر بلند تھا کہ کبھی نہیں دیکھا گیا +

جس غیر محققانہ رنگ میں ان امور پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ بیہودہ مبالغے ہیں۔ سوٹونیس اور ٹلبریخ ڈیٹس کی تحریریں اور جو وینل کی ہجویں

کو رُومی بد اخلاقیوں کی دلیل پیش کیا جاتا ہے لیکن ان میں کیا ہے - جوونیل ایک ایسی عورت کے متعلق بیان کرتا ہے - جس نے پانچسال کے عرصہ میں آٹھ خاوندوں سے شادی کی تھی - مارشل ایک ایسی عورت کا ذکر کرتا ہے - جس نے دسویں خاوند سے شادی کی تھی - دفعتہً ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے - کہ تمام رومی عورتوں کی یہی حالت تھی - سینیکا نے بعض شریف رومی خاتونوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ سال کونسلز کے عزل ونصب سے (جو ایکسال میں واقع ہوتا تھا) شمار نہیں کرتی تھیں - بلکہ اپنے خاوندوں سے شمار کرتی تھیں - اس واقعہ کو بھی عام رُومی کیفیت کی دلیل قرار دیا گیا ہے - ٹرٹولین شاکی ہے کہ وہ ایک شریف اور بد اخلاق عورت کے درمیان کوئی تمیز نہیں پاتا - اور اس بیان سے بھی عام بد اخلاقی کا ثبوت لیا گیا ہے - لیکن ٹرٹولین کی ایک کتاب اپولوجی (باب ششم) کے ایک حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض ان کے تعیش پر اظہار افسوس کرتا ہے - اور اس امر کا شاکی ہے کہ تمام عورتیں ایک ہی قسم کا لباس پہنتی ہیں -

عقل و انصاف کی مقتضیات ایسے مکروہ بیانات پر یقین کرنے سے مانع ہیں - ڈین انگ کہتا ہے - کہ ہمیں مطمئن رہنا چاہئے کہ بدتر سے بدتر زمانہ کے اندر بھی نیکی صفحہ ہستی سے معدوم نہیں ہو جاتی - اور اپنے وسیع اور عالمگیر خط و خال میں انسانی فطرت نیکی اور بدی کے معاملہ میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ دو ہزار برس اس سے وہ پیشتر تھی - اور خواہ کوئی زمانہ ہو اسکی شہادت اس کے برخلاف ہمیشہ مبالغہ آمیز ہوتی ہے +

لوگ محض اسلئے برائیوں کا اظہار نہیں کرتے - کہ وہ اُن کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں - بلکہ اسلئے کہ دوسرے لوگ اس قسم کے اظہار کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں - پس برائیوں کا وجود بالفرض اگر تسلیم بھی کیا جائے اس امر کی شہادت دیتا ہے - کہ ایسے لوگوں کا ایک طبقہ بھی موجود ہے جسکو اس قسم کی تحریروں سے بہت دلچسپی ہے - اور سوسائٹی کبھی ایسی بُری نہیں ہوتی

جیسی کہ اس زمانہ کے نکتہ چین اسکو بنا دیتے ہیں۔ اب مضمون کے اس پہلو پر چند ایک ایسے مستند مصنفوں کے حوالجات سپرد قلم کرتا ہوں۔ کہ جنکی رائے نہایت وقیع اور سلیم سمجھی جاتی ہے +

ریورنڈ پرنسپل ڈولن سن اپنی کتاب میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے لکھتے ہیں کہ:۔

تب تاریخ کی جانچ پرتال سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ شادی کے متعلق اہل روما کے خیالات ان کی خوشحالی یا ان کے اخلاق پر کچھ برا اثر نہیں ڈالتے تھے۔ اگر ہم رومی تاریخ کا زمانہ مدت ۲۰۰ قبل مسیح سے ۲۰۰ بعد مسیح تک نکالیں۔ ہم اس کے اندر عورتوں کی ایک ایسی تعداد دیکھ کر حیران رہجائیں گے جنکی نسبت یہ لکھا ہے کہ ان کے خاوندان سے سخت محبت رکھتے تھے۔ وہ ان پر اپنا نہایت مفید اثر رکھتی تھیں۔ اور ملکی اور علمی کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ ان میں سے بہت سی نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نہایت قابل اور زیرک تھیں۔ اور ملک و قوم کی فلاح و بہبودی میں سرگرم دلچسپی لیتی تھیں +

علیٰ ہذا القیاس سمئول ڈِل بھی نہایت پرزور الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:۔

اگر سوسائٹی میں نصف بھی ایسی خراب ہوتی جیسی کہ جوونیل نے بیان کیا ہے تو وہ اس قابل رحم حالت کی وجہ سے جلدی تباہ و برباد ہو جاتی +

کتبے۔ پلائنی کے خطوط اور خود ٹےسی ٹس کے صفحات جو نقشہ پیش کرتے ہیں۔ وہ جوونیل کے پیش کردہ نقشہ سے بہت متفاوت اور متباین ہے بیشمار کتبوں کی تحریروں سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ رومیوں کی متاہل زندگی سنجیدگی دیانتدارانہ محنت اور خالص محبت کی بولتی تصویر تھی +

لمبارڈی اور ٹسکنی کی رہائشگاہوں میں جبکہ دارالحکومت نشہ عشرت میں مخمور اور سازشوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ اور قتل و غارت سے تباہ و برباد ہو رہا تھا۔ بہت سے خاندان نہایت پرامن پاک صاف زندگی بسر کر رہے تھے۔ جن کی

اخلاقی حالت کا پایہ کئی پہلوؤں سے ایسا ہی بلند تھا جیسا کہ ہمارا ہے یہ رومی تاریخ کا بدترین عہد نامہ گویا عملی طور پر سٹوئزم کا زمانہ تھا۔ کہ لوگ عیش و عشرت سے چنداں غرض نہیں رکھتے تھے۔ اس طبقہ کے لوگ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ایک اخلاقی جرم کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمہ تن مستعد رہتے تھے۔ اور ان کی بیویاں انکے ساتھ جلاوطن ہونے یا انکے ساتھ مرجانے کی مشتاق رہتی تھیں۔

اس بحث سے مجھے اس بیہودہ اور ناپاک لیکن مقبول تصویر کی اصلاح مدنظر ہے جسمیں رومی سلطنت کو ہمہ تن خرابیوں کا بتلانا ظاہر کیا گیا ہے اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ عیسائیت نے ان خرابیوں کو رفع کرکے پاکیزگی اور پرہیزگاری کی بنیاد قائم کی۔ رومی اخلاقی پستی کی جو تصویر کھینچی گئی ہے۔ اسکے خلاف ہم گبن کی ناقابل تردید رائے ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:۔

"اگر کسی شخص سے دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے زمانہ کی تعیین کے متعلق دریافت کیا جائے جسمیں بنی نوع انسان کی حالت سب سے زیادہ فارغ البال ہو وہ بلا تامل اس زمانہ کا نام لیگا۔ جو ڈومی شین کی وفات سے کوموڈیس کی آمد تک گذرا ہے +

رومی سلطنت جو اپنے طول و عرض میں بہت وسیع تھی۔ اس پر پورے پورے تحکم اور اقتدار کے ساتھ نیکی اور دانائی کی رہنمائی کے ماتحت حکومت کیجاتی تھی۔ فوجوں پر ایسے چار ایسے یکے بعد دیگرے آنیوالے شاہنشاہوں کا زبردست لیکن پرشفقت ہاتھ تھا۔ جو اپنے اخلاقی اثر اور اختیارات کی وجہ سے عالمگیر عزت و عظمت کے مالک تھے۔ دیوانی اختیارات کے تمام صیغوں کی نگہداشت نروا۔ ٹراجن۔ ہیڈرین۔ انٹونائنز سے کی جاتی تھی۔ جو آزادی کے نمائندہ ہونے پر خوش اور قانون کا ذمہ وار عامل ہونا اپنی خوش قسمتی کی دلیل سمجھتے تھے۔"

ممکن ہے۔ کہ چند ایک عورتیں بد چلن ہوں۔ یہ بھی سچ ہے۔ کہ بعض عورتیں جو ملکی معاملات میں مصروف رہتی تھیں مستغنی المزاج اور تند خو تھیں۔ ایک مشہور عورت نے لیٹی لی نری سازش میں بہت بڑا اور دلیرانہ حصہ لیا تھا۔ اور یہ ایک عورت ہی تھی۔ جس کے ذریعہ تمام سازش کا انکشاف ہو گیا تھا۔ سسرو کی بیوی یقیناً گھر کے انتظامات میں اس قدر قابل نہیں تھی۔ جس قدر کہ ملکی معاملات میں۔ جیسا کہ بعض کہتے ہیں۔ اگسٹس اور ثانی ٹیبریس کی والدہ لیویا اپنے بیٹے اور خاوند کے زمانہ حکومت میں بہت سے قومی اور ملکی کاموں کی محرک اولین تھی۔ لیکن کیا اس وجہ سے کہ وہ پوری پوری آزادی سے بہرہ اندوز تھیں۔ اور اس وجہ سے اگر بعض اوقات وہ کسی موقعہ پر غلطی بھی کر بیٹھیں۔ ہم انکو بداخلاق عورتوں کے زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں بالخصوص جبکہ ان کی بداخلاقی کی بھی کوئی شہادت نہیں ملتی +

میں پھر ریورنڈ پرنسپل ڈالن سن کی کتاب سے حوالہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:۔

اسبات سے انکار کرنا لغو امر ہے کہ جس طرح تمام سوسائٹیوں میں بُرے بھلے دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرح رومی سوسائٹیوں میں بھی بعض بُری عورتیں تھیں لیکن ہم عورتوں کے چال چلن کی حد سے زیادہ مکروہ تصویر کھینچنے کے عادی ہیں۔ کیونکہ مؤرخین کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ عیسائیت کی فوقیت اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے رومی عورتوں کی مفروضہ ذلت و حقارت کو خوب حاشیہ آرائیوں سے بیان کیا جائے +

میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ روم میں بدچلن عورتیں بھی تھیں جو سرتا پا بدی میں مستغرق تھیں۔ مجھے اس سے بھی انکار نہیں۔ کہ ان الزامات کی بھی کچھ بنیاد ہو گی جنکو جوینل نے مبالغہ سے کام لیکر بیان کیا ہے۔ میرا مقصد تو عیسائی پاکبازی کی اس تصویر کو جو کفر کی بداخلاقی کے مقابلہ میں دکھائی جاتی ہے غلط

اور صریح غلط ثابت کرتا ہے - اگر تمام کی تمام سوسائٹی ایسی ہی ناپاک اور پلید ہوتی جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے - وہ کچھ عرصہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی تھی +

حقیقت یہ ہے - کہ سٹوئک فلاسفی اور نیز دوسرے مشرقی علوم مذہب نے دوسری صدی کے واسطے پیشتر ہی رومی سوسائٹی کی کیفیت کو بالکل تبدیل کر دیا تھا - زمانہ اگسٹس کا عیش عشرت اور آزاد عورتوں کی بدچلنی اور دنیائے کفر کی دوسری بدعنوانیاں کفر کے تاثرات سے ہی علاج پذیر ہو لی ہیں - اور جہانتک کہ عورتوں کا سوال ہے اس امر کی ضرورت نہیں تھی کہ اس نئی آزادی کو تباہ کر دیا جائے - بلکہ ضرورت اس امر کی تھی - کہ اسکو زیادہ پاک صاف اور زیادہ مستحکم بنایا جائے - اور اس کی بنیاد زیادہ صحیح اصول پر رکھی جائے اور یہ وہ بات تھی جس کو کلیسیا انجام دینا نہیں چاہتا تھا - لیکن زمانہ کفر کے مصلح ایشیائی علوم مذہب کے فلسفیانہ خیالات سے مدد پاکر بہت کچھ کر بیٹھے تھے اور کر رہے تھے - تاریخ سے ظاہر ہے کہ عیسائی اخلاق کی پاکیزگی اور عیسائی زندگی کے تورع کا روم والوں پر کبھی اثر نہیں ہوا - جس بات کا انکے دل پر نقش ہوا - وہ عیسائیت کی تنگدلی - تعصب اور اشد درجہ کی توہم پرستی تھی - اور عیسائیت کے اس قسم کے تمام دعاوی کے خلاف کہ اس نے رومی سوسائٹی کو دوبارہ زندہ کیا سب سے اہم اور سب سے عظیم الشان اور ناقابل تردید یہ امر ہے کہ فی الحقیقت یہ رومی سوسائٹی نہیں تھی جو بالآخر تباہ و برباد ہو لی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ عیسائی شدہ رومی سوسائٹی تھی +

رومی تہذیب عیسائی اثر کی وجہ سے آہستہ آہستہ مٹتی گئی - سائنس لٹریچر اور رومی قوانین کا تمام ساختہ پرداختہ جتنے کہ رومی اخلاق بھی بتدریج زوال پذیر ہوتے گئے - اور جوں جوں عیسائیت ترقی کرتی گئی - اس زوال و تنزل میں بھی ترقی ہوتی گئی - اور یہ بذات خود عیسائیت کے خلاف بہت بڑا الزام ہے +

بدقسمتی سے رومی تہذیب کی جگہ نہایت وحشت افزا بربریت نے لے لی اور یورپ حیرتناک سرعت کے ساتھ زمانہ وسطی کی دلدلوں میں جا گرا۔ اور تمام براعظم پر عورت ایسے قعر مذلت میں گر گئی۔ کہ جس سے اب تک وہ پورے طور سے باہر نہیں نکل سکی۔ یہ کس طرح وقوع پذیر ہوا۔ اور عورت کو اس قعر مذلت میں اتنی دیر تک کیوں رہنا پڑا۔ اس پر ہم کسی اشاعت آیندہ میں روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

---

# دُعا

## دُعا کی قدر اور اُس کا اثر بلحاظ مذہب کے

از قلم جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر۔ گدیہ بارابنکی

(بسلسل صفحہ جلد ۱۰ نمبر ۶)

کسی مذہب کے نظام اور اسکی طرز دُعا کے مطابق اس پر دعا کا اثر پہنچتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان کام اس ذلیل و مردہ قوم کو اُٹھانے اور زندہ کرنے کا کیا تھا۔ جو اخلاقی نکتہ خیال سے نہایت ہی ذلیل اور گری ہوئی تھی۔ اور سیاسی رنگ میں غلام بھی تھی۔ اگر اس قوم کی اخلاقی اور جسمانی حالت کو تازہ کرنے کے ساتھ انکی روحانی ترقی کا کام بھی موسیٰ علیہ السلام کرتے تھے تو یہ امر اس قوم کی طاقت سے بہت باہر ہوتا۔ اسلیئے انہوں نے پہلے ہی کافی خیال کیا کہ اس قوم کو غلامی سے نکالا جائے۔ اور انکی اخلاقی حالت کو سخت قوانین اور پابندیوں سے درست کیا جاوے۔ آپنے قانون کی پابندی کرانے اور قوم سے اسکی اپنی آزادی کے حصول کیلئے کام کرانے میں کسی قدر زیادہ سختی اور استقلال سے کام لیا۔ اور دعاؤں میں اور آیندہ زندگی کے متعلق خیالات میں ترقی حاصل کرنے کا کام اپنے بعد کے آنے والے پیغمبروں اور مصلحین کیلئے چھوڑا +

قریباً ہر ایک مذہب نے دُعا کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ اور اسے مفید بھی سمجھا ہے۔ قدیم زمانہ میں ہندوؤں کے مندروں میں خلقت کا ہجوم ہوا کرتا تھا۔ جو نذر و نیاز وہاں پیش کرتے۔ منتر پڑھتے عبادت اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسوقت تک بھگوت گیتا کی جو ہندوؤں کے نزدیک رُوح کو تازگی دینے والی کتاب ہے۔ اور جس کی اب تک ہندوؤں میں عزت اور قدر ہے۔ لیکن پجاری جماعت یعنی برہمنوں نے دیگر ہندو اقوام کے افراد کو کوشش اور دُعاؤں سے محروم کردیا ہے۔ انکے سوا کوئی اس کام کے کرنے کا اہل نہیں سمجھا جاتا۔ ہندو دھرم کے نمایندوں کی ایک طرح سے طاقت و حیثیت مضبوط ہوگئی ہے۔ لیکن دعاؤں اور قربانیوں سے جو لوگوں کو اخلاقی اور روحانی فائدہ پہنچتا تھا۔ وہ مفقود ہو گیا ہے۔ مگر اب ہندوؤں کا رجحان اس طرف ہے۔ کہ پجاریوں کا اثر اور ان کی طاقت کم کیجائے۔

قوم زرتشت بھی بڑی بہت دُعائیں کرنیوالی رہی ہے۔ اور اسی طرح مجوسی بھی۔ لیکن انمیں بھی روحانی زندگی کا ٹھیکہ ان کے مذہبی پیشروں نے لے رکھا تھا۔ بڑے بڑے مذاہب میں سے ایک بدھ مذہب ہی ہے۔ اس کا خیال خدا کے متعلق بہت ہی نرالا ہے۔ وہاں دعا کا تو ذکر تک نہیں۔ اسکی جگہ توجہ یا دھیان نے لی ہے۔ گو دھیان اور دعا میں کچھ زیادہ فرق دکھائی نہیں دیتا +

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آیندہ زندگی کے متعلق نہایت اعلےٰ خیالات کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ اور دعا کی اصلیت و غرض کی تشریح کی۔ مگر اسے بھی ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ کے بعد ہی لوگوں میں دعا کا خیال اور اسمیں باقاعدگی پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن مسیح کے وقت میں دُعا نے اعلےٰ رُوحانی رنگ پکڑا۔ عیسائیت کیلئے دعا ایک بہت بڑی قیمتی چیز ہے۔ دُنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جن کا نظام ایسا اعلےٰ ہو جیسا عیسائیت کا اور اسکی وجہ زیادہ تر دُعا ہی ہے +

کونسلیں۔ انجمنیں اور مجلسیں ایمانیات اور انسانی ضمیر کے متعلق معاملات کے طے کرنے کیلئے کیگئیں۔ لیکن کلیسیا کو خداوند (مسیح) کا دن منور کرنے سے جسقدر فائدہ پہنچا ہے

اتنا کسی چیز سے نہیں۔ چونکہ خداوند (مسیح) کی دعا بہت شاندار ہے اسلئے اس کا ورد بھی جو عبادت کیلئے مخصوص کیا گیا ہے مسیحی نکتۂ خیال سے شاندار ہے۔ اور اس سے مسیحیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس الحاد اور دہریت کے زمانہ میں اگر دعا کیلئے اتوار کا دن مقرر نہ کیا ہوتا تو کبھی لوگ اکٹھے ہو کر دعا نہ کرتے اور نظام کلیسیا کو سخت نقصان پہنچتا۔ دعائیں جو ایک مجمع کی زیر نگرانی کلیسیا کرتا ہے۔ وہ خدا کے نزدیک زیادہ مقبول ہیں۔ خواہ بہت ہی کم لوگ اس غرض کے لئے جمع ہوں۔ چنانچہ متی باب ۱۹ آیت ۲۰ و ۲۰ میں یوں لکھا ہے:۔

"پھر میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کیلئے جسے وہ مانگتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے۔ انکے لئے ہو جائیگی کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں۔ وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں"

تمام مختلف قسم کے موقعوں کی دعائیں کلیسیا کیلئے بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اس عبادت سے جو کلیسیا کے زیر اہتمام با جماعت کیجاتی ہے لوگوں کے دلوں پر کلیسیا کا قابو ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح دعا کے ذریعہ کلیسیا کی حکومت لوگوں پر ہوتی ہے لیکن کلیسیا نے اپنی کسی خاص غرض کے لئے عبادت کو رسم رواج کا رنگ دیا ہے جسکی وجہ سے دعا کا خاص اثر زائل ہو گیا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ خدا کی تمام مخلوق کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کس طرح خدا سے دعا کرے۔ ہر فرد بشر کو موقعہ ملنا چاہیئے کہ وہ اپنی دلی محبت پر شکریہ عبودیت اور انکساری کا اظہار اپنے خالق اور رب کے سامنے جو رحیم و رحمان اور مالک یوم الدین ہے کرے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے با وجود یکہ اکٹھے ہو کر نماز ادا کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ مگر دیگر مذاہب سے کہیں بڑھ چڑھ کر اس امر کا لحاظ بھی رکھا ہے کہ ہر مسلمان پر دعا کا خاص اثر ہوتا رہے۔ اور اسکی وقعت اس کی نظروں میں قائم رہے۔ اسلام میں صد درجہ کی جمہوریت ہے۔ اور اس نے جائز نہیں سمجھا کہ اسلام میں مسیحی طرز کا نظام قائم ہو۔ اس نے پادری مقرر نہیں کئے۔ اور اگر پادریوں کی ہستی نہیں تو نظام کلیسیا بھی نہیں۔ اسی امر کے متعلق ایک انگریز مصنف مسٹر سنڈر نامی لکھتا ہے کہ اسلام

کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس نے پرستش کے لئے ہاتھ سے تیار کردہ عباد تخانوں کو ضروری نہیں سمجھا۔ اور اسکی مقرر کردہ طرز عبادت آسمان کے نیچے خدا کی زمین پر ہر جگہ سرانجام پا سکتی ہے +

اسلام نے اکٹھے ہو کر نماز ادا کرنے کا بھی انتظام کیا ہے۔ دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھنے کا حکم ہے جنکا باجماعت مسجد میں ادا کیا جانا افضل ہے۔ پھر جمعہ کے دن سب کا اکٹھے ہو کر مسجد میں نماز ادا کرنا بھی ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔ نیز سال میں دو دفعہ عید کے موقعہ پر بڑی بڑی جماعتوں میں لوگ نماز کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن ان تمام نمازوں کا فائدہ زیادہ تر حکومت اور قوم کو پہنچتا ہے۔ کہ اسلامی نظام مذہب کو ہر ایک مسلمان کا دل ہی اس کا گرجا یا عبادت خانہ ہے۔ ہر ایک مسلمان نماز کے وقت امامت کا کام کر سکتا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان اپنے بھائی بندوں کا جنازہ بھی پڑھا سکتا ہے۔ اور ہر ایک مسلم ہر مرد وزن کو جو اپنی رضا و رغبت سے میاں بیوی بننا چاہیں رشتہ نکاح سے باندھ سکتا ہے +

اس لحاظ سے اسلامی نظام کے مقابلہ مسیحی نظام اچھا نہیں۔ اور اسی لئے دیگر مذاہب سے بڑھ کر کلیسیا کیلئے دعا کا اہتمام کیا جاتا زیادہ تر مفید ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام مسیحی دعائیں سوائے خداوند کی دعا کے سب کی سب کلیسیا کی تجویز کردہ ہیں۔ اسلئے مسیحی دعائیں اور مسیحی نظام مذہب ایکدوسرے کے لئے یکساں مفید نہیں لیکن اسلام میں تمام عبادت ایسی طرز پر ہوتی ہے جو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی۔ الغرض عبادت مذہب کے لئے خواہ وہ کوئی مذہب ہو ایک ستون کا کام دیتی ہے

## حکومت کو دعا کی احتیاج اور اس کا فائدہ

بدھ اور عیسائی سلطنتوں میں دعا کی قدر اور اسکی خفیفت اور تنزل ہے۔ کیونکہ مذہب کو سلطنت سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ انگلستان میں البتہ مذہب و حکومت ایکدوسرے سے اتنے دور نہیں جس قدر کہ دیگر عیسائی ممالک میں۔ کیونکہ انگریزوں نے حکومت کی طرف سے ایک کلیسیا قائم کر رکھی ہے جس نے لوگوں کی اخلاقی اور تمدنی حفاظت کا اہتمام بھی حکومت

ہی کے سپرد کر دیا ہے۔ حکومت کلیسیا ہی کی بدولت لوگوں کے دلوں پر قابو پا سکتی ہے۔ اور چونکہ دعا و عبادت ہی کے ذریعہ کلیسیا لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ اسلئے حکومت کیلئے دعا بہت ہی بیش قیمت چیز ہے۔ اور جسقدر دعا کی قدر اور اسکی اہمیت اخلاقی نکتہ نگاہ سے زیادہ ہوگی اسی قدر حکومت کے لئے زیادہ تر مفید ہوگی۔ جو انسان خدا کا سچا تابعدار ہے وہ بالضرور خود اور اپنے دیگر ہمجنسوں کو بھی دھوکہ نہ دیگا اور حکومت کو ہر وقت اس قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے +

ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے مصائب اور مشکلات کے وقت جیسا کہ جنگوں کے موقعہ پر اکھٹے ملکر دعائیں کرنا حکومت کے لئے از بس مفید ہوا ہے۔ کیونکہ دعاؤں ہی کے ذریعہ حکومت لوگوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ سب خلوص دل سے اکٹھے ہوکر صلح اور فتح حاصل کرنے کیلئے کوشش کریں۔ اس طرح حکومت دعاؤں کے نظام کے باعث تمام قوم کی اخلاقی امداد اور استعانت حاصل کرکے اسکی رضامندی ہی سے فتح حاصل کر لیتی ہے +

چونکہ مصیبت اور تکلیف کے وقت کی دُعائیں خلوص دل سے ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آتا ہے۔ اور اس طرح حکومت کو قومی مصیبت کے وقت ایک رُوحانی مدد بھی مل جاتی ہے +

عبادت اور دُعاؤں سے حکومت کو ایک اور فائدہ بھی پہنچتا ہے مثلاً جب قوم کے بہت سے افراد کی زندگی معرض خطر میں ہو تو وہ اپنی حفاظت کے لئے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ اور دُعا کے وقت فطرتاً لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان کی دُعائیں اکارت اور بیکار جائیں گی۔ اگر ان کا دل پاک صاف نہیں۔ اسلئے وہ تمام بُرائیوں سے اپنے آپ کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح سلطنت میں ایک بہترین نمونہ رعایا کا پیدا ہو جاتا ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران میں فرانس کو بہت کچھ نقصانات کے بعد تجربہ حاصل ہوا کہ مذہب کو حکومت سے علیحدہ کرنے کی پالیسی بالکل غلط تھی۔ اس علم و تجربہ کے بعد

فرانس میں مذہب کا چرچا شروع ہؤا۔ گرجوں کی طرف لوگوں کی توجہ ہوئی۔ اور نمازوں میں لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ اور حکومت کو اس طرح ریڈ کراس (سرخ صلیبی) کمیٹی کے قائم ہونے سے فائدہ پہنچا +

اسلامی سلطنتوں کے لئے عام طور پر دُعا نہایت ہی گراں قیمت چیز ہے۔ اور مسلمان قوم کیلئے بھی اسی قدر مفید و بیش بہا ہے۔ مسلمانوں کی باجماعت نمازیں اور ملکر دعائیں مساوات۔ اخوت اور جمہوریت کی روح پھونکتی ہیں چونکہ دن میں کئی بار اس غرض سے اجتماع ہوتا ہے۔ اسلئے ایک مفید اور دیرپا اثر لوگوں کے دلوں پر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی مقرر کردہ نمازیں ہی قوم اور حکومت سے فائدہ بخش ہیں۔ کیونکہ علے الصبح خواب سے بیدار ہونے اور صفائی پابندی وقت و کا لحاظ رکھنے کا سبق برادرِ مسلمانوں کو دیا جاتا ہے۔ اخلاقی نکتۂ نگاہ سے نمازیں بہت بھاری وقعت رکھتی ہیں۔ اور ان سے ضبط و ربط قائم رکھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور نہایت عاجزی سے خدا کے حضور کھڑا ہونے کا سبق سکھایا جاتا ہے۔ اور جبکہ ایک نمازی پانچ وقت اپنے آپ کو عالم الغیب و قادر مطلق خدا کے حضور دیکھتا ہے۔ تو اس کے تمام چال و چلن پر نہایت ہی عمدہ اثر پڑتا ہے + جب بار بار اس احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہونے سے ایک انسان کو جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے فائدہ پہنچتا ہے۔ تو گویا اس قوم یا حکومت کا بھی فائدہ ہے۔ جس کا وہ ایک فرد ہے۔ لہٰذا قوم و حکومت کے لئے بھی دُعا اسی قدر سودمند ہے۔ جس قدر کہ ایک فرد انسان کے لئے نماز و دُعا سے انسان اپنے فرائض ادا کرنا سیکھتا ہے۔ اور حکومت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے کوئی سلطنت آرام و امن سے کام نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کی رعایا اپنے فرائض ادا کرنا نہ جانتی ہو۔ لہٰذا دعا و عبادت حکومت کیلئے از بس مفید ہے +

# سیرِ افکار

# رُوحانیات یا فی الاسلام

## تکمیلِ نفس کے منازل مختلفہ

## الحمد للہ رب العٰلمین

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

قرآن کریم آیت الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع ہوتا ہے۔ لفظ رب کے معنے نہ صرف۔ خالق۔ رازق اور قیّوم کے ہی ہیں۔ بلکہ یہ لفظ اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ جس پر اس زمانہ کے مسئلہ ایولیوشن (مسئلہ ارتقا) نے روشنی ڈالی ہے۔ ہر ایک چیز میں طرح طرح کے جوہر مضمر ہوتے ہیں۔ وہ ایک ہی وقت یا ایک ہی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر ایک چیز مختلف حالتوں میں سے گذرتی ہوئی آہستہ آہستہ اپنے جوہر کو ظاہر کرتی جاتی ہے۔ اور آخر کار اس چیز کے کل جوہروں کا خلاصہ اسکے آخری حالت پر پہنچنے سے ظاہر ہو جاتا ہے وہی در اصل اس چیز کی پیدائش کی علت غائی ہوتی ہے۔ ایک پھلدار درخت کو ہی دیکھ لو۔ اس کی پیدائش کی علت غائی تو اسکے وہ جوہر و خواص ہیں۔ جو اسکے پھل میں آکر ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ سب کے سب استعداداً اس کے تخم میں ہی موجود ہوتے ہیں۔ یہ تخم زمین میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر اسمیں سے ایک کونپل نکلتی ہے۔ کونپل ایک مضبوط تنا بن جاتی ہے جسمیں سے شاخیں پھر شاخوں میں سے پتے پھر پتوں میں سے پھول اور پھول میں سے پھل اور پھر پھل میں اس چیز کے جوہر و خواص مختلفہ آ پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک چیز کے تخم کو اپنے خواص مختصہ کے ظہور تک پہنچنے کیلئے سات عالموں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک عالم کی

کیفیت ایکدوسرے سے جداگانہ ہے۔ اور اسکی تربیت کے سامان بھی لامحالہ جداگانہ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ہر عالم میں وہ اسباب پہلے سے ہی مہیا ہوتے ہیں اسلئے ذات باری کا نام ربّ العٰلمین ہے۔ لفظ رب اور لفظ عالمین گویا کل کائنات کی حقیقت کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں۔ لفظ رب اپنے معنوں کے رو سے جیسے کہ امام راغب نے مفردات قرآنی میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہی تاج العروس میں بھی لکھا ہے وہ ہستی ہے۔ جو پہلے چیزوں میں بعض استعدادیں رکھ دے۔ پھر ان استعدادوں کو بتدریج حدِ کمال تک پہنچا دے۔ اور اس غرض کے لئے جن جن مدارج یا عالموں میں سے وہ چیزیں ہو کر گذریں۔ وہاں ان کی تربیت کا سامان بھی مہیا کر دے۔ ایسی ہستی کو ربّ کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہر ایک چیز کمال تک پہنچنے کیلئے مختلف عالموں میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ اسلئے وہ ہستی رب العٰلمین کہلاتی ہے۔

انسان اس عالم زمین پر آنے سے پہلے کئی عالموں میں سے ہو گذرا ہے اور ہر عالم میں خدا تعالیٰ نے اسکی ربوبیت کے لئے اسے صحیح راہ پر چلایا لیکن منزل آخری تک ابھی بہت سے عالم اسکے آگے ہیں۔ جن میں محتاج ہدایت ہے لیکن جن عالموں میں اس نے آیندہ گذرنا ہے۔ ان کا تعلق زیادہ تر جسم سے نہیں۔ بلکہ ادراک سے ہے۔ اور اسکی آیندہ کی تربیت بھی در اصل اس کے ادراک کی ہی تربیت ہے۔ جس کے لئے اگر وہ کسی ہدایت کا محتاج ہے۔ تو اس ہدایت کا رنگ بھی ایسا ہونا چاہئے جو ذہنیات سے تعلق رکھے۔ اس لئے قرآن کریم کو جو اس آیت سے شروع کیا گیا تو ہمیں قرآن کریم کے نزول اس کے متلو ہونے کی ضرورت ظاہر کر دیگی یعنے قرآن کریم ان ہدایات کو لایا ہے۔ جن کے ماتحت انسان کی آیندہ عالموں میں تربیت ہونی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا ربّ العٰلمین ہونا ہی اس امر کا متقاضی ہے کہ ربّ انسان کی ربوبیت کے سامان اس زمینی عالم میں حسب ضرورت پیدا کئے جائیں۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ ان اسباب کو مہیا کرے۔ جو انسان کو آیندہ

عالموں میں جو ذہن اور ادراک سے تعلق رکھتے ہیں گذرنے اور وہاں کے متعلقہ جوہر
ترقی اسمیں پیدا کرنے کیلئے امداد دیں۔ الہام کی ضرورت پر بھی امر ایک مضبوط دلیل
ہے۔ جب جسم کی تربیت کیلئے کل کے کل سامان کائنات میں خدا تعالی نے
جسمی رنگ میں پیدا کر رکھے ہیں۔ تو پھر ادراک کی پرورش اور ترقی کیلئے
کیوں کوئی ذہنی اور ادراکی چیز خدا تعالی کی طرف سے نہ آئے۔ یعنے اب ہدایت
ملفوظ رنگ میں قرآن کریم کے اشارات سے نظر آتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز کے
سامنے ایک لمبا سفر ہے۔ وہ اپنے کمال تک پہنچنے کیلئے مختلف عالموں میں
سے گذرتی ہے۔ لیکن ہر ایک عالم میں پھر چھوٹے چھوٹے سات منازل اس کے
سامنے ہوتے ہیں۔ ہر عالم میں اس چیز کی ابتدائی حالت میں باقی چھ حالتیں
استعداد اً موجود ہوتی ہیں۔ ساتویں حالت میں وہ چیز کامل ہو کر پھر کسی اور
عالم میں از سر نو ترقی کرنے کیلئے جا داخل ہوتی ہے۔ ہر عالم میں ہر چیز کی پہلی حالت
کا نام عربی زبان میں بلغہ رکھا گیا ہے۔ یعنے کسی چیز کی وہ حالت جسمیں اسکی
کل کی کل استعدادیں بغرض نشو و نما موجود ہوتی ہیں۔ پھر وہ استعدادیں
جب ظہور میں آئیں۔ تو اس حالت کا نام حالت بلوغت ہوتا ہے ثمردار
درخت کا تخم اسکی حالت بلغہ ہے۔ اور جب ثمر پختگی کو پہنچتا ہے۔ تو وہ
اسکی حالت بلوغت ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم سے یہ بھی نظر آتا ہے۔ کہ
جب کسی عالم میں ایک بلغہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے۔ تو بلوغت یافتہ حالت
آئندہ عالم میں از سر نو بطور بلغہ ہو جاتی ہے۔ اور پھر اسکے آگے سات اور
منزلیں اس نئے عالم کی بلوغت تک ہوتی ہیں۔ پچھلی فصل میں ہم نے انسان
کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے نطفہ انسانی کا ذکر کیا ہے۔ جسم انسانی کل ارضی
چیزوں کی کشید ہوتی ہے۔ اور اس کشید سے نطفہ تیار ہوتا ہے۔ جسے
قرآن کریم نے سلالہ طین کہا ہے۔ یہ سلالہ طین جسم انسانی کا بلغہ ہے جو بصورت
نطفہ اس کی دوسری منزل ہے۔ پھر مضغہ جا کر اور پانچ منزلیں طے کرتا ہوا ساتویں منزل

پر اس حالت کو پیدا کرتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے خلقتاً آخر کہ کے پکارا ہے
وہ سات حالتیں یہ ہیں۔ سلالہ۔ نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ۔ استخوان۔ گوشت۔ خلق جدید
یعنے مدرکہ۔ الغرض ہر ایک عالم میں کسی چیز کی آخری منزل پر ایک نئی چیز پیدا
ہو جاتی ہے۔ وہ نئی چیز پرانے عالم کی بالغ حالتوں کو تو اپنے ساتھ نئے عالم
میں لے آتی ہے۔ کیونکہ اسکی زیست ان حالتوں کے قیام پر ہی منحصر تھی
ہے۔ لیکن جس چیز نے آیندہ ترقی کرنی ہوتی ہے۔ وہ وہ چیز ہے جس کا
ظہور گذشتہ عالم کی ساتویں منزل پر ہوتا ہے۔ انسان رحم میں ہی جسم کی کل
ترقی کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ اور رحم سے باہر تھوڑے عرصہ میں جسم
کی تکمیل بھی کر لیتا ہے۔ اور حق الامر بھی یہی ہے۔ کہ اس زمین پر جسم کی ترقی صرف
یہیں لے جسم انسانی میں کمال تک پہنچ جائے۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات
کی اقسام مختلفہ سب کی سب جسم کی مختلف بلوغت یافتہ شکلیں تو ہیں
لیکن جسم اگر اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو یہ امر انسان کی شکل میں آکر ہوتا ہے گویا
جسم کی ترقی کامل طور پر انسان کی شکل میں ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے جسم
کی ترقی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اب اس آخری ترقی پر جو نئی چیز پیدا ہوتی
ہے۔ وہ انسان کا نفس مُدرکہ ہے۔ جو رحم میں ہی پیدا ہو جاتا ہے
یہی نئی خلقت عالم ادراک کا بلغہ ہوتی ہے۔ یعنے جسے آگے ترقی کرنی ہے۔
لہذا انسان اس دنیا میں جسم کی خدمت کیلئے نہیں۔ اس کی آیندہ ترقی
تو اس کے ادراک کی ترقی ہے +

مُدرکۂ انسانی کی ابتدائی کیفیت مُدرکۂ حیوانی سے ملتی جُلتی
ہوتی ہے۔ اسے قرآنی اصطلاح میں نفسِ امّارہ کے نام سے تعبیر
کیا گیا۔ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ کہ ہر عالم میں ایک چیز بلوغت کے
سات منازل کو طے کرتی ہے۔ اور ساتویں منزل پر جا کر اس عالم کی متعلقہ ترقی
کو حاصل کر لیتی ہے۔ اسی طرح انسان کے مدرکہ نے بھی نفسِ امّارہ سے چل کر

ساتویں منزل پر تکمیل پاتی ہے۔ ان سات منزلوں کے نام قرآن کریم نے حسب ذیل تجویز کئے ہیں :-

نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس ملہمہ۔ نفس مطمئنہ۔ نفس راضیہ۔ نفس مرضیہ۔ نفس کامل

قرآن کریم نے ہر ایک نفس کے خط و خال بھی بیان کئے۔ اور پھر ہر ایک منزل پر اس منزل کی تربیت کے سامان بھی تجویز کئے۔ لیکن پیش ازیں کہ ہم ان امور پر زیادہ لکھیں۔ اس جگہ ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس چیز پر روشنی ڈالدیں جس کو عامۃ الناس کی اصطلاح میں رُوح کہتے ہیں۔ از روئے تعلیم قرآن رُوح جسم سے الگ نہیں۔ نہ یہ کوئی فالتو چیز ہے۔ نہ کسی اور عالم سے آکر جسم میں آملی ہے۔ رُوح جسم میں سے ہی نکلتی ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اصل جوہر جو جسم میں سے نکلتا ہے یہی مدرکہ اپنی کسی بالغ حالت میں وہ کیفیت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے جس سے اس کا نام عام اصطلاح میں روح ہو جاتا ہے + اس کائنات میں جو روح خداوندی کا پہلا عکس و ظل ہے۔ اور جو دن بدن مختلف حجابوں میں مستور ہوتا ہوا زمین میں آجاتا ہے۔ جہاں یہ حجابوں سے پھر الگ ہونا شروع ہوتا ہے۔ وہ آخر کار جسم انسانی میں آکر اس حالت کے قریب ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کی ابتدائی صورت تھی۔ یعنی جسم انسانی میں وہ چیز پیدا ہوتی ہے جو رُوح خداوندی کے بہت اقرب ہے۔ یا یوں کہ روح خداوندی یہاں آکر بہت سے حجابوں سے باہر ہو جاتی ہے۔ اور اپنی اصل شکل کے قریب آجاتی ہے۔ روحوں کا الست کے دن ہونا اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ جسم انسانی اس روح الٰہی کی پہلی شکل ہے۔ اور ادراک انسانی ہے جسے قرآن نے خلق آخر کہا۔ قرآن نے مدرکہ کا نام نفس بھی رکھا ہے۔ نفس کے معنے کسی چیز کی اصلیت یا جوہر کے ہیں۔ کسی چیز کی ان صفات خاصہ کو نفس کہا جا سکتا ہے۔ کہ جن کے ہونے پر ہی وہ چیز اپنا خاص نام پاتی ہیں۔ دراصل اس کے ظہور تامہ کیلئے وہ چیز مخلوق ہوئی ہے۔ اب اگر انسان کی کسی چیز کا نام رُوح ہے۔ تو وہ انسان کی ہر حالت میں اسمیں موجود ہونی چاہیئے۔ وہی مختلف منازل طے کرتی ہوئی آخر کار اس منزل کو بھی پہنچ جاتی ہے۔ اور اس میں وہ خواص بھی پیدا ہو جاتے

ہیں۔ جن کے رُو سے اُسے عامہ اصطلاح میں رُوح کہتے ہیں۔ روح در اصل نفس انسانی کی ایک بالغ کیفیت کا نام ہے لیکن وہ اس شکل میں بھی موجود ہوتی ہے جسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ ہاں جس چیز کا نام عامۂ اصطلاح میں روح ہوتا ہے۔ یعنے نفس انسانی کی وہ حالت جب اس کے کل جذبات نفس ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اور نفسانی خواہشات تہذیب و تعدل پا لیتی ہیں۔ انسان اس حالت میں اضطراری نیکیوں کی طرف جھکتا ہے۔ اور بدیوں سے رک جاتا ہے۔ وہ دنیا کی لذات سے اسی قدر حصہ لیتا ہے۔ جو جسم میں بقائے رُوح کیلئے ضروری ہو۔ اور باقی چیزوں سے کوئی تعلق اسے نہیں ہوتا۔ اگر ایسی حالت کا نام روح ہے۔ جیسے عام لوگ سمجھے ہوئے ہیں۔ تو یہ نفس انسانی کی بلوغت کی چوتھی حالت ہے۔ جسے قرآن نے نفس مطمئنہ سے تعبیر کیا ہے۔ ابھی تو اس کے آگے تین منزلیں اور ہیں۔ جن کے خاتمے پر نفس انسانی کامل ہو کر انسان کو مسجود ملائکہ بنا دیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں نفخت فیہ من روحی کے منطوق کا صحیح نقشہ ظاہر ہونے لگتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے فرمایا

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین +

قصہ آدم در اصل انسانی ترقیات کا اور اس کے تنزل کا ایک نقشہ ہے۔ جو ہر ایک انسان کے سامنے موجود ہے سویتہ سے مراد تکمیل جسمانی ہے۔ یعنے رُوح خداوندی اس وقت انسان کے جسم میں اپنے ابتدائی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ جب جسم ہر صورت میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اور جب رُوح اپنا کامل جلوہ دکھانے لگتی ہے۔ تو ملکوت السموات والارض اس روح کے آگے جھکتے ہیں۔ اگر قرآن نے تہذیب تکمیل نفس کی ابتدائی تعلیمات میں جسمانیات پر زور دیا۔ اور کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق ہدایات فرمائیں۔ تو وہ بھی اسی آیت کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک صالح جسم میں ہی اور اعلیٰ اور روحانی ترقیات ہو سکتی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں کمالات نفس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر انسانی دائرے کی بلند سے بلند قوس دائرہ الوہیت کی نچلی قوس سے جا مماس کرتی ہے۔ صوفیائے کرام نے اس حقیقت کو

حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا ہے۔ قاب قوسین میں جن دو قوسوں کا ذکر ہے وہ یہی انسانی اور ربانی دائروں کی قوسیں ہیں۔ اس مقام پر پہنچکر قلب انسانی کُل جذبات سے پاک ہو کر تحت الوہیت بنجاتا ہے۔ انسان خدا کے اخلاق سے متخلق ہو کر صبغۃ اللہ میں رنگین ہوجاتا ہے۔ کرامت معجزے اس جان سکے ہمقرین ہوتے ہیں۔

# پیغمبر صلعم

## (رسول عربی)

اگرچہ مدینہ میں ایک نیا عہد شروع ہو گیا تھا۔ تاہم یہ نہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ اس سے ان تکالیف اور مصائب کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اب مشکلات اور تفکرات کی بالکل بیخکنی ہو گئی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہاں رسول عربی کو ایک مکان اور جائے پناہ ملگئی۔ اور آپکے پاس بہت سے رفقاء اور پیرو بھی موجود ہو گئے۔ مدینہ میں جہاں آپ کے دوست تھے وہاں بہت سے دشمن بھی تھے۔ شہر کے لوگ تین حصہ میں منقسم تھے جنمیں کہ بہت جلد تصادم ہونیوالا تھا یعنی پہلے گفتگو اور بات چیت کے اکھاڑے میں اور من بعد اصلی میدان جنگ میں۔ تین فریق یہ تھے۔ اول مسلمان جنمیں مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ شامل تھے۔ دوسرا فریق جو نام کے مسلمان تھے عبداللہ بن عباس کے گروہ میں تھے یہ لوگ بعد میں منافقین کے نام سے موسوم ہوئے۔ انھوں نے اپنا عہد تو نہیں توڑا۔ لیکن درپردہ مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تیسرا فریق یہودیوں کا تھا۔ یہودیوں کے بہت سے قبیلے شہر اور اسکے مضافات میں رہتے تھے۔ جیسا کہ بعد میں ثابت ہوتا ہے یہودی ملکی انتظام اور نظم ونسق سلطنت میں نہایت خطرناک عنصر تھے۔ مدینہ اور قرب وجوار کے دیہات وغیرہ ملا کر تقریباً ایک ریاست بنگئی۔ اور رسول عربی دینی اور دنیوی دونوں طرح کی حکومت کرنے لگے۔ عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد رسول عربی نے ایک عہدنامہ تیار کیا۔ جسکو اسوقت متذکرہ بالا قبیلوں اور فریقین نے قبول ومنظور کیا۔ اس عہدنامہ میں

تمام لوگوں کے حقوق درج تھے۔ یہیں انصاف اور راستبازی اور آزادی اور مساوات کی کامل روح پائی جاتی تھی۔ عرب میں قبل اس کے جو عہدنامے تیار ہوتے تھے۔ ان سب سے یہ عہدنامہ کہیں برتر اور افضل تھا۔ اور بعد ازاں مسلم اور عیسائی قوم میں جو عہدنامے ہوئے انکی بنیاد اسی عہدنامہ کے اصول پر رکھی گئی۔ آگے چلکر معلوم ہو گا۔ کہ کیونکر یہ عہدنامہ فسخ ہو گیا۔ اور شرائط کیسے ٹوٹ گئے۔ در اصل اس عہدنامہ کے مکمل ہونے کے بہت جلد بعد ہی وہ اپنے اصلی معنوں میں ٹوٹ گیا۔ یہودیوں نے اپنی سخت زبانی اور سخت کلامی سے مسلمانوں کو زیر کر لیا اگرچہ ہاتھ سے نہیں +

شاعری کو جس کا عرب میں بہت اثر تھا بقول ان کے اس جدید مذہب کو توڑنے کا ایک ذریعہ بنایا گیا علاوہ اس کے مسلمانوں کے تمام حالات اور ملکی امورات کی کیفیت مکہ پہنچائی جانے لگی۔ اب حالات اتنے خراب ہو گئے۔ اور اسکی ضرورت پڑی کہ کوئی قوی ہاتھ استعمال کیا جاوے۔ یا پھر رسول عربی اور آپکے پیرو قناعت کر کے اپنے کو ہلاکت تک پہنچا دیں۔ رسول عربی پر یہ فرض تھا۔ کہ ملک کی بہبودی اور سیاسیات کی رو سے ملک کی حفاظت کے واسطے عملی کارروائی کریں چنانچہ پسا اوقات فوجی دستے بغرض دریافت حال اور جاسوسی باہر جانے لگے۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ خانہ جنگیوں کے وقت وہ فوراً چھاپے مار کر حملے کر دیا کرتے تھے۔ یہ اغلب ہے کہ چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئی ہوں۔ لیکن کوئی اہم اور مشہور جنگ جنوری ۶۲۴ء تک نہیں ہوئی۔ جب تین سو مسلمان رسول عربی کی سپہ سالاری میں قریش کے نو سو سپاہیوں سے مقابل ہوئے۔ جو ابوجہل۔ عتبہ بن ربیع اور دوسرے سرداروں کی ماتحتی میں تھے جنکے ہمراہ سات سو اونٹ اور ایکسو سوار تھے اور موخر الذکر جنگی زرق برق پوشاک پہنے اور اسلحہ جات سے آراستہ تھے۔ اس وقت ان کی صف آرائی اسلام کی چھوٹی اور معمولی فوج کے مقابل میں کہیں زیادہ عظیم الشان معلوم ہوتی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت مصعب مہاجرین کا جھنڈا لئے ہوئے فوج کے آگے تھے۔ حضرت خباب بنو خزرج کا اور سعد بن معاذ بنو عاص کا علم لئے ہوئے فوج کے بازوؤں پر تھے۔ مسلمان مدافعت کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ ایک صف میں کھڑے ہو گئے جسطرح نماز کے وقت اپنے مولا کے حضور عبادت کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ قریش تین صف میں آگے بڑھے۔ عبد الدار کے قبیلے کے سردار جو اس قبیلے کے موروثی علمبردار تھے وسط اور بازو کے جھنڈے لئے ہوئے تھے حسب دستور کفار کے تین بہادر سوار اپنی صف سے آگے بڑھ آئے

اور انہوں نے دشمن کے تین آدمیوں کو جنگ کیلئے للکارا۔ یہ تینوں عبدالدار کے قبیلے کے تھے یعنی شیبہ اور اس کا بھائی عتبہ اور ولید بن عتبہ۔ اس مقابلہ کے للکار کا فوراً جواب دیا گیا۔ عبیدہؓ اور حمزہؓ یعنی آنحضرتؐ کے چچا اور نوجوان حضرت علیؓ یعنی آپ کے چچا زاد بھائی جو بہت جلد آپؐ کے داماد ہو گئے۔ یہ تینوں اصحاب دشمن کے مقابلہ کے واسطے آگے بڑھے۔ عتبہ نے گرج کر کہا۔ کہ تم لوگ زبان سے بولو تاکہ ہم تمہیں پہچان سکیں۔ اور اگر تم ہمارے مقابل کے ہو گے تو ہم تم سے جنگ کرینگے حضرت حمزہؓ نے جواب دیا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا حمزہ ہوں یعنی خدا کا شیر اور اس کے نبی کا شیر۔ عتبہ نے کہا۔ ہاں بیشک تم مقابل کے دشمن ہو۔ مگر یہ دو اور تمہارے ساتھ کون ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے ان کا بھی نام بتلایا۔ عتبہ نے کہا۔ بیشک تم میں سے ہر ایک مرد مقابل کے ہے۔ اور اس نے مڑ کر اپنے بیٹے ولید کو پکارا کہ اٹھ اور مقابلہ کر۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کو گئے۔ یہ دونوں بہادر اس چھ کی جماعت میں سب سے کم عمر تھے۔ تلواریں فضا میں چلنے اور چمکنے لگیں۔ اور ولید حضرت علیؓ کی تلوار کے نیچے آگیا۔ پھر شمشیر نہایت تیزی کے ساتھ چلنے لگیں۔ اور دھوپ میں انکی تڑپ اور چمک دوبالا ہو گئی۔ آخر کار عتبہ مسلمانوں کے شیر کے ہاتھ سے مغلوب ہوا ضعیف عبیدہ زخمی ہو کر شیبہ کی تلوار کے نیچے آگئے۔ لیکن وہ بہادر چند منٹ بعد حضرت حمزہؓ کی تلوار سے موت کے گھاٹ لگ گیا۔ اس طرح اس پرانے مذہب کے بہادر اسلام کے بہادروں سے مغلوب ہو گئے۔ پھر عام جنگ شروع ہو گئی۔ دونوں طرف سے جنگ کے جوہر۔ کمال بہادری مستی دلیری کا اظہار ہونے لگا۔ مسلمانوں کے نعرہ کی آواز وادیٔ بدر میں گونجنے لگی۔ یعنی یا منصور رمیت لائے فتحمند ومارو۔ دشمنوں کی صف شکستہ ہو گئی۔ نوجوان عمیر نے اپنے چھوہارے جو وہ کھا رہے تھے پھینکدیئے۔ اور چلائے کہ کیا یہ کھجوریں مجھے جنت میں جانے سے روک دینگی۔ میں اب ہرگز انکو نہ کھاؤنگا۔ جبتک کہ اپنے مولا سے نہ مل لوں۔ پس آپ گھمسان لڑائی میں گھس گئے۔ اور جس چیز کے طالب تھے اسے حاصل کرلیا۔ یعنی شہادت پا گئے۔ یہ ایسی روح تھی جس نے اپنے اپنے ساتھیوں کو جوش وخروش دلایا۔ جسے ہزارہا انسان بھی نہیں روک سکتے تھے۔ آخر کار مکی فوج منتشر ہو کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ جوں جوں آفتاب ڈھلتا جاتا تھا۔ فتح ونصرت مسلمانوں کے ساتھ ہوتی جاتی تھی۔ اہل قریش کیلئے یہ شکست بہت ہی سخت تھی۔ ان کے زعم اور غرور کا

ستیاناس ہوگیا۔لیکن ابھی انکے پاس ایک فوج ریزروہیں موجود تھی جسکی تعداد بہت زیادہ تھی۔اور اسلحہ جنگ بھی بہت کثرت سے تھا جس کا مقابلہ بظاہر رسول عربی صلعم کیلئے ناممکن تھا۔رسول عربی کو بہت جلد دوسرے قبیلوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانا پڑا۔ان قبیلوں کو بعض مکی دشمنوں نے اور بعض مدینہ کے دشمنوں نے ابھار دیا۔الغرض بہت جلد رسول اللہ صلعم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کردیا۔یہ ایک یہودی قبیلہ تھا جو مدینہ کے ایک حصہ میں آباد تھا۔دو ہفتہ کے محاصرہ کے بعد انہوں نے امان مانگ لی۔اور وہ جلاوطن کردیئے گئے۔اس کے بعد قبیلہ بنی غطفان اور بنی سلیم سے جنگ ہوئی۔یہ قبیلے شہر کے شمالی حصہ میں آباد تھے۔لیکن وہ بھی مقابلہ میں پیچھے ہٹ گئے۔

پھر ابوسفیان کی ماتحتی میں قریش سے جنگ ہوئی۔ان سے دو سو سوار لیکر بنی سلیم اور بنی غطفان کے راستہ سے مدینہ کو گھیر لیا۔اور کھجور کے نخلستان اور غلہ کی فصل کو برباد کردیا۔اور جتنے مکان وغیرہ حملے کے راستہ میں روک ہوئے۔ان کو جلاکر خاکستر کردیا۔جونہی مسلمانوں کے پاس کافی تعداد میں فوج ہوگئی۔وہ بھی نکل پڑے۔انکو دیکھتے ہی مکہ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔بھاگتے وقت سپاہیوں نے اپنے جھولے پھینکدیئے جن میں خوراک بھری ہوئی تھی تاکہ بھاگنے میں گھوڑوں کا بوجھ ہلکا ہوجائے۔تواریخ میں اس جنگ کا نام جنگ حنین ہے۔کیونکہ یہ نام اسی جھولے کے واقعہ سے لیا گیا ہے۔یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اہل قریش اب اس خیال کو چھوڑ دینگے جنگ حنین محض ایک معمولی حملہ تھا۔مفتوحین کے دماغ میں بدر کا واقعہ پھر رہا تھا۔اور وہ ایک بڑے پیمانہ پر جنگ کی تیاری کررہے تھے۔ہر قبیلے سے امداد طلب کی گئی۔اور جنوری ۶۲۵ء میں ابوسفیان ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا۔اس لشکر میں تین ہزار جوان تھے جنہیں سات سو سوار زرہ بکتر پہنے ہوئے مشہور ومعروف شاعر عمر ابن العاص کی سپہ سالاری میں تھے۔عمر ابن العاص بعد میں فاتح مصر کے نام سے مشہور ہوئے۔انہوں نے جبل احد کے نیچے وادی میں قبضہ جمالیا اور مدینہ کی سرحد کو تخت تاراج کرنے کے لئے آگے بڑھے۔رسول عربی سات سو صحاب اور دو گھوڑے لے کر مقابلہ کو نکلے مسلم فوج نے دشمنوں کو تقریباً دائرہ میں کرکے پہاڑ کے دامن میں قیام کیا۔نبی کریم نے اپنے تیراندازوں کو پہاڑ کے اوپر مقیم کردیا۔تاکہ دشمن کے سواروں پر رعب غالب رہے۔اور یہ فرمایا کہ جب تک حکم نہ دیا جائے کسی حالت میں یہاں سے نہ ہٹنا۔

فوجوں نے ایکدوسرے پر تین حصوں میں حملہ کیا۔ مسلمانوں کا لشکر جیسا بدر میں تھا مہاجرین سے معمور تھا۔ اور حضرت مصعب علمبردار تھے طلحہ عبدالدار کے قبیلہ کا مکی فوج کے وسط میں علم لئے ہوئے تھا جہاں ابوسفیان کمان کر رہا تھا۔ خالد بن ولید جنہوں نے بعد میں اسلامی لشکر کو شہرت دی قریش کی دھنی طرف کمان کرتے تھے اور عکرمہ بن ابوجہل بائیں جانب تھا +

لڑائی فرداً فرداً شروع ہوئی۔ ایک جوان دوسرے کا مقابلہ کرتا تھا۔ مکہ والوں کے ساتھ بہت عورتیں آئی تھیں جو برد ہنگ بجاتی تھیں۔ دشمنوں پر لعن طعن کرتی اور اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھاتی تھیں "ہمت اے عبدالدار کے بیٹو! دلیری اے عورتوں کے محافظو!" یہ الفاظ ان عورتوں نے چلا کر کہے۔ جب طلحہ دشمن پر حملہ کرنیکے لئے آگے بڑھا۔ نوجوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ صف سے باہر آئے۔ اور دشمن کا مقابلہ کرنے کو جھپٹ کر آگے بڑھے۔ نہایت تیزی کے ساتھ حملہ ہوا اور دشمن بُری طرح سے زخمی ہو کر گر گیا۔ جب طلحہ زمین پر گرا تو اس نے چلا کر کہا۔ اے میرے چچا کے بیٹے رحم حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ اچھا رحم۔ تو آگ کا مستحق نہیں ہے۔ عبدالدار کے قبیلے کا دوسرا دشمن جو پیدائشی حق رکھتا تھا اس علم کو لینے کیلئے آگے بڑھا۔ وہ بھی زمین پر آگیا۔ کیونکہ اس وقت حضرت حمزہؓ جناب علیؓ کے پاس کھڑے ہوگئے تھے۔ الغرض اس قبیلے کے سات علمبردار یا فوتہ تیغ ہوگئے یا بُری طرح سے زخمی ہوئے۔ اس کے بعد بہت جلد عام جنگ چھڑ گئی۔ اسمٰعیلیوں کی تیزی نے مکہ کے بہادروں کو مار بھگایا اگرچہ انکی تعداد کہیں زیادہ تھی +

اگلی صفوں میں جو لوگ نمایاں تھے اور جو اپنی بہادری کا جوہر دکھلا رہے تھے انمیں ابودجانہؓ رسول اللہ کی تلوار لئے ہوئے تھے اور ایک سُرخ رومال خود کے اوپر لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہؓ شتر مرغ کا ایک پر اپنے سینے کے اوپر لگائے ہوئے تھے اور زبیر زرد دستار باندھے ہوئے تھے بیشک سب کے سب نیک ہوکر لڑے تھے جب لڑائی گھمسان کی ہو رہی تھی۔ اور دشمن نہایت قریب ہو کر لڑ رہے تھے حضرت علیؓ کی لاثانی تلوار خوب چمک رہی تھی۔ اور آپ کی برف سے زیادہ سفید کلغی میدان جنگ میں اچھل رہی تھی تیر اندازوں نے یہ دیکھ کر کہ جنگ کی لہر مسلمانوں کے موافق ہے رسول اللہ صلعم کے حکم کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے چلے آئے دشمنوں میں سے ایک نے اس خاص غلطی کو تاڑ لیا۔ اور سیا سیانہ ہستی کے ساتھ اس موقعہ کو اپنے موافق کرنے کیلئے آمادہ ہوگیا۔ قریش کے سیاہ عقاب یعنی خالد بن ولید نے اس غلطی کو دیکھ کر تلی سواروں کو

جمع کرلیا۔ اور قسمت کی بجلی کی طرح زرہ بکتر پہنے ہوئے اپنے سواروںکو مسلمانوں کے غیر محفوظ عقب پر کھڑا کردیا۔ اس پر بڑی گھبراہٹ اور گڑبڑ مچ گئی صفیں منتشر ہوگئیں قطاریں ٹوٹ گئیں اور سپاہی اپنے سرداروں سے جدا ہوگئے۔ سردار بھی جمع ہوئے۔ کچھ سپاہیوں کی ٹولیاں بھی ادھر اُدھر اکٹھا ہوگئیں۔ اور جی توڑ کر حملے کرنے لگیں لیکن صفیں شکستہ ہوگئی تھیں۔ اور مسلم سپاہی دشمن کے جرار لشکر سے گھر گئے تھے اب فوج کو دوبارہ ترتیب دینا غیر ممکن تھا۔ رسول عربی خود بھی دشمنوں کے نرغہ میں آگئے اور زخمی بھی ہوگئے۔ کیونکہ آپ کو اس وقت تلوار سے اپنی جان بچانا پڑا +

ہاں یہ مشہور ہوگیا۔ کہ رسول اللہ شہید ہوگئے لیکن چند جانباز اور جاں نثار صحابہ نے آپ کو اپنے پیچھے کرلیا۔ جو لوگ بچ گئے اُن کیلئے یہی چارہ تھا کہ لڑتے بھڑتے جبل احد تک پہنچ جائیں۔ بہادر سپاہی دشمنوں کی روک تھام کئے ہوئے تھے۔ تاکہ امن مل جائے۔ خونخوار لڑائی کے دوران میں وحشی یعنی ہندہ کے غلام کا نیزہ ہوا میں گھوم رہا تھا۔ اور اس نے بے خطا نشانہ لگادیا۔ کیونکہ چشم زدن میں حضرت حمزہ کے سینہ کا سفید شترمرغ کا پر سرخ رنگ میں رنگین ہوگیا۔ قریشیوں کا زبردست شکاری اپنی آخری جنگ لڑ چکا۔ اور اسلام کیلئے اسکی آخری ضرب لگ چکی۔ لیکن اس کے جسم کے اوپر حضرت علی کی غیر مغلوب تلوار نے سر اور بازو۔ ڈھال اور خود کا ڈھیر لگادیا +

مسلمانوں کے بقیہ لوگ بالآخر جبل احد پر جاکر محفوظ ہوگئے۔ بہت سے جری اور بہادر اُس وادی میں رسول اللہ صلعم کے چچا کے ساتھ ٹھنڈے پڑے ہوئے تھے۔ بہتیروں نے جنہیں علیؓ عمرؓ ابوبکرؓ شامل تھے اس جنگ میں بہت تکلیف اُٹھائی اور زخمی بھی ہوئے۔

اس شام کے واقعہ کو دیکھ کر ایک شخص کسی منصر کے نقطۂ نگاہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوگا کہ مسلمانوں کا آخری وقت ہے اور اسلام کا خاتمہ قریب ہے۔ لیکن باوجود ظاہری اسباب ہلاکت اور تباہی کے در اصل واقعات کی صورت کچھ اور ہی تھی۔ کیونکہ وہاں ایک درپردہ طاقت کام کررہی تھی۔ جو انہیں ایک اعلیٰ قوت بخش کر انکو ایک نہایت طاقتور فوج بنارہی تھی۔ جس کی طاقت کا دنیا نے کبھی اندازہ نہیں کیا ہے اور نہ کبھی اسکو مشاہدہ کیا ہے۔ ہاں وہ اسقدر قوی اور بڑا اور طاقتور ہے کہ عرب سے لیکر ہمالیہ اور پرینیز تک اس کا نام اور اس کے رسول کی تعلیم کو پھیلادیا۔ اور بعد میں کل دنیا میں وہ تعلیم پھیل گئی + ان آدمیوں کے نزدیک جو یہ یقین رکھتے تھے کہ ہم صداقت کیلئے لڑتے ہیں۔ اور خدا ہمارے ساتھ ہے اُحد کی شکست لاعلاج یا تباہ کردینے والی نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک تازیانہ تھا۔ تاکہ مسلمان اور زیادہ کوشش کریں اور

اس سے زیادہ شان اور عزت حاصل کریں۔ پس جب تاریکی چھا گئی مسلمان لین سے شہر میں واپس چلے آئے وادی میں قریش کی عورتوں نے شہیدوں اور مرنے والوں کے ساتھ نہایت بُرا اور وحشیانہ سلوک کیا اور انکی نعش کو بدشکل اور بگاڑ ڈالا۔ دشمن کو مکہ کیطرف واپس جاتے دیکھ کر رسول کریمؐ نے فائدہ اٹھانا چاہا آپ نے مسلمانوں کی چند ٹولیاں روانہ کردیں۔ تاکہ راستہ میں قریشیوں کو زیر بار کریں۔ الغرض دشمن لوگ خواہ لذت جنگ سے تھک کر خواہ اس خیال سے کہ مسلمان دوبارہ فوج جمع کرکے پھر حملہ آور ہوئے ہیں نہایت تیزی کے ساتھ مکہ کیطرف بڑھتے چلے گئے۔ اور اپنی فتح کو پکارا اور مسلمانوں کو ہزیمت خوردہ لیکن غیر مفتوح چھوڑ گئے۔

یہ فقرہ کہ تاریخ اپنے کو دُہراتی ہے بالکل عام ہے۔ اور بعض معنوں میں یہ صحیح بھی ہے۔ جب کوئی طاقت یا سلطنت یا قوم یا قبیلہ مجبور اور معذور ہو جاتے ہیں تو ادنےٰ دشمن بھی اس سے برسر پیکار ہو جاتے ہیں۔ ابھی ہم کو اسکی مثال مل چکی ہے۔ جنگ احد کے بعد پڑوس کے قبیلے بھی مسلم فوج سے نبرد آزمائی کے واسطے تیار ہو گئے۔ یہودی قبیلوں کی دشمنی اور بھی بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو اپنی بقا کے لئے اور مدینہ کے لوگوں کی حفاظت کے واسطے یہ لازم ہوا کہ یہودیوں کی دوامی چالاکی اور عیاری کا خاتمہ کیا جائے۔ اور بدوؤں کے آئے دن کے حملے اور چھاپے روک دیئے جائیں۔ چنانچہ تین سال ان دشمنوں کے مغلوب کرنے اور سرکوبی میں صرف ہو گئے۔ ایک بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم کے دشمنوں نے احد کے فتح کے نتائج کے اندازہ کرنے میں غلطی کھائی تھی جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان لوگ اب بھی اپنی حفاظت کرنے کے قابل تھے۔ اور چونکہ مسلمین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اسلئے وہ بہت جلد ایسی حالت میں ہو گئے کہ اپنے حملہ آوروں پر اب خود ہی حملہ کریں۔

مسلمانوں کی تعداد گھٹانے کیلئے اس وقت ایک اور نئی ترکیب کی جانے لگی۔ چند ایک قبیلہ کے لوگوں نے مثلاً بنی عمیر وغیرہ نے مسلم مشنریوں کو ترغیب دے کر اپنے ملک میں بلایا اور کہا کہ ہم لوگوں کو اسلام کی تلقین کی جائے۔ اس طرح سے مسلم مشنریوں کو دھوکہ سے بلا کر انکو شہید کر ڈالا۔ کوئی قوم یا کوئی مشہور لیڈر اسقدر تکالیف اور مصیبت کو صبر کے ساتھ ہی برداشت کر سکتا ہے۔ مدینہ اور قرب وجوار کے چند اشخاص پر جن کی دشمنی اور سازش کھلی کھلی تھی مسلمانوں نے مقدمہ چلایا۔ اور چونکہ اس وقت کوئی باقاعدہ عدالت نہیں تھی۔ اسلئے مسلمانوں نے اسمعاملہ کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ چونکہ بنی نضیر نے اس عہد نامہ کو جو یہودیوں نے مجموعی قومی لحاظ سے قبول کیا تھا نہیں مانا۔ اسلئے ان سے لڑائی چھڑ گئی۔ ان کے قلعے کا محاصرہ کرلیا گیا۔ اور تقریباً دو ہفتہ یا اس سے کچھ زائد دنوں میں انہوں نے اطاعت قبول کرلی رسول عربیؐ

نے انکو جلاوطنی کی سزا دی لیکن یہ اجازت دیدی کہ سوائے اسلحہ جات کے تمام منقولہ چیزیں لیجا سکتے ہیں یہ نہایت ہی فیاضی اور دریا دلی کا نمونہ تھا جو رسول عربی نے ظاہر کیا۔ کیونکہ دشمنوں کی شرارت بحد بڑھ گئی تھی۔ انہوں نے نوآبادی میں جاکر اپنی شرارت اور فتنہ انگیزی کو قائم رکھا۔ دوسرے یہودی قبیلے کے لوگ جو خیبر میں رہتے تھے۔ انہوں نے ان یہودیوں کو فوجی امداد تو نہیں دی لیکن عربوں کو بھڑکانے میں اپنی سعی و کوشش دوبالا کردی۔ تاکہ سب ملکر مجموعی طاقت سے مدینہ پر قبضہ کرلیں۔ یہ تحریک بار آور ہوئی۔ اور ۲۷ سنہ ۶ میں ان کی تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ قریش ابوسفیان کی ماتحتی میں ایک جرار لشکر کے ساتھ مدینہ کے باہر خیمہ زن ہوگئے قریش اور ان کے ملکی ساتھیوں کی تعداد چار ہزار تھی جن کی امداد بنی سلیم نے ۷۰۰ آدمیوں سے۔ بنی فزع نے ایک ہزار آدمیوں سے۔ بنی اشجع چارسو آدمیوں سے کی۔ بنی اسد اور دوسرے قبائل نے بھی جنگی دستے روانہ کئے۔ دشمنوں کی کل تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ رسالہ خالد بن ولید کے ماتحتی میں تھا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ اور یہ تعداد اتنی نہیں تھی۔ کہ انکو میدان جنگ میں لیجا کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس سے یہ مراد تھی کہ شکست فاش کے علاوہ مسلم قوم کو نیست و نابود کردیا جاتا اور شہر مدینہ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو مکہ والوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کیلئے چھوڑ دیا جاتا۔ پس سلامتی اپنے بچاؤ کرنے پر مبنی تھی۔ عورتیں مضبوط مکانوں میں کردیگئیں۔ شہر کے اس جانب جہاں مکانات گھنے نہیں تھے محفوظ جنگ کرنے کیلئے رسول اللہ صلعم نے ایک خندق کھودنے کا حکمدیا۔ آپ نے ایک پھاوڑا لیکر اپنے دست مبارک سے نشان لگادیا۔ مسلمانوں نے محنت شاقہ سے خندق تیار کرلیا۔ رسول اللہ معہ اصحاب کے محنت کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے جاتے تھے۔ جب آپ کے ساتھی کام میں مشغول ہوئے۔ اور آپ خود بھی اپنے کام کو جاری رکھے ہوئے تھے +

عربوں کیلئے خندق ایک نئی شے تھی۔ اور محاصرہ کرنیوالوں کیلئے یہ خندق بڑی مشکل کا باعث تھی یا جو ہر ممکن کوشش کے مکے والے مسلمانوں کو زیر نہ کرسکے۔ دشمنوں کی رسد گھٹ گئی۔ اور گھوڑے مرنے لگے اور حملہ آثار بھی ان کے خلاف ظاہر ہونے لگے۔ اتفاقاً ایک طوفان برپا ہوا۔ ہوا نے ان کے خیمے اکھیڑ دیئے اور بارش سے تمام کیمپ سیلاب ہوگئے۔ مایوسی اور ناامیدی چھاگئی تین ہفتہ سے زیادہ محاصرہ کرنے کے بعد محاصرین نے جنگ بند کردی۔ بہت سے اپنے مکانوں کو چلے گئے۔ اور کچھ لوگ یہودیوں کے یہاں پناہ گزین ہوئے +

یہودیوں میں بنی قریظہ نے محاصرے کے وقت سخت دشمنی ظاہر کی اور مکے والوں کو بھڑکا کر ان

مدد بھی دی۔ رسول اللہؐ نے انھیں سزا دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور جب قریش واپس چلے گئے تو آپ نے ایک فوج روانہ کر دی۔ اسکی اسوقت سخت ضرورت تھی۔ انکو مدینہ یا عرب میں رہنے دینا سخت خطرناک تھا۔ اور ان کے وجود اور حاضری سے اسلامی مشن کو نقصان کا خدشہ تھا۔ چند یوم کی جنگ کے بعد اس قبیلہ نے امان مانگ لی لیکن انھوں نے اطاعت اس شرط پر قبول کی کہ انکو اس فعل کی سزا سعد ابن معاذ دیں جو قبیلہ بنو عاص کے سردار تھے۔ اس خونخوار جنگجو سردار نے جو اس لڑائی میں بہت زخمی ہو گیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا۔ کہ لڑنے والے قتل کر دیئے جائیں۔ اور بقیہ لوگ غلام بنائے جائیں۔ اس فیصلہ پر عملدرآمد ہو گیا۔ بیسویں صدی کے نقطۂ نگاہ سے یہ سزا بہت زیادہ سخت تھی اگرچہ حال ہی میں طرابلس اور بلقان میں اس سے کہیں زیادہ سخت سزائیں دیگئی ہیں۔ اس زمانہ کے لحاظ سے جس زمانہ میں یہ سزا دیگئی زیادہ سخت نہیں تھی۔ یہودیوں نے جج خود بھی مقرر کیا تھا فیصلہ آجکل کے کورٹ مارشل کے فیصلے کی طرح تھا۔ اور الزام سخت ترین بغاوت کا تھا۔ آجکل بھی بغاوت کی سزا موت ہے۔ ہاں اگر الزام بہت شدید ہے۔ اور جرم اس وقت سرزد ہوا ہے جبکہ جنگ چھڑی ہوئی ہو۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو سزائے موت منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور بجائے اسکے لمبی سزائے قید دیجاتی ہو۔ واقعہ مذکورہ بالا میں جتنے لوگ سزایاب ہوئے انکی تعداد دو سو تھی۔ دوسرے سال بہت سے واقعات پیش آئے۔ کبھی لٹیروں کی ٹولی مدینہ میں اتر آتی کبھی مسلمان لوگ دشمن کے حملے کا جواب ان کے ملک میں دیتے تھے۔ اسی طرح تیسرے قبیلوں سے جنگ جاری تھی +

اب حج اور صلح حدیبیہ کا زمانہ آگیا۔ اگرچہ قریش کعبہ کے متولی تھے لیکن یہ معبد قومی تھا حج کے مہینہ میں ہر ایک عربی شخص کو خواہ وہ کسی قبیلہ کا ہو کعبہ میں عبادت کیلئے آنے کی اجازت تھی بشرطیکہ وہ صلح اور امن کے ساتھ داخل ہو۔ اور سفری ہتھیار یعنی شمشیر در نیام کے سوا اس کے پاس دوسرا ہتھیار نہ ہو۔ چونکہ ہجرت کے بعد چھ سال گذر گئے۔ اب رسول اللہ صلعم نے حج کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ہر ایک عرب پر فرض تھا۔ تقریباً ۷۰۰ اصحاب نے آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا۔ اور سفر کی تیاری شروع ہو گئی۔ شہر کے باہر مکہ والوں نے رکاوٹ پیدا کر دی گو آپ کا مشن صلح اور امن پر مبنی تھا۔ چونکہ ایسے موقع پر جنگ کرنا مناسب نہیں تھا اسلئے صلح کے نامہ و پیام ہونے لگے۔ اور بالآخر ایک صلحنامہ تیار کیا گیا۔ ایک مدت معینہ کیلئے

صلح قائم کی گئی۔ اور آیندہ حج کے موقعہ پر مسلمانوں کو کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت دیگئی۔ اور مسلمانوں کو تین یوم تک وہاں رہنے اور عبادت کرنے کی اجازت ملی بعض اور شرائط بھی اسمیں داخل تھیں۔ چونکہ اس مرتبہ مسلمانوں کو کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی۔ اس لیۓ شہر کے باہر تنعیم میں حج و قربانی کی رسوم ادا کرکے رسول اللہ واپس مدینہ چلے آئے۔ مدینہ کے شمالی جنوبی سمت تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر یہودی خیبر میں آباد تھے۔ اور ان کی آبادی وادئی زیدک اور جنوب کی جانب وادئی القرے تک چلی گئی تھی۔ اپنے دوسرے یہودی بھائیوں کی طرح یہ بھی عربوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے رہتے تھے۔ خصوصاً قبیلہ غطفان کے لوگوں کو ہتھیار وغیرہ سے مدد بھی دیتے تھے جو انکے قریب آباد تھے۔ ان میں ان قبیلہ کے لوگوں نے بھی آکر شمولیت کرلی جو جلا وطن کردیئے گئے تھے پندرہ سو سپاہیوں کا ایک اسلامی لشکر اُن کے خلاف روانہ ہوا اور رسول اللہ بھی اس فوج کے ہمراہ تھے۔ شرائط پیش کئے گئے لیکن وہ قبول نہیں ہوئے۔ قلعے بہت مضبوط تھے۔ اور اُن کے زیر کرنے کا کام بہت دشوار اور طویل تھا۔ اسلیئے جنگ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہی حسب معمول جنگ کا سہرا حضرت علیؓ کے سر پر بندھا جو ہمیشہ اپنے دشمن کو ایک ہی وار میں ختم کردیتے تھے۔ یکے بعد دیگرے تمام قلعے حوالے کردیئے گئے۔ اور بالآخر وادئی زیدک حمایت مضبوط القاموس پر حملہ کیا گیا۔ حضرت علیؓ سیاہ عقاب کا پھریرا لیئے ہوئے جو اُن کی سفید کلغی کے اوپر لہلہا رہا تھا۔ آگے بڑھے۔ اس قلعہ پر قبضہ ہونے کے بعد قرب وجوار کے تمام یہودی آبادی نے امان مانگ لی۔ ان کی زمین اور جائداد غیر منقولہ انکو واپس دیدیئے گئے۔ اور ان کا قبضہ اور زیادہ مضبوط کردیا گیا۔ اور اُن کی جائداد منقولہ بطور تاوان ضبط کرلی گئی۔ یہودی آیندہ مدنی حکومت کے ماتحت رہینگے۔ اور حفاظت کے معاوضہ میں اُن کو زمین کی پیداوار کا نصف حصہ دینا پڑیگا +

قیام خیبر میں رسول اللہ کو تقریباً زہر سے ہلاک کردیا گیا تھا۔ ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملاکر آپ کو دیا۔ رسول عربی نے ذائقہ سے پہچان لیا۔ اور آپ نے کہدیا کہ اسمیں زہر ہے۔ حضرت بشر بن براء جو آپ کے بغل میں بیٹھے تھے وہ کھاتے ہی جنبش

میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ رسول اللہ کو بھی بہت ہی تکلیف ہوئی۔ اگرچہ آپ نے کھانا بہت کم کھایا تھا۔ آپ کی صحت پر اس زہر کا بہت ہی اثر ہوا۔ حتٰے کہ اس زہر کی وجہ سے آپ کی زندگی بہت کم ہوگئی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے خلق عفو سے جو آپ اکثر ایسے موقعوں پر ظاہر کرتے تھے۔ اس عورت کو بھی معاف کر دیا۔

اگرچہ میں نے یہاں پر غزوات نبوی پر روشنی ڈالی۔ جس میں کہ آپ مدنی زندگی میں سات سال مشغول تھے۔ تاہم یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ آپ نے اس اہم فریضہ کو نظرانداز کر دیا۔ جس کے لئے آپ اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کی زندگی میں یہ آپ کا پہلا اور مقدم فرض تھا۔

مدینہ میں آپ کے ورود کے بعد ہی ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ جہاں مسلمان نماز کیلئے برابر جمع ہوتے تھے۔ آپ ان کو دین کی تلقین کرتے۔ خطبے سناتے اسلام کی خوبیوں کا اظہار کرتے تھے۔ اور خدا تعالٰے سے اپنی قوم کے لئے مدد طلب کرتے تھے۔ تاکہ وہ صراط مستقیم پر قدم رکھیں۔ آپ خدا تعالٰے کی وحدانیت کا ذکر کرتے۔ تاکہ اصحاب اس کی شان رحیمی اور کریمی کو پہچانیں۔ اور اس کی حسن و خوبی کو تمام چیزوں میں مشاہدہ کریں۔ نجات اس سے حاصل نہیں ہوتی۔ کہ ایک معصوم کو کسی گناہ گار مجرم کے واسطے قربان کر دیا جاوے۔ بلکہ نیکی اور تقوے کی زندگی بسر کرنے اور قانون قدرت کی پیروی کرنے سے نجات ملتی ہے۔

سنہ ہجری کا ساتواں سال خاتمہ پر تھا حج کا زمانہ قریب تھا۔ پھر حسب شرائط صلحنامہ رسول اللہ صلعم دو ہزار ہمراہیوں کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر باشندگان نے شہر خالی کر دیا۔ اور وادی یا پہاڑ کے دامن میں خیمہ زن ہو گئے۔ مسلمان تین دن تک شہر میں قیام پذیر رہے۔ انہوں نے طواف کعبہ کیا۔ اور حج کے کل رسومات ادا کئے۔ جب وقت معینہ پورا ہوگیا مسلمان مدینہ واپس چلے آئے اس جماعت کا لوگوں پر اس قدر اثر طاری ہوا۔ کہ بہت سے آدمی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ ان نو مسلمین میں دو نامور جنگی اشخاص بھی تھے جنہوں نے گذشتہ لڑائیوں میں نام پیدا کیا تھا۔ اور جنکا اسلام میں نام اور بھی دوبالا ہوگیا

وہ خالد بن ولید اور عمرابن عاص تھے! انکے ساتھ عثمان ابن طلحہ بھی شریک ہوگئے سنہ ہجری کا آٹھواں سال
دو واقعات کی وجہ سے زیادہ اہم شمار کیا جاتا ہے۔ پہلا واقعہ جنگ موتہ ہے جسمیں کہ اسلامی فوج پہلی مرتبہ آذر
بائیجان کی باقاعدہ سکھائی ہوئی فوج سے نبرد آزما ہوئی دوسرا واقعہ اہل قریش اور بت پرستی کا زوال اور مکہ کی فتح کا ہے۔
سال گذشتہ میں رسول عربی صلعم نے ایران کے بادشاہ ہرقل اور مصر کے بادشاہ مقوقس کے دربار میں قاصد روانہ کئے تھے
مثلاً وسط ایشیا! ایک قاصد حاکم بصرہ کے پاس بھی گیا تھا۔ جسکو شرابیل بن عمرو نے شہید کردیا۔ ۲۹ھ میں ایک
فوج مدینہ سے برائے انتقام روانہ کی گئی۔ یہ فوج زید ابوہریرہ کی کمان میں تھی۔ اس کے ساتھ جعفرابن ابی طالب
اور شاعر عبداللہ بن رواحہ بھی تھے موتہ میں اس فوج کا مقابلہ ہوا۔ دشمن کی فوج میں سامان حرب بہت زیادہ تھا اور
لشکر کی تعداد بھی کثیر تھی! ایک جنگ شروع ہوگئی۔ اور یکے بعد دیگرے اسلام کے علمبردار شیر دل کی طرح لڑکر
شہید ہوگئے۔ پہلے زید بعدہٗ جعفر پھر عبداللہ کام آئے۔ فوج شکست کھانے ہی والی تھی کہ ایسے نازک وقت پر مسلمانوں
کی درخواست پر خالد بن ولید نے فوج کی سپہ سالاری لی تائید غیبی اور اپنی عقلمندی سے انہوں نے فوج کو
جمع کرلیا۔ اور آذربائیجان کی بڑھتی ہوئی فوج کو روکدیا! اور اپنے لشکر کو باقاعدہ کامیابی کے ساتھ ہٹا
لیا! وہ عمر کی ماتحتی میں نئی فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ اس سپہ سالار نے آتے ہی شام کی سرحد
پر اسلام کے دبدبہ اور جلال کو پھر قائم کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں دشمنوں پر حملہ کرتے ہوئے
خالد کی نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور بہادری کی وجہ سے رسول عربی نے انکو سیف اللہ کا خطاب عطا
فرمایا! دوسرے موقعوں پر چند اور لوگوں کو بھی اعزاز بخشا گیا لیکن تواریخ میں خالد بن ولید کا نام ہمیشہ
سیف اللہ کے معزز لقب سے قائم رہیگا۔

یحییٰ النصر پارکنس

## گوشوارہ آمد وخرچ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء در ہندوستان دفتر ووکنگ مسلم مشن لاہور

| تفصیل آمد | نمبر نقشہ | رقم آمد ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر نقشہ | رقم خرچ ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | ۱ | ۰ | ۱۴ | ۱۹۵۸ | مشن | ۳ | ۶ | ۱۰ | ۴۴۴ |
| اسلامک ریویو | ۲ | ۰ | ۹ | ۶۱۶ | اسلامک ریویو | ۴ | ۶ | ۱۴ | ۵۲۱ |
| میزان | | ۰ | ۷ | ۲۵۷۵ | میزان | | ۰ | ۹ | ۹۶۶ |

دستخط ڈاکٹر غلام محمد۔ آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

# نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب عبدالرشید خانصاحب سوات | ۰ | ۰ | ۱۰۰ | جناب منہاج الدین صاحب بھٹنڈا | ۰ | ۰ | ۵ |
| " عبدالحافظ صاحب باونگر | ۰ | ۰ | ۲۵ | " قاضی خادم حسین خانصاحب بارابنکی | ۰ | ۰ | ۶ |
| " غلام قادر خانصاحب معرفت غلام محمد صاحب انکسار جموں | ۰ | ۰ | ۱ | " عبداللہ خانصاحب کابل | ۰ | ۰ | ۳۹ |
| " لفٹنٹ عبدالحمید صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ | مستری خان محمد صاحب معرفت جناب عبداللہ خانصاحب کابل | | | |
| " " عبدالمجید " " | ۰ | ۰ | ۱ | اٹھی روپیہ کابلی زکوٰۃ | | | |
| " شیخ ظہور الدین " " | ۰ | ۰ | ۱ | محمد اسمٰعیل صاحب ایکٹ انجینیر صاحب | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| " محمد شریف " " | ۰ | ۰ | ۱ | کابلی عہ ½ ۱۲ کابلی | | | |
| " غلام محمد صاحب جموں | ۰ | ۰ | ۱ | جناب ڈاکٹر غلام حیدر خانصاحب | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| از اسٹاف پوسٹل کورٹ مدارس | ۰ | ۰ | ۴ | جناب معلوم الاسم | ۰ | ۰ | ۱ |
| ریاست رام پور | ۰ | ۰ | ۱۲۰۰ | جناب محمد شاہ صاحب شاہ کراچی | ۰ | ۰ | ۱ |
| " متفرق | ۰ | ۸ | ۳۱ | " عبدالجبار " | ۰ | ۰ | ۲ |
| جناب فضل کریم صاحب ابازئی پشاور | ۰ | ۰ | ۳ | " شیخ حسن صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| واپسی قرضہ عبداللہ جان صاحب معرفت | ۰ | ۰ | ۵۰ | " عبدالقیوم صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| جناب مرزا محمد بیگ صاحب | ۰ | ۰ | ۲ | " نواب تاج الدین خانصاحب لاہور | ۰ | ۰ | ۲ |
| واپسی مشن از مسلم بک سوسائٹی | ۰ | ۱۴ | ۱۴۲ | " قاضی صلاح الدین صاحب جتی پور ضلع انا | ۰ | ۸ | ۳۷ |
| جناب نور غنی صاحب امروکہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | فطرہ و زکوٰۃ | | | |
| میاں محمد خانصاحب اوکاڑہ | ۰ | ۰ | ۲۰ | جناب سلطان علی پھلیاں | ۰ | ۰ | ۵ |
| " والدہ خلیل احمد صاحب | ۰ | ۰ | ۴ | " پیر بخش صاحب " | ۰ | ۰ | ۴۰ |
| جناب مسٹر سلطان علی صاحب پھلیاں | ۰ | ۰ | ۱۰ | " فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور | ۰ | ۰ | ۵ |
| جناب تاج الدین صاحب کالی کراچی | ۰ | ۰ | ۵ | " فتح محمد صاحب راجمندری | ۰ | ۰ | ۵ |
| اہلیہ صاحبہ علی محمد خانصاحب جگدیشپور | ۰ | ۴ | ۴ | " ایم محمد فاروق صاحب گورداسپور | ۰ | ۰ | ۱ |
| جناب محمد وحید خانصاحب معرفت علی محمد خانصاحب | ۰ | ۰ | ۱۰ | " ایف اسداللہ صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| " عبدالواحد خانصاحب جگدیشپور | ۰ | ۰ | ۲ | " ایم مدائی خان صاحب بمبئی | ۰ | ۱۲ | ۱ |
| " محمد شریف خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۵ | " بابو نصیر الدین صاحب جیت پور | ۰ | ۰ | ۵ |
| " عبدالواحد خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۲ | " احسان الحق صاحب ڈیرہ غازیخان | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| " محمد شعیب خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۵ | " بابو محمد ابراہیم صاحب حصار | ۰ | ۰ | ۱ |
| " امیر علی خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۱۰ | " محمد امیر حسن صاحب لکھنؤ | ۰ | ۰ | ۱ |
| جناب علی محمد خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۵ | اہلیہ صاحبہ جناب محمد وارث علی خانصاحب مرحوم جگدیشپور | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ........ | ۰ | ۰ | ۰ | جناب قاسم خانصاحب " | ۰ | ۰ | ۵ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب علی محمد خاں صاحب جگدلپور | ۰ | ۰ | ۲ |
| " عبدالحق صاحب " | ۰ | ۰ | ۵ |
| " شفیع اللہ صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| " محمد صدیق صاحب برار " | ۰ | ۰ | ۶ |
| " نور غنی صاحب امروکہ | ۰ | ۰ | ۵ |
| " محمد اختر علی صاحب امروکہ | ۰ | ۰ | ۱ |
| " حیات خیرات اللہ صاحب " | ۰ | ۰ | ۳ |
| " شیخ محمد یوسف صاحب بلوچستان | ۰ | ۰ | ۱ |
| اسٹاف اسپیشل آڈٹ آفس | ۰ | ۸ | ۴ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب مرزا غلام حسین صاحب سنڈیمن | ۰ | ۸ | ۳ |
| " یاور حسین صاحب سنڈیمن | ۰ | ۰ | ۱ |
| " سید محمد رتیب صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| " محمد امین صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| " عبدالمعبود صاحب جیت پور | ۰ | ۰ | ۱ |
| " مرزا محمد سلطان خاں صاحب پادر | ۰ | ۰ | ۴ |
| " حکیم اجمل خاں صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۵ |
| میزان کل | ۰ | ۱۴ | ۱۹۵۸ |

## نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| قیمت اسلامک ریویو | ۰ | ۳ | ۴۰۲ |
| واپسی رقوم از سوسائٹی | ۰ | ۱۴ | ۱۴۲ |
| مفت تقسیم رسالہ عبدالخالق صاحب منڈل | ۰ | ۰ | ۴ |
| " ایم - اے - راب - چاپرہ | ۰ | ۸ | ۷ |
| " گوہر خاں صاحب برہانپور | ۰ | ۸ | ۲ |
| " حاجی سیکر حضور نواب محمد حمیداللہ خاں صاحب بھوپال | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| " شیخ خدا بخش صاحب سنڈیمن | ۰ | ۸ | ۷ |
| میزان | ۰ | ۹ | ۶۱۶ |

## نقشہ ۳ خرچ مشن بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ مشن بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء | ۰ | ۸ | ۱۴۶ |
| سفرخرچ سفیر مورخہ ۲۹ جون ۱۹۲۳ء لغایت اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء | ۰ | ۷ | ۶۵ |
| کمیشن سفیر دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء لغایت اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء | ۰ | ۰ | ۲۰۳ |
| چھپائی اشتہار حقیقت الکشاف لیکچر حضرت خواجہ صاحب و ایام جلسہ سالانہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء | ۰ | ۹ | ۱۰ |
| چھپائی روداد سفر مصر حضرت خواجہ صاحب لاہور | ۰ | ۱۲ | ۳ |
| ۲۰ دورے میں سفیر نے خرچ کیا ٹکٹ لفافہ سٹیشنری | ۶ | ۱۵ | ۴ |
| میزان کل | ۶ | ۱۰ | ۴۴۴ |

## نقشہ ۴ خرچ اسلامک ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ اسلامک ریویو بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء | ۰ | ۸ | ۴۵۱ |
| سفرخرچ سفیر ۲۹ جون سنہ ۱۹۲۳ء لغایت ۴ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء | ۰ | ۷ | ۶۵ |
| " سفیر نے دورے میں خرچ کیا ٹکٹ لفافہ سٹیشنری | ۶ | ۱۵ | ۴ |
| میزان | ۶ | ۱۴ | ۵۲۱ |

ریویو نمبر ۹۸

# ینابیع المسیحیت

مدت ہوئی عیسائیوں نے ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام عربی زبان میں شائع کی تھی جس کا ترجمہ اردو زبان میں انہار شیریں کے نام سے چھاپا گیا۔ عیسائی کمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی ہے۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے کئے گئے اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ان کو تقسیم کیا گیا۔ اس میں باتیں تو وہی تھیں جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں۔ بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بناء پر انجیل و توریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھیرایا۔ بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر ژندوستا کی طرف منسوب کیا گیا بہرحال یہ قرضہ ہمارے ذمّہ تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں نہ صرف بھی دکھایا گیا ہی۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائم مقام ہے حضرت خواجہ صاحب کی خواہش ہے۔ کہ یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو۔ اس کتاب کی آمد کل کی کل اسی کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہو گی۔ احباب سے توقع ہے کہ اس کارِ خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائینگے۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہے۔ قیمت غیرمجلد قسم اول عہ قسم دوم عہ مجلد عللہ و عہ علے الترتیب +

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

اسلامیہ سٹیم پریس ... لاہور میں بابو عبد الرشید کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

[illegible] اپریل نمبر ۸ و ۹

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعتِ اسلام

اُردو ترجمہ

## اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجدِ ووکنگ (انگلستان)

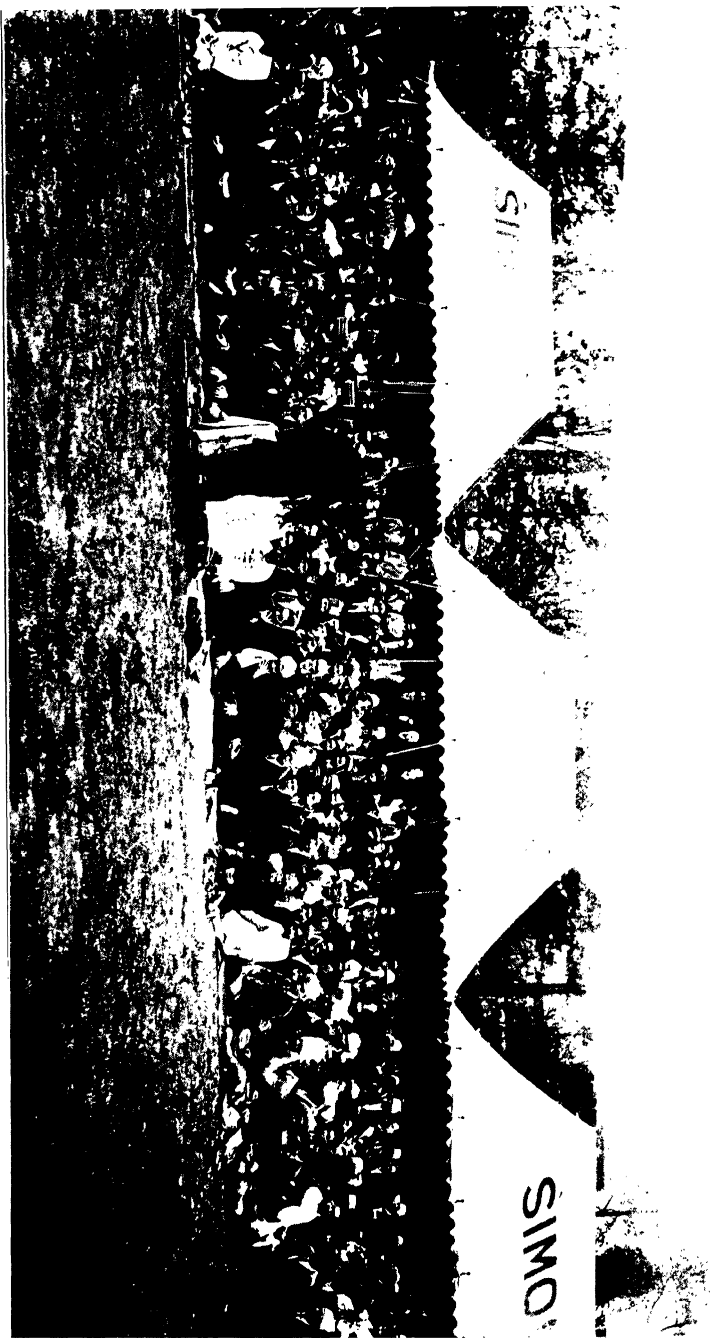
زیر ادارت

## خواجہ کمال الدین مبلغِ اسلام

درخواستہائے خریداری نام منیجر اشاعتِ اسلام


قیمت سالانہ للعہ — عزیز منزل - لاہور — ممالک غیر کیلئے عہ ۸/

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۞ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۞ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ



# فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد ۱۰ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ مطابق اگست ۱۹۲۴ء | نمبر ۸


| نمبر شمار | مضمون | مضمون نگار | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | نعت ... | فنا فی الرسول امام کے قلم سے | ۳۴۶ |
| ۲ | شذرات ... | مترجم | ۳۴۷ |
| ۳ | ولایت میں زندہ مذاہب کی کانفرنس | " ... | " |
| ۴ | مسیحیت زندہ مذہب نہیں ... | " ... | ۳۴۹ |
| ۵ | حضرت نبی کریم صلعم اور مسیحیت | " ... | ۳۵۲ |
| ۶ | وفات حسرت آیات ... | " ... | ۳۵۲ |
| ۷ | دنیا کی بے ثباتی اور عبرت انگیزی | مقتبس از رباعیات عمر خیام | ۳۵۳ |
| ۸ | خُلق ... | اقتباس از حدیث نبوی | ۳۵۴ |
| ۹ | تنقید ... | مترجم ... | ۳۵۵ |
| ۱۰ | صفات رب العالمین ... | از امام الوقت ... | ۳۵۶ |
| ۱۱ | مستقل امداد کنندگان مشن کیخدمت میں اپیل | از سکرٹری مشن ... | ۳۵۶ |
| ۱۲ | ناظرین رسالہ اشاعت اسلام کیخدمت میں التماس | از مینجر رسالہ ... | ۳۵۷ |
| ۱۳ | روحانیات فی الاسلام | از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام | ۳۵۸ |
| ۱۴ | ابتدائی عربی شاعری | بومنٹ ہل از انگلستان ... | ۳۶۳ |
| ۱۵ | اسلامک ریویو انگریزی مجریہ ووکنگ انگلستان | از مینجر رسالہ اسلامک ریویو | ۳۶۷ |
| ۱۶ | زندہ قوم کے اخبارات کی حالت | " | ۳۶۸ |
| ۱۷ | خطبہ عید الفطر | از خواجہ نذیر احمد صاحب قائمقام امام مسجد ووکنگ | ۳۶۹ |
| ۱۸ | اسلام کے اثمار شیریں ... | از خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام | ۳۸۵ |
| ۱۹ | حساب آمد و خرچ ینابیع المسیحیت | از سکرٹری مشن ووکنگ | ۳۹۰ |
| ۲۰ | حساب آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ ماہ جون ۱۹۲۴ء | از آنریری فنانشل سکرٹری | ۳۹۱ |

# نعت سرورِ کائنات صلعم

## فنائے الرسول امام کے قلم سے

عجب نوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
زظلمتہا ولے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را — کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزارست صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را — کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستئ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمد — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسُولُ اللہ کہ ہستم — نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کُشندم ور بسوزند — نتابم رُو ز ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ و ایمانِ محمدؐ
بسے سہل ست از دنیا بُریدن — بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من — کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر اُستاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ
مرا جانِ منوّر کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# اشاعت اسلام

## بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء

# شذرات

**تشریح تصویر** ۔ اس ماہ کے رسالہ کو عید الفطر کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے ۔ یہ تہوار ۴ مئی ۱۹۲۴ء بروز اتوار شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں منایا گیا ۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب پسر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام اس فوٹو میں خطبہ عید فرما رہے ہیں ۔ اس موقعہ پر مجمع پانچ چھ سو کے درمیان تھا ۔ اور بیس سے زیادہ اقوام کے افراد شامل تھے ۔ اس عید کی مجمل سی رپورٹ سابقہ رسالہ میں ہدیہ ناظرین کرام کی جاچکی ہے ۔ اسی رسالہ میں دوسری جگہ معزز امام کا خطبہ " عید الفطر " کے عنوان کے نیچے درج کیا جاتا ہے +

**ولایت میں زندہ مذاہب کی کانفرنس** ۔ انگلستان میں ویمبلے کے مقام پر ایک عظیم الشان نمائش آئندہ ستمبر میں ہونیوالی ہے جسمیں بہت سے مختلف معاملات پر متعدد کانفرنسیں بھی منعقد ہونگی ۔ انمیں سب سے زیادہ دلچسپ

زندہ مذاہب کی کانفرنس ہے۔ جس کا اہتمام سر ایڈورڈ ڈینیسن راس کے سپرد ہے
برطانیہ عظمیٰ کے اندر قریباً تمام بڑے بڑے مذاہب کے نمایندے موجود ہیں
اور بہت سے قدیم زمانہ کے مذاہب بھی ہیں۔ اس کانفرنس کے منتظمین نے بہت سے
زندہ مذاہب کے قابل ترین نمایندگان کو جو برطانوی حکومت کے اندر پائے جاتے
ہیں دعوت دی ہے کہ وہ اپنے خاص معتقدات کو خود آکر پیش کریں۔ اور ان کے
اصل مطالب سے حاضرین کو آگاہ کریں۔ تا کہ ان کی اصلیت کا لوگوں کو پتہ
لگجائے۔ اور ان مذاہب کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا ازالہ ہو جائے۔

مقام مسرت ہے۔ کہ اس قافلہ سالار نے جو مغرب میں تبلیغ اسلام
کا واحد علمبردار ہے۔ یعنے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اسلام کی نیابت کو اپنے
ذمہ لیا ہے۔ اور جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے۔ وہ کانفرنس کی شرائط
کے مطابق ایک زبردست فلسفیانہ مضمون لکھ کر ارسال کر چکے ہیں۔ اور خود بھی
ماہ اگست کے وسط میں انگلستان روانہ ہو جائینگے۔ تا کہ خود اپنے مضمون کو وہاں
سنائیں۔ اور اسلام کی نیابت کا حق ادا کرسکیں +

صرف خواجہ صاحب ہی نہیں بلکہ ان کے لائق فرزند خواجہ نذیر احمد صاحب بھی
جو صرف بلحاظ ظاہری تن و توش بلکہ اپنی قابلیت اور فصیح البیانی کے لحاظ سے
بھی الولد سر لابیہ کے صحیح طور پر مصداق ہیں "اسلام میں تصوف" کے
عنوان سے ایک زبردست خطبہ اسی کانفرنس میں دینگے +

کانفرنس کے پہلے چھ ایام میں جن بڑے بڑے مذاہب کو زیر غور لایا جائیگا
انمیں اسلام۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب۔ سکھ۔ جینی۔ پارسی۔ تاؤ مذہب والے
اور کنفیوشش مذہب والے بھی شامل ہونگے۔ اور بعض ابتدائی زمانہ کے
مذہبی خیالات کو پیش کرنے کا بھی موقعہ دیا جائیگا۔ ساتواں اور آٹھواں دن
بعض موجودہ زمانہ کی مذہبی تحریکات کے لئے وقف ہونگے۔ جو آجکل مشرق
اور مغرب دونوں جگہ ترقی پکڑ رہی ہیں۔ اور نویں اور دسویں دن پرچے پڑھے جائینگے

جو بالعموم ان مذاہب کے تمدنی پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہونگے +

**مسیحیت زندہ مذہب نہیں** - اس کے ساتھ ہی یہ حیرت انگیز امر ہے - کہ جہاں تقریباً تمام مذاہب کو اس کانفرنس میں شرف نمایندگی بخشا گیا ہے - وہاں مسیحیت کو عمداً اسمیں سے خارج کر دیا گیا ہے - یہ اس امر کا ایک کھلا ثبوت ہے - کہ آج اور تو اور خود برطانیہ کے ارباب حل و عقد کے نزدیک بھی مسیحیت کوئی زندہ مذہب نہیں - یہ صرف ایک نظام تمدن کی حیثیت رکھتا ہے اس کے علاوہ اس امر کا طے ہونا بھی مشکل ہے - کہ کونسے مسیحی خیالات کے لوگونکو دعوت دیجائے - کس فرقہ کو کانفرنس میں شرف نمایندگی بخشا جائے - کیونکہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے اصولی اختلاف رکھتا ہے - اور کسی ایک کی نمایندگی دوسرے فرقوں کے لئے باعث تسکین نہیں ہوسکتی - بلکہ ہر فرقہ دوسرے کا مخالف ہوگا - اور اگر تمام فرقوں کو شامل کیا جائے - تو کانفرنس کبھی اختتام کو نہ پہنچیگی +

**حضرت نبی کریم صلعم اور مسیحیت** - تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان نہیں ہوا جو اسقدر بحث و مباحثات کا (جو یا تو سخت ترین نفرت و حقارت کی وجہ سے کئے جاتے ہیں یا بہت بڑی محبت کے باعث) موجب ہوا ہو - جیسے کہ آنحضرت صلعم ہیں - تاریخ میں آپ کو جو حیثیت حاصل ہے - اس کا بیان کرنا مشکل ہے بہت سے پہلوؤں سے آپ بےنظیر شخصیت رکھتے ہیں - نسل انسانی کے ایک بڑے حصہ کیلئے آپ گذشتہ تیرہ صدیوں میں مرکزی حیثیت کے مالک رہے ہیں - عرب کے بت پرست آپکے بڑے دشمن تھے لیکن مسیحیوں کے عناد کے بالمقابل ان کی دشمنی کوئی چیز نہیں +
قسمت کی ناہنجاری کو دیکھئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو جنہوں نے مسیح علیہ السلام

کی اسقدر علانیہ عزت کی ہے۔ ان کی تعلیمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ ان کو اور ان کی والدہ مریم کو جھوٹے الزامات سے جو یہود نے ان پر لگا رکھے ہیں بری کیا ہے۔ پیروان مسیح کی طرف سے نہایت ناپاک بیانیوں اور گندے الزامات کا مورد ٹھیرایا گیا ہے۔ اس وقت سے جبکہ ابھی مسلمانوں کی اڑتی ہوئی خبریں یورپ میں پہنچی تھیں آنحضرت صلعم کو "مسیحیت کا زبردست دشمن" سمجھا جاتا ہے اور دلی اخلاص رکھنے والے مسیحیوں کا یہ مقدس فرض رہا ہے کہ آپ کو وہ (خاکش بدہن) "بہت بڑا دجال" قرار دیں۔ اور آپ کے نام نہاد "فریب اور دھوکا بازیوں" کو آشکارا کریں +

بہت سے مختلف پہلو ہیں۔ جو یورپ میں آنحضرت صلعم کی تاریخ پر گذری ہیں۔ پہلا خیال جو مسیحیوں نے آپ کے متعلق اپنے دماغوں میں قائم کیا۔ وہ یہ تھا کہ آپ کے پیرو آپ کو خدا سمجھتے اور آپ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ غالباً اس طریق عمل کی وجہ سے تھا جسمیں وہ خود مبتلا تھے۔ کیونکہ وہ اسبات کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ انکی کوئی قدر انکی نگاہوں میں تھی۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت ایک اپنے جیسے انسان کی اطاعت و وفاداری۔ ایثار اور اخلاص کے ساتھ کر سکتی ہے۔ اس طرح سے اپنے خود پسندیدہ خیالات کے اندھیرے میں جہاں ایک طرف مسیح کو "سچے خدا" کا خطاب انہوں نے دیا۔ وہیں دوسری طرف آنحضرت صلعم کو "جھوٹے خدا" کے نام سے پکارنا ضروری سمجھا +

کچھ عرصہ گذرنے پر ایک نیا خیال دماغوں کے اندر آیا۔ یہ جاننے پر کہ آنحضرت صلعم نے کبھی خدا ہونے کا دعوٰی نہیں کیا۔ بلکہ آپ کا دعوے محض اسقدر تھا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ ازمنہ متوسط کے مسیحی کبھی اسبات کو نہیں مان سکتے تھے۔ کہ کوئی اعلےٰ درجہ کے اصول اور اخلاقی تعلیم کسی غیر مسیحی کی طرف سے مل سکتی ہے۔ اس وجہ سے آپ کو ایک مسیحی کارڈنیل (نائب پوپ) قرار دیا گیا۔ ایک ناہنجار مرید۔ اطمینان اور سرکشی سے معمور" آپ کو ٹھیرایا گیا۔ یہاں تک

کہا گیا کہ آپ وہ ہیں جس نے اپنے آپ کو معاذ اللہ نمکحرام ثابت کیا۔ کیونکہ آپ کو پوپ کے منصب پر فائز نہیں کیا گیا۔ سکاٹلینڈ کے ایک شاعر نے اس فرضی گناہ کی پاداش میں آپ کو دوزخ کے اندر اترتے ہوئے دیکھا اور پلاطوس۔ یہودا اسکریوطی۔ شاہ ہیرڈ۔ بشپ مناس۔ سائمن میگیں اور دوسری مسیحی مرتدین میں آنحضرت صلعم کو بھی لائق نشستی قرار دیا +

یہاں اسمیات کا ذکر کرنا بھی خالی از فائدہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے اسم مبارک (محمدؐ) ہی ہے۔ جو گالی بننے سے بچا رہا ہے۔ صرف ایک موقعہ پر آپ کا ایک مناسب رفیق تجویز کیا گیا ہے۔ اور وہ علیحدہ ہے جس نے Tri... Impostor... نام ایک کتاب لکھی۔ اور موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلعم تینوں کو مفتری قرار دیا ہے +

"دغاباز۔ جادوگر" "مرگی زدہ جھوٹا نبی" "اونٹ چرانیوالا" اور کیا کیا بیہودہ نام ہیں۔ جو مسیحیوں نے اپنی مسیحیانہ خوصلگی اور بلند خیالی کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کئے ہیں +

مسیحیوں کے لئے اب وقت ہے کہ وہ سوچیں اور اپنی واقفیت کو بڑھائیں مگر ان کا اصول کہ جو شخص ایکدفعہ عیسائی ہو جائے وہ ہمیشہ عیسائی ہے۔ گذشتہ ایام سے بڑھ کر ان پر صادق آتا ہے +

ایک تازہ مسیحی کانفرنس میں جو دنیائے اسلام کو مسیحی بنانے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ ایک بہت بڑے رکن کلیسیا نے آنحضرت صلعم کو اسقدر گالیاں دیں۔ کہ انگریزی لغت میں کوئی برا لفظ باقی نہ رہ گیا ہوگا۔ جو آپ کی طرف منسوب نہ کیا ہو۔ حاضرین مجلس نے اس کی پوری تائید کی انہوں نے غالباً مروجہ اناجیل یسوع کی پیروی کی ہے۔ کیونکہ اناجیل کے مطابق اس کے اندر بھی یہ دوسروں کو گالیاں دینے کا مرض پایا جاتا ہے +

کیا سلطنت برطانیہ کے مسلمان اس بدتہذیبی کو بنظر اغماض دیکھینگے۔ اور اس طرح آنحضرت صلعم کی ذات پاک کو گالیوں اور بہتانات کا آماجگاہ بنانے دینگے؟

ہمارے فاضل مبلغ حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی سابقہ مبلغ مسجد ووکنگ (انگلستان) آجکل برلن دارالسلطنت جرمنی میں تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ جرمنی میں بہت سی معزز سعید روحیں ان کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے اور اس مشن کو بار آور فرمائے۔ آمین ثم آمین

---

مکرمی جناب داؤد شاہ صاحب بی۔اے مدراس سابقہ مبلغ ووکنگ (انگلستان) نے قرآن کریم کا تامل زبان میں ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جس کی پہلی قسط "جواہر القرآن" کے عنوان کے نیچے انہوں نے شائع کر دی ہے جس کا ہدیہ عمر ہے۔ یہ تامل ترجمہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ تامل بولنے والے سماٹرا۔ جاوا۔ برما سیلون بلکہ چین تک لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برادرم داؤد شاہ صاحب کو اس نیک ارادہ کو تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امید ہے۔ کہ اشاعت علوم قرآنی کے دلدادہ ہمارے فاضل دوست کی جن کو تامل لکھنے میں کمال حاصل ہے۔ مالی امداد فرما کر داخل حسنات ہونگے۔ جناب داؤد شاہ صاحب کا پتہ دفتر دار السلام ۱۶-۱۷ اسکینڈ لاین نیچ مدراس ہے۔

# وفات حسرت آیات

## نواب معج الدین خاں مرحوم!

پس از مرگ جواناں گل مماناد پس از گل در چمن بلبل مخواناد

ہم دلی رنج واندوہ کے ساتھ جناب نواب معج الدین خان صاحب کی وفات حسرت آیات کی منحوس خبر ناظرین کرام تک پہنچاتے ہیں۔ جناب نواب صاحب مرحوم کو مسلم مشن

ووکنگ (انگلستان) کی تبلیغی جد و جہد سے گہری دلچسپی تھی۔ آپ سرپرستان مشن میں سے تھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری حسن عطا فرمایا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے اخلاق بھی ویسے ہی خوبصورت تھے۔ محبت و اخلاص آپ کے اندر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا +

نواب صاحب مرحوم ۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو بعارضہ ہیضہ جان بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۵۳ سال کے قریب تھی۔ ہمیں آپ صدر جانکاہ میں مرحوم کے پسماندگان اور دوستوں سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے +

# دنیا کی بے ثباتی اور عبرت انگیزی

از

## رباعیات حکیم عمر خیام

این کہنہ رباط را کہ عالم نام ست
آرام گہ ابلق صبح و شام ست
بزمے ست کہ واماندۂ صد جمشید ست
قصریست کہ تکیہ گاہ صد بہرام ست

---

پیش از من و تو لیل و نہارے بود ست
گردندہ فلک برائے کارے بود ست
زنہار قدم بخاک آہستہ بنہ
کیں مردمکِ چشم نگارے بود ست

---

خاکے کہ بزیر پائے ہر حیوانیست
زلف صنمے و عارض جانانیست
ہر خشت کہ بر کنگرۂ ایوانیست
انگشتِ وزیرے سر سلطانیست

---

# اقتباس از احادیث نبوی

## خلق

۱۔ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ (ترجمہ) لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آیا کرو +

۲۔ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً احسنھم خلقاً و خیارکم خیارکم لاھلہ (ترجمہ) ایمان کے لحاظ سے وہی شخص بہت پکا مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں - اور بہت اچھا تم میں سے وہ شخص ہے جس کا برتاؤ اپنے متعلقین سے اچھا ہے +

۳۔ ما من شیٔ اثقل فی میزان المومن یوم القیٰمۃ من خلق حسن ان اللہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذی (ترجمہ) قیامت کے دن مومن کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی اور اللہ تعالےٰ بدگو بدزبان کو بہت بُرا سمجھتا ہے +

۴۔ ان من احبکم الی و اقربکم منی مجلساً یوم القیٰمۃ احاسنکم اخلاقاً و ان ابغضکم الی و ابعدکم منی مجلساً یوم القیٰمۃ الثرثارون و المتشدقون و المتفیھقون (ترجمہ) قیامت کے دن میرے بہت پیارے اور بہت نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہونگے جن کے اخلاق اچھے ہونگے - اور بہت زیادہ قابل نفرت اور مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہونگے - جو بہت بکواسی چکنی چپڑی باتیں کرنے والے اور متکبرانہ اور مبالغہ آمیز گفتگو کرنے والے ہونگے +

# تنقید

ذیل کی کتب برائے تنقید دفتر ہذا میں موصول ہوئی ہیں۔ جو اپنی طباعت کتابت۔ اور عمدگی کاغذ کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ قارئین کرام کے مطالعہ کی میز کا سنگار بنیں +

۱۔ لمعات انوار محمدیہ طبع ثانی مطبوعہ مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور قیمت ۶ر

۲۔ مقصد مذہب مطبوعہ مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور قیمت ۳ر

۳۔ مذہب محبت " " " ۷ر

۴۔ امہات الشرع کی منزل دویم۔ ضلع عمارن۔ ڈاکخانہ مصطفےٰ آباد النظر فی الحدیث انجمن حزب الاسلام عہ

۵" صحابیات"۔ مولفہ مولینا نیاز محمد خاں صاحب نیاز فتح پور۔ یہ کتاب ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو اپنی دیدہ زیب چھپائی کتابت و کاغذ کی وجہ سے قابل ستائش ہے۔ اسمیں ازواج النبی صلعم بنا النبی صلعم و دیگر مہاجرات۔ انصاریات۔ بالیعات و غرائب النساالعرب کے حالات زندگی مرقوم ہیں۔ کتاب ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ بعد اختتام مطالعہ اس پر اظہار رائے کر دیا جاویگا۔ کتاب مذکور ملک محمد جمال الدین صاحب اڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤ الدین گجرات (پنجاب) نے شائع کی ہے +

۶۔ بلاغ۔ یہ رسالہ ماہواری ہے جو جناب حکیم شہاب الدین کی زیر ادارت امرتسر سے شائع ہوتا ہے سالانہ چندہ عہ ہے۔ جسکے مقاصد قرآن کی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت حکمت اور مواعظ حسنہ کے ذریعے صراط مستقیم کیطرف دعوت ہے۔

۷۔ ہلال صداقت۔ یہ ایک ماہواری رسالہ ہے۔ جو جناب عبید دھام پوری دیجم مبارک حسین کی زیر ادارت دھامپور ضلع بجنور (یو۔پی) سے شائع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ عہ ہے۔ رسالہ ہذا میں تبلیغی تاریخی۔ ادبی و معاشری مضامین ہوتے ہیں +

# صفاتِ ربُ العالمین

وہ دیکھتا ہے غیر سے کیوں دل لگاتے ہو — جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی — جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے — سب مخلوقات کا شکار رہیں اسکو فنا نہیں
سب غیر ہے ہی ہیں کہ اس سے لگاؤ دل — ڈھونڈو ہی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو — دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

# مستقل امداد کنندگان مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کی خدمت میں اپیل

جن معزز احباب نے اشاعت اسلام کے اس مہتم بالشان کام میں جو مسلم مشن ووکنگ انگلستان سے ذریعہ گذشتہ بارہ سال سے یورپ میں ہو رہا ہے مستقل طور پر امداد کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہوا ہے ان سب کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ اور اس کا اجر جزیل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں ہے ان احباب سے ہماری درخواست ہے کہ از راہ کرم موعودہ ماہواری چندہ تاریخ معینہ پر جو انہوں نے خود ہی تجویز فرمائی ہے دفتر مشن میں ارسال فرما دیا کریں وی۔پی کی بجائے منی آڈر کرنے میں بہت سے اخراجات و کلرکوں کی محنت کی تخفیف ہو جاتی ہے۔ اسلئے ہر ایک بہی خواہ مشن کی خدمت میں دفتر سے ایک ایک درجن منی آڈر فارم بذریعہ پیکٹ ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ جن پر تمام قسم کی خانہ پری کر دی گئی ہے۔ از راہ کرم ہر ماہ تکلیف گوارا فرما کر عطیہ ماہواری بذریعہ منی آڈر ارسال فرما دیا کریں۔ و نیز ہر ایک بہی خواہ

مشن کی خدمت میں درخواست ہے کہ ماہواری امداد کنندگان کی تعداد میں اضافہ کے لئے ہر وقت
اپنے حلقۂ اثر میں سعی بلیغ فرماتے رہا کریں جسقدر بھی ماہواری معطی صاحبان کی تعداد وسیع ہوتی
جاویگی مشن کی مالی تقویت کی موجب ہوگی +

**تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے والسلام**

خادم ـ خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ

# ناظرین رسالہ اشاعت اسلام کی خدمت میں ضروری التماس

رسالہ اشاعت اسلام کی باطنی خوبیاں ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں ـ جو اسلامی خدمت رسالہ ہذا گزشتہ دس سال سے سرانجام دے رہا ہے ـ وہ کوئی مخفی بات نہیں ـ باطنی دلربائی کے ساتھ اس ماہ ظاہری خوبصورتی میں بھی اضافہ کر دیا ہے یعنی یہ کہ اس ماہ کا رسالہ بہترین کاغذ و سرورق کے ساتھ حاضر خدمت ہوتا ہے ـ جو مزید اخراجات کا موجب ہوا ہے ـ ہماری دلی خواہش ہے کہ اگر رسالہ کے فنڈس اجازت دیں ـ تو رسالہ ہر ماہ بہترین شکل و صورت میں ہم ناظرین عظام تک پہنچائیں لیکن قلت فنڈس مانع ہے ـ اگر ناظرین کرام قلیل توجہ بھی اسکی توسیع اشاعت کی طرف فرمائیں ـ تو رسالہ کی حالت بہت سدھر سکتی ہے ـ یورپ کے مذہبی رسالوں کی اشاعت لاکھوں تک ہوتی ہے ـ پادری ذویمر کے رسالہ انگریزی "مسلم ورلڈ" جس کا مقصد واحد اسلام اور آنحضرت صلعم کو بھونڈی سے بھونڈی شکل میں یورپین پبلک کے سامنے پیش کرنا اور دریدہ دہنی سے اسلام اور اسکے بانی صلعم پر سب وشتم کرنا ہے ـ اسکی اشاعت دو لاکھ کے قریب ہے +

لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی مجریہ ووکنگ انگلستان اور اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور جو اس موذی دشمن اسلام کے خطرناک زہر کا اپنے اندر تریاق لیئے ہوئے ہر ماہ اس کے مقابل اسلام کی حفاظت و نیابت

کرتے ہوئے نہایت آب و تاب سے شائع ہوتے ہیں۔ اور کہ جن کی ہستی سرپادری ہندکو راؤ اسکے حالی موالی سب کے سب بھڑاتے رہتے ہیں۔ ان کی اشاعت کا حلقہ دن بدن قلیل ہو رہا ہے اس لئے ہر ایک بہی خواہ مشن و ہر ایک سرپرست و ناظرین رسالہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اسلام کی عزت کی خاطر ان ہر دو رسالوں کی اپنے اپنے حلقۂ اثر میں تحریک خریداری فرماکر داخل حسنات ہوں۔ والسلام

خادم مینجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور

**ضروری نوٹ:** بعض احباب کیخدمت میں رسالہ ہذا بطور نمونہ ارسال کیا جاتا ہے امید ہو کہ وہ بزرگ رسالہ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر خریداری قبول فرماکر اس خدمت اسلامی میں ہمارا ہاتھ بٹائینگے۔ نیز دفتر ہذا سے فارم خریداری بعض بہی خواہان رسالہ کیخدمت میں ارسال کئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنے دوست و احباب سے انکی خانہ پری کراکر دفتر ہذا میں واپس ارسال فرماکر ہمیں مشکور فرمائیں + خادم مینجر

---

# روحانیات فی الاسلام

## تکمیل نفس کے منازل مختلفہ

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

(بسلسلہ صفحہ ۳۳۱ - اشاعت اسلام جلد ۱۰ نمبر ۷)

یہاں ہم برعایت اختصار مندرجہ بالا منازل نفس کی کچھ کیفیت بھی بیان کر دیتے ہیں۔ ان سب منازل میں سے سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ مشکل منزل مقام امارہ ہے۔ جو نسل انسانی کے بہت سے حصے کو آگے جانے سے روک لیتی ہے اور مجھے تو اس منزل میں اس وقت کُل کی کُل دُنیا پھنسی ہوئی نظر آتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ دُنیا پر تمدنی اور اقتصادی اثر اس قوم کا ہے جن کا مذہب ہی یہ تعلیم کرتا ہے۔ کہ انسان اپنی سعی سے نفس امارہ کے حدود سے باہر نہیں نکل سکتا یعنے مذہب کلیسیا جیسے کہ میں آگے چلکر بتلاؤں گا۔ یہ منزل وہی منزل ہے۔ جب حیوانی جذبات جوش و خروش میں ہوتے ہیں۔ اس وقت

نفس ہر ایک ردی خواہش کے پورا کرنے کیلئے انسان پر جابرانہ حکومت کرتا ہے
اسی لئے اس کا نام قرآن نے نفس امارہ رکھا ہے۔ یعنے بہت حکومت کرنیوالا۔ نیکی
بدی کی اُسے تمیز نہیں ہوتی کسی طرح سے ہو۔ یہ اپنی خواہشیں پوری کرا کر
رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا۔ ان النفس لامارۃ بالسوء
خواہشات نفس یا طبعی تقاضے بالاصل تو بُری چیز نہیں ہوتے یہی تقاضے
تو ہر قسم کے علم و عمل کا موجب اور مُحرّک ہوتے ہیں۔ تمدن و تہذیب نے
آج جو کچھ پیدا کر رکھا ہے۔ اسکی تہ میں یہی تقاضا ءنفس مضمر ہیں انسان
کی دستکاری وصنعت اور سائنس کے آئے دن کے کرشمے ان سب کو یہی
ہماری جبلی اشتہائیں وجود میں لے آتی ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ضرورت ایجاد
کی ماں ہے۔ لیکن ضرورت انسانی کا سرچشمہ یہی ہمارے طبعی تقاضے ہیں +
اسمیں شک نہیں کہ یہی طبعی تقاضے ہر قسم کے جرائم کے بھی ذمہ وار ہیں
بات یہ ہے۔ کہ یہ ہمارے تقاضے جب ہمیں اسباب دفع تقاضا کے
حصول پر مجبور کرتے ہیں۔ تو اگر اس غرض کیلئے ہمنے اپنے دل ودماغ کو
اور خداداد قوتوں کو صحیح اور مناسب طریق پر استعمال کیا۔ تو دنیا اعلےٰ درجے
کی متمدن زندگی دیکھ لیتی ہے۔ لیکن اگر حصول اسباب مذکورہ بالا
کے لئے انسان نے محنت سے دل چُرایا۔ اور اپنی ضرورت کے پورا
کرنے کیلئے اس نے دوسروں کے مکسوبات پر نگاہ رکھی۔ اور ناجائز طریق سے
ان پر قبضہ کرنا چاہا تو دنیا کا تمدن تباہ ہوجاتا ہے۔ بدی اور جرائم
پھیلنے لگتے ہیں۔ کسی کی کوئی چیز خریدنا یا چیز مذکورہ کو اس سے چرا لینا بیشک
دو مختلف ومتضاد چیزیں ہیں لیکن ان کا نتیجہ ایک ہے۔ صرف اسباب حصول
نتیجہ نے ان میں فرق پیدا کر دیا ہے۔ دونوں حالتوں میں وہ چیز ایک کے
قبضے سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلی آئی ہے۔ لیکن ایک صحیح طریق پر
دوسری مذموم طریق پر۔ والا انتقال قبضہ تو ہر حالت میں واقع ہوا ہے۔ اور

اگر اعلےٰ تمدن کی کل مسئلہ بیع و شرع سے ہی چلتی ہو۔ تو بیع و شرع میں انتقال قبضہ کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ لہٰذا طبعی تقاضوں یا فطرتی جذبات کو مارنا نہ صرف ایک غیر طبعی امر ہی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فعل پر نکتہ چینی ہی کرنا نہیں۔ بلکہ ان کے صحیح استعمال سے جو مفاد دنیا کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا بھی استیصال ہو جاتا ہے۔ تمدن و تہذیب کی سب راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ جذبات کو مارنے کی تعلیم قریب قریب کل قدیمی مذاہب نے دی۔ صرف اسلام نے ہی دنیا کو انکی تعدیل و تہذیب کی طرف متوجہ کیا۔ یہی وجہ ہو کہ عیسوی مذہب کی یہ رہبانی صورت یورپ پر کئی صدیوں تک حکومت کرتی رہی۔ پھر چودھویں پندرھویں صدی تک کونسا تمدن وہاں تھا۔ بلکہ یورپ نے اسوقت ترقی کی صورت دیکھی جب کلیسیا کی اس تعلیم سے اپنے آپ کو آزاد کیا۔ ہمارے جذبات نہ تو فی نفسہٖ ردی ہیں اور نہ ادنےٰ۔ ہمارا اپنا فعل اور ارادہ ہی ان کو ردی یا ادنےٰ بنا دیتا ہے۔ ان جذبات کا نام جذبات حیوانیہ رکھنا ان معنوں میں تو صحیح ہیں۔ کہ یہ جذبات ہم میں اور حیوانوں میں مشترک ہیں۔ لیکن اور ابھی بہت سی باتیں ہم میں اور حیوانوں میں مشترک ہوتی ہیں۔ یہ اشتراک تو ہمیں حیوان نہیں بنا دیتا۔ ہاں جب ان جذبات کی تسکین کے لئے ہم وہ راہ اختیار کریں۔ جو حیوان اختیار کرتے ہیں۔ تو یہ تو ہمارا اپنا فعل ہے۔ کہ جو ان جذبات کو جذبات حیوانی بناتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی چیز بذات خود بُری نہیں۔ خدا کی طرف سے جو چیز آئی وہ خیر محض ہو قرآن نے یہ ہی تعلیم کی ہو۔ آگ کو رحمت یا لعنت بنا لینا انسان کے اپنے فعل کا نتیجہ ہے۔ آگ کا اسمیں کیا قصور ہے۔ اس سے خواہ کسی کا گھر پھونک دو۔ یا اس سے کھانا پکالو۔ ان جذبات شہویہ کے علاوہ جو دراصل عیسائی مذہب کے ان راہبانہ تعلیمات کا موجب ہوئے۔ ہمارے

اور بہت سے علمی، عملی۔ اور اکی۔ ذوقی جذبات بھی ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے کسی رنگ میں ہمارے لئے لعنت ہو سکتے ہیں۔ لیکن در اصل وہ رحمت ہی رحمت ہیں۔ وہ کسی مقصد اعلیٰ کیلئے ہماری طبیعت میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ مثلاً انسان طبعاً چاہتا ہے۔ کہ لوگ اسے اچھی نگاہوں سے دیکھیں۔ اور تو اور انسان خود اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو اچھا دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی ہر ایک بات محبوب نظر آتی ہے۔ آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر ایک بدصورت سے بدصورت آدمی بھی اپنے چہرہ میں کوئی نہ کوئی خوبصورتی دیکھ لیتا ہے۔ یہ جذبہ جو خودداری یا خود عزتی جیسے شریف تقاضا کی رُوح ہے انسان میں اسلئے رکھا گیا۔ کہ وہ اعمال حسنہ اور کسب وکمال کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس طرح اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہ میں عزیز ممدوح اور قابل تعریف بنا لے جس سے اس کا وجود اس کے لئے اور دوسروں کے لئے باعث رحمت ہو جائے۔ لیکن یہی وہ تقاضا ہے جو انسان کو خودبیں خودنما اور خودپسند بنا دیتا ہے جس پر وہ ہر قسم کے اکتسابات کمال سے رُک جاتا ہے۔ یہی خودپسندی اور خودنمائی اسمیں عیب چینی پیدا کر دیتی ہے۔ نکتہ چینی کا جذبہ بھی مذکورہ بالا جذبہ کی طرح ایک عمدہ مقصد کے لئے ہی فطرت انسانی میں رکھا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ انسان ایکطرف تو اپنے عیبوں کو بغرض اصلاح دیکھے کیونکہ اپنے عیب سے ناواقف رہنا انسان کو مدارج عالیہ کے حصول سے روک لیتا ہے۔ دوسری طرف چونکہ جذبہ خود عزتی کا غلط استعمال یا اسکی کریہہ سے کریہہ شکل یعنے خودبینی انسان کو اپنے عیوب سے ناواقف رکھتی ہے۔ اسلئے ہماری اصلاح اسیطرح ہو سکتی تھی۔ کہ کوئی دوسرا ہمیں ہمارے عیب سے اطلاع دے۔ لیکن ان جذبات کا صحیح استعمال اعلےٰ درجہ کی حکمت وفطنت اور پاکیزگیٔ نفس چاہتا ہے۔ اس پر ایک نہایت ہی لطیف بحث حضرت امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں درج فرمائی ہے +

علی العموم یہ دونوں جذبے بد استعمالی میں آکر انسان کو عیب چین اور معائب شمار بنا دیتے ہیں۔ نیک نگاہ سے دوسروں کے عیب دیکھ کر انہیں بغرض اصلاح اطلاع دینا تو انسانوں کو اعلیٰ درجہ کے اخلاقوں سے آراستہ کر سکتا ہے۔ لیکن یہی باتیں انسانوں میں زیادہ تر فساد اور تکلیف کا موجب ہو رہی ہیں مثلاً ہنسی مذاق کا جذبہ۔ اس کا استعمال اسی حد تک جائز ہے۔ جس حد تک کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ جذبہ مذاق تو اس لئے پیدا ہوا کہ ہموم وغموم کے وقت انسان کے اندر خوش مزاجی پیدا کر دے۔ اور انسان کو اس افسردگی سے بچالے جو ہم میں آٹھوں پہر کی سنجیدہ مزاجی پیدا کر دیتی ہے لیکن یہی جذبہ مذاق حدود اعتدال سے باہر ہو کر انسان کو پرلے درجہ کا خود بین اور دوسروں کا عیب جو بنا دیتا ہے۔ مذاق کی بدنما شکل کسی دوسرے کو اُلّو بنانا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ کہ سُننے والے یا دیکھنے والے دوسروں پر ہنسیں کسی کا مذاق اُڑانا دراصل اس کی کمزوری کی طرف دوسروں کو متوجہ کرنا ہوتا ہے۔ کمزوریاں ہی دراصل کہیں غصے اور کہیں ہنسی کا موجب ہوتی ہیں۔ تمسخر کرنے والے کی نگاہ ہمیشہ دوسروں کے عیب اور کمزوری پر ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف اس میں عیب شماری اور نکتہ چینی ہی آجاتی ہے۔ بلکہ اس کے اپنے عیب اس کی آنکھوں سے چھپ جاتے ہیں۔ اور وہ خودنما خود پسند اور خود بین ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایسا انسان اپنی زندگی میں اتفاقاً کسی کامیابی کا مُنہ بھی دیکھ لے۔ تو اس میں نخوت۔ غرور اور خود رائی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ان سارے

عیوب کو ایک ہی جگہ اسی لئے
جمع کر دیا ہے۔ کہ یہ سب
ایک دوسرے کے مؤید اور مولد
ہوتے ہیں +
باقی آئندہ

# ابتدائی عربی شاعری

نظم اگرچہ ایک اعلےٰ قسم کی نہ ہو۔ پھر بھی اس سے ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بڑی عجوبہ بات ہے۔ اس کی جملہ خوبیوں میں ایک خوبی یہ ہے۔ کہ اس کا ایک چسکا پڑجاتا ہے۔ اور یہ استقامت اور استقلال سے پیدا ہوتا ہے۔ استقامت ایک عظیم الشان خاصیت ہے۔ فی الحقیقت انسانی جدوجہد کے میدان کارزار میں استقامت ایک بڑا جوہر ہے۔ استقامت کی ہی بدولت حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے دشمنوں کی مخالفت پر فتحمندی اور نصرت حاصل کی۔ اور تمام سرزمین عرب پر اسلام کا جھنڈا گاڑ کر تسلط جمالیا۔ مجھے معلوم ہے کہ کم از کم برطانیہ میں یہ ایک عام فیشن ہوگیا ہے۔ کہ اپنی میز یا کتابوں کی الماری کو بڑے بڑے اور نامی گرامی شعراء کے کلام سے مزین کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات یہ دیوان اور کلام پڑھے نہیں جاتے ہیں یا اگر پڑھے گئے تو سمجھ میں نہیں آتے صرف ایک سرسری نظر سے دیکھ لئے جاتے ہیں۔ اس سے ان کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ دوست احباب سے بالگفتگو کے موقعہ پر اس کا تذکرہ کریں۔ یہاں پر میں آپ کی توجہ ان علماء فضلا اور دانشمندوں کی طرف مبذول نہیں کراتا ہوں۔ جنہوں نے علم کلام میں نہایت مقفقہ وشستہ عبارات ومختصر اور چست محاورات کی ترویج کی ہے بلکہ میں ابتدائی شاعری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں یعنی اس قوم کی شاعری جس کا تاریخی مطلع صبح اس وقت نمودار ہورہا تھا۔ اور جبکہ اس علم کا بچپن تھا۔ وزن اور قوافی آسان اور معمولی تھے۔ تجربہ نہ تو زیادہ وسیع اور پیچیدہ تھا۔ اور نہ زبان ایسی دقیق اور مشکل تھی۔ یہ ابتدائی شاعری ہمیں ایک شاعر کے حالات اور اس کے جدوجہد کا علم دیتی ہے۔ اور یہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ شاعر کو کس کس چیز

کی معلومات ہے۔ اور اسے کون کونسی چیزیں پیاری اور مرغوب ہیں یعنی سیف قیس یا علم شتر یا اسپ
حسن معشوق عیش بادہ و عشق معشوق غرضیکہ ایسی چیزیں تھیں جو پشتہا پشت سے شاعری کے موضوع کلام چلی
آرہی تھیں سوائے عرب کے کسی اور جگہ اس پودے کا بہترین نشو و نما اور وسیع رواج
نہیں ہؤا۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جبکہ مکہ بتوں کا گھر تھا اور قبائل کے سردار خود ہی مجتہد
قانون تھے۔ اور اسلام کی شعاع غار حرا کی تاریکی میں نمودار نہیں ہوئی تھی۔ اور ابھی عرب
لوگ دریائے Oxus اور دریائے گنگ سے میدان اسپین کی جانب روانہ
نہیں ہوئے تھے۔ اس ابتدائی عربی شاعری میں ہمکو علم اور برچھی اور یمن کی تیز چمکدار شمشیر کا
کثرت سے ذکر ملتا ہے کبھی نسیم سحری کی طرح نرم اور ملائم کبھی باد سموم کی مانند جھلسنے والی۔
ریگستان کی آزاد اور خود مختار رہوا کی زندگی اور نیم مہذب زندگی کی بہادری کا احوال پایا جاتا
ہے۔ باوجود اس سادگی کے دل پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ اور روح کو تر و تازہ کرتی ہے +
وہ شخص جو لکھنا پڑھنا جانتا ہے اور غور و خوض کر سکتا ہے۔ وہ ان جنگلی۔ خانہ بدوش جنگجو
چرب زبان اور عقلمند ریگستان کے ترانہ سنج لوگوں کے ہمراہ رہنا پسند کریگا۔ جبکہ خونی جنگ
شروع ہوتی تھی تو میدان جنگ موت کا مقام ہو جایا کرتا تھا۔ مورہ ابوالعاص کے کلام کو ملاحظہ کیجئے

"اگر تو نے میرے ساتھ جنگ چھیڑ دی ہے تو اپنے ہتھیار کے ساتھ میں بھی پیچھے رہنے والا نہیں ہوں
جو کچھ بھی ہو۔ میں علی الصباح موت کا مہلک پیالہ چکھا دوں گا۔ جب علم کے سرے ایک دوسرے سے ٹکر
کھاتے ہیں تو میرا زخمی آدمی اس علم کو کھینچنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ اگر لڑائی شروع ہو جائے تو جو کچھ
قسمت میں لکھا گیا ہے اس سے گھبراتا نہیں ہوں۔ جنگ کی زرہ بکتر پہن کر میں اپنے اوپر سے ناپاک قسم
کو دور کرنے کی کوشش کروں گا میں سنان کے مقابلہ میں سوار کے ضرب کی خواہش کرتا ہوں۔"

الغرض قبیلہ بنو بکر کی رزمیہ شاعری حسب ذیل ہے :-

"ہمنے بنو ہند کو چھوڑ دیا اور کہا کہ یہ ہمارے بھائی کی طرح رہیں۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی وقت
ہم پھر ایک قوم بنجائیں۔ لیکن جب اُن کی برائیاں آشکار ہو گئیں۔ اور ان کی بدیاں صاف صاف
ہویدا ہو گئیں۔ اور سوائے سنگدلی و نفرت کے کچھ باقی نہ رہگیا۔ تو پھر ہم نے انکو ہلاکت پر ہلاکت
دی۔ شیر کی طرح غضبناک ہو کر نفرت کے ساتھ ہم جنگ کے لئے جھپٹ پڑے۔ ہماری تلواروں نے

ہو گئی یا تم اور کہرام بپا کر دیا۔ ہماری برچھیوں نے گھر از خم کر دیا۔ اور خون مثل پانی کے فوارے کے منہ نکلا۔ اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک طاقت دوسری طاقت کو کمزور کر دیگی۔ اور سطح فتح حاصل ہو گی۔ وحشیانہ فعل کا بدلہ مہربانی کے ساتھ دینا محبت بیجا کا اظہار کرنا ہے یہی کے تمام صلح کرنے پر آمادہ ہو سکنے ہو نیکی کا برتاؤ بالکل فضول ہے"

یہ ایسے انسان کی نظمیں ہیں جو جنگ کی گود میں تربیت یافتہ ہوا ہے۔ برچھی کی نوک آفتاب کی روشنی میں سفید معلوم ہوتی ہے۔ اور خمدار آفتاب کی شعاع میں تیز اور چمکدار نظر آتی ہے۔ جو بکر نیام ہیں اور ہنو ہند کے سینے ہیں۔ تلوار کے پھل سے سرخ خون ٹپک کر دستہ پر آتا ہے۔ اور برچھیاں سرخ ہو رہی ہیں +

اسمیں شک نہیں کہ وہ بہت اچھے شاعر تھے ساتھ ہی اس کے بڑے شیخی باز مبلغ اور عیش پسند یعنی ایام جاہلیت کے عرب جنہوں نے عکاظ کے میلہ میں انعام اور نیکنامی کا تاج حاصل کیا تھا۔ وہ لوگ یہ تھے عمر القیس۔ طارف۔ عمر بن کلثوم انطارہ زہیر لبید اور حارث لنگ + ہر ایک اپنی نسل و کارگذاری و بہادری۔ اپنے خاندان اور قبیلہ۔ اپنے اسپ یا شتر یا معشوق کے حسن کی تعریف میں رطب اللسان تھا یا اسی جوش و خروش کے ساتھ اپنے دشمنوں کی تحقیر کرتا تھا +

جب ہمارے خیمے اُن کی وادیوں میں استادہ ہوتے ہیں۔ پس جس قبیلہ کا آدمی ہم پر حملہ کی کوشش کرتا ہے۔ ہم اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کو جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے عنایت کرتے ہیں۔ جس بات کو ہم چاہتے ہیں۔ اس کی پوری طرح سے تائید اور پچداری کرتے ہیں۔ جس لشکر گاہ میں ہم چاہتے ہیں وہاں سوار ہوتے ہیں۔ جب ہم غصہ میں ہوتے ہیں تو صلح کا نام نہیں لیتے ہیں۔ جب تک کہ ہمارا غصہ فرو نہ ہو جائے۔ ہم اپنی رعایا کو امن و امان میں رکھتے ہیں لیکن باغیوں کو ہم بہت جلد نیچا دکھلاتے ہیں۔ اگر ہم کسی کنوئیں پر جاتے ہیں تو صاف پانی پیتے ہیں۔ اور دوسرے میلا تلچھٹ پیتے ہیں۔ دنیا اور ما فیہا میں جو کچھ بھی ہے وہ ہمارا ہے۔ جب ہم وار کرتے ہیں تو دوسرے ضرب کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بادشاہ لوگ تغلب کے ایک بچے کے سامنے تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمکو ظالم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن ہم

ایسے نہیں ہیں۔ اور جلد اصلی نام سے ہم مشہور ہونگے۔ ہم نے زمین کو بھر دیا ہے اور وہ ہمارے لئے کشادہ نہیں ہے۔ اور اپنے جہازوں سے سمندر کو معمور کر دیا ہے" +

عمرو بن کلثوم نے بھی ایسی نظم لکھی ہے۔ ایک شاعر نے جو کلام میں انطارہ کا ثانی ہے وہ کہتا ہے کہ :-

"میں ایک نہایت عظیم الشان اور شریف نسل سے ہوں یعنی قبیلہ عبس سے میرا تعلق ہے میری شمشیر باقی کو پورا کرتی ہے"

انطارہ جنگ کے پرجوش واقعات رزمیہ نظم میں بیان کرتا تھا۔ اور بوقت ضرورت اس میں شریک بھی ہوتا تھا۔ وہ ایک لمبی عمر تک زندہ رہا۔ اور ایک ہمسایہ قبیلہ کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔ ان لوگوں کی شاعری میں بہت زیادہ فخریہ باتیں درج ہیں اور ان باتوں پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے قومی گیت پر غور کریں تو انہیں بھی وہی روح پائی جاتی ہے۔ خواہ وہ قومی مناجات ہو یا کسی ایک خاص فرقہ کا قصیدہ ہو۔ ایک قوم کے لوگ اپنے کو دوسری قوم سے زیادہ بہتر اور بہادر تصور کرتے ہیں یہ بات صرف پرانے زمانہ کے عربوں ہی میں پائی نہیں جاتی ہے۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی یہ روح ابھی مفقود نہیں ہوئی ہے۔ ہاں ایک بات میں ابھی ہم میں حجاب باقی ہے یعنی ایک شخص اپنی قوم کی جسقدر چاہے تعریف اور مدح کرے لیکن اپنے ذاتی واقعات اور کمالات کو معرض تحریر میں نہیں لاتا ہے۔ یا کم از کم ایسا علانیہ نہیں کرتا ہے۔ اور یہ ایک قسم کی خوبی ہے +

وہ لوگ بھی بہادر تھے۔ رسم و رواج کے پابند اور اپنے خاندان اور قبیلے اور ملک سے جہاں ان کی پیدائش اور پرورش ہوئی تھی۔ ان کو اُنس اور محبت تھی یہ لوگ ان اشخاص کے مورث اعلے اور سفر مینا تھے جنھوں نے بعد میں اسلام کے جھنڈوں کے نیچے فوجی شان و شوکت کے ساتھ تین بڑا اعظموں میں سفر کیا۔ اور ایسی تہذیب اور شائستگی کی بنیاد ڈالی کہ موجودہ تہذیب اس کی ممنون احسان ہے۔ اور اس احسان کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔ اسکی شان و شوکت ہمیشہ قائم اور برقرار رہیگی +

وہ ریگستان کے عرب ایام مابعد میں نصرت اور فتحمندی کے ساتھ زرخیز اور متمول ممالک یعنی شام۔ فارس اور شمالی افریقہ کے شہروں میں پہنچ گئے لیکن باوجود اس کے وہ اپنی ریتیلی زمین اور تند ہوا کو جو عرب کے پہاڑوں میں گونجتی تھی نہیں بھولے معاویہ کی بیوی یزید کی ماں دمشق کے عیش و آرام کے زمانہ میں یہ گیت گاتی تھی +

ایک خیمہ جسمیں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آتا ہے۔ وہ مجھے ایک رفیع الشان محل سے زیادہ دلپسند ہے۔ اور سادہ اُون کا لبادہ مجھے اس پوشاک سے کہیں بہتر ہے جسمیں میں ماتم کرتا کیا ہے۔ وہ چھلکا جو میں اپنے خیمہ کی بغل میں بیٹھ کر کھاتی تھی۔ اس نفیس روٹی سے کہیں اچھا تھا پہاڑی کے رستہ میں ہوا کی آواز ایک ڈھول کی آواز سے کہیں زیادہ تھی پالوبتی کی ہوئی میوں کی آواز سے نگہبان کُتے کی بھونک زیادہ مرغوب اور خوشگوار ہے۔ ایک موٹے وحشی سے ایک بہادر اور لاغر بھائی کہیں پیارا ہے" +

یہ نہایت اچھی بات ہے۔ کہ ہمکو اُن اگلے مصنفین اور شعرا کے خیالات اطوار اور افعال کا کچھ پتہ لگ جائے۔ کیونکہ وہ موجودہ زمانے کے علم و ہنر اور علم ادب کے سفر مینا تھے موجودہ گذشتہ کا ایک سلسلہ ہے پس نئے کو سمجھنے کیلئے پُرانے کے جاننے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے بنیاد رکھی۔ اور انکی اولاد نے اس پر عمارت کھڑی کی اور آج ہم بھی اسی بنیاد پر عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔ تخیلات ایک عظیم الشان سمندر کی مانند ہے۔ جو ہمیشہ گذشتہ سے مستقبل کی طرف موج زن ہے۔ اسمیں تمام قوموں اور لوگوں نے اضافہ کیا ہے۔ اور کرتے بھی ہیں۔ کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ موجودہ خیالات نئے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ پیدا کرتے رہینگے۔ اور دماغ کا اُولوالعزم سمندر دائمی موجزن رہیگا + (ایومنٹ ہل۔ انگلستان)

# اسلامک ریویو انگریزی مجریہ ووکنگ انگلستان

اسلامک ریویو انگریزی جو مسجد ووکنگ انگلستان سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ وہ محتاج

تعارف نہیں - دنیا بھر کے مسلمان اس کی خدمات جلیلہ سے واقف ہیں - اس
رسالہ نے انگریزی زبان میں اعلیٰ سے اعلیٰ اسلامی لٹریچر گذشتہ بارہ سال میں پیدا کر دیا ہے
جس نے مسلم علم کلام میں ایک عمدہ اضافہ کیا ہے - اسلئے مسلم بھائیوں سے
ہر جگہ ہماری درخواست ہے - کہ اسکی خریداری بڑھائیں - جو انگریزی دان ہے -
وہ انگریزی رسالہ کی خریداری بڑھائیں - اور جو انگریزی نہیں جانتے - وہ
اردو رسالہ کو خریدیں - جس قدر بھی اسلامک ریویو کی خریداری بڑھیگی - اسی قدر
مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کی مالی تقویت ہوگی - کیونکہ ابتدا سے سنہ ۱۹۱۳ء
سے اسی رسالہ کا منافع بہت حد تک مشن کے گرانبار اخراجات کا کفیل رہا ہے
اس رسالہ کی کثیر خریداری سے قومی چندوں کی ضرورت نہیں رہتی - مسلم قوم کے سر سے
بھاری بوجھ اس طرح اُتر سکتا ہے - کاش ہمارے مسلم برادران وطن اسباب کو سمجھیں
اس وقت ایک عیسائی رسالہ موسومہ "مسلم ورلڈ" نیو یارک امریکہ سے نکلتا ہے
دو لاکھ کے قریب اسکی خریداری ہے - اسی ایک رسالہ کی آمد سے اب پچاس سے
اوپر پادری اسلامی بلاد شام و عراق وغیرہ میں تبلیغ عیسویت کیلئے تیار ہو رہے
ہیں - اور عنقریب وہاں جانیوالے ہیں - اگر مسلم بھائی بھی اسلامک ریویو کے
متعلق یہی مسلک اختیار کریں تو ہم خرما و ہم ثواب - ذیل میں مسلم برادران وطن کی اطلاع
کیلئے انگلستان کے اجرائد کے اعداد و شمار شائع کرتے ہیں :-

## زندہ قوم کے اخبارات کی حالت

زندہ اقوام کے ہر شعبۂ زندگی میں ایک بیداری اور زندگی پائی جاتی ہے - ذیل کے
اعداد و شمار جو جرائد انگلستان کی اشاعت کو ظاہر کرتے ہیں ہمارے لئے سبق آموز ہونے چاہئیں

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اخبار ٹائمز | ۱۹۱۸۶۶ | پکچر شو | ۲۶۸۳۸۰ | نیشن میگزین | ۱۶۲۹۰۸ |
| نیوز آف دی ورلڈ | ۳۰ لاکھ | آنسرز | ۴۷۸۶۲۱ | سنڈے ایٹ ہوم | ۲۰۰۰۰ |
| ڈیلی ہیرالڈ | دو لاکھ | بوائے میگزین | ۲۰۴۳۵۱ | | |
| ڈیلی میل | ۱۰۰۲۸۸۲ | بوائز اون پیپر | ۳۶۰۰۰ | ولڈن ڈریس میگزین | ۶۱۳۶۱۲ |
| ڈیلی کرانیکل | دس لاکھ | کلر | ۸۶۳۵ | لیڈیز جرنل | ۴۴۲۶۳۱ |
| جان بل | ۷۱۶۲۵۵ | گڈ ہوس کیپنگ | ۴۴۴۷۹ | چرچ ٹائمز | ۵۸۹۶۱ |
| آٹو کار | ۴۱۳۵۳ | مائی میگزین | ۱۰۹۱۰۱ | برٹش ویکلی | ۸۰۰۰۰ |
| | | پنچ | ایک لاکھ | | |

# خطبۂ عید الفطر

از خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (ال عمران: ۶۴)

کہدے اے اہلکتاب ایک بات پر آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ اور ہمارے بعض بعض کو خدا کے سوائے ارباب نہ بنالیں۔ اگر وہ پھر جائیں تو پھر کہدو کہ ہم مسلمان ہیں +

زمین پر صلح و امن کا قیام ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو دور حاضرہ میں توجہات کی کشش کا موجب ہے۔ اس مسئلہ نے لوگوں کے قلوب میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ جس سے وہ حالاتِ حاضرہ پر نہایت سختی کے ساتھ نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور ان کے اندر ایک جوش ہے۔ جس کی وجہ سے اس مسئلہ کے حل کرنے میں وہ سخت جد و جہد سے کام لے رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ماہیت کیا ہے؟ اور اس دنیا کے بنانے سے اس کا کیا مقصد ہے یہ وہ اہم سوالات ہیں۔ جنہوں نے ابتدا سے بڑے بڑے دماغوں کو چکرا یا ہوا ہے۔ ایسے نازک اور اہم سوالات پر ایک ایسے مجمع کے سامنے جو معجونِ مرکب کا حکم رکھتا ہے بحث کرنا بیفائدہ ہے۔ اگر چہ وہ بحث سابقہ معلومات اور پیشتر سے قائم شدہ نتائج ہی پر مبنی کیوں نہ ہو۔ مقصدِ الٰہی کی تکمیل کو اگر اللہ تعالیٰ کے اس طریق عمل کی طرف منسوب کیا جائے جو تاریخ انسانی میں متواتر کام کرتا ہؤا دکھائی دیتا ہے۔ تو یہ ایک نہایت قدیم قیال کا دوہرانا ہو گا۔ جو عام طور پر اور فوراً پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔ یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ دکھوں اور تکلیفوں سے کلبلاتی ہوئی نسل انسانی پر جنگ کا وار دھوتا اللہ تعالیٰ کا اس پر ایک قہری نظر ڈالنا ہے +

کوئی کام اسقدر مشکل اور ایسا ناقابل تشکر و امتنان نہیں جیسا کہ کسی بگڑی ہوئی چیز کو درست کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اس کے لئے خیالات کو زیر و زبر کرنا آراء کو دوبارہ درست کرنا اور نہ صرف نصب العین بلکہ نقطۂ نظر کو بھی سرے سے بدل دینا ضروری ہے۔ اپنے لئے دشمن پیدا کرنے کا یہ ایک واحد اور یقینی طریق ہے اور عالم تعصب کا حقیقی معیار۔ تاہم اگر گذشتہ جنگ کے اسباق کسی وقعت کے قابل ہیں۔ تو یہ ایک کام ہے جو آج نسل انسانی کے سامنے رکھا گیا ہے۔ ان صاف بیانیوں کے لئے جو میں اس وقت آپ کے سامنے کرنیوالا ہوں میں معذرت کرنا یا معافی مانگنا نہیں چاہتا۔ بعض بیانات غالباً موجودہ زمانہ کی آزاد خیالی سے بھی بڑھ کر کھلے اور صاف ہونگے۔ یہ غالباً میری جوانی ہے۔ جو ایسے سخت اور مشکل کام پر مجھے آمادہ کئے ہوئے ہے ممکن ہے مجھے اس پر پشیمان ہونا پڑے۔ لیکن یہ صرف آپ ہی کے کہنے کی بات ہے +

صرف وہی لوگ جو میری طرح مغرب میں ایک طویل عرصہ تک رہچکے ہیں۔ اس متقیانہ منافقت کو جانتے ہیں۔ جو آج مغرب میں رائج ہے۔ اسکی شکایت کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔ خواہ مجھے ہمیشہ تنہائی کی زندگی ہی کیوں نہ بسر کرنی پڑے۔ میں کسی رفیق کی خوشی و مسرت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا۔ بولنے کی نسبت سُننا مجھے زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ جب کوئی مخالف بات میرے ساتھ واقع ہوئی ہے تو وہ دن ہوتا ہے۔ جس سے ایک روز پیشتر میری کسی سے گفتگو ہو چکی ہوتی ہے۔ تاہم اپنے ان عیوب اور نقائص کے باوجود اچھی گفتگو بھی مجھے کچھ کم محبوب نہیں۔ اور میں اپنے دل کو اس خیال سے تسکین دے لیتا ہوں۔ کہ میں ایک داناتاج کے طور پر سننے کا کام کرتا ہوں۔ جو ہمیشہ ہی کوئی آسان کام نہیں ہوتا +

گذشتہ ماہ مجھے از حد مسرت ہوئی جب میں نے یہ سُنا کہ مسیحی سیاسیات اقتصادیات اور شہریت کے مسائل پر غور و فکر کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد ہونیوالی ہے۔ اس کانفرنس کے مطامح نظر بقول پرنسپل گروی بہت ہی بلند تھے۔ تجاویز جو تقاویز کے اندر پیش کیگئیں یا ریزولیوشن جو اس رضاکارانہ نظام کے سلسلہ میں پاس ہوئے بہت ہی اہمیت رکھتے تھے +

ایک شاہی اعلان کے اندر اس ملک (انگلستان) کے شہریوں کی طرف سے ان جشن کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور مسٹر ریمزے میکڈانلڈ (وزیر اعظم) نے خوشنودی کا پیغام بھیجا اور ظاہر کیا۔ کہ ان کا دل سیاسی پیشقدمیوں میں مسیح کی سپرٹ سے پورے طور پر لبریز ہے۔ تاہم یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ شاہی پیغام نے کوئی ہیجان پیدا نہیں کیا۔ ہاں مسٹر میکڈانلڈ کی خوشنودی کو جوش مسرت کے ساتھ قبول کیا گیا۔

اس اعلان کے اندر مسٹر موصوف فرماتے ہیں :-

ہمارے اس زمانہ میں تصنع اور دل کی سراسیمگی کا یہ عالم ہے کہ زندگی اور اس کے متعلق ضروری معاملات کے اہم ترین مسائل زیر غور نہیں آسکتے۔ اور ہمارے تقسیم شدہ مقاصد کے اختلاف کی وجہ سے ان کا مٹ جانا ضروری ہے لیکن ایک چیز ہے جسکو ہمارے مطمح نظر کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ وہی ہمارے قوئے اور طاقتوں کو تازہ اور ایک ہی کام پر لگا سکتی ہے۔ وہ مسیحی معتقدات پر زندہ ایمان اور وہ سادہ روح ہے۔ جو مسیحی ایمان کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے +

اس کانفرنس کے ڈیلیگیٹ جن کی تعداد بارہ سو تھی کئی دن تک مباحثات اور گفت و شنید کرنے اور ریزولیوشن پاس کرنے کے بعد اپنے دلوں میں اس تسکین کو لے کر اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔ کہ دنیا میں صلح و امن کا قیام اس شخص کی تعلیم کے عین مطابق ہے ۔۔ جو

”زمین میں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا تھا“

ان معلمین صلح نے رومن کیتھولک لوگوں اور دیگر چند مسیحی کلیسیاؤں کو جنہیں ان کے معتقدات سے اختلاف تھا کانفرنس سے خارج کرکے عجیب و غریب صلح و محبت اور رواداری کا ثبوت دیا۔ ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس کانفرنس کے ارادے اور خیالات بہت ہی قابل ستائش تھے لیکن زمین و آسمان کے ہر مضمون پر اس کے غور و فکر اور نتائج کی وقعت اتنی بھی نہیں جتنی اس کے نام کے حروف سی۔ او۔ پی۔ ای۔ سی سے ظاہر ہے۔ یعنے ایک روپیہ کو پیک (روپیہ کی دمڑی) کے برابر بھی ان کی قیمت نہیں +

میں ان تقاریر اور ریزولیوشنوں پر جو بیکاری کے مسئلہ سے کر ”اسپرٹنلزم“ تک تمام مختلف مضامین پر ہوئیں بحث کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ طریق جو بعض مسائل کو حل کرنے میں اختیار

کیا گیا۔ اس قسم کا تھا۔ کہ بعض لوگوں کو اس سے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ کانفرنس کی کارروائی اسبارہ میں بعض افراد اور جماعتوں کی طرف سے جنکو کسی روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا لیکن وہ اپنے خاص مقاصد کی تائید حاصل کرنے کے بڑے شوقین اور اسمیں بڑے ہوشیار ہیں۔ بے سوچے سمجھے ہوئی ہے۔ میں صرف ایک ہی مضمون مسیحیت اور جنگ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کمیشن نے اسبارہ میں جو سفارشات کی ہیں۔ ان کو میں آپکے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں :۔

"اس سے بڑھ کر نسل انسانی کیلئے کونسا خوشی اور اصلاح کا پیغام ہو سکتا ہے کہ تمام ان لوگوں نے جو ہر ملک میں مسیح کے نام لیوا ہیں۔ اسبات کا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ کہ وہ جنگ یا اسکی تیاری میں کوئی حصہ نہ لینگے۔ بلکہ آج سے وہ متفقہ طور پر صلح و امن کیلئے محض صلح جویانہ طریقوں سے کام کرینگے۔ کیا ہم سب ملکر اس باہمی محبت پر ایمان لانے کی جرأت نہ کریں گے۔ جو تمام چیزوں کی متحمل ہے۔ تمام چیزوں کی برداشت کرتی ہے۔ اور کبھی زائل نہیں ہوتی۔ کیا روحانی بہادری کی مشعل کو زندہ مسیح کا کلیسیا اٹھائیگا۔ یا جنگ کو قطعاً نیست و نابود کرنے میں رہنمائی کی باگ ہمارے ہاتھ سے نکلکر ان لوگوں کے قبضہ میں چلی جائیگی۔ جو ہم سے زیادہ بہادر اور زیادہ سچی سپرٹ کے مالک ہیں؟ ہم جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں دنیا کے کس قسم کے سردار بننا چاہتے ہیں؟ آیا جنگ کے دیوتا ہم بنینگے یا صلح کے شہزادے؟"

برطانوی قوم کے اندر ایک عجیب و غریب خاصیت پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ صلح اور جنگ تمام حالات میں وہ اپنے افعال پر خود تنقید کرنے کی عادی ہے۔ یہ اس قوم کی خاصیت ہے۔ اور یہ خاصیت کسی ایسی قوم سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ جو سلطنت کے معاملات کو جمہوری طریقوں پر علانیہ سرانجام دینے کی عادی ہے +

میں کوئی مایوسانہ طریق سے بات نہیں کرتا۔ لیکن اس شخص کی حیثیت رکھتا ہوں۔ جس کو حقائق کا سامنا کرنا ہو۔ ہم سب اس دن کے لئے دست بدعا ہیں۔ جب بقول شاعر نہ ہواؤں کے اندر جنگ کی گرج باقی رہے۔ اور نہ رونے اور غم و الم کی کوئی صدا بلند ہو +

لیکن امن اور صلح کی آوازیں بلند کرنا بیفائدہ ہے۔ جب صلح و امن کا کوئی نام و نشان دنیا میں نہیں۔ اصول جو ہمارے سامنے ہیں وہ بالکل متخالف اور متضاد ہیں اور جب تک کہ تمام دنیا کی ذہنی کیفیت تبدیل نہ ہو جائے صلح اور امن کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ محض ریزولیوشن پاس کرنے اور عہد ناموں کے مرتب کرنے سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ انگلستان عراق کی تیل کی کانوں کی نگہبانی کے لئے نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ فرانس شام کی زرخیز سرزمین پر قبضہ جمانے کیلئے فوراً تیار ہو جاتا ہے اٹلی نے ادالیہ کا مینڈیٹ قبول کر لیا ہے۔ اور یونان اس شوق میں مرا جاتا ہے۔ کہ سمرنا پر کسی طرح سے اس کا تسلّط قائم ہو جائے لیکن کوئی عیسائی ملک (یہاں تک کہ خود امریکہ بھی جس کو خدا کا اپنا ملک کہا جاتا ہے) سیاست کا خواہشمند نہیں۔ کہ آرمینیا کے جو ایک بنجر ملک ہے۔ دیرینہ مصیبت زدہ عیسائیوں کی حفاظت کا ذمہ لے مسیحی اصولوں کی شیخی بگھارنا بہت آسان ہے لیکن مسیحیوں کی کسی بڑی جماعت کا ان اصولوں پر عمل کرنا ناممکن ہے جب تک کسی مادی فائدہ کا امکان نہ ہو +

"فقیہی اور فریسی منافقوں" کے اوتار آج ہمارے زمانہ میں بھی اسی کثرت سے موجود ہیں جیسے یروشلم میں مسیح کے زمانہ میں تھے۔ اور وہ ہر اس شخص سے جو ان کی مذمت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ وہی سلوک کرنے کیلئے تیار ہونگے۔ جو خدا کے اس نبی کے ساتھ انہوں نے کیا۔ وہ ہمیں کہتے ہیں۔ کہ جنگ یسوع مسیح کی سپرٹ کے خلاف ہے۔ اور کہ مسیحی مذہب شہنشاہیت کے اصولاً مخالف ہے +

مغرب میں کلیسیا اور سلطنت کا نہایت برا اتحاد ہوا ہے۔ اُوپر کے حوالہ سے ایک سطحی نظر سے دیکھنے والے پر بھی عیاں ہے کہ آج سو شلسٹ لوگ برسر اقتدار ہیں اسلئے لوگ گویا قیصر کی چیز قیصر کے حوالہ کر رہے ہیں۔ کلیسا کے اراکین صرف برسراقتدار پارٹی کی ہمنوائی کرنا جانتے ہیں۔ جیسا کہ ۱۹۱۴ء میں انہوں نے کیا۔ کیا ایک بھی ایسا مسیحی فرقہ ہے جس نے زمانہ جنگ میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہو۔ گذشتہ جنگ میں انہوں نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور ان کے ساتھیوں کی امداد سے ہاتھ کیوں اُٹھا لیا؟ اور اس موقعہ پر

کلیسا کے اراکین کن خیالات کا اظہار کرتے تھے ۔ ہمارے مسیحی دوست عموماً واقعات کو
بھول جاتے ہیں لیکن تاریخ انہیں محفوظ رکھتی ہے ۔ میں ان کیلئے انتقام کا دیوتا بننا نہیں
چاہتا ۔ اور صرف چند بزرگانِ کلیسا کے الفاظ پیش کرنا چاہتا ہوں +

ڈین ویس آنجہانی نے ٹکسٹر بری کیتھیڈرل میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا :-

جنگ کرنا اسی طرح سے حق بجانب ہے جس طرح سے قتل اور سازش جیسے بڑے بڑے جرائم کیلئے لوگوں کو
سزائے موت دینا جائز ہے ۔ نسل انسانی اور مسیحی سلطنتیں عام طور پر اپنے ضمیر کے مطابق انصافاً
تلوار چلاتی رہی ہیں ۔ تاکہ ظلم و ستم جیسے بڑے بڑے جرائم کا جو سوسائٹی کا تار و پود بکھیرنے کا
موجب ہیں ۔ سزائے موت کے ذریعہ استیصال کیا جائے ۔ اور ان کا بدلا لیا جائے ۔ اس انصافاً
تلوار چلانے کی اناجیل سے کھلی تائید ہوتی ہے ۔ کیونکہ پولوس رسول نے کہا ہے ۔ کہ حکمران کے ہاتھ
میں تلوار بے فائدہ نہیں ہوتی ۔ وہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے ۔ وہ انتقام لینے والا ہے ۔ اور اس کا
غصہ اس پر ہوتا ہے ۔ جو برائی کا ارتکاب کرتا ہے پس اگر افراد پر انصافاً تلوار چلانا جائز ہے ۔ تو اسی طرح
سے افراد کی ایک جماعت (بالفاظ دیگر ایک سوسائٹی یا قوم کے خلاف جو ناحق دوسری سوسائٹی
سے افراد کی ایک جماعت (بالفاظ دیگر ایک سوسائٹی یا قوم کے خلاف جو ناحق دوسری سوسائٹی یا قوم کو تباہ
کرنا چاہتی اور ہستی کو معرض خطر میں ڈالتی ہے اس کا استعمال بالکل مبنی بر انصاف اور جائز ہے اور بقول مقدس
پولوس خدا نے خود ہی انسانی حکومتوں کے ہاتھ میں تلوار کو رکھا ہے تاکہ وہ سزا دیں گناہ کی آلودگیوں سے انسان کو پاک کریں
جنگ و جدل میں مصروف ہونا ایک کھلی اجازت قرار دیا ہے ۔ اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار
کرتے ہوئے کینن موصوف رقمطراز ہیں :-

ٹالسٹائی (ایک روسی مصنف) مقدس پولوس کے بیانات کو ہمارے خداوند کی تعلیمات کے ساتھ
تطبیق دینے سے قاصر تھا ۔ اور اس نے تمام ذمہ داری پولوس پر عائد کی ہے ۔ لیکن ایسا سخت طریق
اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں +

آگے چلکر کینن موصوف فرماتے ہیں ۔ کہ جناب مسیح کی تعلیمات کی چابی ان الفاظ کے اندر
ہے جن میں انہوں نے دشمنوں سے محبت کرنے کا ارشاد فرمایا ہے ۔ انہوں نے جنگ کو جائز قرار دیا ۔
کیونکہ محبت کی وجہ سے مقابلہ اور جبر بھی کرنا پڑتا ہے ۔ تاکہ دوسروں کی جو مظلوم ہیں حفاظت

کی جائے ۔ اور ظالموں کی اصلاح ہو +

ایک ایسی قوم کی جو جناب مسیح کے پہاڑی وعظ کی لفظی متابعت کرنا چاہتی ہے قطعی ناکامی کا نقشہ کپتان کرد کشانک نے حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے ۔ انہوں نے فرمایا :-

فرض کیجیے کہ انگریزی قوم کو اپنی اس خواہش میں کہ جنگ کو موقوف کرنے کیلئے کچھ کوشش اور جد وجہد کی جائے ۔ اور خالص مسیحی اصولوں کو دنیا میں رواج دیا جائے ۔ ایک بیرونی حملہ آور کے جبر و استبداد کے آگے بغیر کسی مقابلہ کے سر جھکانا پڑے ۔ تو کیا یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا نقشہ ہوگا؟

کپتان موصوف نے اس سوال کا جواب خود ہی نفی میں دیا ۔

ایسا ہی آرچ ڈیکن ویسٹ کورٹ نے فرمایا :-

قوموں کے ذمہ بعض مقدس فرائض ہیں ۔ اور بزدلی جیسا کہ ہمیشہ سمجھی جاتی رہی ہے آج بھی ایک قوم کے چہرہ پر بدنما داغ ہے ۔ پہاڑی وعظ کے قوانین افراد کیلئے ہیں ۔ جہانتک کہ ان کی اپنی ذات کا تعلق ہو ۔ لیکن جب دوسروں کے مفاد اور ان کی سلامتی کا سوال درپیش ہو ۔ تو معاملہ ہی بدل جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی قانون مجھے اس سے روک نہیں سکتا ۔ کہ میں اپنے رشتہ داروں اور اپنے وطن کی حفاظت نہ کروں +

میں اب اس شہزادہ امن (جناب مسیح) کے صرف دو نمایندوں کے الفاظ نقل کرنا چاہتا ہوں +

لارڈ بشپ آف لندن نے گزشتہ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

یہ جنگ نہ صرف دنیا کی آزادی کیلئے ہے ۔ بلکہ یہ دنیا سے مسیحیت کیلئے بھی ہے اب دو مجبوریاں ہمارے سامنے ہیں ۔ عہدنامہ جدید کا خدا اور جنگ کا دیوتا ۔ ان دونوں میں سے جسکو چاہیں اختیار کیا جا سکتا ہے ۔ دنیا کا مالک اور سردار کون ہوگا آیا مسیح یا اوڈ اِن (دیوتائے جنگ) ؟ آج آسمان کے سامنے جو مسئلہ پیش ہے ۔ اسکی اہمیت اس سے ہرگز کم نہیں ۔ اور جنگ ہی اگر اس مسئلہ کو پیدا کرنے کا موجب ہے، تو ضرور ہے ۔ کہ اسے آخر تک لڑا جائے ۔ جب تک دنیا میں ایک بھی ایسا انسان ہے جو طاقت اور جبر و استبداد کے بالمقابل عہدنامہ جدید کو قائم کرنے کیلئے کھڑا ہے جنگ ایک بھی متنفس دنیا میں ہے جو تہذیب و شائستگی کے نئے مذہب کے بالمقابل مسیحیت کو مٹانے کے درپے ہے اسوقت تک

اُسے لڑتے رہنا چاہیئے +

بشپ آف ٹرورو نے میدان جنگ میں عیسائیوں کو یہ نصیحت کی کہ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ دُعائیں کریں۔ اور خوب زور کے ساتھ دشمن کو کاری ضرب لگائیں "

یہ ہے۔ ان امن کے فرشتوں کا کچا چٹھا جنہوں نے آج جبکہ ہوا موافق ہے۔ اپنی تلواروں کو نیام کے اندر کر کے نرمی کی تعلیم دینی شروع کر دی ہے جسکو زمانہ جنگ میں بالکل پس پشت ڈال دیا تھا +

جنگ کے متعلق جناب مسیح کی تعلیم کو معلوم کرنے کیلئے طبعاً ان کے پہاڑی وعظ کیطرف توجہ مبذول ہوتی ہے۔ اور فوراً ان کا ایک کھلا ارشاد آنکھوں کے سامنے آتا ہے :-

"میں تم سے کہتا ہوں کہ بدی کا مقابلہ نہ کرو لیکن جو کوئی تمہاری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو تم بائیں بھی اسکی طرف پھیر دو"

اگر اس ارشاد کی لفظی متابعت کرنی ضروری ہے۔ تو بظاہر کوئی مسیحی ہتھیار اُٹھانے میں حق بجانب نہیں ہوسکتا۔ اور تمام وہ لکھوکھا برطانوی جو میدان جنگ میں گئے یا انہوں نے اُنکی تائید اور امداد کی۔ اور فوجی چیپلین بھی ان میں شامل ہیں۔ ایسے ہی مسیحی ہیں جیسے میں یا آپ میں خود مسیح کا ایک سچا پیرو ہونے کی حیثیت سے ان نام نہاد عیسائیوں کو للکار کر کہتا ہوں۔ کہ وہ پہاڑی وعظ کے دوسرے حصوں کی بھی لفظی متابعت کریں۔ جناب مسیح کے ارشادات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اس کو دو جو تم سے سوال کرے۔ جو تم سے قرض لے۔ اس سے واپس نہ لو۔ آگے چلکر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ اپنے لئے زمین پر خزانے مت جمع کرو +

ان احکام اور ارشادات کے لفظی معنے کرو۔ تو ان کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وہ جو طلب کرتے ہیں۔ ان کو ملنا چاہیئے۔ جو قرض مانگتے ہیں۔ ان سے انکار نہیں ہونا چاہیئے۔ اور بالخصوص یہ کہ روپیہ قطعاً جمع نہ ہونا چاہیئے۔ نہ اسے کسی کاروبار میں لگانا چاہیئے جب تک ایک شخص کے پاس روپیہ ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کو وہ دے۔ جو مانگتے ہیں۔ خواہ وہ ہمیشہ کیلئے چاہیں۔ یا بطور قرض لیں۔ روپیہ کو بچانے اور آئندہ کے لئے

جمع کرنے کی رسم قطعاً ممنوع ہے +

اگر حزب العمال کی حکومت کبھی اور کسی وقت راس المال پر محصول Capital Levy کے لگانے میں کامیاب ہوگئی۔ تو میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ اس وقت (اور اس سے پہلے ہرگز نہیں) کلیسیا کی قسمت کے مالک بائیبل کے اس حکم کے مطابق روپیہ کو ہر طرح سے جمع کرنا برا قرار دیدینگے +

بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو نہایت جوش و خروش کے ساتھ جنگ کے خلاف اصول رکھتے ہیں لیکن جب ان کو جناب مسیح کے یہ دوسرے احکام بتائے جاتے ہیں۔ تو وہ فوراً نکلنے کی راہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ ان کا اصول ہے۔ کہ بیموقعہ اور بے محل خیرات سے بڑھ کر کوئی چیز نقصان دہ نہیں۔ اور کہ گداگری کو نہایت زور سے روکنا چاہئیے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روپیہ جمع کرنا چاہئیے۔ جب تک کہ اسے ایک خزانہ کی صورت میں نہ سمجھا جائے۔ اور اسے آزادانہ استعمال کیا جاسکے۔ یہ سب کچھ نہایت عمدہ اور صحیح ہے لیکن یہی وہ باتیں ہیں۔ جو ہمارے ہی وعظ کو پورے طور پر رد کرتی ہیں +

جس وقت زمین پر مجھے ایک بھی ایسا عیسائی نظر آئیگا۔ جو اس شخص کو روپیہ دے جو اس سے طلب کرے۔ تو اس سے میں اس جملہ کے معنے بھی دریافت کرونگا۔ جسمیں بدی کا مقابلہ نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے +

معجزات کے دن اب گئے۔ کتنی مرتبہ ہم ان واقعات کو سنتے ہیں۔ جو ہمیں سنائے گئے ہیں لیکن کلیسیا کی تعلیم کی بے ربطیوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایکطرف تو وہ ان تمام باتوں کو جن کا بائیبل میں ذکر ہے۔ صحیح قرار دیتا ہے۔ اور دوسرے طرف اگر انہی واقعات کا ظہور آج ہو۔ تو انہیں ناقابل اعتبار سمجھا جائیگا۔ مثلاً اگر فی الحقیقت کوئی فرشتہ... ظاہر ہو۔ اگر ایک پاکدامن کنواری کسی معصوم بچہ کو جنے۔ اگر کسی جسم کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ آسمان کو جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اور اس جسم میں انسانی جسم کی تمام ضروریات ہڈیاں خون اور کپڑے وغیرہ بھی ہوں۔ تو سطح ارض پر ایک بھی ایسا متنفس پایا نہ جائیگا۔ جو ان باتوں پر ایمان لے آئے۔ ایسی صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ جو واقعات دو ہزار سال ہوئے ظہور پذیر

ہوئے تھے۔ اور انہیں محض اس وجہ سے مانا جاتا ہے۔ کہ وہ آج سے دو ہزار سال پہلے واقع ہوئے تھے۔ اگر وہی واقعات آج ظہور پذیر ہوں تو انہیں ہرگز نہ مانا جائیگا۔ نہ انہیں معجزات قرار دیا جائیگا +

ایسا ہی مسیح اگر آج اس زمین پر اتر آئیں۔ اور یہی طرح سے ہم میں بود و باش اختیار کریں جیسے وہ یہودیہ اور گلیل میں رہے۔ اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت بھی بنالیں جو اپنے کام کاج کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہولے۔ اور دنیا کو وہ اسکی بدیوں اور شرارتوں کی وجہ سے مذموم ٹھیرائیں اور اس کی تباہی اور انصاف کی پیشگوئی کریں۔ تو کیا اور قوم اور خود کلیسیا ہی ان کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ یقین و ایمان کی وہ کونسی رتی ہوگی۔ جو ان قدیم ایام سے (جب وہ پہلی مرتبہ دنیا میں آئے) بڑھ کر ان کے متعلق دلوں میں پیدا ہو جائیگی؟ وہ لوگوں کو ایمان لانے کی نصیحت کریں گے۔ لیکن لوگ پھر بھی ان سے انحراف کرینگے۔ ان سے منہ پھیریں گے۔ اور ان کے ساتھ دغابازی کا برتاؤ کرینگے۔ "تم تھوڑے ایمان والے لوگ" کے ملامت آمیز الفاظ اُن کو ان کو پھر استعمال کرنے پڑینگے۔ اور دوبارہ ان کے مُنہ سے وہی الفاظ نکلینگے جو پہلے انہوں نے کہے کہ:-

"اگر ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان ہو۔ تو تم اگر اس پہاڑ کو کہو کہ یہاں سے ہٹ کر وہاں چلا جا۔ تو وہ ہٹ جائیگا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی" +

میں اس پر بطور جملہ معترضہ صرف اس قدر کہونگا۔ اور میری یہ دلی خواہش ہے کہ حاضرین میں سے ہر ایک اس پر اپنے دل میں غور کرے۔ کہ کیا وہ مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ جو جاپان سے لے کر امریکہ تک اور قطب شمالی سے لے کر قطب جنوبی تک ایک بھی ایسا انسان پیش نہ کر سکے۔ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو۔ میں نے ایک بھی ایسا عیسائی نہیں دیکھا۔ جو پہاڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر ہٹا دے۔ اگر یہ ممکن تھا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ایک دشمن ملک کے بہت سے عیسائیوں نے گذشتہ جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ کر کہ وہ اس چھوٹے سے عیسائی جزیرہ کو غرق کر دے۔ اپنے ایمانوں کو

آزما لیا ہوگا۔ خوشی کی بات ہو۔ کہ ان کے اندر کوئی ایمان نہ تھا۔ آج تمام انگلستان کا بڑا پادری سمندر پار پوپ کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے ہو۔ ان دونوں کے دلوں میں بھی کم از کم ایک رائی کے دانہ کے برابر ہی ایمان ہونا چاہیئے۔ چاہیئے کہ اپنے محلات سے وہ باہر آئیں اور سمندر کے بیچوں بیچ آکر ملیں۔ تو جلدی ہی بڑے خوشگوار نتائج دیکھنے میں آئیں گے +

ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کا خیال نہ کیجئے۔ کہ میں جناب مسیحؑ کے مشن پر مذاق اُڑاتا یا اس کی خفت کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے خود اپنے مشن کے آخری وقت یہ فرمایا۔ کہ ان کے پاس اتنا وقت نہ تھا۔ کہ وہ لوگوں کو وہ سب کچھ سکھاتے جس کی انہیں جاننے کی ضرورت تھی۔ جناب مسیح نے خود ایک اور نبی کی پیشگوئی کی جس کو ان کی تعلیم کی تکمیل کا کام سپرد ہونا تھا مسیحی وہ ہزار سال سے نہایت شدت کے ساتھ جناب مسیح کی انتظار میں مصروف ہیں۔ اور قیامت تک وہ اسی انتظار میں رہینگے لیکن وہ جو اصلی معنوں میں نجات دہندہ تھا۔ مسیح کا وہ فارقلیط اور وہ احمد جس کی تعریف کی گئی تیرہ سو سال ہوئے دُنیا میں آچکا ہو۔ وہ مذہب جو وہ دُنیا میں لے کر آیا۔ مغرب میں اس کا نام تلوار کا مذہب رکھا گیا ہو۔ کہا جاتا ہو۔ کہ اسلام تمام ہمدردانہ جذبات اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصولوں سے عاری ہو۔ جو ایک محبت کے مذہب کے لئے اشد ضروری بات ہے۔ حالانکہ اسلام ہی در اصل محبت کو لے کر آیا ہے +

محض چند ایک متفرق اصولوں کا بنا دینا خواہ وہ کیسے ہی شاندار اور مشفقانہ کیوں نہ ہوں ایک مذہب کی ضرورت کو پورا نہیں کر دیتا۔ اس کیلئے ایک ضابطہ ایک باترتیب اور مکمل ضابطہ کی ضرورت ہے۔ جو زندگی کی ہر حالت اور ضرورت پر حاوی ہو۔ فطرتِ انسانی کا پورا مطالعہ اور ہماری خاصیتوں اور کمزوریوں کا پورا علم ہی ایک چیز ہے۔ جو ہمیں اس قابل بنا سکتا ہو۔ کہ ہم اپنی ترقی کے مناسب قوانین کا ایک ضابطہ مرتب کریں ایسا ضابطہ اس سرچشمہ مخلوقات کی طرف سے ہی آنا چاہیئے۔ اور وہی ایسا مکمل ضابطہ بنا سکتا ہو۔ کیونکہ صرف وہی اس سے واقف ہو۔ کہ کونسی بات ہمارے لئے مفید ہے۔

کونسلوں اور کانفرنسوں کے اندر ایسا ضابطہ تیار نہیں ہو سکتا +

قرآن کریم نسل انسانی کی رہنمائی کا دعویدار ہے۔ اگر آپ اسے عقل و خرد اور ایمان کی کسوٹی پر پرکھیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ کی یہ کوشش رائیگان نہ جائیگی۔ اور آپ کو اس سے ایک ایسی شاہراہ ملجائیگی۔ جو نہ صرف اس زندگی میں بلکہ آئیندہ زندگی میں بھی نجات کیطرف لیجانیوالی ہے۔ یہی شاہراہ امن اور صلح کی حقیقی شاہراہ ہے +

میں لڑائی اور جنگ کا حامی نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں زندگی کے اصل حقائق سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ جنگیں ہمیشہ جارحانہ اور مدافعانہ دونوں ہی طریق سے ہوتی رہی ہیں۔ اور آیندہ بھی ایسی ہی ہونگی۔ کون ہے جو کسی قوم کے معاملہ کا حق بجانب ہونا جانچ سکے؟ قیصر جرمنی نے جس کے ورد زبان خدا کا نام تھا گذشتہ جنگ یورپ کی ابتدا ہی میں کہا تھا +

"یاد رکھو کہ جرمن قوم خدا کی برگزیدہ قوم ہے۔ مجھ پر جرمنوں کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے خدا کی رُوح نازل ہوتی ہے۔ میں اس کا ہتھیار ہوں۔ اسکی تلوار اور اس کا خلیفہ ہوں ہلاکت ہے ان کیلئے جو اطاعت نہ کریں۔ موت ہے ان کیلئے جو بزدل اور کافر ہیں" +

جرمن قوم جو "خدا کی برگزیدہ قوم تھی"۔ یہودیوں کی طرح آج دربدر ہے۔ اور بہت بری حالت میں سے ہو کر گزر رہی ہے۔ اور وہ جس پر خدا کی رُوح نازل ہوئی تھی ایک سخت بزدل ثابت ہُوا۔ اسکے خیالات اس کے ساتھ ہی چلے گئے۔ جس طرح سے مسیح کے خیالات اور نصب العین ان کے ساتھ ہی دفن ہو گئے +

دوسری طرف اسکے چند سال بعد مسٹر لائڈ جارج نے اپنی مانچسٹر کی مشہور و معروف تقریر میں علانیہ یہ کہا۔ کہ

"خدا نے ایک تلوار میرے ہاتھ میں دی ہے۔ اور جہانتک اللہ تعالیٰ مجھے طاقت دیگا مسیحیوں کی حفاظت کیلئے میں اس کو استعمال کروں گا +

میں اپنے مضمون سے دُور نکل گیا۔ جناب مسیح کی تعلیمات انفرادی حالات کیلئے ہیں اور یہ بالکل طبعی بات معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے زمین پر ایک

پرائیویٹ فرد کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔ اور میں کسی ہجزتی کی نیت سے نہیں کہتا ان کی زندگی ایک غیر معتدل پرائیویٹ فرد کی زندگی تھی۔ وہ ایک محکوم قوم کے فرد تھے جنکی ہر روز حکام کیطرف سے مذمت اور بیعزتی کیجاتی تھی۔ انہوں نے کبھی حکومت اور سلطنت کے مسائل پر حاوی ہونے کی کوشش نہیں کی۔ اور اگر انھوں نے اپنے حالات زندگی کو جانتے ہوئے کبھی سیاست کی کوشش بھی کی ہو۔ تو ہم ان کے اس قول کی قدر کرتے ہیں جسمیں انہوں نے قیصر کی چیز قیصر کو دینے اور بدی کا مقابلہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے +

جناب مسیح کی تعلیم رُوحانی پہلو سے نامکمل نہیں۔ بلکہ انسانیت کے پہلو سے وہ بالکل نامکمل ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی بالکل انفرادی زندگی ہی نہیں انسان مدنی بالطبع واقعہ ہوا ہے۔ اور اسکی زندگی کا ایک پہلو جماعتی زندگی ہے۔ اس جماعتی زندگی کیلئے جناب مسیح نے قطعاً کوئی رہبری نہیں کی۔ اور کوئی ہدایات نہیں دیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ موجودہ یورپ میں ایک ضلجان نظر آتا ہے۔ اور مذہب کی بُری باتوں اور دُنیا کی اچھی باتوں میں ایک تصادم اور اختلاط واقعہ ہوگیا ہے +

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی فرضی اصول اور نصب العین بنانے والے نہ تھے آپ نے حقائق کو اپنے سامنے رکھا۔ اور ایک ایسا ضابطہ قوانین بہم پہنچایا جو ان حقائق کے عین مطابق ہے۔ آپنے ایسے اصول اور قواعد ہمیں دیئے۔ جو اقتصادیات سیاسیات بین الاقوامی تعلقات اور جنگ میں کام آسکتے ہیں۔ یہ قواعد ادھر اُدھر کی عام باتیں نہیں۔ نہ وہ صرف ضابطہ کی تکمیل کیلئے ہدایات ہیں۔ بلکہ عملی اور تفصیلی قوانین ہیں۔ جو انسانی تجارب کو سامنے رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ اور وہ ایک مکمل ترین ضابطہ حکومت کا کام دے سکتا ہے جو ایک ایسی سلطنت کے اصولوں پر بنایا گیا ہو جس پر محض خدا ہی کی حکومت ہو +

اتفاقی باتوں اور جارحانہ کارروائیوں کی آلائش سے قطعاً پاک ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا

ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ قرآن کریم کی منشا جنگوں کو موقوف کرتا ہے۔ اور ان کو خاتمہ تک پہنچانے کے لئے وقانونی تدابیر اور لڑائیوں سے کام لیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حملہ آور قوم کو مجرم قرار دیکر اسکی مذمت کرتا ہے۔ اور جنگ پر سخت قوانین عائد کرکے اسکے مظالم اور اثر کو محدود کر دیتا حضرت نبی کریم صلعم کا اپنے پیروؤں کو انکے دشمنوں کے متعلق یہ ارشاد تھا کہ انکی روزی کے ذرائع کو تباہ مت کرو۔ نفس الحقیقت جنگ کی ایک جائز غرض یہ بھی ہے۔ کہ اس ذریعہ سے اسے موقوف کیا جائے۔ بہت سے عیسائی غالباً اس سے متفق نہ ہوں لیکن جب خطرات اور ظلم وستم انسانی کمزوریوں کی وجہ سے ہماری زندگی کے اندر داخل ہو جائیں۔ تو ہم ان پر کیونکر غالب آسکتے۔ اور کس طرح سے ان کا استیصال کرسکتے ہیں بالخصوص جبکہ کسی کے سر پر کوئی ضرب بھی کردی جاسکے۔ کیا نرمی کے ساتھ اثر ڈالنے سے یا تعلیم کے ذریعہ سے اسکو روکا جاسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایسے ایسے وحشی انسان موجود ہیں۔ جو ہمیں کچل کر مار ڈالیں گے۔ اور تمام ان چیزوں کو جو ہمارے لئے قیمتی ہیں۔ اپنی خواہشات پر قربان کردیں گے۔ وہ اپنی بد اخلاقیوں پر ہی قانع نہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی بداخلاق بنانا۔ اور ایک وبا کی طرح اسکو پھیلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ بدی کی اشاعت میں ہمیں نہایت خوشی حاصل ہوتی ہے جب ان بدیوں کا اثر ایک ضرب کی صورت میں کسی سر پر پہنچتا ہے۔ تو کیا عیسائیوں کے اندر ایسے نیک دل لوگ موجود ہیں جو اس کا مقابلہ نہ کریں۔ اور وہ موقوف ہو جائے۔ یا کیا آپ بدی کی طاقتوں کا استیصال کرنے کے لئے اپنی تمام طاقت کے ساتھ جو خدا نے آپ کو دی ہے اس سے نہ لڑینگے ؟ اگر یہ حرکات ہولناک وحشیانہ اور ظالمانہ ہیں تو تمہیں بھی اسی طرح ان کے خلاف لڑنا چاہئے۔ جس طرح ان حرکات کے مرتکب لڑتے ہیں۔ ورنہ تمہاری مخالفت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا انہیں ان کے پاؤں سے نکال دینا چاہئے۔ اور انکو یہ سمجھانے کے لئے کہ تم انہیں

بعض حرکات کے ارتکاب سے منع کرتے ہو۔ انہیں قریب بہ قتل کر دینا چاہیئے۔ اور اگر تم انہیں ان حرکات سے روکنا چاہتے ہو تو ان پر روشن کر دینا چاہیئے کہ جتنی مرتبہ وہ ان کے مرتکب ہونگے انہیں بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑیگا عبرتناک سزا اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جب کسی خاص برائی کا استیصال کر دیا جائے۔ یا ایک بڑی حد تک اسکو مٹا دیا جائے۔ تو اس ہی تہذیب کیطرف صحیح طور پر قدم اٹھتا ہے۔ اور اس وقت چونکہ کسی ایسی مثال کے قائم کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور جن جرائم کو روکنے کے لئے سزا دیگئی تھی۔ وہ کم ہو جاتے ہیں۔ اسلئے سزا بھی موقوف ہو جاتی ہے +

یہی وہ بات ہے۔ جو اسلام میں ایک سے زیادہ مرتبہ واقعہ ہوئی ہے یہ اس ایک ہی رستہ کی طرف لے جانے والی ہے۔ جس سے زمین پر صلح اور امن قائم ہو سکتا ہے۔ یہ وہ بات ہے۔ جو زندگی کے مطمح نظر کو بدل دیتی اور ہمارے اصولوں کو وسیع کر دیتی ہے۔ اپنے اوپر عمل کرنے والوں کو وہ متنبہ کرتی ہے۔ کہ اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ دوسروں کو بھی زندہ رہنے۔ اور غور و فکر سے کام لینے کا حق حاصل ہے۔ لا اکراہ فی الدین قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ کیا عیسائی بھی ایسا مانتے ہیں ؟ غالباً وہ اسکو تسلیم کرینگے۔ لیکن اسلام ہمیں اور دُور لیجاتا ہے۔ قرآن کریم کے ارشاد کی تعمیل میں میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں ایکطرف ابراہیم اور موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر مانتا ہوں۔ تو دوسری طرف بُدھ اور کرشن کو بھی اس خدا تعالیٰ کی طرف سے مشعل ہدایت یقین کرتا ہوں۔ اگر میں یہ مانتا ہوں کہ برکات الٰہی کی مقدس نہر زیتون کی پہاڑی سے پھوٹی تاکہ یردن کی سرزمین کو سیراب کرے تو دوسری طرف میرا نیہ بھی ایمان ہے۔ کہ زرتشت ایران کے اندر اللہ تعالیٰ کی آگ کو جلانے اور تمام بُرائیوں کو جلا کر راکھ کر دینے کے لئے آیا۔ غرض جہاں جہاں انسانوں کی کوئی جماعت موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں کوئی نہ کوئی نذیر آیا۔ جہاں جہاں

تاریکی اور ظلمت تھی وہیں خدا کی طرف سے روشنی آئی۔ یہ ایمان جس کا میں نے اقرار کیا ہے۔ میرا اپنا بنایا ہوا نہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں +

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ۔ کہ وہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور قبائل پر اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو دوسرے نبیوں کو دیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اسی (خدا) کے فرمانبردار ہیں +

میں اپنے مسیحی دوستوں سے اس آیت کے الفاظ میں جو شروع میں میں نے پڑھی تھی یہ التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ایک مشترک پلیٹ فارم پر آجائیں۔ اور ویسے ہی وسیع القلب بن جائیں جیسے ہم ہیں۔ ہم انکے نبی مسیح کو مانتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے؟

میں پھر اس آیت کے الفاظ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ پھر جائیں" جیسا کہ اغلباً ان کا طرز عمل ہوگا۔ تو گواہ رہو کہ ہم مسلمان (بالفاظ دیگر صلح کنندے) ہیں"۔ وہی ہیں جو خسران میں رہینگے۔ اور انہی کے لئے امن اور صلح کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ مسلمانوں سے میں کہتا ہوں۔ کہ تم پھر دنیا پر حکمران اور غالب ہو جاؤ گے اگر تم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ کے ارشاد (اعقل و توکل) پر عمل کرو۔ اور اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالےٰ پر توکل کرنا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسباب سے بھی کام لینا سیکھو +

# اسلام کے ثمار شیریں

## مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

اللہ تعالیٰ کے تمام انعامات اور افضال میں سے سب سے زیادہ قیمتی انعام اس کا یقینی کلام اور الہام ہے۔ جو وہ انسان پر نازل کرتا ہے۔ الہام الٰہی کے ذریعہ سے ایک شخص اللہ تعالیٰ کے علم کے متعلق ترقی کے بلند ترین مرتبہ پر جا پہنچتا ہے۔ وہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ اور اسکی ہستی پر اس کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا ایک چشمدید چیز پر۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور رعب و دبدبہ اس کے دل پر متسلط ہو جاتا ہے۔ اور شک و شبہات کی تاریکی اس طرح کافور ہو جاتی ہے۔ جیسے سورج کے سامنے سے اندھیرا۔ زمین پر وہ اس طرح رہتا ہے۔ جیسے فرشتہ۔ صداقت اور راستبازی۔ گناہ سے نفرت۔ ایک خدا سے محبت۔ اسکی اطاعت و فرمانبرداری۔ خوف خدا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور دوستی کے رشتہ کو وفاداری کے ساتھ نبھانے میں یکتا اور بینظیر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ کلام الٰہی میں وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہمیشہ نیکدل بندوں کے ساتھ ہوتا رہیگا۔ عقل انسانی بھی اسی بات کی متقاضی ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے الہام دنیا میں جاری رہے +

## گناہ کا علاج

گناہ یا احکام الٰہی کی نافرمانی کا کوئی علاج سوا اسکے نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے الہام کے ذریعہ سے اپنے جمال اور جلال کو دنیا پر ظاہر کرے۔ تجربہ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ دنیا میں دو ہی طاقتیں ہیں۔ جو انسان کو قوانین الٰہی کے توڑنے یا

نافرمانی سے باز رکھ سکتی ہے۔ یا تو اس ہستی کی جس کے احکام سے تجاوز کیا گیا یا اسکی نافرمانی کی گئی ہے سچی محبت انسان کے دل میں ہو۔ اور یا اس کا پورا خوف ہو۔ ایک مہربان اور شفیق دوست کے ساتھ سچی دلی محبت بھی اپنے اندر اس قدر خوف رکھتی ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ دوستی کا رشتہ کسی صورت میں منقطع ہو جائے۔ اسلئے وہ انسان جس کا دل اللہ تعالیٰ کی سچی محبت یا اس کے پورے خوف سے بھرپور ہو۔ اور وہ جو ایسے انسان کو جانتا اور اس سے محبت رکھتا اور اس کے زیر دست اثر سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ دونوں گناہ کے طوق گراں سے آزاد ہیں۔ بعض لوگ مکر و فریب سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ گناہ سے پاک ہیں۔ لیکن وہ صرف خدا اور بندوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ گناہ سے نجات ناممکن ہے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا اسقدر کامل یقین انسان کو نہ ہو۔ کہ اس کے خوف سے تمام سفلی خواہشات پر موت وارد ہو جائے۔ یہ اسوقت تک نہیں ہو سکتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اور سچا خوف خدا دل کے اوپر پورے طور پر مسلط نہ ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی شان جمالی و جلالی کا اس پر پرتو نہ پڑے۔ لیکن دل محبت و خوف کی ہر دو کیفیات سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی شان جلالی و جمالی کا اسے پورا اور کامل یقین نہ ہو۔

## اللہ تعالیٰ کی ہستی کا کامل یقین ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہی نجات کی اصل جڑ اور حقیقی ذریعہ ہے۔ یہ یقین کامل ہی ہے جو مصائب و مشکلات کے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے انسان کو جھکاتا۔ اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہونے کیلئے اسے ترغیب دیتا ہے۔ یقین کامل ہی ہے جو محبت کو پیدا کرتا اور انسان کو موت کے منہ میں داخل ہونے کیلئے تیار کرتا ہے۔ یقین کامل ہی کی وجہ سے انسان محبت الٰہی کی خاطر اپنے عیش و آرام کو ترک کرتا ہے۔ اپنی تعریف اور مدح سرائی سے لاپرواہ ہوتا ہے۔ اور کسی سے خراج تحسین وصول کرنے کی کوئی خواہش نہیں رکھتا اور صرف ایک اللہ

کیلئے تمام دنیا کو اپنا دشمن بنا لیتا ہے۔ وہ جگہ جس میں خطرہ یقینی ہو۔ انسان اس میں داخل ہونے سے ڈرتا ہے۔ اگرچہ وہ قابل اجازت بھی ہو۔ بُرے الفاظ منہ سے نکالنے سے وہ پرہیز کرتا ہے۔ اور اپنی زبان کو اس طرح روکتا ہے۔ کہ گویا کسی نے اس پر قفل لگا دیا ہے۔ لیکن یہ یقین کامل یا تو اللہ تعالیٰ کو بچشم خود دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ یا اس سے مکالمہ ومخاطبہ کے ذریعہ سے جو ایسے الفاظ میں ہو۔ جو یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے ہوں۔ اور اس طاقت اور عظمت وشان اس کشش اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے جو اسکے شامل حال ہوتے ہیں۔ اس مکالمہ ومخاطبہ کا الٰہی سرچشمہ سے ہونا ثابت ہو جاتا ہے اس قسم کے الہام کے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین آ سکتا ہے۔ اور نہ اس کی صفات کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا الہام جو انبیائے سابق پر نازل ہوتا رہا۔ اور وہ معجزات جو ان سے صادر ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر برہان قاطع کا کام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس زمانہ میں نہ تو کسی انسان نے ان معجزات کو دیکھا اور نہ وہ الہام ہی آج نازل ہوتا ہے

## یقین کامل کیونکر پیدا ہو

انسانی فطرت اور ضمیر کا یہ کھلا تقاضا ہے۔ کہ انسان کی روح شک وشبہات سے دور بھاگتی اور ایک کھلے یقین اور کامل اعتقاد کے لئے شدید پیاس اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایسی حالت میں ضرور ہے۔ کہ اس قادر مطلق اور علیم وحکیم ہستی نے اس پیاس کو انسان کے اندر رکھا ہو۔ اور اس کو بجھانے اور یقین کامل کے ساتھ اسے مطمئن کرنے کا سامان بھی پیشتر سے پیدا کر رکھا ہو۔ لیکن وہ کونسے ذرایعہ ہیں۔ جن سے یہ یقین کامل پیدا ہو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں ہم علانیہ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یقین کامل شریعت الٰہی کی جو شروع دنیا سے رائج ہے۔ پوری متابعت سے حاصل ہوتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جوش ہونا چاہیئے

اس کے فوق العادت کاموں کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔ اس خیال کو دل میں
لاکر اپنے آپ کو دھوکہ اور فریب میں نہ ڈالو۔ کہ ازمنۂ سابقہ میں جو الہام
اللہ تعالےٰ نے دنیا پر نازل کیا وہی کافی ہے۔ اور کہ کسی تازہ الہام
کی اب ضرورت نہیں۔ وہ لوگ دھوکہ خوردہ ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ
اللہ تعالیٰ کا الہام محض بائیبل تک ہی محدود ہے۔ اور کہ بائیبل کے بعد کسی نئے الہام
کی ضرورت نہیں۔ ان ناقابل وقعت بیانات کا جواب محض اس قدر ہے کہ
وہ مقصد جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا الہام نازل ہوتا ہے۔ یہی ہے کہ انسان کے
دل کے اندر یقین کامل پیدا کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ اپنا الہام انسانوں پر
نازل کرتا ہے۔ تاکہ وہ اسکی ہستی اور اسکی صفات پر ایمان لائیں۔ اور ان
راہوں کو معلوم کریں۔ جو اسے پسند ہیں۔ اور جن کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ تاکہ
اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ پر ان کا یقین کامل ہو جائے۔ وہ
ہر ایک بُری اور ناپاک راہ سے پرہیز کریں۔ اور سچی اور صداقت کی راہوں
پر چلیں۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ اور وہ وقت دور
ہوتا جاتا ہے۔ جس کے اندر اللہ تعالیٰ کا کوئی پیغمبر زمین پر موجود تھا۔
تو اس الہام الٰہی کا جو اس پر نازل ہوا تھا۔ اثر اور طاقت اور کشش
رفتہ رفتہ زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ زمانہ گذشتہ کا ایک افسانہ بن جاتا ہے،
اس مقصد و منشا کو وہ پورا نہیں کر سکتا۔ جس کے لئے وہ نازل ہوا تھا۔
اور انسانوں کے دل آخر کار اس یقین کامل سے خالی ہو جاتے ہیں۔ جو
اسکے نزول کے وقت پیدا ہوا تھا۔ یہود کو دیکھو جنکے ہاتھوں میں انبیاء کی
کتابیں ہیں۔ اور دلوں کے اندر دھوکا اور فریب ہے۔ کتنے عیسائی
ہیں۔ جن کی ایک گال پر اگر طمانچہ مارا جائے۔ تو وہ دوسری بھی پھیر دیتے
ہیں۔ اور جو شخص ان کا کوٹ لے جائے ان کو اپنا چوغہ اتار دیتے ہیں
اور شہوت کی نظر سے دیکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ دوسروں کا احتساب نہیں کرتے

اور اپنے دلوں کے اندر کجروی دھوکا بازی اور طمع و حرص نہیں رکھتے ہیں؟

## رُوحانی غذا ایسی ہی ضروری ہے جیسے جسمانی غذا

مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح ہر صبح کو تازہ خوراک کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہی ایمان کو تازہ کرنے کے لئے تازہ الہام کی بھی ضرورت ہے۔ جس وقت ایمان کی روشنی یعنے یقین کامل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تو کلام الٰہی پر صرف نمائشی عمل ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر ان کے قلوب تک نہیں پہنچتا۔ خدا کا کلام ان سے پرے پرے رہتا ہے۔ وہ ان سے چھوتا تک نہیں۔ اور اس لئے اس سے کوئی عمدہ نتیجہ اور اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے کلام کو ان سے اُٹھا لیا جاتا ہے۔ لوگوں کے ہاتھ میں صرف مردہ ہڈیاں رہجاتی ہیں۔ اور اسکی اصل رُوح آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے پھر ایک مقناطیسی اثر رکھنے والا انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور خدا کا کلام اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کلام کی طاقت اور اثر سے اسے یقین کامل عطا ہوتا ہے۔ وہ اس علم کو جو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تھا۔ پھر دوبارہ زمین پر لے آتا ہے۔ یہ ایک الٰہی قانون ہے۔ جس کے مطابق نئے الہام الٰہی سے انسانی قلوب میں یقین کامل کو تازہ کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو اس قانون کی متابعت کرتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کیا ہے انکے قلوب مسخ ہو جاتے ہیں۔ انکے درمیان ایک بھی ایسا انسان باقی نہیں رہتا جو نئے الہام الٰہی کا مورد بننے کے قابل ہو۔ ایسی کتاب ایک گھڑے اور نحیر دال پانی کی طرح ہی جسمیں گندگی اور کیچڑ ملا ہوا ہو۔ ایسا قانون اپنے پیروؤں کے لئے قطعاً مفید نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے نشانات گذشتہ زمانہ کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ آسمان کا تازہ پانی یعنے تازہ الہام الٰہی ان پر نازل نہیں ہوتا۔ یہ اس امر کے نشانات ہیں۔ کہ ایسے لوگونکو خدا نے چھوڑ دیا ہے۔ اسلئے ایک مردہ مذہب کا یہ معیار ہے۔ کہ تازہ الہام الٰہی

کی روشنی میں وہ نامکمل ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ایسے مُردہ مذہب کی پیروی کرتے ہیں وہ ایسے الفاظ پر اعتبار جماتے ہیں۔ جن کی تصدیق تازہ الہام الٰہی یا نئے آسمانی نشانات سے نہیں ہوتی۔ اسلئے ان کے دل مردہ ہیں۔ اور یقین کامل کی روشنی جو گناہ اور شریعت کی خلاف ورزی کی روک دیتی ہے۔ انکے نزدیک بھی نہیں آتی۔ قریباً تمام مذاہب نے جیسے لدان کی تعلیم ہے۔ الہام الٰہی کے دروازہ کو بند کر دیا ہے۔ لیکن اسلام نے اسے سب کے لئے کھولا ہے اور یہی ایک دروازہ الٰہی حسن و جمال کے مشاہدہ کا حقیقی رستہ ہے +

# حساب آمد و خرچ کتاب ینابیع المسیحیت

| تفصیل آمد | نقشہ نمبر | رقم آمد پائی | رقم آمد آنہ | رقم آمد روپیہ | تفصیل خرچ | نقشہ نمبر | رقم خرچ پائی | رقم خرچ آنہ | رقم خرچ روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بقایا سابقہ مشتہرہ رسالہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۹۲ | | ۶ | ۲ | ۲۴۷۸ | محصول ڈاک | | ۰ | ۱۵ | ۵۹ |
| | | | | | اجرت چھپائی ٹائیٹل انڈکس | | ۰ | ۱۲ | ۳ |
| | | | | | کاغذ انڈکس | | ۰ | ۱۴ | ۱۶ |
| امداد از مسلم احباب ہندوستان | الف | ۶ | ۱۰ | ۳۴۲ | اجرت کتب بعد چھپائی چٹھیاں جو نواب صاحب دہلی کو روانہ ہوئیں | | ۰ | ۴ | ۶ |
| | | | | | [illegible] منجملہ ۲۱۹۹ [illegible] | | ۳ | ۸ | ۴۳۵ |
| | | | | | بقایا | | ۹ | ۷ | ۲۲۹۸ |
| کل میزان | | ۰ | ۱۳ | ۲۸۲۰ | کل میزان | | ۰ | ۱۳ | ۲۸۲۰ |

سکریٹری مشن

## نقشہ الف

۱- جناب حاجی امیر بخش صاحب لدھیانہ — ۰ — ۰ — ۱۰
۲- " ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات برائے مفت تعلیم انگریزی — ۰ — ۰ — ۱۰۰
۳- " محمد اسلم خان صاحب مردان " — ۰ — ۰ — ۸۰
۴- " عبدالرشید خان صاحب پونہ " — ۰ — ۰ — ۱۰
۵ آمدہ معرفت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب از روسائے رامپور " ۶ — ۱۰ — ۱۳۹
۶ دستی از وقعت کتب — ۰ — ۰ — ۳
کل میزان ۶ — ۱۰ — ۳۴۲

سکریٹری مشن

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

| تفصیل آمد | نقشہ نمبر | رقم آمد ہندوستان (پائی) | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نقشہ نمبر | رقم خرچ ہندوستان (پائی) | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | نمبر ۱ | ۸ | ۳ | ۱۸۳۹ | خرچ ووکنگ مشن | نمبر ۳ | ۹ | ۱۴ | ۵۳۳ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | نمبر ۲ | ۰ | ۵ | ۳۳۳ | خرچ رسالہ اسلامک ریویو | نمبر ۴ | - | ۳ | ۳۷۲۰ |
| میزان | | ۸ | ۸ | ۲۱۷۲ | میزان | | ۹ | ۱ | ۴۲۵۴ |

دستخط فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

## نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان دفتر ووکنگ مشن ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء

| نام معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب محمد حسین صاحب نوتنی اجاؤ | - | ۰ | ۵ |
| " قاضی احمد خان صاحب پشاور | - | - | ۲ |
| " میاں محمد خان صاحب اکاڑہ | - | - | ۲۰ |
| " ایم - اے غنی صاحب امروکہ | - | - | ۵ |
| " خواجہ اللہ صاحب معرفت جناب نور غنی صاحب | ۰ | - | ۱ |
| " منہاج الدین صاحب بھٹنڈا | ۰ | ۰ | ۵ |
| " ایم محمد فاروق صاحب گورداسپور | - | ۰ | ۱ |
| " ایف اسد اللہ صاحب | - | - | ۱ |
| " خواجہ رحمان سنگو صاحب کشمیر | - | ۰ | ۱۲ |
| " نواب محمد امین خان صاحب لاہور | ۰ | - | ۱ |
| " جام ہالینوتہ پھلدیاں | - | - | ۲۰ |
| " حاجی [illegible] ودان مری " | ۰ | ۰ | ۷ |
| " مہر [illegible] صاحب پھلدیاں | - | - | ۳ |
| " سلطان علی صاحب | - | - | ۵ |

| نام معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب سید مقبول احمد صاحب الہ آباد مفت تقسیم ریویو | - | ۰ | ۵ |
| " ایم تاج الدین صاحب کالی کرچی | - | - | ۵ |
| " بابو فضل الدین صاحب جبیت پور | - | - | ۵ |
| " سید فردوس شاہ صاحب کیمبل پور | ۰ | ۰ | ۵ |
| " محمد احسن صاحب لکھنؤ | ۰ | ۰ | ۱ |
| " محمد اسحاق صاحب شاہ آباد دکن | ۰ | - | ۵۰ |
| " از اسٹاک پوسٹل آڈٹ آفس مدراس | ۰ | ۲ | ۴ |
| چندہ ماہواری از احمدیہ انجمن اشاعت اسلام از نومبر سنہ ۱۹۲۳ء لاہور | ۸ | ۹ | ۱۶۵۵ |
| " قطب الدین صاحب ویری دھاڑواڑ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| جناب محبوب خان صاحب " | - | - | ۷ |
| " آدم صاحب لکھشور | - | ۰ | ۱ |
| " پاپا صاحب چوگیر | ۰ | ۸ | ۲ |
| میزان | ۸ | ۳ | ۱۸۳۹ |

## نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| مفت تقسیم رسالہ از عالیجناب میجر حاجی حمید اللہ خان صاحب بھوپال . . . . | - | ۰ | ۵۰ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو - - - - - - - - - - - | - | ۰ | ۲۸۳ |
| میزان آمد اسلامک ریویو - - - | - | ۵ | ۳۳۳ |

## نقشہ نمبر ۳ تفصیل خرچ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء مسلم مشن ہندوستان

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| کاغذ سفید ایک ریم ۴ روپے۔ کاغذ فلسکیپ لدار برائے رجسٹر ۵ روپے ۲ آنے۔ کاغذ کارڈ پیپر یکصد شیٹ ۶ روپے۔ سٹیشنری ۹ آنے۔ کاغذ نصف ریم برائے ریپر ۶ آنے۔ نوٹ پیپر ۸ آنے۔ فلسکیپ ۶ روپے۔ سیاہی پریس و ایک درجن کاربن پیپر ۳ روپے۔ دھاگہ و سیاہی دستی پریس و سیاہی سٹیفن ۱ روپیہ۔ ایک ریم کاغذ سفید برائے اجینڈا وغیرہ ۳ روپے۔ لفافہ سادہ یکصد ۲ روپے۔ بوتل سیاہی سٹیفن و لاکھ و مہر پینسل ۱ روپیہ۔ اعلیٰ سٹیشنری برائے خط و کتابت ۲ روپے۔ ٹکٹ ۲۶ روپے ۱۲ آنے۔ میزان کل بل نمبر ۵۲ | ٣ | ٤ | ٨٠ |
| بل نمبر ۴۳ و ۶۴ عملہ مشن ہندوستان .... | ٠ | ٨ | ١٤٦ |
| بل نمبر ۴۵ کرایہ دفتر ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء لغایت مئی سنہ ۱۹۲۴ء تین ماہ | ٠ | ٠ | ١٥ |
| * بل نمبر ۴۷ قیمت رسالہ اشاعت اسلام جو کہ معطی صاحبان کو روانہ کئے جاتے ہیں۔ | ٠ | ٠ | ٢٣١ |
| خرچ خوراک سفیر مشن بل نمبر ۵۴ ـ ۵۵ ـ ۵۶ | ٦ | ٢ | ٣٨ |
| بل نمبر ۵۸ قیمت قرآن شریف (یہ قرآن کریم حضرت خواجہ صاحب نے ایک والیٔ ریاست اسلامی کو تحفۃً پیش کیا۔ اسکی قیمت مد مشن سے مد قرآن کریم انگریزی میں منتقل کی گئی۔) | ٠ | ٠ | ٢٣ |
| میزان | ٩ | ١٤ | ٥٣٣ |

* ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام جو معطی صاحبان مشن کو روانہ کیا جاتا ہے۔ اسکی قیمت مد مشن سے مد اشاعت اسلام میں بموجب ریزولیوشن نمبر ۴۱ مورخہ ۶/۲۴ مجلس منتظمہ ووکنگ مسلم مشن منتقل کی گئی۔ سکرٹری

## نقشہ نمبر ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء

| تفصیل | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| ٹکٹ محصول ڈاک ماہ مئی ۱۲۲ روپے ۵ آنے۔ خط بیرنگ ۲ آنے۔ کاغذ سفید برائے رجسٹر خریداری ۲ روپے۔ کاغذ فلسکیپ برائے رجسٹر ۶ روپے۔ سٹیشنری ۹ آنے۔ دو ریم برائے ریپر و ایک ریم فلسکیپ و یکصد لفافہ ۵ روپے۔ ایک ٹیوب پریس کی سیاہی و ایک درجن کاربن پیپر ۲ روپے۔ یکصد لفافہ و ایک ریم کاغذ سفید ۱ روپیہ۔ ایک ریم فلسکیپ برائے تحریک ۴ روپے ۱۲ آنے۔ سیاہی پریس و ٹیوب ۲ روپے۔ بابت رجسٹر خریداری ۴ روپے ۱۲ آنے .... | ٦ | ٨ | ١٧٦ |
| ایک عدد بوتل سیاہی سٹیفن ۱۴ آنے۔ ایک عدد سول لسٹ ۹ آنے۔ ایک عدد فیتہ پن برائے تحریک خریداران ۵ آنے۔ ایک عدد کلاک نصف قیمت بل نمبر ۴۲ ۴ روپے | | | |
| بل تنخواہ عملہ ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء بل نمبر ۴۴ و ۶۴ | ٠ | ٨ | ٤٥١ |
| کرایہ دفتر مارچ لغایت مئی سنہ ۱۹۲۴ء تین ماہ | ٠ | ٠ | ١٥ |
| بل نمبر ۴۸ قیمت رسالہ اشاعت اسلام جو کہ معطی صاحبان کو ہر ماہ روانہ کئے جاتے ہیں۔ | ٠ | ٠ | ٣٦ |
| بل خلیفہ عبد المجید صاحب ایجنٹ بابت خوراک .... | ٦ | ٢ | ٣٨ |
| * یہ رقم ترجمۃ القرآن کی فروخت سے وصول ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہ رقم خرچ ریویو ہندوستان سے ادا کی گئی | ٠ | ٠ | ٣٠٠٠ |
| میزان کل خرچ ریویو | ٠ | ٣ | ٣٧٢٠ |

* دفتر مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) میں یہ تین ہزار کی رقم بابت فروخت انگریزی ترجمۃ القرآن ہوئی ہے۔ جو انگلستان میں اسلامک ریویو کی مد میں جمع ہو گئی ہے۔ اسلئے یہاں دفتر لاہور میں اسلامک ریویو کی مد میں یہ رقم خرچ میں ڈالی گئی ہے۔ اور یہ رقم قرآن کریم انگریزی کی مد میں مورخہ ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۴ء کو منتقل کی گئی ہے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۲۹ مورخہ ۶/۲۴ مجلس منتظمہ ووکنگ کمیٹی

# مطبوعات مسلم بک سوسائٹی

## مصنّفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اسلام اور علوم جدیدہ ۴؍

راز حیات یا انجیل عمل ۵؍

سلک مروارید ۸؍

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۱۴؍

یسوع کی اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴؍

توحید فی الاسلام عصہ؍

براہین نیرہ معروف بہ زندہ و کامل الہام (قرآن کریم) ۱۲؍

ذرات عالم کا مذہب ۸؍

مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر تین حصص ۳؍

ضرورت الہام ۱۲؍

اُمّ الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان (عربی) ۱۲؍

مطالعۂ اسلام ۱۲؍

صحیفۂ آصفیہ ۲؍

مکالمات ملّیہ ۱۳؍

اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی (آنحضرت صلعم) ۸؍

خطبات غزنویہ مکمل چھ کاسٹ ۱۲؍

لمعات انوار محمدیہ ۶؍

اسلام یعنی محمد ﷺ ہی نوع کا مذہب ۵؍

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۳؍

تفسیر سورۂ فاتحہ ۴؍

قرآن اور جنگ ۴؍

اسرار سلیمانی ۶؍

سیرت نبی ۴؍

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ ۷؍

تصاویر نو مسلمانان انگلستان ۳ درجن مجلد قیمت ...... عہ ۸؍

## مطبوعات دیگر

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| تاریخ اسلام مصنفہ سید امیر علی صاحب | ۳؍ | ملفوظات احمدیہ ... ۱۲؍ | عہ ۸؍ | غلامی | ۴؍ |
| تاریخ اسلام مصنفہ منشی غلام تاج فصیح | ۳؍ | اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۲؍ | مجلد ۲؍ | دُرّثمین اردو بجلد ۶؍ مجلد ۹؍ | |
| سرمہ چشم آریہ ... | ۱۴؍ | توضیح مرام ... | ۵؍ | فارسی ۶؍ مجلد ۱۰؍ مکمل ۱۱؍ | مجلد ۱۰؍ |
| تصنیفات احمدیہ جلد اول ولایتی کاغذ | مجلد ۳؍ | فتح اسلام ... | ۵؍ | جمع قرآن ۱۳؍ | مجلد ۲؍ |
| بجلد عہ ۸؍ | | ازالہ اوہام عہ ۸؍ | مجلد عہ ۸؍ | سیرۃ خیر البشر بجلد عہ | مجلد عہ ۸؍ |
| ؍ دیسی کاغذ بجلد ۱۳؍ | مجلد عہ ۸؍ | شحنہ حق ... | ۸؍ | مقام حدیث عہ | مجلد ۱۰؍ |
| ؍ جلد دوم ۱۲؍ | مجلد ۳؍ | ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب | ۸؍ | النبوۃ فی الاسلام عہ ۸؍ | مجلد عہ ۸؍ |
| ؍ جلد چہارم عہ ۸؍ | مجلد ۳؍ | الوصیت ... | ۲؍ | مسیح موعود | عہ ۸؍ |

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

التماس ضروری :- خط و کتابت کے وقت حیث خریداری کا نمبر ضرور لکھنا چاہیے - مینجر

شائقین اسلامی لٹریچر کیلئے مژدہ جانفزا

# ضروری اعلان

مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور کے نام سے ناظرین کرام آگاہ ہونگے یہ سوسائٹی مذکور کا مقصد وا حد ایسی کتب کی طباعت و اشاعت ہے، جن سے اسلام کی حمایت حفاظت و اشاعت ہو - اور دشمنان اسلام کے اعتراضات کا پورا پورا جواب ہو - اور غیر مسلم دین اسلام کی خوبیوں اور محاسن سے آگاہ ہو حضرت نبی کریم صلعم کے حالات زندگی سے مسلم و غیر مسلم بہرہ ور ہوں - ان مقاصد عالیہ کو سامنے رکھ کر سوسائٹی مذکورہ گزشتہ دس سال سے کام کر رہی ہیں - تو یباً ہر ماہ ایک کتاب شائع کرتی ہے - جس کی طباعت و اشاعت زر کثیر چاہتی ہے - یہ سلسلہ طبع کتب مسلسل جاری رہ سکتا ہے - اگر اسلامی لٹریچر سے دلچسپی رکھنے والے مسلم احباب سوسائٹی کے مقاصد عالیہ کو ملحوظ نظر رکھ کر سوسائٹی کی جدید مطبوعات کی مستقل خریداری قبول فرمالیں - اور ہر ماہ جو کتاب سوسائٹی شائع کرے - اس کی ایک کاپی کے لئے اپنا نام مستقل طور پر رجسٹرڈ کرالیں تاکہ کی خدمت میں شائع شدہ کتاب بوچھے بغیر ہی ہر ماہ وی - پی کر دیجا یا کرے - کتاب ہر ماہ جو بھی شائع ہوگی اسکی قیمت ۳ سے لیکر عہ تک اندر اندر ہوگی - مستقل خریداری قبول کرنے سے آپ کارکنان سوسائٹی کو اس قابل کرینگے - کہ وہ ہر ماہ اسلامی کتب کی طباعت و اشاعت کو جاری رکھ سکے یہ سوسائٹی مذکور کی اکثر کتب ایسی ہیں جنکا کل کا کل منافع خالصتہ اشاعت اسلام مسلم مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتا ہے - اسلئے ہماری استدعا ہے - کہ اسلامی لٹریچر سے دلچسپی رکھنے والے احباب ازراہ کرم مستقل خریداری کتب کی قبول فرماکر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں + اور مستقل خریداری کتب کے لیے اسم گرامی ہمیشہ کیلئے رجسٹر فرمالیں - تاکہ ہر ماہ اسلامی کتب کا ان کی لائبریری میں اضافہ ہوتا ہے - آجکل ذیل کی کتب سوسائٹی مذکور نے جدید چھپوائی ہیں جن کا مفصل اشتہار علیحدہ ارسال خدمت ہو سکتا ہے -

(۱) ینابیع المسیحیت - قیمت عہ (۲) مقصد مذہب ۳ (۳) لمعات انوار محمدیہ ۶ (۴) راز حیات عہ (۵) مکالمات ملہ ۱۲ (۶) ضرورت الہام ۱۲ (۷) مسلک مرد ارید عہ (۸) ام الالسنہ ۱۲ (۹) اسوہ حسنہ ۸

آج کل "روحانیات فی الاسلام" اور "حیات بعد الموت" زیر طبع ہے - و نیز سوسائٹی مذکورہ کے پاس خصوصیت سے حضرت خواجہ **کمال الدین** صاحب مبلغ اسلام کی تصنیفات کا ذخیرہ کثیر ہے - مندرجہ بالا کتب بھی حضرت ممدوح کی ہی تصنیفات ہیں -

ضروری نوٹ :- سوسائٹی کے مستقل خریداران کتب کو پچیس فیصدی کمیشن ملا کرے گی +

## درخواستیں بنام مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہیئیں

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ لاہور میں بابو عبدالرشید کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

جنوری و اپریل — نمبر ۸ و ۹

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعتِ اسلام

اُردو ترجمہ

## اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیرِ ادارت

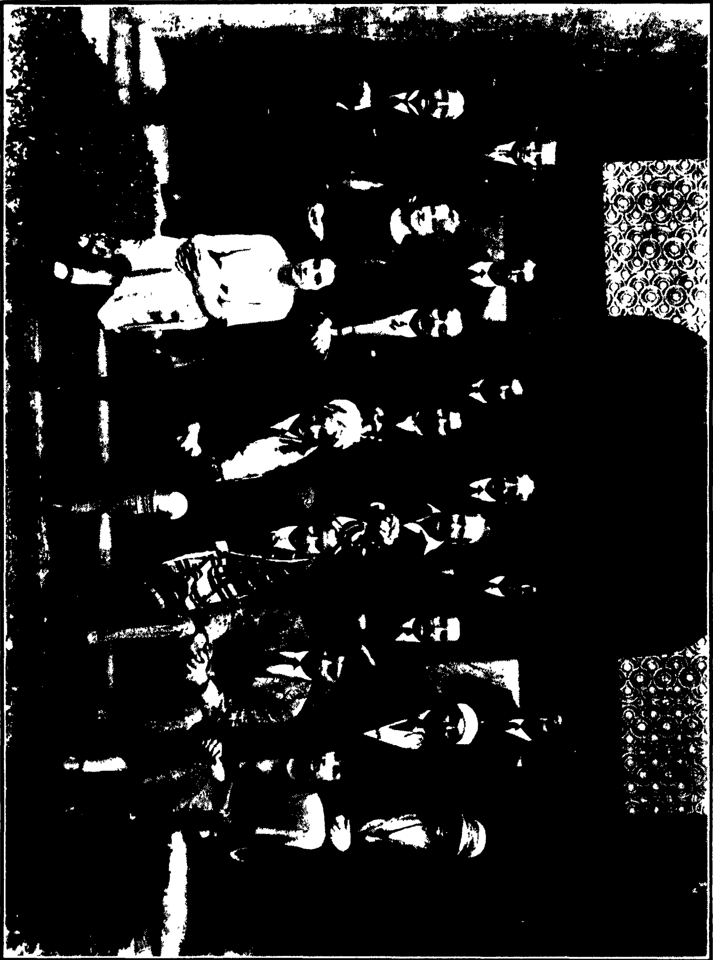
## خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعتِ اسلام

عزیز منزل۔ لاہور

قیمت سالانہ للعہ — ممالک غیر کیلئے ﷲ

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ
لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي
فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ
فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ
هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ
أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ
اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ
الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ
ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ
وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ



# فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۰) | بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۱۲)


| نمبر | مضمون | مصنف | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | شذرات | از مترجم | ۵۳۸ |
| ۲ | کانفرنس مذاہب انگلستان میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر پر مارننگ پوسٹ کی رائے | از مارننگ پوسٹ | ۵۴۲ |
| ۳ | کونسل اور دارالتبلیغ دفتر ووکنگ مسلم مشن | از فنانشل سکرٹری مسلم مشن | ۵۴۴ |
| ۴ | اسلام کی خوبیاں | مترجم | ۵۴۵ |
| ۵ | زندہ مذاہب کی کانفرنس | از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام | ۵۵۵ |
| | مذہب پر ایک فیصلہ کن بات | // // | // |
| | اصول مذہب میں تناقض | // // | ۵۵۶ |
| | سینٹ پال کا یسوع اور انجیلوں کا یسوع | // // | ۵۵۷ |
| | دیگر غیر اسلامی مقدس کتب | // // | // |
| | ہندوؤں کا ایک جدید فرقہ ایک سیاسی گروہ | // // | ۵۵۹ |
| | ہندوستان میں اچھوت اقوام | // // | ۵۶۲ |
| | عیسائی مشن ہندوستان میں اور اچھوت اقوام | // // | // |
| | شدھی کا عجیب غریب طریقہ | // // | ۵۶۳ |
| | مذہب کا انحطاط | // // | ۵۶۵ |
| | دنیا کا آیندہ مذہب - اسلام | // // | ۵۶۶ |
| | شخصیت - شرک کا بقیہ انسان پرستی | // // | ۵۶۸ |
| | اسلام میں شخصیت - خاتم النبیین | // // | ۵۶۹ |
| | مغرب میں ایک نئی مذہبی تحریک | // // | ۵۷۵ |
| | بالآخر اسلام سب ادیان پر غالب آئیگا | // // | // |
| | اسلام امن وصلح کا مذہب ہے - | // // | ۵۷۶ |
| | مذہب کا مقصد | // // | // |
| | پیغمبران اسلام | // // | ۵۷۷ |
| | قرآن مجید | // // | // |
| | معتقدات اسلام | // // | // |
| | ارکان اسلام | // // | ۵۷۸ |
| | صفات الٰہیہ | // // | // |
| | ایمان اور عمل | // // | // |
| | اسلام میں اخلاق | // // | ۵۷۹ |
| | اسلام میں انسان کی حیثیت | // // | // |
| | عورت کی حیثیت | // // | // |
| | مساوات اور اسلامی اخوت | // // | // |
| | ذاتی رائے | // // | ۵۸۰ |
| | علم | // // | // |
| | کسب | // // | // |
| | خیرات وصدقات | // // | ۵۸۱ |
| ۶ | طریق تبلیغ علمائے ماسوائے القرآن | [illegible] مترجم | ۵۸۲ |
| ۷ | رسالہ جنوری ۱۹۲۵ء | | |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اشاعت اسلام

## بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء

# شذرات

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ ایک مسلم مجمع کی تصویر شائع کی جاتی ہے+

---

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اٹھارہ اور سعید روحیں ہماری اسلامی برادری میں شامل ہوئی ہیں۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب قائمقام امام مسجد ووکنگ انگلستان تازہ ڈاک میں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ذیل کے انگریز مرد و خواتین نے مسلم مشن ووکنگ انگلستان کے ذریعہ اسلام قبول کیا :۔

| نمبر شمار | اصل نام | اسلامی نام |
|---|---|---|
| (۱) | مسٹر لوئیس این وائیٹ .. .. | عزیزہ بیگم |
| (۲) | مس ویٹ .. .. .. .. | عائشہ بیگم |
| (۳) | ایچ میگڈ .. .. .. .. | حمید |
| (۴) | رچرڈ۔ ڈبلیو جارج .. .. | رشید |
| (۵) | مسز این .. .. .. | زینب |
| (۶) | مس ایتھر .. .. .. | فاطمہ |
| (۷) | مس الزبتھ .. .. .. | غلام سرور بیگم |
| (۸) | ماسٹر آسکر .. .. .. .. | محمد عبداللہ |

| نمبر شمار | اصل نام | اسلامی نام |
|---|---|---|
| (۹) | ماسٹر ارنسٹ .. .. .. .. | محمد دین |
| (۱۰) | سٹاسفیلڈ برون .. .. .. .. | عبدالباری |
| (۱۱) | ایل۔ بی۔ ڈی۔ سولڈس .. .. | عبداللطیف |
| (۱۲) | مسٹر پال باٹیکل ہیوک .. .. | عبدالحمید |
| (۱۳) | مس ڈولی فالکنبرج .. .. | فاطمہ |
| (۱۴) | مس ریڈیتھ لوہرٹ .. .. .. | حمیدہ |
| ۱۵ | مسٹر عمانوئیل اے خاپٹو .. .. | عبداللہ |
| (۱۶) | مسٹر ڈی۔ ای۔ وی ٹرنز .. .. .. | ابراہیم |
| (۱۷) | مس مارجری ایلف مینگ .. .. | حسینہ بیگم |
| (۱۸) | جان مینفید سمتھ .. .. .. | جلال الدین |

---

**اس ماہ** کے رسالہ کے ساتھ اشاعت اسلام کی دسویں جلد ختم ہوتی ہے۔ جن احباب کا چندہ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء میں ختم ہوتا ہے۔ ان احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ازراہِ کرم اپنا سالانہ چندہ مبلغ للعہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء سے پہلے پہلے بنام مینجر صاحب رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل۔ لاہور ارسال فرمائیں۔ لیکن جن احباب کا چندہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء تک دفتر ہذا میں نہ پہنچا۔ ان کی خدمت میں جنوری سنہ ۱۹۲۵ء کا نمبر وی۔ پی ارسال ہوگا +

امید ہے۔ کہ احباب کرام رسالہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر ترسیل زر سے ممنون فرمائینگے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وی۔ پی طلب کرنے کی بجائے سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر اگر روانہ فرمائیں تو اسمیں طرفین کی سہولت ہوگی۔ کم از کم ہمر کی بچت ہوگی۔ اور نیز منی آڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرما کر مشکور فرمائیں +

**جن احباب** نے رسالہ اشاعت اسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا ہے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ تمام بہی خواہان رسالہ سے ہماری فرداً فرداً درخواست ہے ۔ کہ سال ۱۹۲۵ء کیلئے ایک ایک جدید خریدار اپنے حلقۂ اثر میں سے پیدا فرما کر ہمیں مطلع فرمائیں +

---

**ہمارا جنوری ۱۹۲۵ء کا نمبر** لندن کی مذہبی کانفرنس کی روئداد پر مشتمل ہوگا ۔ جو گذشتہ ستمبر ۱۹۲۴ء کو لندن میں منعقد ہوئی ۔ اور اس کے علاوہ

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

کے اس مضمون کا اردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرام ہوگا ۔ جو صاحب موصوف کی طرف سے کانفرنس مذکورہ میں پڑھا گیا +

---

**خدا کا احسان ہے** کہ جن اسلامی باتوں کو اہل یورپ آج تک نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے ہیں ۔ آج انہی کو صدیوں کے تلخ تجربہ کے بعد عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں ۔ جن سے دین فطرت کی صداقت پر مہر لگتی ہے ۔ اور اسلام کی حقانیت ظاہر ہوتی ہے +

پردہ جو مدتوں اہل یورپ کی نگاہ میں قابل نفرت رہا ۔ آج قضاء قدر نے اس معاملہ میں ان کا نقطۂ نگاہ تبدیل کر دیا ۔ اور یورپین نگاہیں بے پردگی کے بدنتائج کو محسوس کرنے لگی ہیں ۔ اور اسلامی پردہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے ۔ چنانچہ لندن کے ایک وسیع الاشاعت اخبار ڈیلی مرر کا نامہ نگار یوں رقمطراز ہے کہ :-

"اسلام کم از کم اپنی عورتوں کا وقار قائم کرنا چاہتا ہے ۔ اور انہیں بازار وغیرہ میں نیم برہنہ پھرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ جیسا کہ مسیحی ممالک کا طریق ہے ۔ اسلامی حکومت میں کوئی بے وقر آوارہ گرد عورتیں نہیں" +

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل یورپ کا موجودہ تمدن آہستہ آہستہ لوگونکو اسلام کی طرف کھینچ لائیگا۔ جُوں جُوں اس تمدن کی قباحتیں اُنکی نظر میں آتی جاوینگی۔ اسلامی مسائل کی حقیقت و صداقت ان پر واضح ہوتی جائیگی +

---

**حضرت نبی کریم صلعم کا یوم ولادت** برٹش مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جسکے صدر جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہم ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کا یوم ولادت مورخہ ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء بروز ہفتہ سٹواٹ رسٹارنٹ۔ اولڈ بونڈ سٹریٹ لندن ڈبلیو نمبر ۲ میں بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا جسمیں ڈیڑھ اور دو صد کے لگ مسلمانان لندن شامل تھے۔ اور اس پر رونق تقریب کی کامیابی کا سہرا سوسائٹی مذکورہ کے سر پر ہے۔ جس نے تمام گذشتہ سال سرگرمی و تندہی سے کام کرکے لوگوں میں گہری دلچسپی پیدا کردی۔ جناب لارڈ صاحب موصوف اور مسٹر لوگرڈ اس سوسائٹی کے سکرٹری نے مذہبی حلقہ میں ایک حیرت انگیز بیداری پیدا کردی ہے۔ جس سے امید ہے۔ کہ انگلستان کے ذی اثر مذہبی طبقہ میں سوسائٹی مذکورہ مستحکم طور پر اپنا قدم جمالیگی۔ اس تقریب کی روئیداد گو مختصر لیکن نہایت ہی موثر ہے۔ مسجد ووکنگ کے مفتی جناب عبدالمجیی صاحب عرب نے چند قرآنی آیات تلاوت کیں۔ اور اس کے بعد جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہم نے دُعا کی جو آیند نمبر میں ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ اس کے بعد جناب حافظ غلام سرور صاحب نے نہایت ہی مؤثر پیرایہ میں لیکچر دیا۔ جو سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سُنا۔ جو انشاء اللہ کسی آیندہ کی اشاعت میں پیش کیا جاویگا۔ گو اس سال اس سعید تقریب پر اس قدر مجمع نہ تھا۔ جسقدر کہ گذشتہ سال تھا۔ اور جسکی بہت سی وجوہات ہیں۔ جسمیں سے ایک موسم کی ناخوشگواری تھی۔ لیکن پھر بھی یہ اجتماع حاضرین میں سے ان غیر مسلمین کے دل پر اسلام کی سچی اخوت کا جسمیں رنگ۔ قوم و ملت کی کوئی بھی تمیز نہیں۔ دلنشین کرنے میں

گذشتہ تمام تقریبوں سے زیادہ کامیاب رہا +

# کانفرنس مذاہب انگلستان میں

## حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

### مارننگ پوسٹ کی رائے

ومبلے کی نمائش کے سلسلہ میں جو عظیم الشان مذہبی کانفرنس انگلستان میں گذشتہ ستمبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہوئی تھی۔ اسمیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک لیکچر اسلام کے بنیادی اصولوں پر پڑھا گیا۔ حضرت خواجہ صاحب چونکہ بذات خود کانفرنس میں موجود نہ تھے۔ اسلئے آپ کی طرف سے مسٹر یوسف علی سابق آئی سی ایس نے اس لیکچر کو پڑھ کر سنایا۔ اس لیکچر پر انگلستان کے مشہور اخبار "مارننگ پوسٹ" نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:-

### اسلامی تھیوری

اس پرچہ میں مذہب کے متعلق اسلامی تھیوری کو بیان کیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ قرآن کریم نے قلب انسانی کی تمام الجھنوں کو دور کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا ضابطہ بتا دیا ہے جس پر عمل پیرا ہونا گویا فطرت انسانی کو کام میں لانا ہے۔ عبادت کے چند طریقوں کو مانتے ہوئے اس حقیقت نفس الامری پر زور دیا کہ اللہ تعالیٰ کا جاہ و جلال انسان کے روحانی عروج سے ظاہر ہوتا ہے +

اس پرچہ کے اندر ضابطہ کی نیکی اور عملی نیکی میں فرق کیا گیا۔ ایمان باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کو مذہب کی ضروری شرائط میں سے قرار دیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ انسان اس دنیا میں ایک پاکیزہ اور شفاف فطرت اور لامحدود استعداد لے کر آیا ہے۔ وہ اس زمین پر خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہی اس کا نصب العین ہے۔ قرآن کریم انسان کو حیوانیت سے

اُٹھا کر رُوحانیت کی بلند منازل پر فائز المرام کرنے کیلئے آیا ہے +

اسلام کا کام شروع سے آخر تک یہی ہے۔ کہ انسان کو اُوپر اُٹھایا جائے وہ ہر کام پر اقتدار رکھتا اور ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان یہ ہیں :-

(۱) کلمہ شہادت یعنے توحید الٰہی اور رسالت نبوی پر ایمان
(۲) نماز
(۳) روزہ
(۴) زکوٰۃ
(۵) حج

مذہب اسلام کی پیروی سے عفت۔ دیانتداری۔ حلیمی۔ نرمی۔ معافی۔ نیکی۔ بہادری۔ سچائی۔ صبر۔ ہمدردی اور مہربانی جیسی اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں +

اسلام نے عورت و مرد کی مساوات سے اول الذکر کی حیثیت کو بلند کر دیا ہے وہ فرماتا ہے۔ کہ عورتوں کا تعلق مردوں سے ایسا ہی ہے۔ جیسے دو توام بھائی۔ سب سے زیادہ قیمتی چیز ایک نیک عورت ہے۔ خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیاں ہیں۔ صنف نسوان کے حقوق بہت مقدس حقوق ہیں۔ قرآن نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اخلاقی اور رُوحانی ترقی کے اعتبار سے عورت اور مرد یکساں استعدادوں کے مالک ہیں۔ اور یکساں نتائج کے مستحق۔ خانگی اخلاق کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ کہ کامل ترین مسلمان وہ ہے جو اپنے خاندان میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ نیک سلوک کرتا ہے۔ وہ چیز جسکو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا طلاق ہے۔ ایک مسلمان کے لئے واجب نہیں کہ اپنی بیوی کو مارے۔ اگر وہ اسکی کسی بُری خصلت سے ناراض ہے۔ تو اسکی اچھی خصلت کا خیال کر کے خوش ہونا چاہئے +

**اشاعت اسلام**۔ آخری فقرات میں عورتوں کے متعلق جسقدر احکام نقل کئے گئے ہیں وہ دراصل آنحضرت صلعم کے ارشادات ہیں۔ قرآن کریم کی طرف "مارننگ پوسٹ" نے غلطی سے منسوب کئے ہیں اگرچہ قرآن کریم کے بخلاف نہیں بلکہ قرآن ہی کے احکام کی تشریح و توضیح ہے +

# گوشوارہ آمد خرچ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

| تفصیل آمد | نقشہ | پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نقشہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | رقم آمد ہندوستان | | | | | رقم خرچ ہندوستان | | |
| امداد مشن | ۱ـ | ۰ | ۸ | ۳۲۴ | خرچ مشن | ۳ـ | x | x | x |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | ۲ـ | ۰ | ۸ | ۴۸۳ | خرچ اسلامک ریویو | ۴ـ | x | x | x |
| میزان | | ۰ | ۰ | ۸۰۸ | | | | | |

x نوٹ - تنخواہ عملہ و اخراجات سائر بابت اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء اگلے ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء کے گوشوارہ میں دکھائے جائینگے
چونکہ بجٹ پاس نہیں ہوا اسلئے یہ رقوم خزانہ مشن سے برآمد نہیں ہوسکیں - سکرٹری

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور

## نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن جناب بابو منہاج الدین صاحب بھٹنڈا | ۰ | - | ۵ | امداد مشن جناب بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی | ۰ | ۰ | ۲ |
| " " کالا خان صاحب رسالدار | ۰ | - | ۲ | " " میاں محمد خان صاحب اکاڑہ | ۰ | - | ۲۰ |
| " " سید فردوس شاہ صاحب کیمل پور | ۰ | - | ۲ | | | | |
| " " سید صغیر حسن صاحب نینی تال | ۰ | ۰ | ۴ | | | | |
| " جنابہ فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور | ۰ | ۰ | ۱ | " حکیم اجمل خان صاحب دہلی | ۰ | - | ۵ |
| " جناب نواب فصاحت یار جنگ صاحب حیدرآباد دکن | ۰ | - | ۱۵ | | | | |
| " " نامعلوم الاسم | ۰ | - | ۱ | " امیر حسن صاحب کاکوری | ۰ | - | ۱ |
| " " عباد اللہ خان صاحب بیابر | ۰ | - | ۱۲ | " جناب حافظ علی صاحب شاہ پور | ۰ | ۰ | ۲۰۰ |
| " " فضل کریم صاحب ابازئی پشاور | ۰ | - | ۳ | | | | |
| " " ڈاکٹر ایم ای صوفی صاحب کلکتہ | ۰ | ۰ | ۱۰ | " جناب حاجی مراد علی صاحب ہیلی پولو | ۰ | ۰ | ۲ ۴۴ |
| " " شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۷ | " اسد اللہ خان صاحب راجمندری | ۰ | ۰ | ۲ |
| " " قاضی احمد جان صاحب پشاور | ۰ | ۰ | ۷ | " جناب ڈاکٹر شیخ محمد یوسف قلات | ۰ | ۰ | ۱ |
| " " فضل الدین صاحب چیت پور | ۰ | ۰ | ۵ | " ایس فتح محمد صاحب راجمندری | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| " " عبدالمحمود صاحب | ۰ | ۰ | ۱ | " ایم تاج الدین صاحب کالی کرچی | ۰ | - | ۵ |
| " " سید سرفرست حسین صاحب میسور | ۰ | ۰ | ۱ | کل میزان | ۰ | ۸ | ۳۲۴ |

## نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب سید مقبول احمد صاحب الہ آباد منفعت تقسیم رسالہ | ۰ | ۰ | ۵ |
| " ڈاکٹر ایم-ای صوفی صاحب کلکتہ | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| قیمت اسلامک ریویو | ۰ | ۸ | ۴۶۸ |
| | | ۸ | ۴۸۳ |

۴۴ - ان کے کل عہ روپے وصول ہوئے اٹھارہ روپے غلطی سے اس ماہ رہ گئے - آئندہ ماہ کے حساب میں میزات میں شائع ہونگے +

سکرٹری

# اسلام کی خوبیاں

مسلم ایسوسی ایشن کینڈ کے زیر اہتمام مسٹر ایم سُبرامینیا آئر ایف
ٹی ایس نے مورخہ یکم جون ۱۹۲۴ء کو ایسوسی ایشن ہال میں "اسلام
کی خوبیوں" کے موضوع پر ایک لیکچر دیا۔ دوران لیکچر میں اپنے بیان کی
تائید میں آپ نے بہت سے حوالجات قرآن مجید سے دیئے +

مسٹر سعید اے ماری کر بیرسٹر ایٹ لاء زینت افزائے کرسئ صدر تھے
آپ نے لیکچرار موصوف کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے کہا "کہ آپ کو
مختلف مذاہب پر عبور ہے۔ اور آپ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ایک
فرد ہیں جسکا مقصد دنیا میں ایک عالمگیر اخوت کا قائم کرنا ہے" +

اس کے بعد لیکچرار ممدوح الصدر نے اپنی تقریر ان الفاظ سے شروع
کی کہ مذاہب عالم میں اسلام کس مقام پر کھڑا ہے۔ اس امر پر کما حقہٗ غور نہیں کیا گیا
مقام تاسف ہے۔ کہ اکثر لوگوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔ اور اس وجہ
سے وہ اس امر کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ اسلام حکمت الٰہیہ کا سرچشمہ ہے
حضرت محمد (صلعم) ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مذہب محض ایک ہی ہے۔ اور
وہ "اسلام ہے لیکن اسلام کے معنے آپ کے نزدیک محض یہی تھے۔ کہ
احکام و رضائے الٰہی کے سامنے اپنے سر کو جھکا دینا یا کلیتہً اپنے آپ کو
خدا کے سپرد کر دینا"۔ اور آپ ان تمام مقدسین کو جو آپ سے پہلے دنیا میں
آئے اسلام کے پیرو کار مانتے تھے "خدا کی رضا کے سامنے سر جھکا دینا"
ہر ایک متبع مذہب کے لئے ایک فرض تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم نے
انہی وسیع معنوں میں لفظ "اسلام" استعمال فرمایا ہے۔ ان معنوں میں ہر ایک
سچا مذہب اسلام ہے۔ اور ہر ایک ایسا شخص جو آستانہ الٰہی پر اپنے آپ کو گرا دیتا ہے

وہ حقیقی معنوں میں اسلام کا متبع ہے۔ انبیاء میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں کیا گیا
لانفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ایک
مہتم بالشان امر میں اسلام دوسرے مذاہب سے فرق خصوصی رکھتا ہے۔ آپ کے
بانی حضرت نبی کریمؐ اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے جسکو تاریخی زمانہ کہا جاتا
ہے آپ کی زندگی پر تاریکی کے پردہ کا ایک شائبہ بھی نہیں۔ حالانکہ دوسرے بڑے
بڑے مصلحین عالم کے حالاتِ زندگی پر ایک گہرا پردہ تاریکی کا پڑا ہوا ہے
خدا کا یہ پیغمبر ۵۷۰ء میں مکّہ کے قبیلۂ قریش میں تولد ہوا۔ باپ کا
سایہ پیدا ہونے سے بیشتر ہی اُٹھ چکا تھا۔ والدہ بھی ایام بچپن میں ہی
داغ مفارقت دے گئی + آپ نے ایک ایسے ملک اور ایسی سرزمین میں
ایام زندگی بسر کیئے جس کی تاریخ اور حالات سے ہرکس وناکس واقف ہے
لیکچرار نے بیان کیا۔ کہ اسلام کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے حضرت
نبی کریمؐ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جس سے معلوم ہوسکیگا۔ کہ آپ
کس قدر بے تکلف۔ سادہ۔ شجاع اور نجیب وشریف واقع ہوئے تھے
جس زمانہ میں آپؐ پیدا ہوئے۔ اور جن حالات کے نیچے سے آپؐ کو گذرنا
پڑا۔ وہ کچھ کم مشکلات سے پُر نہیں تھے۔ اور جن لوگوں سے آپ کو واسطہ
پڑا۔ وہ توہم وباطل پرستی کی تاریک گہرائیوں میں گرے ہوئے تھے پچیس
سال کی عمر میں آپؐ کے قبیلہ کی ایک عورت خدیجہ نامی جو عمر میں آپؐ سے
بہت بڑی تھی۔ اور جس کے لئے آپؐ تجارت کرتے تھے۔ آپؐ کے حسن اخلاق
جُزرسی۔ آپؐ کی وفاداری۔ آپؐ کی پاک وصاف زندگی اور حسن معاملہ
سے اس قدر متاثر ہوئی۔ کہ اس نے آپؐ سے شادی کرلی۔ دونوں اس
خیروخوبی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کہ تمام دنیا کیلئے بطور نظیر پیش کی
جاسکتی ہے۔ آپؐ کے ہموطن بھی آپکو الامین کے خطاب سے پکارتے تھے
کیونکہ آپ کو کبھی وعدہ شکنی کا مرتکب نہیں پایا گیا تھا۔ اور کیونکہ آپؐ نہایت
شرافت پسند واقع ہوئے تھے۔ اور ہمدردی اور خیرخواہی مخلوق کے جذبات

آپؐ کے سینہ میں موجزن تھے حضورؐ کی قبل از بعثت زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لائق مقرر نے بیان کیا - کہ یہ آپ پر بہت مصائب و آلام کا زمانہ تھا - یہ سخت رنج و غم سے پُر تھا - بالآخر یہی رنج و غم آپؐ کو صحرا کی طرف اور پہاڑوں کی کھوئوں میں کھینچ کر لیجاتا ہے - جہاں آپ تن تنہا ۱۵ سال کے ایک لمبے عرصہ تک خاموشی کے ساتھ غور و فکر میں مصروف رہتے ہیں - خدائے واحد کے حضور دُعائیں کرتے ہیں - گویا آپؐ اس عظیم الشان کام کیلئے جو آپؐ کی ذات سے وابستہ تھا تیار ہو رہے ہیں - اس زمانہ میں سخت سے سخت شکوک اور سوالات آپؐ کے دل سے اُٹھتے ہیں - اور بالآخر تاریکی پھٹتی اور روشنی نمودار ہوتی ہے - اور آپؐ کو یہ پیغام دیا جاتا ہے - کہ "اُٹھ - تُو خدا کا رسُول ہے"۔ فرشتہ کہتا ہے کہ پڑھو ! آپؐ جواب دیتے ہیں - کہ مَیں کیا پڑھوں ؟ فرشتہ خدا کی وحدانیت - ملائکہ کی حقیقت - خلقِ عالم اور خلقِ انسان سے متعلق ذکر کرتا ہے - اور جس کام کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا تھا - اور جس مقصد کی تکمیل آپؐ کے ذمے تھی - فرشتہ اس کی تلقین کرتا ہے - آپؐ نے فی الفور ایک گھبراہٹ کی حالت میں گھر واپس تشریف لاتے ہیں - اور اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں - کہ "آہ ! میں کیا کرونگا ؟ مَیں کون ہوں - اور میں کیا ہوں" ؟ وفادار بیوی نہایت شفقت اور دلی اطمینان سے یُوں جواب دیتی ہے - کہ ہرگز نہیں ! (تو ضائع نہیں ہوگا) کیونکہ تو سچا اور راستباز ہے - تو وعدہ خلافی نہیں کرتا - لوگ تیرے چال و چلن سے واقف ہیں - خدا اپنے وفادار بندوں سے دھوکا نہیں کرتا - جو آواز آپؐ کو آئی ہے - اور جس امر کی طرف آپؐ کو بلایا گیا ہے - آپؐ اس پر کاربند ہو جائیں - آپؐ پر سب سے پہلے ایمان لانیوالی آپؐ کی زوجہ محترمہ نے آپؐ کے بشری دل کو وہ اطمینان دیا - جس کی اس وقت سخت ضرورت تھی - کیونکہ آپؐ خائف تھے - کہ اسقدر عظیم الشان کام سے عُہدہ برآ ہوتا

سخت ذمہ واری کا کام ہے۔ اب آپ وہ پہلے محمدؐ نہیں تھے۔ بلکہ اب آپ خدا کے رسُول تھے۔ کہ عرب جیسے ملک کو جہاں کوئی قانون کے نام سے واقف بھی نہ تھا۔ ایک منظم سلطنت اور ایک بڑی طاقت بنادیا آپؐ کے متبعین نے علوم و فنون کی شمع سے تمام یورپ کو منور کردیا۔ اور اور وہ عظیم لشان سلطنتوں کے بانی مبانی ہُوئے۔ وہ آپ پردل جان سے ایسے مہربان تھے۔ کہ جس کی نظیر نظر نہیں آتی۔ دُنیا میں مختلف اعتقادات اور مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں۔ لیکن جس اخلاص گرمجوشی اور تعشق سے حضرت محمد صلعم کی تعلیم کردہ معتقدات کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ کہیں دوسری جگہ ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ ایک مُسلم خواہ لوگ اسکو کس قدر استہزاء کا نشانہ بنائیں تمار ہیں دوزانو ہونا اپنے لئے باعث شرم خیال نہیں کرتا۔ قوی ایمان نے موت کے تمام خطرات کو اس کے دل سے محو کردیا تھا۔ افریقہ کے رہنے والے درویش توپوں کی باڑ کے سامنے بے تحاشا دوڑتے جاتے ہیں۔ اور ابھی دشمن پر وار کرنے نہیں پائے۔ کہ ان کی صفوں کی صفیں لقمۂ اجل بن جاتی ہیں۔ لیکن وہ موت سے ذرا نہیں ڈرتے۔ اور ایسی خوشی خوشی مرنا قبول کرتے ہیں۔ کہ جس طرح کوئی شخص اپنی شادی پر خوش ہوتا ہے۔ یہ سب اس تعشق اور محبت کا نتیجہ تھا۔ جو انکو اپنے مذہب اسلام اور اپنے پیارے نبی صلعم سے تھی۔ جوں جوں آپؐ کے متبعین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ دشمنوں کی اذیت رسانیاں بھی ساتھ ساتھ بڑھتی گئیں۔ سخت سے سخت جسمانی تکالیف انکو دی گئیں اور ناقابل برداشت طریقوں سے انکو موت کا شکار بنایا گیا۔ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے۔ ان کے زندہ جسموں میں میخیں گاڑی گئیں۔ عرب جیسے ملک کی دھوپ کی طرف اُنکے منہ کرکے

جلتی ریت پر اُن کو لٹایا گیا۔ اور ان کے سینوں پر بھاری بھاری پتھر رکھے گئے۔ اُن سے کہا گیا۔ کہ محمدؐ اور اُس کے خدا کے خیال سے باز آجاؤ لیکن اُن کے ایمان کی قوت کا اُن کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ہرگز نہیں! ہمارا ایمان یہی ہے۔ اور یہی رہیگا۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اس کا رسُول ہے۔ یہ ظالم ایک شخص کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور پھر پُوچھتے ہیں۔ کہ کیا وہ پسند نہیں کرتا کہ محمدؐ اُس کی بجائے یہاں ہو اور وہ گھر پر آرام سے بیٹھے"۔ وہ با ایمان انسان جواب دیتا ہے۔ کہ "مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں اپنی بیوی بچوں کے پاس ہوں۔ اور محمدؐ رسُول اللہ کو ایک کانٹا بھی چبھے"۔ محمدؐ (صلعم) ایک اُمّی انسان تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو اُمّی رسُول ہی پکارتے تھے۔ آپؐ کے پیرؤوں اور تمام دُنیا کے لئے قرآن مجید ایک زندہ معجزہ ہے۔ جو آپؐ کے فرستادۂ ربّ العالمین ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ وہ ایک بے نظیر فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔ آپؐ نے "سچائی" یا "راستبازی" کو ایک بہت بڑی اہمیت دی ہے۔ آپؐ کا قول ہے۔ کہ کوئی شخص سچا یا راستباز نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے خیالات۔ قول اور فعل میں سچا نہ ہو۔ لیکچرار نے بعدازاں بیان کیا کہ اسلام کے برخلاف یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ (۱) بربریت پسند ہے (۲) عورتوں کے حقوق واجبی کا احترام نہیں کرتا (۳) علوم و فنون اور علمی ترقیات کا مخالف ہے لیکن ان الزامات کی تائید حضرت پیغمبر صاحب کی تعلیمات اور اُن خدمات سے جو اسلام نے تمام دنیا کی کیں نہیں ہوتی ہاں اسلام کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ فی زمانہ وہ اعلےٰ علوم و فنون اور علمی سرگرمیوں کا علمبردار نہیں ہے لیکن یہ اسلام کی تعلیمات کا نتیجہ

نہیں ہے۔ بلکہ اسلامیوں کی غفلت شعاری اور سہل انگاری کا باعث ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام بھی بدنام ہوا۔ کیونکہ اسلام کے پیروؤں میں سے اسلام کی حقیقی اور اصلی رُوح اُٹھ گئی تھی۔ یہ سچ ہے۔ کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ "کفّار سے مقابلہ کرو"۔ لیکن آپ کے نزدیک لفظ "کافر" کے معنے اس شخص کے ہیں۔ جو راستبازی کے رستوں پر گامزن نہ ہو۔ ہاں اگر یہ حکم ہے۔ تو یہ حکم بھی موجود ہے۔ کہ کفّار سے مقابلہ کرو۔ جبکہ وہ تم پر حملہ کریں۔ یا تم کو فرائض مذہبی سے روکیں"۔ مسلمان فقیہوں کا یہ مُسلّمہ فیصلہ ہے۔ کہ جب ایک مُطلق اور ایک شرطی حکم ہو۔ تو مُطلق حکم بھی شرطی حکم کے تحت میں آئیگا۔ اور پیغمبر صاحب نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ اگر کفّار مسلمانوں کی اذیّت سے باز آجائیں۔ تو اُن پر اُن کے گذشتہ اعمال کا کوئی مُواخذہ نہیں۔ قرآن مجید میں حکم ہے کہ اُدعوا الی سبیل ربّك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ وجادلھم بالتی ھی احسن الخ یعنے لوگوں کو خدا کے رستہ کی طرف دانائی اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ اور ان کے ساتھ ایک احسن اور پسندیدہ طریقہ سے مجادلہ کرو۔ کیونکہ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور کون راہ راست پر گامزن ہیں"۔ دین میں جبر یا سختی روا نہیں۔ اگر وہ اسلام قبول کریں وہ یقیناً راہِ راست پر ہیں۔ اور اگر وہ اعراض کریں۔ تو بے شک تیرے ذمّہ (اے محمدؐ) محض اُن کو تبلیغ کر دینا ہے۔ علاوہ ازیں حسب ہدایت حضرت پیغمبر صاحب مناظرات میں بھی سختی اور شدّت نہیں ہونی چاہئے۔ الغرض قرآن مجید میں جبر کی کوئی تعلیم نہیں۔

اسلام نے عورت کی کیا حیثیّت بتائی ہے؟ اور اس کو کس سلوک کا

مستحق قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق ایک نہایت عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام کی رُو سے عورت کی رُوح نہیں "۔ یہ اعتراض نصّاً اور قطعاً غلط ہے۔ قرآن مجید نے مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں مغفرت اور اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ معاملات مذہب میں ان دونوں کی ایک ہی حیثیت قائم کی ہے۔ پھر دوسرا الزام اسلام کے خلاف یہ لگایا جاتا ہے۔ کہ اس نے کثرت الازدواجی کی اجازت دی ہے۔ ہاں یہ درست ہے۔ مگر اسلام جس قوم کو معراج ترقی پر پہنچانا چاہتا تھا۔ اس کے اندر عفت کا نام بھی نہ تھا۔ ان حالات میں محض ایک شادی کا حکم دینا بے سُود تھا۔ اس کی اصلاح ایک تدریجی رنگ میں ہو سکتی تھی۔ زیرک اور دور اندیش پیغمبر صاحب نے کثرت ازدواجی کی اجازت تو دی لیکن اس پر خاص خاص پابندیاں عاید کردیں۔ اور اسکو خاص خاص شرائط سے مشرُوط کر دیا۔ ہندوستان کے اندر نبی کریم کی یہ تعلیم اُنہی نتائج کی منتج ہو رہی ہے۔ یعنے کثرت ازدواجی بتدریجاً مفقود ہوتی جاتی ہے۔ اور تعلیم یافتہ مسلمانوں میں اس کا عملدرآمد غائب ہو رہا ہے +

تمام مہذب ممالک میں ایک ہی عورت اور ایک ہی مرد کے درمیان صحیح صحیح تعلقات ازدواجی قائم کرنے پر زور تو بہت دیا جاتا ہے۔ لیکن عملی طور پر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ بیشک ایک ہی نکاح کے اصول کو علمی طور پر صحیح سمجھنا چاہئے۔ لیکن جہاں ایک منکوحہ بیوی ہو۔ اور علاوہ ازیں کئی خفیہ ناجائز تعلقات ہوں۔ وہاں ایک نکاح پر عمل کہاں رہتا ہے۔ قطع نظر اس کے مسلم عورتیں از رُوئے قانون شریعت بہت عمدہ سلوک کی حقدار ہیں۔ شریعت ان کے مال و متاع کی بہت حفاظت کرتی ہے۔ مسلمان ممالک کے اندر عورتوں نے بطور حکمران اور مُدبّر ہونے کے بہت کچھ کارنمایاں کئے ہیں +

اسلام کی علم دوستی کی کیفیت سُن لیجئے۔ اگرچہ خود پیغمبر صاحب پڑھے لکھے نہیں تھے۔ تاہم آپ نے علم کو ضروریات انسانی کی صف اولین میں جگہ دی ہے۔ آپ نے اپنے پیروؤں کو تحصیل علم کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے۔ کہ طالبعلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے زیادہ گراں بہا ہے۔ یہ قول اس قابل ہے۔ کہ مسلمان لوگ اپنے قائم کردہ مدارس کے در و دیوار پر سنہری حروف میں لکھ کر لگا دیں۔ حضرت علیؓ نے جو حضرت پیغمبر صاحب کے پیارے داماد تھے۔ علم کی ایک نہایت پسندیدہ تعریف بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ علم کی حقیقی رُوح دل کا روشن کرنا ہے۔ صداقت اس کا بڑا مقصد ہے۔ الہام اس کا رہنما ہے۔ عقل اسکی تعلیم کرنے والی ہے خدا اس کا ملہم ہے۔ اور انسان کے الفاظ اسکو زبان سے بولنے والے۔ یہ تھے وہ بلند خیالات علم کے متعلق جن سے ترکوں کی علم و حکمت اور یوروپ کے علوم و فنون فیضیاب ہوئے۔ اب اگر اسلام علمی رنگ میں رُو بہ ترقی نہ ہو اور مسلمان علمی فضیلت کے میدان میں دوسروں سے پیچھے ہوں تو خود مذہب اس کا ذمہ وار نہیں۔ بلکہ اس جمود کے کچھ اور ہی اسباب ہونگے یہ اسلام ہی تھا جس نے عرب اور مصر اور بغداد کے کالجوں میں عیسائیوں کے اندر از سر نو علمی رُوح پھونک دی۔ مسلمانوں نے فلسفہ میں اَن تھک جد و جہد سے کام لیا۔ اور مور سلطنت کے قیام پر انہوں نے سائنس (علوم طبعیات) کو حد کمال تک پہنچایا۔ انہوں نے دارالعلوم اور یونیورسٹیاں قائم کیں۔ پوپ سلوسٹر ثانی اپنی جوانی کے دنوں میں کارڈووا یونیورسٹی میں ایک طالبعلم تھا۔ جہاں اس نے جیومیٹری اور الجبرا کے مبادیات کی تحصیل کی۔ موروں نے الجبریا کے اندر دوسرے درجہ کی مساوات پھر (Quadratic) اور پھر (Binomial Theoreem) ایجاد کیا علم مخروطات میں انہوں نے (Sine) اور (Cosine) دریافت کئے۔ دور مین

ط Trigonometry

ایجاد کی۔ علم النجوم کو سیکھا۔ زمین کا حجم معلوم کیا۔ ایک نئے علم کیمیا کی بنیاد ڈالی۔ ایک جدید علم منطق کی طرح رکھی۔ فلاحت و زراعت علمی رنگ میں لوگوں کو سکھائی۔ اور صناعوں اور دستکاریگروں کو معراج کمال کے انتہائی نکتہ پر پہنچا دیا۔ اسلام کی ان تمام حرکات سے صرف یورپ ہی بہرہ اندوز نہیں ہوا۔ بلکہ مغلوں کے زمانہ میں ہندوستان نے بھی ایک شاندار علم تعمیر سیکھا۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمات سائنس کا زبان سے اظہار انسان کی زندگی اور آزادی کو معرض خطرہ میں ڈال دیتا تھا۔ موروں کو سپین سے بیدردی کے ساتھ نکال دینے سے اس جدوجہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اور جو سپین کے زوال کے اسباب میں سے ایک سبب تھا۔ ان ابتدائی صدیوں کے اندر اسلام میں ایسے ایسے باکمال حکماء اور فلاسفر پیدا ہوئے ہیں کہ نامرِ گیتی اُن کی نظیر سے عاجز تھی۔ حضرت علیؓ اور آپ کے شاگردوں کی تعلیمات نے صوفیانہ غوامض و نکات کا دریا بہا دیا۔ ان حالات کے معلوم ہونے کے بعد کسی شخص کو حق حاصل نہیں۔ کہ وہ اسلام کے خلاف یہ الزام لگائے کہ اس نے علوم و فنون کو آغوش حمایت میں نہیں لیا +

آخیر پر قابل لیکچرار نے بیان کیا۔ کہ میں نے حاضرین کے سامنے ان باتوں کا اعادہ کر دیا ہے۔ جنہیں اُن میں سے اکثر مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہونگے۔ لیکن میرا مقصد کچھ اور ہے۔ اور وہ تمام مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور بدھ مذہب والوں کو ایک ہی سلک میں منسلک کرنا ہے۔ کیونکہ سیلون کبھی ایک قومی ملک نہیں کہلا سکتا جب تک کہ تمام ایکدوسرے کے خیالات حالات سے واقف نہ ہوں۔ پھر لیکچرار نے یہ نصیحت کی۔ کہ تمام لوگوں کو مذہبی مخالفت ترک کرکے بھائی بھائی بن جانا چاہئے۔ پھر آپ نے کہا۔ کہ مسلمان دوسروں کو گبر۔ ہندو ملیچھ اور عیسائی کافر اور بدھ ملحد کہنا چھوڑ دیں۔ یہ وقت ہے۔ کہ ہم ایکدوسرے کے مذہب کی عزت کرنا اپنا شعار بنائیں۔ ایک مذہب

چھوڑ کر دوسرے مذہب کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک مذہب آفتاب صداقت کی ایک شعاع ہے۔ اگر ہم یقینی طور پر یہ سمجھ لیں۔ کہ ہم سب نے ایک ہی گھر میں جانا ہے جہاں سے ہم آئے ہیں۔ تو ہم اس سرزمین کے اندر جہاں ہم ایکدوسرے کے ساتھ پہلو بہ پہلو آباد ہیں قرار اور اطمینان سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ کسی شخص سے یہ مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ کہ وہ ان امور یا اعتقادات کو چھوڑ دے جنکو وہ عزیز سمجھتا ہے۔ لیکن ہر ایک شخص کو محض اپنا عقیدہ ہی عزیز نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اسکو اسبات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اپنے ہمسایہ کا عقیدہ بھی اس کو ایسا ہی عزیز ہے۔ جیسا کہ اسکو خود اپنا۔ اگر یہ سچ ہے کہ سب نے خدا کی طرف جانا ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ سب کے سب بجوائے خدائے ذوالجلال کے فنا ہو جانے والے ہیں۔ تو بجائے اسکے کہ ہم باہم گردست و گریبان رہیں ہمیں ایکدوسرے سے کچھ سیکھنا چاہیئے اور بجائے اسکے کہ ہم نفرت اور حقارت کو کام میں لائیں ہمیں ایکدوسرے سے محبت اور الفت کا سلوک کرنا چاہیئے۔ خدا محض ایک ہی ہے۔ خواہ ہم اس کو کسی نام سے پکاریں۔ وہ ایک ہی رہیگا۔ ہم سب ایک ہی باپ کے بچے ہیں۔ اور بچے ہی ہو۔ اس دار ناپائدار میں جبکہ ہم سب اپنے اصل گھر جانے کے لئے پابہ رکاب بیٹھے ہیں ہمیں باہمی جنگ و جدل کا بازار گرم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ۔

آئی ۔ ایم ۔ یوسم

# زندہ مذاہب کی کانفرنس

## مذہب پر ایک فیصلہ کُن بات

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ)

کانفرنس مذاہب میں ملک کے تمام زندہ مذاہب کے نمائندوں سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے متعلق اظہار خیالات کریں۔ لیکن میرے نزدیک آجکل کی تحقیقات کی روشنی میں یہ تمام کارروائی بے سروپا اور بیقاعدہ ہے۔

**کتب مقدسہ** تقریباً تمام مذاہب اپنی اپنی آسمانی کتب سے روشنی لیتے ہیں۔ اور انہی کی تعلیمات سے اپنے معتقدات اخذ کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ ان کو خدا کی طرف سے نازل شدہ مانتے ہیں۔ انہی کے آگے سر اطاعت خم کرتے ہیں۔ لیکن زمانہ کی ہوا بدل چکی ہے علمی تحقیقات نے ان تمام کتب کو پایۂ ثقاہت سے گرا دیا ہے۔ صداقت کی کسوٹی پر یہ وہ پوری نہیں اُتریں۔ ہمارا یہ بیان اس قدر مبنی بر صداقت اور صحیح ہے۔ کہ خود ان کتابوں کے ماننے والے بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں۔ کہ قرآن حکیم اس کُلیہ اور اس عالمگیر فتوے سے مستثنےٰ ہے۔ اور یہ استثنےٰ محض اسی کتاب کے لئے مخصوص ہے۔ لوگوں کی تحریف اور زمانہ کی دستبرد کا جابرانہ ہاتھ اس پر نہیں پڑ سکا۔ اس کی اصلی پاکیزگی اب تک بعینہٖ قائم ہے۔ اور یہ بغیر ایک حرکت یا سکون کے تغیر کے بعینہٖ اسی طرح ہمارے ہاتھوں میں پہنچا ہے۔ جس طرح بوقت نزول عربوں کے ہاتھ میں پہنچایا گیا تھا۔

## اصول مذہب میں تباین

تقریباً ہر ایک مذہب اپنے تعلیمی اصول میں اختلاف رکھتا ہے

اگرچہ تمام مذاہب ایک ہی چشمہ سے سیراب ہونیکے مدعی ہیں۔ ہریک شخص یہی دعوے کرتا ہے۔ کہ اس کے اصول مذہب منجانب اللہ ہیں۔ اور ایسا دعویٰ کرنے میں وہ حق بجانب بھی ہے۔ لیکن وہ اپنے معتقدات خصوصی کو ایک ایسی کتاب سے اخذ کرتا ہے۔ جو خود اسکے اپنے فیصلہ اور جو زمانہ حال کی تحقیقات کی رُو سے مشتبہ ثابت ہوئی ہے۔ تو پھر وہ معتقدات کیونکر پاک و صاف اور خطا سے بری تسلیم کیئے جاسکتے ہیں۔ اور ایسی کتاب اپنے پیروؤں کے دلوں کے اندر کیا وقعت رکھ سکتی ہے۔ اور اس کے بیان کردہ معتقدات کیا اثر پیدا کر سکتے ہیں۔ علم و دلیل ایک فیصلہ کن اور صحیح فیصلہ کی طرف رہنمائی کرنیوالی چیز ہے۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ دلیل کا مذہب میں کیا دخل؟ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر مذہب کسی ایسے شخص کی وساطت سے اسکو ملا ہے۔ جس پر اس کو ہر طرح کا یقین اور ایمان ہے تو بیشک انسان کو اختیار ہے۔ کہ اسکو بغیر کسی دلیل معقول کے بلا چون و چرا تسلیم کرلے۔ لیکن اگر اس شخص کے معتقدات اور اصول ایک ایسی کتاب سے اخذ کیئے گئے ہیں۔ کہ جسکی اصلیت مشتبہ اور جس کا بیان مشکوک ہو تو اس کے سامنے وہ کب سر تسلیم خم کر سکتا ہے؟ ہمارے عیسائی دوستوں کو لازم ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ پر بالخصوص زیادہ گہری توجہ مبذول فرمائیں۔ وہ بڑی خوشی سے ان باتوں پر ایمان رکھیں جو حضرت یسوع مسیح کے اقوال و افعال سے ثابت شدہ ہیں۔ لیکن اگر ان کی کتابیں مسلمہ طور پر لوگوں کے دماغ کا اختراع ہیں۔ اور کسی حالت میں انسانی آمیزش سے پاک نہیں ہے۔ تو پھر وہ کب قابل تسلیم یقین کی جاسکتی ہیں۔ واقعات الم نشرح ہیں۔ اور وہ صرف ایک ہی الہامی

نتیجہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ہر ایک عیسائی کو چاہئے۔ کہ وہ حضرت مسیح کی پیروی کرنے اور ان کی تعلیمات پر ایمان رکھے لیکن وہ کتابیں جنمیں یہ تعلیم پائی جاتی ہے۔ اپنی صحت کے ثبوت سے بالکل عاری اور عاجز ہیں۔ اور اسلئے جو کچھ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ وہ ناظرین کرام پر پوشیدہ نہیں +

**سینٹ پال کا یسوع اور انجیلوں کا یسوع** اسمیں کلام نہیں کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ان میں بُعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ معہذا سینٹ پال جن امور میں اپنے اُستاد یسُوع سے اختلاف رکھتا ہے۔ ان میں وہ سند نہیں تسلیم کیا جا سکتا۔ اور اسی اصول کی بنا پر ٹالسٹائی نے سینٹ پال کے پیش کردہ معتقدات کو ناقابل قبول گردانتا ہے لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ سینٹ پال کی طرف منسوب شدہ لٹریچر خود مجروح اور اس کو پال موصُوف کی طرف نسبت دینا خلاف واقعات ہے۔ اور اس کی حقیقت محض اس قدر ہے۔ کہ لوگوں کو نیکی کی طرف ترغیب وتحریص دلانے کے لئے وضع کر لیا گیا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے تمام مقدسین سابقہ بھی اس پر کاربند رہے ہیں۔ تو پھر اس قسم کے لٹریچر پر کسی مذہبی عقیدہ کی بُنیاد کب رکھی جا سکتی ہے

**دیگر غیر اسلامی مقدس کتب** دوسری غیر اسلامی مقدس کتابوں کی بھی وہی کیفیت نظر آتی ہے۔ جو عہد نامۂ جدید کی ہو۔ عہد نامۂ عتیق کی دوسری کتب مقدسہ قدیم پارسیوں کی ژندواستا۔ کنفیوشس کی کتب۔ بُدھ مذہب کی تین پٹاریاں یہ سب کی سب کتابیں مسلّمہ طور پر مجروح اور پایۂ ثقاہت سے گری ہوئی ہیں۔ اور نہایت عجب امر یہ ہے۔ کہ ان کتابوں کے ماننے والوں ہی سے اکثر حصہ ان لوگوں کا ہے۔ جو خود ان کتابوں کی نسبت

یہی رائے رکھتے ہیں۔ جو ہم نے بیان کی ہے۔ ان حالات کے ماتحت سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ لوگ کس دل و دماغ کے انسان ہیں۔ ایک طرف تو وہ ان کتابوں کے غیر صحیح ہونے کے خود مقر ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کیفیت ہے۔ کہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر انہی کتابوں کا پرچار کرتے ہیں +

موجودہ مذاہب میں سب سے زیادہ عجیب و غریب ہندومت ہے یہ ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ آج تک کوئی اسکی صحیح صحیح تعریف بھی بیان نہیں کرسکا۔ اور نہ ہی اسکی کوئی مابہ الامتیاز حدود ہی قائم کرسکا ہے۔ لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ تو اسکے اندر فرقے اور ہر فرقے کے اندر فرقے موجود ہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ ان میں سے کسی کے اندر کوئی امر مشترک نہیں پایا جاتا۔ اگر ایک خوبصورت استعارہ استعمال کیا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہندومت ایک بحر بیکران ہے۔ جس کے چاروں طرف ہزارہا دریا نالے اور ندیاں ہیں۔ جو اس سے نکلکر تمام کی تمام الگ الگ اور مختلف سمتوں میں بہتی ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کی نسبت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ع

یہ ہے وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

اس مذہب کے بیشمار مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ بھی متحد الخیال اور متحد العقیدہ اور متحد الاصول نظر نہیں آتا۔ اور بنیادی عقائد میں کسی فرقہ کے اندر کوئی امر مشترک نہیں پایا جاتا۔ خواہ ایک شخص خدا کی ہستی کا منکر ہو یا مقر۔ الہام الٰہی کا ماننے والا ہو یا نہ ماننے والا خواہ ایک شخص گوسالہ پرست ہو یا اس کا گوشت کھانیوالا۔ خواہ ایک شخص ایسا صاحب اخلاق ہو۔ جیسا کہ ایک ویشنو ہندو۔ اور خواہ اسقدر اخلاقی پایہ سے گرا ہؤا جیسا کہ ایک شکتک یا وام مارگی۔ خواہ ایک شخص

ملحد ہو یا مشرک۔ خواہ تناسخ کا قائل ہو یا نہ ہو۔ الغرض کوئی کچھ مانے یا نہ مانے۔ اگر وہ ہندو الاصل ہے۔ تو اسکو دوسرے ہندو ہندو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ عقاید کی رُو سے ان میں بُعدالمشرقین ہی کیوں نہ ہو +

## ہندوؤں کا ایک جدید فرقہ ایک سیاسی گروہ نے

ہندو مذہب نے تھوڑے عرصہ سے ایک نئی ہیئت اختیار کی ہے۔ اور ایک نیا پہلو بدلا ہے۔ اس فرقہ کا مبداء قدیم آرین لٹریچر نہیں بلکہ سیاسیات ہیں۔ اور اسکے ڈھانچ میں قومیت کے کیل کانٹے ہیں۔ عیسائیوں مسلمانوں اور تمام ان مذاہب کے لوگوں سے متحد ہو کر جن کا جنم بھون ہندوستان نہیں۔ ایک خیالی ہوم رُول کا حصُول اس کے اصول اساسی میں سے ہے۔ پُرانے ہندو مذہب کے مختلف فرقے ایکدوسرے سے سخت مخالفت رکھتے ہیں۔ قدیم سناتن دھرمی اور جدید آریہ سماجی جو ہندو دہر کے دو مخصوص فرقے ہیں۔ ایکدوسرے کے سخت مخالف اور معاند ہیں۔ لیکن یہ سوا راجی بزرگ اس قسم کے تمام تلخ تفرقونکو نظر انداز کرتے ہیں اور وہ ان تمام اختلافات کو جو ہندوؤں میں پائے جاتے ہیں بکفلم مٹا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ بُدھ مت اور جین مت ہندو مذہب کے فرقے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مسلمہ طور پر دو الگ الگ فرقے ہیں۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے سب انکو الگ مذہب ہی مانتے ہیں۔ وہ اصول اساسی میں ہندو مت سے بالکل مختلف ہیں۔ ہاں ان دونوں مذہبوں اور ہندو دھرم میں اس قدر اشتراک ضرور ہے۔ کہ ان تینوں مذہبوں کی جنم بھومی خاک ہندوستان ہی ہے۔ لیکن اتحاد کے لئے محض اسی قدر اشتراک کو ہی کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اپنی اغراض کی تکمیل

کیلئے یہ جدید فرقہ ایک ایسے مذہب کو اپنے آغوش شفقت میں لینے کیلئے طیار رہے +

یہ امر قابل غور ہے - کہ غیر مذاہب کے لوگونکو اپنے مذہب میں شامل کرنا یہ ایک ایسی بات ہے - جس سے ہندو دھرم نا آشنا محض رہا ہے لیکن ہندو راج کے خواب دیکھنے والوں نے محض سیاسی ضروریات کی بناء پر نہ صرف اسکو جائز ہی خیال ہے - بلکہ عملی طور پر وہ اس پر کاربند بھی ہو گئے ہیں - حالانکہ ان کا یہ طرز عمل ان کی قدیم کتب مقدسہ اور بزرگان مذہب کے طریق کار کے بالکل مخالف اور متضاد ہے لیکن ان سوار اجیوں کا بڑا مقصد یہ ہے - کہ ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے - اور اس طرح سے انکی طاقت کو زیادہ مضبوط بنایا جائے اسلئے خواہ کچھ ہو اسکو وہ اپنے لئے ضروری خیال کرتے ہیں - شدھی کے متعلق عجیب امر یہ ہے - کہ نئے داخل ہونیوالے کو اختیار ہے - کہ وہ جس عقیدہ کو چاہے قبول کرے لیکن یہ ضروری ہے - کہ اس کا یہ عقیدہ ہندوستان کی حدود سے باہر کا نہ ہو - بلکہ اس کا جنم بھوم ہند ہی ہو مثلاً آریہ سماج جو حال ہی میں معرض وجود میں آیا ہے - شدھی کے معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے - اب تک اس فرقہ کے لوگ دنیا جہاں کے ہر ایک مذہب کو بُرا بھلا کہنے میں اپنی عزت اور فخر سمجھتے تھے - بلکہ ہندوؤں کے دوسرے فرقے بھی ان کی نکتہ چینی سے نہیں بچ سکتے تھے - وہ اپنے مذہبی لٹریچر میں جو سب وستم سے پرہوتا تھا - اپنے ہندو بھائیوں اور غیر ہندوؤں سب پر یکساں طور پر حملہ کرتے تھے - وہ انبیاء اور ہادیان مذاہب پر الزام لگاتے اور اُن کی سخت توہین کرتے تھے - وہ گوارا نہیں کرتے تھے

کہ ہندوستان کے کسی کونہ میں بھی کوئی غیر مذہب کا شخص نظر آئے - اور انکی

خلاف عمل بھی تھی۔ کہ ہندوستان کی سرزمین تمام بدیشی خس و خاشاک سے پاک و صاف ہو جائے۔ در حقیقت وہ شروع سے ہی مذہب کے بھیس میں ایک سیاسی گروہ تھا۔ لیکن ان کی یہ عمل حقیقت نفس الامری کی پردہ پوشی کر رہی تھی۔ مگر ان کی موجودہ سرگرمیوں نے تمام واقعات اور حقیقت حال کو منکشف کر دیا۔ گذشتہ دو سال سے وہ غیر اقوام کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کے لئے معرکہ آرائیاں کر رہے ہیں۔ اس عمل کو وہ شدھی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے طریق کار کو ایک نیا لباس پہنایا ہے آج سے کچھ عرصہ پہلے وہ تمام فرقوں کو سخت حقارت سے دیکھتے تھے۔ لیکن آج یہ کیفیت ہے۔ کہ ان کے گروہ میں داخل ہونیوالا خواہ کسی عقیدہ کا ماننے والا ہو۔ اور اس کے معتقدات کچھ ہی ہوں۔ وہ ان میں داخل ہوتے ہی ہندو مذہب کا ماننے والا کہلائیگا۔ سناتن دھرم جو ہندوؤں کا ایک نہایت قدیمی فرقہ ہے۔ اور جو آریہ سماج کا اس کے جنم دن سے سخت معاند رہا ہے وہ بھی آریوں کے ساتھ شدھی کی تحریک میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے طیار نظر آتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ موجودہ سیاسی اغراض نے تمام فرقوں کو ملا دیا ہے۔ اور عداوت کو یکسر بدل بہ محبت کر دیا ہے۔ سناتنیوں کا وہ اصول کہ وہ غیر کو اپنے مذہب میں شامل نہیں کر سکتے اب یکقلم فراموش کر دیا گیا ہے جب کوئی آریہ سماجی سناتن دھرم کے فرقہ میں جانا چاہے۔ تو مقدم الذکر فرقہ اسکو بڑی خوشی سے موخرالذکر فرقہ میں جانے کی اجازت دیدیتا ہے۔ اس جگہ یہ بیان کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ سناتنی اصنام پرست ہیں۔ اور آریہ سماجی موحد ہونے کے مدعی ہیں۔ اور بت شکنی اور صنم افگنی کو اپنے لئے مایۂ ناز سمجھتے ہیں۔ اور یہی امران دونوں کی باہمی عداوت اور دشمنی کا موجب رہا ہے۔ لیکن آج حالات دگرگوں ہو چکے ہیں۔ مذہب کو سیاست کی بھینٹ پر قربان کر دیا گیا ہے۔ گو آج تک سماجیوں کی تمام کوشش بت افگنی

یہ صرف ہوتی رہی ہے۔ لیکن آج اگر کوئی سماجی کسی غیر ہندو کو ہندو بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو وہ اسکو بڑی خوشی سے بت پرستوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دیدیتا ہے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے۔ ہندوؤں کی بارسوخ جماعت ملک کے اندر بت پرستوں کی ہے۔ اور یہ جماعت سیاسیات میں نہایت گہری دلچسپی لیتی ہے۔ لہذا اس تمام جد و جہد کی اصل غرض محض سیاسی مفاد یا بالفاظ دیگر ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ کرنا اور اس طاقت کو سیاسی اغراض کا آلہ کار بنانا ہے +

## ہندوستان میں اچھوت اقوام

ہندوستان میں بعض ادنےٰ درجہ کی اقوام بستی ہیں جن کو اچھوت کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ وہ اس ملک کے قدیم اور اصل باشندے ہیں۔ قدیم زمانہ میں موجودہ ہندوؤں نے انکو پہاڑی علاقوں میں دھکیل دیا تھا۔ اور ان بدبختوں میں سے جو لوگ میدانی علاقوں میں رہ گئے، وہ حملہ آوروں کے محکوم بن کر ان کی ادنےٰ درجہ کی خدمات پر لگ گئے۔ فاتحین نے ان کو ہمیں ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ وہ ان سے اس قدر حقارت اور نفرت رکھتے تھے کہ ان سے محض چھو جانے سے ہی ایک معمولی ہندو بھرشٹ ہو جاتا تھا۔ اعلےٰ پایہ کے ہندو کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ ان کے سایہ سے بھاگنا ضروری سمجھتا تھا۔ یہ امر بھی ایک سیاسی ضرورت پر مبنی تھا۔ مذہب سے اس کا کچھ تعلق نہ تھا +

## عیسائی مشن ہندوستان میں اور اچھوت اقوام

یہ ایک حقیقت ہے کہ بار ہا سے اشتوا لے عیسائی مشن مشرق میں بالکل ناکامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ اور ان کو ناکامیابی ضروری تھی۔ وہ انجیل جیسی کتاب کو جو ان کی اعلیٰ تعلیم میں بھی

باشیہ شقاہت سے گرمی ہوئی ہے دوسری اقوام کے اندر کیونکر مقبول ہو سکتے ہیں یعدوستان میں بھی علیٰ ہٰذا القیاس عیسائی مشنوں کو نا کامیابی ہی نصیب ہوئی ہے۔ لیکن یہاں ان کی تبلیغی جد و جہد کا رجحان اچھوت اقوام کی طرف ہی رہا ہے۔ اور جو تھوڑی سی کامیابی انکو حاصل ہوئی ہے۔ وہ انہی قوموں کے اندر ہوئی ہے۔ اور انہی کی دیکھا دیکھی ہندوؤں کے اس جدید گروہ نے اچھوت اقوام کو اپنے اندر شامل کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے ہیں۔ اور ان تمام کو وہ اپنے اندر بیکلخت جذب کرنا چاہتے ہیں کسی مذہبی غرض کی بناء پر نہیں بلکہ محض اپنی تعداد بڑھانے کے لئے ◆

## شدھی کا عجیب و غریب طریقہ

آریہ سماجی فرقہ تبلیغ کے کام میں اپنے عیسائی ہمعصروں سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ عیسائی مشنری جب میدان تبلیغ میں جاتے ہیں۔ تو علاوہ انجیل کے آلات موسیقی بھی اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ انکے گیت اور راگ رنگ سے لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ دیہقانی لوگوں کو انجیل کی تبلیغ کی نسبت راگ رنگ زیادہ مرغوب ہے۔ مشنری کے ملائم الفاظ۔ اس کے دلفریب اطوار اور اچھوتوں کے ساتھ اس کا ہاتھ ملانا ان پر جادو کا اثر ڈالتا ہے۔ اصل حقیقت کا تو وہ گنوار لوگ ادراک ہی نہیں کر سکتے۔ عاقبت کا چنداں خیال ہی نہیں ہوتا۔ دنیا کے مفاد۔ مالی اور معاشرتی بہبودی کا لالچ اُن کو عیسائیت قبول کرنے پر مائل کر دیتا ہے۔ برعکس اس کے سماجیوں نے شدھی کا ایک زیادہ سہل اور سادہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ہموطنوں کی خو و خصلت سے عیسائیوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں وہ ایک ہندو گاؤں میں چلے جاتے ہیں۔ اور اچھوتوں کو ایک جگہ پر جمع

کہہ چکتے ہیں۔ پھر آریہ مُبلّغ ان سے اس طرح مخاطب ہوتا ہے کہ دیکھو بھائیو! لوگوں کی نظروں میں تم کس قدر حقیر اور ذلیل ہو۔ تم ہندوستانیوں کی برادری سے خارج سمجھے جاتے ہو۔ معاشرتی اور تمدنی مفاد سے تم محروم ہو۔ اور لوگوں کا کسی قسم کا میل جول تم سے نہیں یہ وہ باتیں ہیں جن کو عیسائی لوگ محسوس نہیں کرتے۔ جس حقارت اور نفرت سے ان اچھوتوں کو دیکھا جاتا ہے۔ وہ ان کو ان کی مفلسی سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ سماجی مبلّغ ان سے وعدہ کرتا ہے۔ کہ وہ اس حقارت کو مٹا دیگا۔ اور ان کی یہ تکلیف رفع کر دیگا۔ ہندو لوگ عموماً اکٹھے ملکر کھانا نہیں کھاتے۔ اتحاد فی الطعام کے قائل نہیں۔ ان کا مذہب انکو اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ اچھوت کی حاضری میں کھانا بھی کھائیں۔ کیونکہ محض اچھوت کا سایہ بھی کھانے کو بھرشٹ کر دیگا اچھوت کیلئے واقعی یہ بات بہت عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ سماجی اس کو اپنے ساتھ ایک ہی مقام پر کھڑا ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ اور اس کو اپنا حُقّہ پینے کیلئے دیدیتا ہے۔ یہ ایک ایسی بین تبدیلی وہ محسوس کرتا ہے۔ جس کا اچھوت کے دل و دماغ میں خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ مالی امداد کا وعدہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ ہے کیفیّت شُدھی کی۔ اور اس کے کار پرداز وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو مذہبی مُبلّغ کہتے ہیں +

اس قسم کے واقعات ان واقعات کی یاد کو تازہ کرتے ہیں جو کئی صدیوں پیشتر ہندوستان کے جنوبی مشرقی حصص میں معرض ظہور میں آئے۔ عیسائیّت کے زمانہ وسطےٰ میں کچھ پرتگیز مشنری ہندوستان میں آئے۔ اور جہاں آجکل احاطۂ مدراس واقعہ ہے۔ وہ وہاں وارد ہوئے قدیم ہندوؤں کا یہ خیال تھا کہ اگر کسی غیر ہندو کا چھوا ہوا پانی کسی ہندو پر

پڑجائے۔ تو اس کی ذات بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے کفارہ میں اس کو
بہت سا روپیہ اور تاوان دینا پڑتا ہے۔ نئے (پرتگیز) مشنری کو کسی نہ کسی
طرح سے اس حقیقت کا علم ہو گیا۔ اور ایک موقعہ مناسب دیکھ کر جب کچھ
غریب ہندو ایک دریا میں نہا رہے تھے۔ وہ بھی اس کود پڑا۔ اور
ہندوؤں پر کچھ پانی کے چھینٹے پھینک دیئے۔ اس طرح سے وہ
لوگ اپنے ہندو بھائیوں کی برادری سے خارج ہو گئے۔ اور
چونکہ وہ غریب تھے۔ اور تاوان کے گرانقدر اخراجات کے متحمل نہیں
ہو سکتے تھے۔ ان کو اس کے سوائے کوئی اور چارہ نظر نہ آیا۔ کہ وہ
مشنری کے مذہب میں داخل ہو جائیں۔ یہ پرانے زمانہ کی بات ہے۔
اور اس وقت کی جہالت اس قسم کی کارروائی کے لئے مفید و موزوں
ہو سکتی تھی۔ اب ہم تہذیب و تمدن کے زمانہ میں ہیں۔ لیکن دنیا
پرانی قسم کے لوگوں سے اب بھی خالی نہیں۔ اور تاریخ اپنے آپ کو
دہراتی رہتی ہے۔

**مذہب کا انحطاط** جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں
کہ درحقیقت یہ مذہبی احساس نہیں
جو ہندو مبلغین کو برخلاف ان کی کتب مقدسہ کے اشاعت مذہب
کیلئے برانگیختہ کر رہا ہے۔ بلکہ اسکی وجوہ سیاسی ہیں۔ اور ایکدن وہ
بھی آنیوالا ہے۔ جبکہ مذہبی احساس کا نام و نشان بھی مفقود ہو جائیگا
مذہب کی جگہ مادیت لے لیگی۔ جو نئی زمانہ لوگوں کے دلوں پر اسقدر
مستولی نظر آتی ہے۔ ہندوستان آجکل انہی تجارب میں سے ہو کر
گذر رہا ہے جنمیں سے مغرب گذشتہ چند صدیوں میں گذر چکا ہے۔ وہاں
اشاعت مذہب کی نسبت منبر سیاسی اور قومی مسائل کے لئے زیادہ
استعمال ہوتا رہا ہے۔ پریسٹ (پادری) بجائے لوگوں کے مذہبی ہادی ہونے

دنیاوی عقدوں کے حل کرنے میں زیادہ منہمک اور مصروف نظر آتا ہے۔ گذشتہ صدی تک ہندو دھرم محض چند ایک رسوم کا نام تھا جنمیں بت پرستی لازمی تھی۔ اور ایسا ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کی مذہبی لٹریچر کا زیادہ حصہ اسی قسم کی تعلیم پر مشتمل ہے اور ویدمیں جو ہنود کی الہامی کتابیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان کی زبان مردہ ہونے کی وجہ سے وہ فہم انسانی سے باہر ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مطالب اور تفاسیر میں ایک نہیں بلکہ ہزاروں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے کوئی دو فرقے بھی اب تک ویدوں کے ایک ترجمہ پر متفق اور متحد نہیں ہوئے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں ہندوؤں کی موجودہ سرگرمی اشاعت مذہب کے باب میں بعض اور ہی وجوہات پر مبنی ہے اور وہ مذہب جو پہلے ہی چند ایک ظاہری رسوم پر مشتمل تھا اب سیاسی قومیت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور اسکی دلی خواہش ہے کہ تمام غیر ہندو عناصر کو ملک سے باہر نکال پھینکے۔

## دنیا کا آیندہ مذہب "اسلام"

قومی تباغض آج لوگوں کو اسلام کے جھنڈے تلے آنے سے روک رہا ہے لیکن ہمیں شک نہیں کہ اسلام کی تعلیمات دنیا کے مذہب میں فتح نمایاں حاصل کر رہی ہیں۔ اور اس کے اصول کے سامنے سب گردنیں خم ہو رہی ہیں۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ میں خدائے بزرگ کی توحید دنیا سے مفقود ہو چکی تھی تمام دنیا بدترین قسم کے شرک میں مبتلا تھی۔ ہندوستان میں بھی اصنام پرستی کا دور دورہ تھا۔ لیکن آج یہ کیفیت ہے۔ کہ توحید ہر مذہب کیلئے بطور روح رواں کے سمجھی جاتی ہے۔ نئی زمانہ کا پیغمبر ول کی

آگے سر جھکانے والے ہندو بھی مورتی پوجا کی گئی توجیہیں بیان کرتے ہیں ۔ ہندوستان کے مشہور و معروف لیڈر رہا تما گاندھی جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ۔ خدا کی توحید مانتے ہیں مسلمان ہیں ۔ لیکن اگر مولیے نزدیک ایک پتھر انکو خدا کی یاد دلا دیتا ہے ۔ تو وہ اُسکو پوجتے ہیں ہندو ہیں ۔ مہاتما نے اپنے عقیدہ کی تشریح نہیں کی ۔ انھوں نے ایک رنگ میں ہندو مذہب کی حقیقت بیان کر دی ہے ۔ مذہب میں چند ایک اور ارتقائی مراحل طے ہونے دو ۔ پھر دیکھ لینا کہ خالص اسلامی توحید ہی کی ہندوؤں میں جھلک نظر آئیگی ۔ اور ان کا مذہب اسلام ہی ہوگا ۔ خواہ نام کچھ ہی ہو ۔ آریہ سماج نے ابتدا میں توحید کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہی رکھی تھی ۔ ہندوؤں کے ایک اور فرقے برہمو سماج نے اسلام سے ہی روشنی لی ۔ اور اپنی تعلیمات کی بنیاد قرآن مجید پر رکھی مغرب میں بھی کچھ جلوہ گر ہو رہا ہے ۔ یسوع کو اب خدا نہیں مانا جاتا ۔ بلکہ خدا کی صفات کا مظہر سمجھا جاتا ہے ۔ یہ نیا عقیدہ گویا توحید اور تثلیث کے درمیان بطور برزخ کے ہے ۔ یسوع کو اب الوہیت کی صفات سے معرا کر دیا گیا ہے ۔ اب اقانیم ثلاثہ میں سے اسکو ایک اقنوم تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ وہ ہر پہلو اور ہر کیفیت میں انسان ہے ۔ خدا نہیں ہے ۔ ہاں اس کے اندر اخلاق الٰہی کے اظہار کی ایک بے نظیر طاقت پائی جاتی ہے اور ابھی انگلستان کی متعدد کانفرنسوں میں طے پایا ہے ۔ یہ عقیدہ محض کلیسیائے مذکور کا ہی نہیں ۔ بلکہ تمام دنیائے عیسائیت کے دماغ اب اسی نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں ۔ مگر حقیقت یہ ہے ۔ کہ اس حقیقت کی دریافت کا سہرا کلیسیا کے سر پر نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہے اسلامی عقائد کی تتبع کا ۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں ۔ کہ حضرت مسیح اخلاق الٰہی کے مظہر تھے اسی طرح سے جس طرح کہ دوسرے انبیاء کو ہم مانتے ہیں ۔ کہ اخلاقی تعلیمات کے تتبع اور پیروی سے انسان اخلاق الٰہیہ کا مظہر ہو سکتا ہے

پہنچ سکتا ہے۔ دنیا کے اندر مذہب کا منشاء مقصد بھی یہی ہے۔ کہ اس پر چل کر انسان اپنے اندر اخلاق فاضلہ الٰہیہ پیدا کر سکے۔ اسلام نے ہر ایک شخص کا منتہائے مقصود یہی امر قرار دیا ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید نے تخلقوا باخلاق اللہ کے رنگ میں رنگین ہونے کے لئے تمام ہدایات منضبط فرما دی ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ کا ایک کلیسیائی ابھی اگلا ہے کو تسلیم کرنے کیلئے طیار نہیں۔ وہ مریم کے بیٹے کے علاوہ اور کسی کو اس مقام پر فائز نہیں سمجھتا۔ گو امید ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ ایسا کرنے لگ جائیگا۔ سردست اس کے لئے ایسا کرنا قبل از وقت ہے اور اتنی جلدی اس امر کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ تثلیثی عقیدہ کو خیرباد کہتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ گذرنے نہیں پایا۔ یسوع کو تخت الوہیت سے تو نیچے گرا دیا گیا ہے۔ لیکن موجودہ کلیسیائی اس امر کو گوارا نہیں کر سکتا کہ بعض دوسروں کو بھی اس کے ہم پلہ قرار دیدے۔ خواہ وہ بعض دوسرے خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہی کیوں نہ ہوں۔ الغرض یسوع اخلاق الٰہیہ کا مظہر ہونے میں منفرد ہے۔ اور زمانہ حال کے بہترین شارح مسیحیت مسٹر ڈین کا ڈائل آنجہانی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہی رائے صائب ہے۔ تو پھر کوئی شخص یسوع کے مشن کو بنظر وقعت نہیں دیکھیگا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خود یسوع اس رائے کا حامی نہیں۔ وہ کھلے لفظوں میں دوسروں کو اپنی تقلید اور وہی کچھ کرنے کی دعوت دیتا ہے جو اس نے خود کیا۔ وہ اپنے متبعین کو اپنے نقش قدم پر چلنے اور ہر رنگ میں اپنا ہم رنگ ہی کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر مسیح کا ایک سچا پیرو اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا نہیں کر سکتا۔ تو پھر اس کی تعلیمات اور اس کا مشن بنی نوع انسان کی آنکھ میں کچھ وقعت نہیں رکھ سکتا +

**شخصیت۔ شرک کا بقیہ۔ انسان پرستی۔ عیسائی کلیسیا کا یہ بعید**

خیالی انسان پرستی کا آخرین بقیہ ہے۔ یہ شخصیت (انسان پرستی) انسانی
ترقی کی راہ میں ایک بڑی روک ہے۔ اور جماعتی آزادی تو نہیں تو کم سے کم
ارتقا کا سخت مانع ہے۔ قرآن مجید نے حضرت نبی کریم کے منہ میں یہ الفاظ
ڈال کر قل انما انا بشر مثلکم۔ اس اشکال کو ایک ہی بات میں
رفع کر دیا۔ یہ قول خداوندی بنی نوع انسان کو اوج رفعت پر پہنچانے
کے لئے ایک بے نظیر زریں اصول ہے۔ ہم میں سے ایک شخص انسانی
کمالات کے بلند ترین معراج پر کھڑے ہو گیا کہ ہمارے نبی کریم صلعم حقیقتاً
تھے۔ دوسروں کو اپنی پیروی کرنے کی تلقین اور ان کمالات میں
حصہ لینے کی تحریص دلاتا ہے۔ اس قسم کی تعلیم انسانوں کے درمیان
مساوات قائم کرتی ہے۔ اور ہمارے اندر حصول کمالات کا جذبہ پیدا
کر دیتی ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جو ہمکو اسباب پر آمادہ کرتی ہے۔ کہ ہم ترقی
کے میدان میں پیش از پیش گامزن ہوں۔ یہی وہ تعلیم ہے۔ جو ایک
انسان ہو کر دوسرے انسان کی غلامی سے بچاتی ہے۔ اور اگر اسلام
کی سچی تعریف یہ ہے۔ کہ وہ آزادی رائے کا مؤید ہے۔ تو وہ اسی
اصول مساوات کی وجہ سے ہے۔ شخصیت پرستی یعنی ایک شخص کے
اندر ان صفات کا ماننا جن سے دوسرے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ اور پھر
اسکی اسقدر عزت و منزلت کرنا جو پرستش کی حد تک پہنچ جائے نسل
انسانی کے لئے ایک لعنت ہے۔ اور جسقدر جلدی اس لعنت سے خالی
ہو۔ اسیقدر نسل انسانی کی فلاح و بہبودی انہیں مرکوز ہے

## اسلام میں شخصیت خاتم النبیین کی

اسلام کلیتہً ایک اصولی مذہب
ہے۔ دوسروں کی صفات حسنہ
کی عزت و منزلت کرنا اسلام بھی سکھاتا ہے لیکن اس کا منشاء انہی صفات کے
حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اور نسل انسانی کو اخلاقی اور روحانی علمی ہے

بچاتا ہے مگر بعض مسلمان ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے انسان پرستی کی لعنت سے
اپنے آپ کو داغدار بنا رکھا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
خاتم النبیین ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کی
وجوہات ظاہر اور باہر ہیں۔ خدا کا جو پیغام جو وقتاً فوقتاً پیغمبروں کی
رسالت اور ذریعہ سے بنی نوع انسان تک پہنچتا رہا اپنی اصل شکل میں کبھی
موجود اور قائم نہیں رہا۔ اسمیں تحریف واقع ہوتی رہی۔ اور یہی طرح
سے اسکی اصلیت گم ہوتی گئی۔ لیکن قرآن مجید نے اپنی اصلیت کو
قائم رکھا۔ اور جس طرح کہ یہ پیغمبر علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اسی طرح اور بعینہ
ہم تک پہنچا ہے۔ علاوہ ازیں تقریباً تمام دوسرے انبیاء کے واقعات
زندگی جو ان کی تعلیمات کے لئے بطور نمونہ اور اسوہ کے تھے وہ
اپنی اصل اور صحیح ہیئت میں ہم تک نہیں پہنچے ہمیں ان واقعات کا
بہت کم علم ہے۔ علاوہ اسکے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام
واقعات زندگی جو قرآنی تعلیمات کی تشریح اور توضیح کے لئے ضروری
تھے ہم تک اصلی ہیئت میں من وعن پہنچے ہیں۔ یہ دو عظیم الشان
مقاصد تھے۔ جن کی تکمیل کے لئے انبیاء دنیا میں تشریف لاتے
رہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فعل کسی لغو اور بے سود تکرار کا مقتضی
نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ بیشک حضرت محمد رسول اللہ ہی آخری نبی اور
قرآن مجید ہی آخری ہدایت نامہ ہے۔ ہاں ہم اسلام نے ایسے ایسے افراد
پیدا کئے ہیں۔ جو انبیاء کے رنگ میں رنگین اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ
سے مشرف تھے۔ اسلام میں کوئی ایک ایسا زمانہ نہیں گذرا جس کے
اندر ایسے لوگ پیدا نہ ہوئے ہوں جو روحانیت کے بلند مقام پر
کھڑے ہونے والے تھے۔ گو حقیقتاً وہ نبی نہیں تھے اور انہوں نے
کبھی نبوت حقیقیہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو وہ احکام شریعت بدل

مبعوث ہوئے۔ اور یہی ہیں انہوں نے حصول روحانیت کیلئے کسی نئے
ضابطہ کی طرح ڈالی۔ علاوہ جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ اصل غرض بعثت
ایسی ہی ہے۔ کہ صاحب نبوت شریعت جدیدہ لائے۔ یا احکام سابقہ میں کچھ
تغیر و تبدل کیے۔ وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نقش قدم
پر چلتے تھے۔ اور آپ کی تبع کا دم بھرتے تھے۔ اور ان قواعد و ضوابط کے ساتھ
کاربند تھے۔ جو قرآن مجید میں حصول کمال روحانیت کیلئے بیان کئے گئے
ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی ایک بڑی تعداد متبعین کی تھی جو اب تک لاکھوں کی
تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ تمام لوگ حضرت مسیح کی طرح اپنے متبعین
میں ہر ایک کو ان برکات سے حصہ لینے کی دعوت دیتے تھے۔ چونکہ وہ
خود متبع تھے۔ ان کا یہ قول تھا۔ کہ اسلام کی پیروی کر کے وہ بھی ان کمالات کو حاصل
کر سکتے ہیں جو ان کو خود حاصل تھے۔ ان کے متبعین میں سے بعض نے
ان کی اس نصیحت کو سنا۔ اس پر عمل کیا۔ اور بالآخر وہ ان برکات سے بہرہ ور ہو
گئے جیسا واقعات ایسا بھی واقع ہوا ہے۔ کہ خود ان کی اولاد اس رستہ پر گامزن
نہ ہوئی جس پر وہ خود چلتے تھے۔ وہ روحانی ورثہ سے محروم رہ گئے۔ اور محض ا
جسمانی طور پر ان کی اولاد ہونے کے اور کوئی خصوصیت ان کے اندر نہ رہی
روحانی کمالات کے حصول میں بھی وہی قاعدہ جاری ہے جو دنیوی مال و متاع
کے حصول میں پایا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی اولادیں جو بڑی بڑی جائدادیں
پیدا کرتے ہیں عموماً عیش و عشرت اور کاہلی کی زندگی بسر کرنے کے عادی
ہو جاتی ہیں۔ جو کچھ ان کو اپنے آبا و اجداد سے ملتا ہے۔ اس میں وہ کچھ اضافہ نہیں
کرتے۔ بلکہ وہ اس مال و متاع کو جو ان کو ورثہ میں پہنچتا ہے ضائع کر دیتے ہیں
ان مجددان دین اور اولیائے کرام کی اولاد کی بھی ہو بہو یہی کیفیت دیکھنے
میں آتی ہے۔ خود تو وہ کسی ذاتی خوبی کے مالک نہیں ہوتے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اپنے
[illegible] سے اپنے آپ کو روحانیت میں بلند مقام پر فائز سمجھتے ہیں۔

جن پر ان کے آباؤ اجداد فائز تھے۔ اور یہ امر ایسا ہے۔ جو از روئے قرآن مجید ناجائز اور ممنوع ہے۔ روحانیت کوئی نسبی اور ورثہ کی چیز نہیں۔ وہ ایک اکتسابی امر ہے لیکن بعض کا خیال ہے۔ کہ روحانیت بھی ورثہ میں پہنچتی ہے۔ یا تو ایسے لوگ خود غلطی خوردہ ہیں یا دوسروں کو غلطی میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ عموماً دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ بعض پوشیدہ طاقتوں پر قادر ہیں۔ اور اپنی گفتگو میں اس امر کا انحصار بکثرت کرتے ہیں۔ گو الفاظ اور لب ولہجہ ایسا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو ذومعنی اور بعض حالات میں مشتبہ اور مشکوک ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر ایسی طاقتوں کے مدعی ہوتے ہیں۔ جو کسی فیصلہ کن معیار پر کبھی نہیں جا سکتیں منجملہ ان کے یہ بات ہے کہ خدا وند تعالیٰ انکی دعاؤں کو سنتا ہے اور انکو جواب دیتا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کے ان متبعین کو جو ان سے صفات مخصوصہ میں سرفراز اور ممتاز ہوتے ہیں حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں ان صفات کے حاصل ہونے میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں ہے۔ ناواقف لوگ عموماً پیر پرست واقع ہوتے ہیں۔ بغیر اس امر کے کہ انکے پیر کے بیٹے میں وہ اوصاف موجود ہوں محض پیر کی اولاد سمجھ کر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پیر کا بیٹا بھی اس قسم کے اوصاف باپ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ جن کا خود اس نے کبھی ادعا نہ کیا ہو۔ اور نہ دوسروں کو کبھی وہ باتیں منسوب کرنے کی اجازت دی ہو۔ جہلاء کے کانوں کو یہ بات بہت مرغوب معلوم ہوتی ہے۔ کہ دنیا کی نجات اس بزرگ کے ماننے پر منحصر ہے نہ کہ اصول دین کی سچی اور حقیقی فرمانبرداری پر۔

الغرض عقیدہ کو عمل پر ترجیح دیجاتی ہے۔ یہی حال عیسائیت کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ لوتھر جیسا قابل انسان بھی غلطی سے نہ بچ سکا۔ اسکے نزدیک اگر ایمان مکمل ہے تو عمل کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ ایسا ماننے میں حق بجانب ہے

کیونکہ سینٹ مارک کی آخری آیات جو بالآخر الحاقی دریافت ہو چکی ہیں۔ اسی قسم کے نتیجہ کے منتج ہیں۔ ان آیات کا مفاد یہ ہے۔ کہ خواہ ایک شخص کے اعمال نبیوں جیسے ہوں۔ لیکن اگر وہ مسیح پر ایمان نہیں لایا۔ وہ دائمی سزا کا مستوجب ہو گا۔ اس قسم کے عقاید انسان پرستی کا موجب ہوتے ہیں۔ بے شک حضرت مسیح کے خدا سے لائے ہوئے پیغام کا ماننا معنے رکھتا ہے۔ لیکن محض انکی شخصیت پر ایمان لانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ مسلمان اولیاؤں کی اولاد کے بعض افراد بھی اسی رائے کے مؤید ہیں۔ لیکن اس سے اُن کو ذاتی مفاد مدنظر ہوتا ہے۔ مگر اس قسم کی انسان پرستی اب زیادہ عرصہ تک دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔ قرآن مجید نے انسان پرستی کی کس طرح سے بیخکنی کی۔ انسان پرستی اسلام میں پنپ نہیں سکتی۔ کیونکہ اسکے اصول اساسی کی بنا ہی حُریت اور مساوات پر رکھی گئی ہے۔ اسلام میں جس طرح مذہب میں مساوات اور حُریت ہے۔ اسی طرح سیاسیات میں بھی حُریت اور مساوات کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اسلام دُنیا میں انسان کے پیدا کردہ تمام امتیازات کو مٹانے آیا ہے۔ خاندان۔ ذات پات۔ رنگ و رُوپ۔ تموّل اور مفلسی کا یہاں کچھ امتیاز نہیں۔ اسلام نے تمام کیلئے یکساں طور پر ترقی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہر ایک شخص اس مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ جس پر دوسرے پہنچتے رہے ہیں۔ ہاں ہم کو حصولِ مقصد کے لئے ایک صحیح مسلک کی ضرورحاجت ہے۔ انبیاء اسی مسلک کو بتانے کیلئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ علاوہ تعلیمات کے وہ اپنے نمونہ اور اُسوہ سے بھی ہم کو اس مسلک کی طرف رہنمائی کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو اسلئے مبعوث نہیں فرمایا۔ کہ لوگ ان کی پرستش کرنے لگجائیں یا اُن کے متبعین ان کو خدا بنائیں۔ یا خدائی صفات انکے اندر مانیں۔ ہم ان کی اطاعت اس لحاظ سے نہیں کرتے کہ وہ انسان

ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ خدا کی طرف سے پیغامبر ہیں ہم ان اصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ جو اُن کو بوساطت وحی بتائے جاتے ہیں۔ اسلئے ہم ان سب کی یکساں طور پر عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے تمام خدا کے منشاء و مشیت کو ظاہر کرنے والے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا کلمہ یہی تعلیم ہم کو دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی سوائے ذات باری کے اور کوئی شخص یا کوئی چیز قابل پرستش نہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اسلام میں پرستش کے معنے یہ نہیں کہ انسان زبان سے کچھ پڑھ لے اور اسکے ساتھ کچھ حرکات کرلے۔ یہ تو محض علامات ہیں۔ اور یہ اس امر پر دال ہیں۔ کہ ہم احکام خداوندی کی اطاعت پر دل و جان سے مستعد ہیں ہم تو خدائے بزرگ کے پیغام پر سر جھکاتے ہیں۔ اور اس کے احکام پر سر بسجود ہوتے ہیں۔ اور چونکہ وہ احکام ہم کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی وساطت سے ملے ہیں۔ اسلئے کلمۂ مبارکہ میں ہم ان کا نام داخل کرتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے پیشتر بھی کئی نبی خدا کا پیغام لے کر دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ لیکن خدا کا کلام جو انبیاء سوابق کی معرفت نازل ہوتا رہا۔ وہ انسانی ہاتھوں کی آمیزش سے ناپاک اور ملوث ہوگیا اور اس وجہ سے اس قابل نہ رہا۔ کہ اسکی اطاعت کی جائے۔ اس لئے مسلمان کو خاص ایک پیغام کی اطاعت ضروری ہوگئی۔ اور یہ پیغام

## قرآن مجید

ہے۔ جو مسلمانوں کا مدار ایمان ہے۔ قرآن مجید جہانکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ساتھ ہی اسکی پیغمبرانہ حیثیت کی طرف اشارہ کردیتا ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں یہ امتیاز نہیں پایا جاتا۔ دوسرے کہتے ہیں۔ کہ "میری اطاعت کرو" لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں۔ کہ (خدا کے) پیغام کی اطاعت کرو۔ اس طرح سے وہ تمام کے تمام

انسان پرستی کی لوگونکو جرأت دلاتے ہیں۔ ہندو دھرم کے اکثر فرقے اور بدھ اور عیسائی مذہب تمام کھلے طور پر انسان پرستی کے چہرہ نما ہیں۔ اسلام تمام مشرکانہ خیالات کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ یہ خالص توحید کی تعلیم دیتا ہے جسمیں شرک کا ذرا بھی شائبہ نہیں۔ یہ اصول و آئین کا مذہب ہے۔ اور یہ اصول و آئین ہم کو خود اپنی سرشت کے بنانے میں مدد کرتے اور اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے قابل بناتے ہیں۔ اور انہی خوبیوں کی بناء پر مذہب اسلام تمام مذاہب پر فوقیت لے جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

## مغرب میں ایک نئی مذہبی تحریک

مذہب کلیسیا سے بیزار ہوکر مغرب کے اندر محض "جدید تحریک" ہی معرض وجود میں نہیں آئی۔ بلکہ بہت سے لوگ اس مذہب سے نکلکر کئی نئی مذہبی تحریکوں میں داخل ہو گئے ہیں جو حقیقتاً مذہبی تحریکات نہیں کہلا سکتیں۔ کیونکہ اُن تحریکوں کا ماخذ الہام الٰہی نہیں ہے وہ انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی انجمنیں ہیں۔ جن کو کلیسیا اپنی تعلیمات سے مطمئن نہیں کر سکا لیکن ایک دن وہ اسلام میں شامل ہو جائینگی۔ کیونکہ ان کے بہت سے اصول جن کی وہ تعلیم کرتے ہیں باستثنائے مسئلۂ تناسخ کے اسلام سے اخذ شدہ ہیں +

## بالآخر اسلام سب ادیان پر غالب آئیگا

اگر کوئی مذہب کسی خاص جگہ یا کسی خاص شخصیت سے وابستہ ہو تو ایک نہ ایکدن لوگ اس سے بیزاری کا ضرور اظہار کریں گے۔ اور بالخصوص وہ لوگ جو دوسرے ممالک کے باشندے یا کسی غیر نسل سے تعلق رکھنے والے ہوں ضرور اسکو نا قابل قبول سمجھیں گے۔ تقریباً تمام دوسرے مذاہب کے نام انکے ہادیوں کے نام پر یا ان مقاموں کے نام پر رکھے گئے ہیں جنہیں وہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ امر قدرتی طور پر دوسرے لوگوں کو اُن مذاہب کے . . . .

قبول کرنے میں ایک روک ہے لیکن اسلام اس سے مستثنے ہے۔ قرآن مجید اپنے متبعین کو "مسلم" کے الفاظ سے پکارتا ہے۔ جس کے معنے ہیں "خدا کا فرمانبردار"۔ اگر خداوند تعالیٰ سب کے لئے مشترک طور پر معبود ہے تو کوئی شخص جو اس پر ایمان لائے "مسلم" کے نام سے شرمسار نہیں ہو سکتا یا اس سے وہ لوگوں کے نزدیک ملامت و نفرین کا آماجگاہ نہیں بن سکتا اگر یہ مذہب ایسے قوانین و آئین کا حامل ہے۔ جو نسل انسانی کو اس کے منتہائے مقصد کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ تو جب مستقبل قریب میں ہی لوگونکو علم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی جو گھنونی تصویر کھینچی گئی ہے وہ صحیح نہیں تو تمام دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو جائیگی۔ قومی تباغض یا دوسری وجوہات اکثر لوگوں کو کھلم کھلا اسلام کے جھنڈے کے نیچے آنے سے روک رہا ہے لیکن جو شخص ایک سچے اور صحیح مذہب کا حقیقی متلاشی ہے۔ وہ اسلام کے محاسن کی تعریف اور اس کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان محاسن کا مختصر سا خاکہ ہم ذیل کے الفاظ میں کھینچتے ہیں +

## اسلام امن و صلح کا مذہب ہے

لفظ اسلام کے لغوی معنے ہیں (۱) امن و صلح (۲) امن و صلح کے حاصل کرنے کا طریق (۳) فرمانبرداری یا اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی مرضی پر چلنا امن کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں اس کے معنے ہیں احکام و رضائے الٰہی کے سامنے کلیتہً سر جھکا دینا +

## مذہب کا مقصد

اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسا ضابطہ دیا ہے۔ جس سے انسان کے اندر کی اور اس کی فطری خوبیاں باہر نکل آتی ہیں۔ اور جو انسانوں کے درمیان صلح و آشتی کا موجب ہوتی ہیں +

**پیغمبران اسلام** حضرت محمد رسول اللہ صلعم جنکو پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے تمام نبیوں کے خاتم تھے۔ مسلمان لوگ یعنے "اسلام کے پیرو کار" دنیا کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ حضرت عیسیٰ وغیرہ وغیرہ جو بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً خدائے بزرگ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے +

**قرآن مجید** مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید ہے مسلمان سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ تمام کتب مقدسہ خدا کیطرف سے ہیں لیکن وہ تمام انسانی دستبرد سے محفوظ نہیں رہیں۔ قرآن مجید جو کہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ تمام کتب سابقہ کا ہی اعادہ ہے +

**معتقدات اسلام** تعداد میں سات ہیں۔ ایمان باللہ ایمان بالملائکۃ۔ ایمان بالکتب۔ ایمان بالرسل۔ ایمان بالآخرہ۔ ایمان علے القدر خیرہ وشرہ۔ اور ایمان علی البعث بعد الموت۔ موت کے بعد زندگی اسلامی تعلیمات کی رُو سے کوئی نئی زندگی نہیں۔ بلکہ اسی زندگی کا ایک تسلسل ہے جسمیں اس زندگی کی چھپی ہوئی حقیقتیں ظاہر ہو جائینگی۔ یہ زندگی ایک غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ وہ جو اس ترقی کے لیئے اس دنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو قابل بنا ئینگے۔ وہ بہشت میں داخل ہونگے۔ اور یہ بہشت ایک دوسرا نام ہے اس ترقی پذیر زندگی کا جو بعد موت حاصل ہوگی۔ اور وہ جو اس زندگی میں برُے اعمال کے ساتھ اپنے قویٰ کو خراب کر دینگے وہ دوزخ میں داخل ہونگے۔ جس سے وہ زندگی مراد ہے جسمیں انسان الٰہی برکات کی قدر و قیمت نہیں سمجھ سکتا۔ اور جسمیں دُکھ اور تکلیف پائی جاتی ہے۔ اور یہ حالت اسلئے رکھی گئی ہے۔ تاکہ انسان تمام کثافتوں اور آلائشوں سے صاف ہو جائے اور خدا تعالےٰ کے حضور میں بہشت کے اندر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکے موت کے بعد کی زندگی اس دنیا کی رُوحانی کیفیت کا ایک نقشہ ہے +

تقدیر پر عقیدہ یعنی قدر خیرہ وشرہ کے معنے سمجھنے میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ اور یہ سمجھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان کی "قسمت میں روز ازل سے جو لکھا گیا وہ اٹل ہے لیکن ایک مسلم نہ تو تقدیر کا ان معنوں میں قائل ہے جنہیں دوسرے اور نہ ہی وہ یہ مانتا ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ روز ازل سے لکھا جا چکا ہے۔ اور اب مٹ نہیں سکتا۔ ہاں وہ تقدیر کا اس طرح سے قائل ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کی ہر ایک پیدا کردہ چیز کا استعمال اس کے مناسب موقع اور محل پر انسان کیلئے مفید ہے۔ اور اس کا غیر موقعہ اور غیر محل پر استعمال مضر اور برا ہے +

**ارکان اسلام** یہ تعداد میں پانچ ہیں۔ توحید باریتعالیٰ اور رسالت محمدیہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج +

**صفات الٰہیہ** مسلمان ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اپنی صفات میں یگانہ ہے۔ جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ علیم و بصیر ہے۔ تمام عالموں کا وہ رب ہے۔ وہی ہادی اور ناصر ہے۔ وہ از سرتاپا انصاف اور رحم ہے۔ کوئی شئے اسکی مثیل نہیں۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ماں باپ سے پاک ہے۔ اور بیوی بچے کی اس کو حاجت نہیں ہماری آنکھیں اس ذات نورانی کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ وہ نہایت رحیم اور نہایت مہربان ہے۔ وہ اپنی شان میں بینظیر اور وہ ایک نہایت عظیم الشان ہستی ہے۔ وہ اپنے حسن میں نہایت جمیل و حسین ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ تک رہیگا۔ اس کی صفات ازلی ابدی ہیں۔ وہی اول تھا اور وہی آخر +

**ایمان اور عمل** ایمان بغیر عمل کے ایک بے حقیقت چیز ہے۔ ایمان بذاتہ کافی نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ ایک مسلمان اس زندگی میں اور بعد الموت اپنے اعمال کا آپ ہی ذمہ وار ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنا بوجھ آپ ہی اٹھائیگا۔ اور کوئی دوسرا اس کے گناہ کا

کفارہ نہیں ہو سکتا +

**اسلام میں اخلاق** حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ خدائی اخلاق اور خدائی صفات اسلامی اخلاق کے اصل اصول ہیں

اسلام میں تقویٰ کیا ہے؟ خدائی صفات کی پوری پوری مطابقت میں زندگی بسر کرنا۔ اسکے خلاف عمل کرنا گناہ ہے +

**اسلام میں انسان کی حیثیت** مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرۃً معصوم پیدا ہوا ہے وہ اپنی سرشت میں عجیب وغریب استعدادیں لے کر آیا ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کر سکتا ہے۔ اسکو ملائکہ پر بھی فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اسکو عمیق قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے +

**اسلام میں عورت کی حیثیت** مرد اور عورت ایک ہی جوہر سے ہیں۔ انمیں یکساں طور پر روح ہے۔ اور ذہنی روحانی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنے کی ان کے اندر استعدادیں مساوی طور پر رکھی گئی ہیں۔ اسلام کی رُو سے مرد عورت دونو پر ایک سی ہی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ اور مرد کے عورت پر اگر حقوق ہیں۔ تو عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں +

**مساوات اور اسلامی اخوۃ** اسلام خدا کی توحید اور نسل انسانی کی مساوات کا نام ہے حسب نسب تمول اور خاندانی امتیازات محض اتفاقی چیزیں ہیں نیکی اور خدمت خلق اللہ حقیقی طور پر قابل قدر چیزیں ہیں۔ اسلام میں رنگ نسل اور قومیت کا کچھ امتیاز نہیں۔ تمام بنی نوع انسان ایک ہی کنبہ ہیں۔ اور اسلام سفید اور سیاہ کو ایک متحدہ برادری میں متحد کر دینے میں بے نظیر طور پر کامیاب ہوا ہے

**ذاتی رائے** کے اسلام ذاتی رائے کی حمایت میں ہے۔ اور اختلاف رائے کو بنظر استحسان دیکھتا ہے بحسب ارشاد حضرت نبی کریم صلعم ایک برکت ہے +

**علم** کے تحصیل علم اسلام میں ایک فرض قرار دیگئی ہے۔ اور یہی علم ہی کی برکت ہے۔ کہ انسان ملائکہ پر فوقیت لے جاسکتا ہے +

**کسب** کے ہر ایک ایسا کسب جو انسان کو دیانتداری کے ساتھ روزی کمانے کے قابل بناتا ہے۔ قابل عزت ہے۔ بے ہنری ایک گناہ خیال کیا جاتا ہے +

**خیرات و صدقات** کے انسان کے تمام قوائے باطنی اور ظاہری خدا کی طرف سے بطور امانت کے اسکو اپنے ہمجنسوں کے فائدہ کے لئے دیئے گئے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کیلئے زندگی بسر کرے۔ اور اسکی خیرات تمام لوگوں کو بغیر کسی تمیز کے پہنچنی چاہئے صدقات اسلام میں قرب الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ اسلام میں صدقات و خیرات کو لازمی فرض ٹھیرایا گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص جس کے پاس ایک خاص مقدار سے زیادہ مال ہو اس پر زکوٰۃ کا دینا فرض ہے۔ یہ ایک ٹیکس ہے۔ جو امراء سے لے کر غریبوں کو دیا جاتا ہے +

---

**توحید فی الاسلام** کے فاضل مصنف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں نہایت شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی تیاری ہوتی ہے علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولدا ور جمہوریت کی جان ہے توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے دنیوی دولت ثروت حکومت شوکت۔ الغرض سب کچھ توحید کی خیر و برکت سے ہے۔ قیمت بلا جلد ایک روپیہ۔ مجلد صرف ایک روپیہ پانچ آنے (عہ)

# طریق تبلیغ علیٰ ما فی القرآن

اسلام کی تبلیغ دوسروں کو کس طریقہ سے کی جاوے۔ اس سوال کا حل قرآن کی روشنی میں کرنا سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اسلام کے مبلغ کا فرض صرف تبلیغ حق ہے۔ تبدیل مذہب کے معاملہ میں اُسے زیادہ ردو کد کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ مذہبی تبدیلی کی تحریک خود انسان کے دل میں پیدا ہونی چاہئے۔ اور ترغیب یا اکراہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔ خود مسیح نے بھی یہی تعلیم دی "جو تمہاری بات نہ سُنے اور نہ قبول کرے۔ اُس سے رُخصت ہو جاؤ (مرقس ۶: ۱۱) کاش کہ مسیح اس سے زیادہ صراحت کر دیتے تا کہ آج کے دن دنیا ان مسیحی مبلغین کی ایمانی تجارت کے نتائج فاسد سے محفوظ ہوتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کی نالائقی کا اندازہ کرتے ہوئے اس مسئلہ پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی۔ اور اس امر کو آنیوالے کے لئے اُٹھا رکھا (یوحنا ۱۳: ۳۵) چنانچہ جب قرآن نازل ہوا، تو طریق تبلیغ کا بہترین اصول ان الفاظ میں دیا گیا۔ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ بلا لوگوں کو اپنے رب کیطرف عقلمندی اور نصیحت کے ساتھ اور اُنکے ساتھ بہترین طریق پر مجادلہ کرنا چاہئے (قرآن ۱۶: ۱۲۶) ان آیات میں تبلیغ کے تین مراتب بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ لوگوں کو خدا کیطرف حکمت اور ہوشیاری کے ساتھ بلاؤ۔ دوسرے یہ کہ انکو نصیحت کرو تیسرے یہ کہ اگر بحث ومباحثہ کا موقع آن پڑے تو احسن طریق پر مباحثہ کرو۔ پھر فرمایا۔ ولا تجادلوا اھل الکتٰب الا بالتی ھی احسن (۲۹: ۴۶) اہل کتاب کے ساتھ احسن طریق پر مناظرہ کرو۔ چنانچہ جب ایک مسلمان مسیحیت یہودیت

کے پیروؤں سے مباحثہ کرے تو اسے اس کا خیال رکھنا چاہئیے۔ اور اگر وہ لوگ ہماری بات نہ سنیں تو ہمیں ناراض نہ ہونا چاہئیے۔ بلکہ متانت اور سلامتی سے کام لینا چاہئیے۔ اور اگر وہ صاحبان دھیان نہ دیں تو پھر ہمارا کام یہ ہے کہ الٰھنا والٰھکم واحد ونحن لہ مسلمون ہمارا تمہارا خدا ایک ہے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں (۲۹ : ۴۶) درحقیقت یہ سچی اسلامی سپرٹ کا نقشہ ہے۔ ہم انہیں کو شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم نے تبلیغ کا فرض پورا کر دیا۔ اور ہر چیز کو خدا کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ اور اسی کے فرمانبردار ہیں +

ان تمام آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمکو تبلیغ اسلام میں بیحد نرمی اور محبت سے کام لینا چاہئیے۔ اور اسلام کی حقانیت بدلائل نیرہ مبرہن کرلی چاہئیے اور بدکلامی سے بالکل اجتناب کرنا چاہئیے۔ اور ہر اس بات سے دور رہنا چاہئیے جو کسی طرح بھی رنج دینے والی ہو۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ کہ جو لوگ سوائے خدا تعالےٰ کے دوسرے جھوٹے معبودوںکو پکارتے ہیں۔ تم انہیں بُرا مت کہو۔ اب کیا ان تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہم اسلام کو بجبر منوانے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں؟ لیکن اسی مقدس کتاب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ مذہب کو تلوار سے پھیلانے کا حکم دیتی ہے؟ یہ کس قدر ناقابل معافی الزام ہے! ہم بخوشی ڈاکٹر ان ٹرویمر اور مارگولیتھ اور دوسرے بدنام کنندگان اسلام کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ پورے قرآن میں سے کم از کم ایک ہی سورت نکال کر دکھا دیں جو تلوار سے مذہب پھیلانے کا حکم دیتی ہو۔ اور ہم ببانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ اُن قرآنی آیات سے جنمیں مسلمانوں کو ان کفار سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جو ان پر حملہ آور ہوتے تھے نتیجہ غلط نکالتے ہیں وہ اپنی جہالت اور نالائقی کا ثبوت دیتے ہیں! اسلام دنیا میں اسطرح پھیلا جسطرح جنگل میں آگ۔ اور دنیا کے لوگوں نے بخوشی اپنے تمام عقاید کو ترک کر کے اسلام اختیار کیا۔ اب کوئی مؤرخ ہمیں دیانتداری سے بتادے کہ کب

اور کس موقع پر جبکہ اسلام عرب سے باہر پھیلا تلوار اٹھائی گئی؟ ہم درحقیقت ان مسیحی مشنریوں کے بیجا اتہامات سے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں بیحد آزردہ ہیں اسکے برخلاف اگر ہم یہ دعویٰ کریں۔ کہ عیسائی مذہب بزور شمشیر دنیا میں پھیلا تو حق بجانب ہیں۔ کیونکہ ہم دو منٹ کے اندر اندر مستند مغربی مصنفین کے حوالے پیش کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے قول کی تائید کرینگے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قدیم اقوام مثلاً پیگن سیکسن۔ اسکنڈے نیوٹن بریٹن گال اور آئی بیرین اس طرح بزور شمشیر بتپسمہ کے لئے لائی گئیں۔ جس طرح قصاب بھیڑوں کو ذبح کی طرف ہنکاتا ہے ؛

ہاں، امتدادِ زمانہ بیشک ان واقعات پر پردہ ڈال دیتا ہے مگر تاریخ کے صفحات سے محو نہیں کر سکتا۔ اور گذشتہ سو سال میں بہت کچھ انسان بھلائی جا چکی ہے۔ حامیان ریشنلزم اور آزاد خیال مسیحی جماعتوں نے ان لوگوں کی اس جنگی سپرٹ کو بنظر تحقیر دیکھا۔ اور ان لوگوں (یعنی مشنری) کے جانشینوں نے بجائے اپنے تئیں ملامت کرنے کے دوسرے بیگناہوں پر یہ الزام لگانا شروع کر دیا۔ مگر جھوٹ چھپ نہیں سکتا چنانچہ کچھ دن گزرے کہ کلیسیا نے ان لوگوں کے قتل عام پر جو اس کی نظر میں اشاعتِ عیسویت میں ہارج تھے، علانیہ خوشی کا اظہار کیا۔ اور گرجوں میں شکرانہ ادا کیئے گئے۔ اسکے معنی یہ نکلے کہ مسیحی مبلغین نہیں چاہتے کہ ان کے مخالفین روے زمین پر رہ سکیں۔ جو حالات پالس کے قتل کے متعلق اخبارات میں چھپے۔ اُن کو پڑھ کر زمانہ وسطیٰ کی حالت سامنے آجاتی ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کلیسیائی مسیحیت نے کس طرح یورپ میں فروغ پایا۔ اس واقعہ کی مختصر روئداد جو ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء میں ریوٹر کی طرف سے شائع ہوا۔ یوں ہے کہ پالس اور اسکے تین سو ہمراہی رسیوں سے جکڑے گئے۔ اور پادری نے کھڑے ہو کر کہا۔ "یا لو ہمارے فرقے

کے عیسائی ہو جاؤ ورنہ گولی مار دیجاویگی۔ سوائے پادری کے سب نے اقرار کر لیا اس پر برافروختہ ہو کر سپاہیوں نے اس کا لباس پرزے پرزے کر دیا۔ اور رائیفلوں سے اسقدر مارا کہ وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اب غور کیجئے۔ جب یہ لوگ غیر فرقے کے مسیحیوں کے ساتھ اس قدر ظلم روا رکھتے ہیں۔ تو پھر غیر مذاہب کے ساتھ ان کا سلوک کسقدر وحشیانہ اور خونخوارانہ ہوگا۔ ہم اس دن کے منتظر ہیں جب لبرل مسیحیت کا دور دورہ یورپ میں ہوگا۔ اور ان وحشیانہ اور ناپاک حرکات کا قطعی طور پر استیصال ہو جاویگا +

## رسالہ جنوری ۱۹۲۵ء

۱۔ آیندہ رسالہ اشاعت اسلام جنوری ۱۹۲۵ء میں لندن کی مذہبی کانفرنس کی مفصل روئداد ہدیۂ ناظرین کرام ہوگی۔ جو گذشتہ ستمبر ۱۹۲۴ء کو لندن میں منعقد ہوئی اور جسمیں مختلف مذاہب عالم کے نمایندے شامل ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے مذہب کیطرف سے لیکچر پڑھے +

۲۔ اسی ماہ کے رسالہ میں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کے اس لیکچر کا اردو ترجمہ پیش ناظرین ہوگا۔ جو صاحب موصوف کی طرف سے لندن کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا ہے +

# تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

## أم الالسنہ
معروف بہ
### زندہ و کامل زبان

کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی طرح کی پہلی کتاب اُردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۲ ر

## مطالعۂ اسلام
بلا جلد ۱۲ ر — مجلد عہ ر

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اس کتاب میں امنت باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ والیوم الآخر والقدر خیرہٖ و شرہٖ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام یعنے کلمہ طیبہ۔ حج۔ روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی

## خطبات غربیہ
مجلد عہ — بلا جلد ۱۲ ر

یہ وہ معرکتہ الآرا خطبے ہیں۔ جو حضرت خواجہ صاحب موصوف نے اپنے قیام لندن میں نا آشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے بعض احباب کی خواہش پر اُردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں مکمل سٹ

## مقصد مذہب
۱۲ ر — ۳ ر

یہ وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برھمو سماجی اور بہت سے مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے +

## مذہب محبت
۱۲ ر — ۷ ر

اسمیں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو زمین پر صلح امن۔ آشتی۔ محبت۔ پیار اور یگانگت کامیابی کے ساتھ قائم کرسکتا ہے +

## ذرات عالم کا مذہب
۵ — ۸ ر

اسمیں مصنف نے دکھایا ہے۔ کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اس کے خواص مسئلہ ارتقائے انسانی۔ نقارہ پر بیان اپنی ہنک۔ قیمت ۸ ر

## اسلام اور علوم جدیدہ
۱۲

اسمیں فاضل مصنف نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کیلئے صحیفہ قدرت اور اسکے مظاہر کیطرف انسان کو متوجہ کیا۔

قیمت ۸ ر

## ینابیع المسیحیت
بلا جلد عہ — مجلد ۱۲ ر

یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اناجیل و حکایات مسیح کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج دیوتا کے قبل مسیح کی بت پرستی سے حرف بحرف لی گئی ہے کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے منکشف شدہ حالات حیرت فزا اور دلچسپ ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے

## یسوع کی الوہیت ادعائی پر ایک نظر
۱۲ — ایک نظر قیمت ۸ ر

فاضل مصنف نے الوہیت مسیح کفارہ۔ معجزات مسیح یہودی کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کی براہین قاطعہ سے تردید کی گئی ہے +

# تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

## رازِ حیات یا انجیلِ عمل

مجلد عہ — مجلد عہ

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ زندگی، قوت، دولت، حشمت، جاہ و جلال، مرفع الحالی کا راز قوتِ عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح کہ باغ کی تر و تازگی و نشو و نما پانی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کا راز قوتِ عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہو گئی ہے +

## توحید فی الاسلام

بلا جلد عہ — مجلد ۵ر

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریاتِ زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ روحِ توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاقِ فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی علومِ جدیدہ کی محرک۔ حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوقِ انسانی کی حفاظت ہوتی ہے +

## سلکِ مروارید

بلا جلد عہ — مجلد ۱۲ر

یہ ان دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقاماتِ دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف مذاہب کے ماتحت اسلام پر لیکچر دئیے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے

## ضرورتِ الہام

مجلد ۱ر — قیمت ۱۲ر

فی زمانہ تعلیمیافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہام ہی سے مذہب آیا ہے +

## مکالماتِ ملیہ

بمجلد ۱۲ر — مجلد عہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جنکو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ انکے لئے مفید ہیں +

## صلائے نصرت اہل ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جسمیں حضرت خواجہ صاحب نے واقعاتِ حاضرہ قرآنی آیات احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی ہے۔

قیمت بلا جلد ۴ر

## اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

بلا جلد ۱۲ر — مجلد عہ

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یک جہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے +

## براہینِ نیرہ حصہ اول

معروف بہ

### زندہ و کامل الہام

اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے، جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہبِ دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے۔ ۱۲ر مجلد عہ

## اسوۂ حسنہ

معروف بہ

### زندہ و کامل نبی

قیمت ۸ر — مجلد ۱۴ر

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے تو وہ آپ کی ذات ہے +

المشتہر ۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور نمبر ۱

اسلامیہ پریس بیرون دروازہ لاہور میں منشی محمد [illegible] کے اہتمام سے چھپا اور خواجہ عبد الغنی منیجر رسالہ اشاعت اسلام نے عزیز منزل لاہور سے شائع کیا

ممالک غیر کیلئے پانچ روپے آٹھ آنے

قیمت چار روپے آٹھ آنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء نمبر (۱۰)

فہرست مضامین

۱۔ دعائے مسلم۔ ترجمہ نظم حضرت خواجہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۴۳۳
۲۔ شذرات۔ از مترجم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۳۴
۳۔ موت کے بعد کی زندگی از
۴۔ مذہب کی غرض۔ از حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ۴۴۱
۵۔ اسلام اور تہذیب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۶
۶۔ اسلام میں عورت کی حیثیت۔ از قلم انور الدین صاحب ۴۵۰
۷۔ جناب مسیح ایک مسلم تھے۔ از قلم حضرت خواجہ صاحب ۴۵۳
۸۔ تمدن ۱۹۲۲ء میں۔ از قلم محمد اللہ لیس ملک بی اے ۴۵۹
۹۔ ترقی اسلام کی سمت جنبش۔ از لارڈ ہیڈلے ۴۶۵
۱۰۔ سندھ میں اشاعت اسلام۔ از چوہدری منظور الٰہی صاحب ۴۶۸
۱۱۔ اسلام اور آریہ سماج۔ از مولوی مصطفےٰ خان صاحب ۴۷۰
۱۲۔ شاہجہان مسجد ووکنگ۔ از قلم روڈلف پکتھال ۴۷۷

# ضروری اطلاع

۱۔ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہئے۔ ورنہ شکایت معاف۔
۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہئے۔
۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہئے۔ ورنہ تعمیل ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی۔
۵۔ سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صر نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔
۶۔ جواب طلب خطوط کیلئے ۔ ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
۷۔ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔
۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۲۰ء فی جلد ۸ ر
۱۹۲۱ء و ۱۹۲۲ء فی جلد ہے ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔
۹۔ مربی رسالہ اشاعت اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے۔

# اُجرت نامۂ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

| تعداد طبع | ایک صفحہ | نصف صفحہ | ربع صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱۲ | ۶۰ ر | ۳۵ ر | ۲۰ ر |
| ۶ | ۳۵ ر | ۲۰ ر | ۱۴ ر |
| ۳ | ۲۰ ر | ۱۵ ر | ثے ر |
| ۱ | ثے ر | صہ ر | ے ر |

اجرت اشتہار پیشگی لیجاویگی — معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا — مدت معینہ کے اندر بدل سکتا ہے، اشتہار کے حرفے بھجوانے چاہئیں

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو عہ ر کاتب کی اجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی۔
۲۔ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاوینگے۔
۳۔ ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی +

## تمام درخواستیں بنام

# مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں



H. H. Prince Omar Tusan.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم


# اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء نمبر (۱۰)


# دُعائے مسلم

خداوندِ دو عالم مَیں ہوں سرگرم ثنا تیرا
فدا ہے تجھ پہ جاں میری کہ تُو ہے دلرُبا میرا
تُو ہی اللہ ہے میرا اور نہیں تیرے سوا کوئی
احد ایمان ہے میرا نہیں ہے دوسرا کوئی

جمالِ عالمِ ایجاد بیشک تیری صُورت ہے
تو ہم کو معجزوں کی جُستجو کی کیا ضرورت ہے
کہاں ہے عقلِ انسانی کو یارا تیری قُدرت کا
کہ اِک برگِ گیاہِ سبز آئینہ ہے حیرت کا

تیری رحمت کا دسترخوان اِک دُنیائے نعمت ہے
بلا تخصیص ہر یک کے لئے سامانِ دعوت ہے
بلا تخصیص کالے اور گورے چل کے آتے ہیں
برابر گبر و ترسا اور مسلماں رزق کھاتے ہیں

تُو وہ فیّاض ہے تُونے سدا سب کچھ دیا ہمکو
ہمیں جس کی ضرورت تھی برابر وہ ملا ہم کو
تعالٰی اللہ کیا رحمت ہے اِک نیکی جو ہو جائے
تو اس نیکی کے بدلے دس گُنہ انعام پھر آئے

بپائے عفوِ گنہ اب تیری رحمت کی ضرورت ہے
کہ بخشش تیری عادت مالکِ یوم قیامت ہے
میرے وردِ زباں ایاك نعبد بہر طاعت ہے
تیرے آگے کروں سجدہ یہی میری عبادت ہے
بنا دے ہمسفر اب رہ نوردانِ ہدایت کا
چکھا دے لُطف انعمت علیہم کی حلاوت کا
بچا لے ان کی صحبت سے جو ہمدوشِ ضلالت ہیں
گرفتارِ غضب ہیں اور اسیر قید آفت ہیں

ترجمہ نظم انگریزی خواجہ کمال الدین

# شذرات

**بچوں کیلئے انجیل** تمام باتوں کو چھوڑ کر بچوں کو کہانیاں بہت مرغوب ہوتی ہیں جتنی وہ عجیب وغریب ہوں۔ اسی قدر وہ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کلیسیا نے اپنی اشاعتی جدوجہد میں اس امر کو فراموش نہیں کیا۔ اور بچوں کے مفاد کو بالائے طاق رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ نائل مشن پریس کے سالانہ اجلاس میں مس ایم۔ ڈابسن نے بچوں کے لئے لٹریچر بہم پہنچانے کی ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں بچوں کی دماغی حالت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ ان کی رجحان طبع کو جس طرف ہم چاہیں پھیر سکتے ہیں۔ اور ہندوستان میں یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ ایک بڑے انسان کو انجیل کی سچائی منوانا بہت مشکل امر ہے۔ ایک مسلمان عورت جس کے ساتھ میں قرآن اور انجیل پڑھتی تھی۔ جب اس کے سامنے ایک ایسی بات آئی جو قرآن کے خلاف تھی تو اس نے پوچھا تمہاری کتاب سچی ہے یا میری۔ جب اسے کہا گیا کہ انجیل سچی کتاب ہے۔ تو اس کے بعد اس نے انجیل نہیں پڑھی لیکن بچے تو ہر شے کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہندوستان میں میں نے ایک چھوٹی لڑکی کو الف لیلہ کی

ایک جلد کا مطالعہ کرتے دیکھا جو مخرب اخلاق باتوں کو نکالکر شائع کی گئی تھی لیکن اسکی بجائے انہیں انجیل کیوں نہ دیجائے۔ کیا خوب بدل ہی بچوں کی تعلیم سے ان کی بہتری متصور ہوتی ہی لیکن تم ان کے نازک دماغ کو ان امور سے بھرنا چاہتے جنہیں ایک ترقی یافتہ دماغ ہرگز قبول نہیں کر سکتا +

**سُرخ پروپیگنڈا مسلمانوں سے اپیل** آجکل روس کی سرزمین پُر اسرار بنگئی ہی۔ دنیا میں اس کے متعلق بہت سی باتیں مشہور کی گئی ہیں لیکن انہیں سمجھنا بہت دشوار ہی۔ حال ہی میں برطانیہ نے سوویٹ حکومت کے نام جو مراسلہ بھیجا ہی۔ اسمیں برطانیہ کے خلاف مشرق میں پروپیگنڈا پھیلانے کا الزام لگایا ہے۔ اور اس قسم کی اشاعت کو روکنے کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن مارننگ پوسٹ کا روسی نامہ نگار تحریر کرتا ہے۔ کہ اس وعدہ کے خلاف روسی اخبار میں جو حکومت کا نمائندہ سمجھا جاتا ہی تمام دنیا کے مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے اور جس پر روسی مسلمانوں کی ایک سوسائٹی کے ممبروں اور صدر نے دستخط کئے ہیں۔ یہ اپیل اس امر پر زور دیتی ہی کہ حکومت برطانیہ نے اپنا جوا اہل اسلام کی گردن میں ڈالا ہوا اور ہم مسلمانوں نے ایشیائے کوچک و تھریس سی یونانیوں کو خارج کرنے اور سلطنت ٹرکی کی فتح کیلئے خداوند تعالےٰ سے دعا کی ہی اللہ نے ہماری دعاؤں کو سنا اور ٹرکی کو فتح نصیب ہوئی۔ لیکن اس فتح کا ایک بڑا سبب سوویٹ حکومت کی امداد تھی جو اس نے ٹرکی کو دی۔ اسلئے تمام اسلامی دنیا کو روس کی سوویٹ حکومت کا ممنون احسان ہونا چاہئے۔ اور اس جنگ میں جو برطانیہ کے خلاف اسے درپیش ہی اسکی حمایت کرنی چاہئے +

**جاوا کے مسلمان** جاوا کی کُل آبادی ۲۱۳۳۰۹۳۰۴ ہی جنمیں سے ۳۶۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ رفتار زمانہ سے کسی حالت میں پیچھے نہیں۔ بلکہ دیگر

اسلامی ممالک کی طرح ان میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ بیرونی ممالک کے مسلمانوں کو قدرتی طور پر مسلمانان جاوا کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوگی ایک ریلوے ہڑتال کے متعلق بٹاویا سے ٹائمز کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے چند سال پہلے باشندگان جاوا کی ہڑتال کا خیال مضحکہ انگیز معلوم ہوتا تھا اس جزیرے کے لوگ ایک سرے سے دوسرے تک نہایت پرامن اور خوشحال ہیں۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جو لوگوں کو ابھارنے میں مشغول ہے۔ شرکت اسلام پہلے ایک خالص مذہبی جماعت تھی جسے مسلمان علما نے قائم کیا تھا لیکن اب اس جماعت نے سیاسی رنگ اختیار کرلیا ہے۔ اور یوروپین اقوام کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ ہر ایک گاؤں اور سماٹرا کے دور افتادہ پہاڑی علاقوں میں بھی مدرسے کھولے گئے ہیں۔ موجودہ تعلیمی نظام میں جو نہایت وسیع پیمانہ پر ہے۔ ایک نقص یہ ہے کہ پرانی طرز کی تعلیم کو ترک کردیا گیا ہے۔ چند سال پہلے عورتیں اور لڑکیاں لبس اور کپڑے پر نہایت عمدہ سنہری کام کرتی تھیں۔ پڈانگ کے تمام گھروں میں نہایت خوبصورتی سے بیل بوٹے تراشے جاتے تھے۔ اب لڑکیوں نے لکھنا پڑھنا تو سیکھ لیا لیکن وہ سی نہیں سکتیں۔ یہ عام شکایت ہے کہ گورنمنٹ نے ہمیں تعلیم تو دے دی لیکن ملازمت نہیں دیتی +

---

**لارڈ ہیڈلے کا عزم حج** ویسٹ منسٹر گزٹ نے ۵ جولائی کی اشاعت میں ذیل کا پیغام شائع کیا جو قاہرہ سے موصول ہوا تھا۔

آج قاہرہ۔ اسکندریہ اور مصری مسلمانوں کے نمائندوں نے لارڈ ہیڈلے کا خیر مقدم کیا۔ لارڈ موصوف حج کیلئے مکہ جانے سے پہلے چند دن قاہرہ میں قیام فرمائیں گے۔ دس سال ہوئے کہ لارڈ ہیڈلے کی قبولیت اسلام کا اعلان شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا۔ کئی سال کے غور و خوض کے بعد میں نے

اسلام قبول کیا لیکن اس امر کے باوجود میں عیسائی بھی ہوں۔ کیونکہ حضرت مسیح کو مانتا ہوں اور ان کی تعلیم پر عمل کرتا ہوں۔ اس امر کو سمجھنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف لارڈ ہیڈلے ہی ایک ایسے مسلمان نہیں جو عیسائی بھی ہیں تمام دنیا کے مسلمان نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح کی رسالت کو مانتے ہیں اسلئے مسلمان عیسائی بھی ہوتا ہے حقیقت میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایک مسلم ہی سچا عیسائی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان حقائق پر عمل کرتا ہے جو حضرت مسیح کی زندگی کا مقصد تھے۔ اور جن کیلئے آپنے جان دی۔ حضرت مسیح اپنی زندگی میں رضاء الٰہی کے لئے جویا رہے۔ ان کی اپنی کوئی مرضی نہ تھی۔ آپنے اسی اصول کیلئے جان دی۔ یہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام کے معنی ہی خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کے ہیں۔ نبی کریم صلعم نے ہی ذیل کے الفاظ میں انہی جذبات کو ظاہر کیا۔ نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین +

# موت کے بعد کی زندگی اور یوم قیامت

(از قلم جناب محمد صاحب لدھیانہ)

قرآن کریم میں انسانی زندگی کی تین حالتیں مذکور ہیں۔ پہلی حالت کا اظہار اسی دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں انسان کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ اپنے نیک و بد اعمال سے آخرت کے لئے سامان تیار کرتا ہے۔ دنیاوی زندگی کے بعد اگرچہ روح کی ارتقا کی ابدی منازل طے کرتی ہے۔ مگر یہ ترقی صرف خداوند کریم کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور انسانی اعمال کا نتیجہ نہیں۔ دوسری حالت جو بعد از موت روح پر وارد ہوتی ہے برزخ کہلاتی ہے جس کے معنی حالت وسطیٰ کے ہیں۔ یہ حالت اس وقت وارد ہوتی ہے۔ جبکہ روح اس جسم کثیف سے علیحدگی اختیار کرتی ہے۔ اور یہ جسد عنصری جزو خاک ہوجاتا ہے حالتِ برزخ میں ہر روح کو ایک جسم عطا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ ظاہری طور پر اپنے گذشتہ نیک و بد اعمال کا

مزا چکھے - یہ نیا جسم خاکی نہیں - بلکہ دنیاوی زندگی کے اعمال کے مطابق نورانی یا ظلماتی ہوتا ہے +

اسمیں شبہ نہیں کہ انسانی فہم وادراک ان گہرے اسرار پر کُلی احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہمیں اس امر کی ضرورت ہے - کہ ان رازہائے سربستہ کا پتہ چلانے میں متجسس ہوں تیسری حالت کا ظہور یوم قیامت کو ہوگا - اور اس وقت ہر ایک نیک و بد روح کو پورا بدلہ دیا جائیگا - اس دن خدا تعالیٰ کی شان وعظمت کا اظہار ہوگا - اور مخلوق خدا اپنے خالق کو ظاہر طور پر دیکھیگی - اسی دن ہر انسان کو درگاہ باری تعالےٰ سے اسکے اعمال کی جزا ملیگی - بلاشبہ خداوند تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے - اور اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے - اسی نے انسان کو ایک ادنےٰ حالت سے ایک اشرف حالت تک پہنچایا - اور اسے طاقت کاملہ حاصل ہے - کہ اپنے بندوں کو حیات بعد الموت عطا فرمائے - اسی دن خداوند تعالیٰ انسان کی دنیاوی زندگی کے نیک و بد اعمال کا مواخذہ کریگا - قرآن کریم فرماتا ہے -

یاایھا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوماً لا یجزی والد عن ولدہٖ ولا مولود ھو جازٍ عن والدہٖ شیئاً ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور ٥ (سورہ لقمٰن ع ۴) ترجمہ - لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئیگا - اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا - بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے - اور خدا کے بارے میں تمہیں وہ فریبی (شیطان) فریب نہ دے +

ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃٍ من خردلٍ اتینا بھا وکفیٰ بنا حاسبین (ترجمہ) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھینگے سو کسی جان پر ظلم نہ ہوگا - اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا ہم سے لائینگے اور ہم کافی محاسب ہیں +

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ

اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون ۝ واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتٰب وجایٓئ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ۝ ووفیت کل نفسٍ ما عملت وھو اعلم بما یفعلون ۝ وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتّٰی ..... فبئس مثوی المتکبرین ۝ وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا .... (سورہ زمر ع ۶) ترجمہ ۔ اور سور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے بیہوش ہو جائیگا۔ مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ وہ اسی وقت کھڑے ہو جائینگے اور دیکھ رہے ہونگے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھیگی۔ اور اعمالنامے رکھے جائینگے اور انبیا اور گواہ حاضر کئے جائینگے۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا ہے پورا بدلہ ملیگا۔ اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ کر کے ہانکے جائینگے ... متکبروں کا ٹھکانہ بُرا ہے۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ وہ گروہ در گروہ کر کے جنت کیطرف لائے جائینگے ۔

## گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اگست ۱۹۲۳ء دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

| تفصیل آمد | نمبر تفصیل | رقم آمد ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ | تفصیل خرچ | نمبر تفصیل | رقم خرچ ہندوستان پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن | عـ۱ | ۶ | ۱۴ | ۳۵۸ | خرچ ووکنگ مشن | عـ۳ | ۰ | ۰ | ۳۲۸ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو | عـ۲ | ۰ | ۵ | ۵۱۰ | خرچ اسلامک ریویو | عـ۴ | ۹ | ۵ | ۴۸۹ |
| میزان آمد | | ۶ | ۲ | ۸۶۹ | میزان خرچ | | ۹ | ۵ | ۸۱۷ |

دستخط ۔ ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ انگلستان

## نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ | اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نامعلوم الاسم | ۰ | ۰ | ۳ | جناب میاں محمد خان صاحب ۔ کاڑہ | ۰ | ۸ | ۷ |
| جناب خادم حسین صاحب ۔ بارہ بنکی | ۰ | ۰ | ۲ | واپسی قرضہ منشی مظہر الحق صاحب | ۰ | ۰ | ۲۰ |
| ” ایم عبد الرحیم صاحب ۔ میسور | ۰ | ۰ | ۲۴ | ” احسان الحق صاحب ۔ میانوالی | - | ۰ | ۵ |
| شہاب الدین صاحب ۔ نوشہرہ | ۰ | ۰ | ۳۰ | ” واپسی قرضہ میاں غلام حسن صاحب ۔ لاہور | ۶ | ۱۴ | ۱۷۷ |

| اسمائے معطی صاحبان | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| جناب عبدالکریم صاحب انجینئر کانکی رانچی | ۰ | ۰ | ۱۵ |
| " منہاج الدین صاحب بھٹنڈا | ۰ | ۰ | ۵ |
| " حکیم اجمل خان صاحب دہلی | ۰ | ۰ | ۵ |
| " محمد شریف خان صاحب جج بہار کشمیر | ۰ | ۳ | ۱۴ |
| " فرید الدین صاحب گوریا گنج اندور | ۰ | ۰ | ۲ |
| ولیسی تو حضہ میاں غلام عباس صاحب | ۰ | ۰ | ۶ |
| جناب مس حذیو بیگ حیدر آباد دکن | ۰ | ۰ | ۵ |
| چودھری نذیر احمد صاحب منٹگمری | ۰ | ۰ | ۱ |
| " مصدق الدین صاحب شملہ | ۰ | ۰ | ۲ |
| " نواب فتح الدین خان صاحب لاہور | ۰ | ۰ | ۱ |
| " والدہ خلیل احمد صاحب | ۰ | ۰ | ۴ |
| جناب تاج الدین صاحب کالی ارچی | ۰ | ۰ | ۵ |
| " محمد حسین صاحب لکھنؤ | ۰ | ۰ | ۱ |
| از پوسٹل آڈٹ آفس مدراس | ۰ | ۴ | ۴ |
| " محمد دین صاحب ٹھیکہ دار لاہور | ۰ | ۰ | ۱ |
| " نواب مظفر گوہر صاحب " | ۰ | ۰ | ۱ |
| " ابراہیم صاحب کھیوانی | ۰ | ۰ | ۱ |
| " احسان الحق صاحب میانوالی | ۰ | ۰ | ۵ |
| " منشی سلطان علی صاحب بہاولپور | ۰ | ۰ | ۱ |
| " فاطمہ بی بی صاحبہ | ۰ | ۰ | ۱ |
| میزان | ۶ | ۱۳ | ۳۵۸ |

## نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| مفت تقسیم - جناب حاجی میجر محمد حمید اللہ خان صاحب بھوپال .. .. .. | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| " سید سراج الدین صاحب بہاولپور .. .. .. | ۰ | ۰ | ۱۰ |
| قیمت رسالہ اسلامک ریویو .. .. .. | | | ۴۵۰ |
| کل میزان | | ۵ | ۵۱۰ |

## نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن ماہ اگست سنہ ۱۹۲۳ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء .. .. .. | ۰ | ۰ | ۳۲۸ |
| میزان | ۰ | ۰ | ۳۲۸ |

## نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو بابت جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

| | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تنخواہ عملہ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء .. .. .. | ۰ | ۰ | ۳۵۰ |
| قیمت رسالہ اشاعت اسلام کی تھی جو غلطی سے جمع ہوئی واپس دیئے گئے | ۰ | ۸ | ۴ |
| ٹکٹ ما عہ ۱۲۰/۲ - تنخواہ مہترانی بابت ماہ جنوری لغایت مارچ سنہ ۱۹۲۳ء ۱۲/ پیر شمس الدین صاحب کو کمیشن دیا گیا عہ ۴/ - متفرق ۹/ - سٹیشنری عہ/ - ایک ریم کاغذ بنک پیپر ۲۲ x ۱۸ صہ/ بارہ دستے کاغذ | | | |
| میزان | ۹ | ۱۳ | ۱۴۴ |
| میزان کل | ۹ | ۵ | ۴۸۹ |

لیھلک من ھلک عن بینۃٍ ویحیی من حیّ عن بینۃ ۵

# مذہب کی غرض

از حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

اس پر غالباً سب اہل مذہب کا اتفاق ہے۔ کہ مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے پیدا ہو۔ اور اس پر بھی غالباً سب کا اتفاق ہے کہ یہ تعلق چند ہدایات الٰہی کے ماتحت چلنے اور چند نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاں اختلاف ہے کہ وہ ہدایات کیا ہیں اور وہ نیک لوگ کون ہیں۔ ایک مذہب کے نزدیک وہ ہدایات توریت میں ہیں اور وہ نیک لوگ بنی اسرائیل کے نبی ہیں ایک کے نزدیک وہ ہدایات انجیل میں ہیں۔ اور وہ بزرگ جن کے نقش قدم پر چلنے سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے حضرت مسیح ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ژند اوستا میں ہیں اور وہ بزرگ زرتشت ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ویدوں میں ہیں۔ اور وہ نیک لوگ رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج ہیں۔ پھر کوئی یہ مرتبہ مہاتما بدھ کو دیتا ہے اور کوئی کنفیوشس کو الغرض ہر ایک اہل مذہب یہی مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت آئی وہ بزرگ جو اسے لائے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے تھے اسی لئے آج بھی انسان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر خدا تک پہنچ سکتا ہے +

لیکن ان پاک اور نیک لوگوں کے مقابل پر جنہوں نے انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرنا چاہا ایک اور گروہ ہوا ہے جن کا یہ کام رہا ہے کہ ان پاک اور نیک لوگوں کی پاک زندگیوں پر کوئی نکتہ چینی کرکے اور اُن کو بُرے رنگ میں دکھا کر لوگوں کو ان کی طرف توجہ کرنے سے روکا جائے۔ حضرت موسیٰ اور انبیائے بنی اسرائیل کو بُرا کہنے والے لوگ اس وقت بھی تھے اور اب بھی موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو بُرا کہنے والے ان کے معاصر بھی تھے اور آج بھی ہیں رامچندر جی اور کرشن جی کو بُرا کہنے والے بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مذہب کی اصل غرض سے دور رہتے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر وہ بزرگ دُنیا

کیلئے نور ہدایت لاتے ہیں تو یہ تنگدل لوگ دُنیا میں ظلمت پھیلاتے ہیں۔ انکے جھوٹا ہونے کی یہی دلیل ہے کہ انکی اپنی مقدس کتابیں انہیں اس راہ پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتیں اور وہ نیک لوگ جن کے نقش قدم پر چلنے کا انہیں دعویٰ ہے۔ انہوں نے کبھی دوسروں کی عیب شماری نہیں کی۔ دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں عیب تلاش کرنا کبھی کسی قوم کے ضرر رسیدہ انسان کا کام نہیں ہوا۔ انہوں نے کبھی کسی بڑے آدمی کی بھی عیب شماری نہیں کی۔ چہ جائیکہ کسی راستباز کسی قوم کے ہادی کسی مذہبی رہبر پر عیب لگایا ہو خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی، پارسی ہوں یا ہندو، بدھ کے پیرو ہوں یا کنفیوشس کے۔ نہ کسی کی مقدس کتاب میں دوسرے لوگوں کی عیب شماری کی گئی ہے۔ نہ کوئی ہدایت انمیں موجود ہے۔ کہ تم دوسروں کی عیب شماری کیا کرو نہ راجہ رامچندر جی مہاراج نے کسی کی عیب شماری کی، نہ کرشن جی نے نہ مہاتما بدھ نے دوسروں کی زندگیوں پر حملے کئے، نہ زرتشت نے نہ حضرت موسیٰ نے دُنیا کے کسی بزرگ کو بُرا کہا، نہ حضرت عیسیٰ نے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ بدی کو دور کرنے کیلئے بدی اور ریاکاری کو بُرا کہیں، یا عام الفاظ میں نفاق اور ریاکار مولوں یا بدکاروں کو ملامت کریں۔ مگر وہ کسی ایک شخص کو خاص کر کے اسکی زندگی پر کوئی حملہ نہیں کرتے مگر بااین تعجب ہے۔ کہ آج انہی لوگوں کے پیرو کہلانیوالے مذہب کی غرض و غایت اسی بات کو سمجھتے ہیں۔ کہ کسی مقدس انسان پر کوئی حملہ کیا جائے۔ یا اس کے ذمے تلاش کر کے کوئی عیب لگایا جائے۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ وہ کسی بزرگ کے نقش قدم پر نہیں چل رہے۔ بلکہ ان حقیقت سے بیخبر لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جو خدا سے دُور پڑے ہوئے تھے اور نہ چاہتے تھے۔ کہ انسان کا تعلق خدا سے پیدا ہو۔ آج اگر کسی مذہب کے پیروؤں کو اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کیلئے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ کسی بزرگ پر ذاتی حملے کریں۔ اور اس پر عیب لگائیں تو وہ اپنے فعل سے خود یہ ثابت کر دیتے ہیں اور کہیں حق ہو تو ہو ان کے پاس کوئی حق نہیں۔ اہل حق کو آج تک بڑے بڑے پیشوایان مذہب پر عیب لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی +

بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جتنا احسان دنیا پر کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ ملک عرب ہر قسم کی توہم پرستی اور بُت پرستی وغیرہ سے بھرا ہوا تھا؛

آپ کے پاک انفاس کی بدولت یہ تمام قسم کے شرک ملکِ عرب سے مٹ گئے۔ اور سب خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ اس ملک کے لوگ دن رات ایک دوسرے سے لڑائیاں کرتے اور ایکدوسرے کا گلا کاٹتے تھے آپ نے اس جنگ و جدال کو دور کر کے انہیں ایک متحد قوم بنا دیا۔ اس ملک میں شراب خوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی آپ کی قوت قدسی نے شراب کا نام و نشان اس ملک سے مٹا دیا۔ اس ملک میں زنا کاری پھیلی ہوئی تھی۔ اور بڑے بڑے لوگ لونڈیوں سے زنا کا پیشہ کرا کر اسکی آمدنی کھاتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے علی الاعلان فحش تعلقات تھے آپ کی بدولت یہ ملک زنا سے پاک ہو گیا۔ اور مردوں اور عورتوں کے تعلقات میں اعلیٰ درجے کا حیاء اور غیرت پیدا ہو گئی۔ اس ملک میں یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی نہایت کس مپرسی کی حالت تھی آپ نے ان کے حقوق کو ایسا قائم کیا کہ زبردست سے زبردست آدمی کی مجال نہ رہی کہ کمزور سے کمزور آدمی کے حق پر دست درازی کر سکے۔ اس ملک میں زندہ لڑکیوں کو مٹی میں گاڑ کر مار دیتے تھے۔ آپ کی بدولت یہ وحشیانہ رسم اس ملک سے دور ہوئی۔ آپ کی بدولت جہالت کا پردہ اس ملک سے اٹھ کر علم پھیل گیا وحشیانہ حالت کی بجائے تمدن اور معاشرت کے اعلےٰ درجے کے قوانین قائم ہو گئے۔ ایک انسان جس نے بیس سال کے عرصہ میں ایک ملک کے ملک سے اس قدر ناپاکیوں کو دور کر دیا ہو۔ اور جس کے نقش قدم پر چلکر کروڑ در کروڑ انسانوں کا تعلق خدائے پاک سے ہو گیا۔ اس کی پاک زندگی پر حملے کرنا ناپاک انسانوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جس سرچشمہ سے اس قدر پانی کے دریا بھر گئے جن کے سامنے ہر ایک قسم کی ناپاکی دنیا سے دور ہو گئی۔ اسکی طرف پلیدی کی نسبت وہی کر سکتا ہے جس کے اپنے دل میں پلیدی ہو۔ عالم روحانیت کا وہ آفتاب جس نے اپنی تیز روشنی سے سارے عالم کو منور کر دیا جس کی تاریخی طور پر کوئی دوسری نظیر نہیں۔ اسے سوائے سیاہ دل کے اور کوئی ظلمت سے نسبت نہیں دے سکتا۔

مگر ان سب باتوں سے بڑھ کر جو فائدہ آپ کی ذات پاک سے دنیا کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کے تمام راستبازوں تمام مذاہب کے پیشیرووں کی عزت دنیا میں قائم کی۔ اور اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس بات پر ایمان لائیں کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کی طرف سے پیغمبر آئے ہیں

جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کیا۔ اور نہ یہ بھی بتا دیا کہ پیغمبر وہی نہیں جن کے نام قرآن شریف میں آگئے ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی دنیا میں پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور یوں سمجھایا کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کی عزت پیغمبروں کی طرح ہی کرنی چاہئے۔ غرض وہ بیماری جس نے ہر مذہب کے پیروؤں کو مذہب کی اصل غرض سے ہٹا دیا یعنی انہوں نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو بُرا کہا اور دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دیا۔ اس کو آپ نے دُور کیا اور اپنے پیروؤں کو صاف لفظوں میں تعلیم دی۔ کہ دوسرے مذاہب کے انبیاء پر ایمان لائیں۔ اور جو اُنہوں نے اپنی کتابوں میں تغیّر و تبدل کر کے خدا کے سوائے اور معبود بنا لئے ہیں۔ اُن کو بھی گالی نہ دیں۔ تاکہ دُنیا میں محبت اور آشتی پھیلے اور انسان ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح مل کر رہنا سیکھیں۔

غرض اگر دُنیا کے مختلف مذاہب میں سے ہر ایک مذہب ایک ہی صداقت کو قبول کرتا اور ایک ہی انسان یا چند اپنی ہی قوم کے انسانوں کو منجانب اللہ ہدایت لانیوالا قرار دیتا ہے تو اس شخص کا دُنیا پر کس قدر احسان ہے جس نے دُنیا کی تمام صداقتوں کو قبول کرنے کی تعلیم دی اور دنیا کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت سکھائی۔ اور تمام انبیا کے ایمان لانے کو اصول مذہب میں داخل کیا۔ ہر ایک مذہب اپنی قوم کے بزرگوں کی عزت سکھاتا ہے۔ اور یوں مذہب کی اصل غرض کو تمام مذاہب سے بڑھ کر یہ پورا کرتا ہے۔ وہ کسی آسمانی کتاب کو بُرا نہیں کہتا۔ نہ کسی مذہب کے پیشوا کو بُرا کہنا سکھاتا ہے۔ ہاں جو ان مذاہب میں بعض غلطیاں داخل ہو گئیں ہیں مثلاً وید و نمیں بت پرستی کی تعلیم انجیل میں حضرت مسیح کی خدائی کی تعلیم یا بدھ مذہب کی کتابوں میں انکار خدا کی تعلیم یا ان کتابوں میں یا اور کتابوں میں بعض قسم کی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں انکی اصلاح اسلام کرتا ہے اور انہی کی اصلاح کیلئے اسلام آیا ہے کیونکہ جب سب مذاہب میں غلطیاں داخل ہو گئیں تو ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا شخص آتا جو ان تمام مذاہب کو غلطیوں سے پاک کر کے لوگوں کو پھر ان صحیح اصول پر قائم کرتا۔ جن پر وہ ابتداء میں قائم تھے۔ اور دُنیا کا تعلق خدا تعالیٰ سے دوبارہ قائم کرتا۔ اور چونکہ ابتداء میں نسل انسانی کی حالت ایک بچہ کے برابر تھی۔ اور اس وقت ان کی ہدایات بھی انکی ضروریات کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ اسلئے جب تمام مذاہب کی صحیح تعلیم کو از سر نو دنیا میں قائم کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی

تکمیل کو بھی پہنچایا گیا۔ اور وہ ہدایات دی گئیں جو ہمیشہ کیلئے دنیا میں قائم رہنے والی تھیں پس نسل انسانی کے لئے بڑے محسن پر جس نے دنیا کو طرح طرح کی بدیوں سے ایسا پاک کیا۔ جس کی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں۔ اور جس نے آئندہ نسل انسانی میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کیلئے اعلےٰ درجہ کا سبق سکھایا۔ عیب لگانا اور اسی کو برے الفاظ سے یاد کرنا اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جنہوں نے پہلے ہر نبی اور ہر راستباز کے زمانے میں اس کا مقابلہ کیا اور حق سے دشمنی کی ٭

اگر مذاہب میں کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے تو وہ ان مذاہب کے مقدس پیشواؤں پر حملے کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے اصول کو دیکھنا چاہئے۔ اور ان کی تعلیم پر غور کرنا چاہئے کہ کسی مذہب میں کوئی ایسی تعلیم موجود ہے جو نسل انسانی کی بہتری کا موجب نہیں یا جس سے بجائے نیکی کے دنیا میں ناپاکی پھیلتی ہے۔ اگر ایک مذہب کے اصول قابل عزت ہیں تو اس مذہب کا بانی بھی یقیناً قابل عزت ہے لیکن اگر ایک مذہب کے اصولوں میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے تو وہ نقص بانی مذہب کیطرف منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ پچھلے لوگوں کیطرف جنہوں نے اپنی حرص و ہوا کی پیروی کر کے حق کے ساتھ باطل کو ملا دیا ٭

# مدح

از تصنیف امام الزمان حجۃ الاسلام حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح اعظم قادیان مجدد صدی چہاردہم

| | |
|---|---|
| جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است | خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است |
| دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش | در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است |
| ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم | یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است |
| ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست | ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است |

# اسلام اور تہذیب

پروفیسر فلنڈرز پیٹری ییل ریویو (Yale Review) میں "تہذیب کا مطمح نظر" کے عنوان سے رقمطراز ہیں :-

آجکل سیاہ اقوام یا اسلام کے یورپ کے ساتھ عناد کے بہت سے خوفناک نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔ یورپ نے اگر اپنی بیوقوفی سے اندرونی طور پر اپنے آپ کو کمزور کر لیا۔ تو ان اقوام کی ظالمانہ دستبرد تباہی کا خطرہ پیدا کر دیگی لیکن یہ خیال کہ یورپ کی دماغی طاقت کو یہ لوگ دبا لینگے۔ کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

اسلام کم از کم اپنی موجودہ شکل و صورت کے لحاظ سے دماغی طور پر بہت سے دباؤ کے نیچے ہے کیونکہ مسلمانوں کو قرآن طوطے کی طرح حفظ کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے انکے دل اور دماغ کی طاقت نشو ونما نہیں پا سکتی۔ اس سے دماغی طاقت بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور اس مقدس کتاب کا طرز بیان صاف اور مدلل طور پر کسی چیز کو سمجھنے کی طاقت نہیں رہنے دیتا۔ بڑے بڑے کتب مقدسہ میں سے قرآن مضمون کی بے ربطگی۔ بے ترتیبی اور بے موقع تبدیلی اور ایک ہی قسم کے خیالات کی وجہ سے سب سے ادنےٰ درجہ پر ہے۔ یہ ان لوگوں کے دماغ کا نتیجہ ہے۔ جو ایک ٹوٹے آب و گیاہ ملک کے اندر متواتر اپنی جگہ کو بدلتے رہتے ہیں جیسا بھارت بطور مثال خیالات کی بلندی تسلسل اور اپنے لوگوں کی اخلاقی ترقی میں قرآن سے بہت بلند درجہ پر ہے بناوٹ کے لحاظ سے یہ زیادہ تر (Psalms) نظموں کی ایک کتاب کے درجہ پر ہے ویدوں کی بہت سی عبارات مضمون کی خوبی اور نزاکت کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتی ہیں چین کی کتب مقدسہ خیالات کی بلندی اور اصولوں کی پختگی اور معقولیت کے لحاظ سے جو عزائم کو مضبوط بنا دیتی ہے اعلےٰ درجہ پر ہیں لیکن دوسری اقوام کیلئے زیادہ تر شخصیت ہی کارگر اور مؤثر ہو سکتی ہے +

قوم یہود نے ان سب امور کو بائبل کے ذریعہ ترقی دی ہے۔ کیا بلحاظ قصص کی شان اور سادگی کے اور کیا بلحاظ زور ترکیب الفاظ انبیاء کی سنجیدگی اخلاق یا حواریوں کی روحانی مکاشفات کے

ہم مغربی لوگ (جو قوم یہود میں سے نہیں) مذہبی لٹریچر کے پیدا کرنے میں کس مرتبہ پر ہیں۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہم نے نقل کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں کیا۔ خیالات کے اس نمونہ سے جو ان کتب مقدسہ سے ظاہر ہے۔ صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہندوستان چین اور یہودیت کی کوششوں پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسلام کی غیر روادارانہ خاصیت اور وہ ادنیٰ حیثیت جو اس نے قانوناً اور عملاً عورت کو دی ہے ہمیشہ اس کیلئے اس بات میں ایک روک رہیگی۔ کہ وہ مذکورہ بالا دیگر مذاہب سے تہذیب میں سبقت لے جا سکے۔"

سفید اقوام کی طرف سے سیاہ قوموں پر جو جو مظالم آج تک برپا ہوئے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر روشن ہیں۔ جہاں کہیں کوئی ہولناک کام در پیش ہو۔ تو اس کو نیز یوروپین لوگوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ افریقہ میں غلاموں کی تجارت جسکو یوروپین حکومتوں اور امریکہ نے آج تک جائز اور رائج رکھا ہے۔ اسکی ایک تازہ مثال ہے۔ خود کلیسیا اور اس تہذیب نے بھی جس کی پروفیسر پیٹری نے اسقدر مدح سرائی کی ہے۔ اسکو جائز قرار دیا اور اسکی امداد کی یہی یورپ کی دماغی طاقت۔ اس کے متعلق ہم پروفیسر پیٹری سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا دوسری اقوام سب کی سب دماغ سے عاری ہیں؟ ہندوستان ایک وقت یورپ سے بڑھ کر تہذیب و شائستگی سے آراستہ تھا۔ اور انہوں نے ہزارہا سال ہوئے وید مقدس کو ایک شاندار کتاب بنایا۔ جبکہ یوروپین اقوام آسٹریلوی وحشیوں سے بڑھ کر نہ تھیں۔ یہی حال جیسا کہ پروفیسر صاحب کو معلوم ہے مسیح سے چار ہزار سال پہلے تھا۔ اور جو خاصیت کسی قوم میں ہوتی ہے۔ وہ اس کے افراد میں بھی پائی جاتی ہے ابتھی اوپین قوم نے زمانہ قدیم میں مقام میرو پر نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب کا نقشہ دکھایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام بے عیب ابتھی اوپینز رکھا گیا۔ اسلام کے متعلق پروفیسر مذکور نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم کو طوطے کی طرح یاد کرنے میں اس کے دل اور دماغ کے نشو و نما پر بہت بڑا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ یہ نتیجہ ایک یوروپین ہی کو معلوم ہو سکتا ہے مسلمان آج تک اس اثر سے ناواقف محض تھے ہسپانیہ کی شاندار تہذیب کو بنانیوالے مسلمان ہی تھے جس سے ثابت ہے کہ ان کے

دل حفظ قرآن سے ہرگز کمزور نہیں ہوئے۔ نہ ہی اس سے انکی دماغی طاقت ذرا بھی زائل ہوئی یا منطقیانہ غور و تدبر اور صفائی دماغ میں کوئی روک پیدا ہوئی۔ جیسا کہ الغزالی۔ جبر کے حالات سے ظاہر ہے۔ الجبرا ایک ایسا علم ہے جس کے سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ تھوڑی سی دماغی طاقت موجود ہو۔ اور اس علم سے اسی طاقت کو بہت کچھ ترقی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم کے متعلق پروفیسر مذکور نے لکھا ہے کہ اسمیں تسلسل بیان کوئی نہیں جو ایک خشک ملک کے خانہ بدوش کے دماغ کا نتیجہ ہے لیکن کیا پروفیسر موصوف بتا سکتے ہیں۔ کہ بائبل کس ملک میں لکھی گئی تھی۔ کیا بائبل کی پہلی پانچ کتابیں اس وقت نہیں لکھی گئی تھیں جبکہ بنی اسرائیل چالیس سال کیلئے جنگلوں میں آوارہ و پریشان تھے؟

"یہودیوں نے بائبل میں تمام امور کو ترقی کے مدارج پر پہنچایا" یہ ایک دعویٰ ہے جو پروفیسر صاحب نے کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بائبل سے انبیاء کی سنجیدگی اخلاق کا پتہ چلتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ اخلاق کی خوبصورتی اور خیالات کی نزاکت کا تطابق اس قتل و غارت کے ساتھ ہونا مشکل ہے جو امالیکیوں اور سیدیا والوں کا کیا گیا۔ اور مرد اور عورتیں اور بچے یہاں تک کہ مویشی بھی تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے۔ نہ ہی ان شرمناک واقعات کے ساتھ ان کا تطابق کر سکتے ہیں۔ جو داؤد۔ تمر اور لوط اور دیگر انبیاء کرام کیطرف بائبل میں منسوب کیے گئے ہیں یہ کوئی بلند اخلاق کا نتیجہ قرار نہیں دئیے جا سکتے۔ ہاں یہ یقینی بات ہے کہ قرآن بائبل کے اس معیار اخلاق سے لگا نہیں کھا سکتا۔ یہ پاک کتاب تو محض اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم اور عورتوں اور حیوانوں کے ساتھ انصاف حسن اخلاق اور انسانیت کے برتاؤ کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا حکم نہیں جسمیں عورتوں بچوں حیوانوں کے قتل و غارت کا ارشاد ہو۔ پروفیسر صاحب نے اس حقیقت نفس الامری کا اعتراف کیا ہے۔ کہ مغلی لوگ جو بنی اسرائیل میں سے تھیں اسبارہ میں سوائے قتل کے اور کچھ نہیں کر سکے۔ پس یورپ کی وہ دماغی طاقت جس کی ہرح سرائی میں اسلام پر انہوں نے تنقیص فرمائی ہے کہاں باقی رہ گئی۔ کیا اسکو کمزوری دماغ کا نتیجہ نہیں کہا جائیگا۔

کہ وہ نقل سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ایک اور الزام اسلام پر یہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ پرلے درجہ کی غیر رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کہ عورت کو اس نے قانونا اور عملاً بہت ادنے حیثیت دے رکھی ہے۔ نہایت افسوسناک امر یہ ہے۔ کہ بہت لوگ اپنے آپ کو رائے دینے کے قابل سمجھ لیتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وہ اس مضمون کو جس کے متعلق وہ رائے دیتے ہیں مطالعہ کریں یا اس سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر خلفاے اسلام کے زمانہ کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا جاے۔ تو ان غلط خیالات کی حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی۔ بڑے بڑے مورخین کیا مسلمان اور کیا عیسائی اور دشمن اور دوست سب کے سب اسلامی رواداری اور بردباری کے لئے نہایت درجہ مداح ہیں۔ اور انہوں نے اس کا مقابلہ مسیحی جہالت اور غیر رواداری سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیت نے اسلامی اخلاق کی خوبیوں کو نقل کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی اسلام میں عورت کو خاص حقوق حاصل ہیں۔ اور اسکو اپنی جائداد کی آپ مالک قرار دیا گیا ہے جو حق کہ انگلستان میں اسے حاصل نہیں۔ اسلامی اور مسیحی تہذیب کا مقابلہ کرنا ہو۔ تو افریقہ میں جاکر دیکھئے جہاں عیسائیت اپنے ساتھ شراب کی بوتل لیکر جاتی اور افریقی قبائل کو پرلے درجہ کا بداخلاق بنا کر انہیں تباہی کے گڑھے میں جا گراتی ہے۔ اور دوسری طرف اسلام انہیں نشہ اور چیزوں سے وہاں جاکر روکتا ہے۔ اور وحشی پن سے نکالکر انہیں سنجیدہ محنتی اور ترقی کرنیوالی قوم بنا دیتا ہے +

# اِسلام میں عورت کی حیثیت

(انوار الدین صاحب کے قلم سے)

"ڈاکٹر کرافٹ ایبنگ جو کتاب سائیکو پیتھیا سیکوالس (Psychopathia Sexualis) کے مشہور مصنف ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کو ہر حالت میں پبلک لائف میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔ اور اس طرح اسکے دماغی اور اخلاقی قویٰ کو نشوونما پانے نہیں دیا۔ اسلئے مسلمان عورتیں ہمیشہ ہی عیاشی اور اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ رہی ہیں۔ دوسری طرف ایک عیسائی عورت کی خوبیاں اور اسکی قابلیتیں ہیں کہ ان کاموں کے ذریعہ سے جو وہ گھر کی مالکہ بچوں کی تربیت کنندہ اور مرد کی برابر کی زوج کی حیثیت میں سرانجام دیتی ہے۔ پورے طور پر آشکارا ہونے میں کوئی روک پیدا نہیں کی گئی ہے۔ اسلام کا تعدد ازدواج اور حرم کی زندگی عیسائیت کے ایک ہی عورت سے شادی کرنے اور ایک معمولی کنبہ کی زندگی کے مخالف پڑا ہوا ہی یہیں تک نہیں آخرت کے معاملہ میں بھی اسلام اور عیسائیت میں ایک کھلا تضاد پایا جاتا ہے عیسائیت نے جس ابدی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے وہ تمام سفلی خواہشات سے مبرا اور خالص روحانی خوشیوں سے معمور ہے لیکن ایک مسلمان کے نزدیک آئندہ زندگی کی خوشی و مسرت ایک ایسے حرم سے وابستہ ہے جو حوروں سے بھرپور ہو گا" +

ان چند ایک سطروں میں اسلام کے متعلق جسقدر غلط بیانیوں کو دوہرایا گیا ہے یا جسقدر تاریخی مغالطوں کو محض تعصب و عناد کی وجہ سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر ایک غیر مذہب کے متعلق کوئی کیا کہ سکتا ہے علمی تحقیقات کے میدان میں ڈاکٹر کرافٹ ایبنگ کو بیشک ایک مسلّم لیڈر سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن مذہبی مضامین کے متعلق ان کا طرز بیان اس قسم کا ہے کہ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ایک تہذیب یافتہ انسان کیلئے بھی اس وحشیانہ اور غیر معقول تعصب سے جو بچپن سے اس کے دل میں پیدا کیا گیا ہے علیحدہ ہونا بہت مشکل امر ہے سوئینی باوجودیکہ مصر کا کوئی مداح نہیں لیکن اس نے ان اعلیٰ درجہ کی خوبیوں فیاضی اور بلند ہمتی کی مثالوں اور مشفقانہ تعلقات پر جوش لیکن لطیف جذبات کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جو مملوک خاندان کے بادشاہوں کے حرموں کے اندر خوشی و مسرت کی

کی لہروں کو پیدا کرتے تھے۔ رچرڈ برٹن نے دیر ہوئی اس حقیقت نفس الامری کی طرف توجہ لائی تھی کہ سمجھدار سیاح لوگ حرموں کے متعلق عام طور پر نہایت عمدہ رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ برٹن کا بیان ہے کہ جیسا کہ قاعدہ ہے۔ اس معاملہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے اور صداقت دونوں قسم کے بیانات سے مبالغہ کو دور کرکے معلوم ہو سکتی ہے۔ فطرت انسانی تمام دنیا میں ایک ایک حد تک مختلف ہے۔ عورتیں ہر جگہ مشترکہ طور پر متلون مزاج۔ تُند مگین اور مشکل سے خوش ہونیوالی ہوتی ہیں ضرورت کے وقت پر لے درجہ کی شجاعت بھی ان سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جنگ افغانستان کے تمام مؤرخ اسبات پر شاہد ہیں۔ کہ گرمجوشی۔ نہایت اعلیٰ جذبات اور غریبوں۔ کمزوروں اور ناخوش لوگوں کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک کا جذبہ ایک اسلامی حرم کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ یورپ کو اب معلوم ہے کہ ایک مسلمان خاوند اپنی ہر ایک بیوی کیلئے علیحدہ گھر۔ جداگانہ وظائف مقرر کرتا ہے سوائے اسکے کہ بعض خاص حالات میں اب بیوی بوڑھی ہو چکی ہو۔ اور دوسری بھی جوان ہو۔ اسبات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ تعدد ازدواج میں حسد۔ ایکدوسری کی حقارت اور بغض و عناد اکثر اوقات پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا ایک ہی عورت رکھنے کا طریق عمل تمام اعتراضات سے مبرا ہے؟ جہانتک میرا محدود اور ناقص تجربہ شاہد ہے صرف تعدد ازدواج کا طریق ہی ایسا ہے۔ کہ جسمیں حسد اور لڑائی جھگڑا زندگی کی استثنائی صورتوں میں سے ہے نہ کہ قانون۔ میں نے بحیثیت ڈاکٹر حرم کے متعلق سُنا بہت کچھ ہے لیکن اس کے مطابق بہت کم دیکھنے میں آیا ہے ایک اسلامی گھر جس کو حرم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے بالعموم ایک یوروپین گھر کی مانند ہوتا ہے جو میاں بیوی اور ماں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور مغرب میں بہت سی آگ تاپنے کی دلخوش کن جگہیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں۔ جہاں کہ مس مارٹینوں کا دل اس قدر دھڑکتا ہے۔ کہ قاہرہ کے کسی فرضی حرم میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں دھڑک سکتا۔ کیا یہ ایک بدیہی بات نہیں کہ عیاشی کو جذبات کے ذریعہ سے اور طبیعت کے میلان کو خیالات کے ذریعہ سے اُبھارنا بنی نوع انسان کی بڑی بڑی اقوام میں عالمگیر طور پر پایا جاتا ہے۔ والٹیر کہتا ہے۔ کہ میرے نزدیک جذبہ محبت کی ابتداء عربوں کی شاعری اور شجاعت کے اس اثر کا نتیجہ ہے۔ جو یوروپین خیالات پر پڑا۔ نہ کہ ابتدائی عیسائیت کا اثر" یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے۔ کہ کلیسیا کے بعض خاص خاص بزرگوں کو

یقین تھا۔ کہ عورتوں میں روح نہیں مسلمان اس حد تک نہیں پہنچے۔ مسٹر گریفٹ ایبنگ جنہوں نے اپنے نام کی عظمت کو تعدد ازدواج کے متعلق عجیب و غریب غلط فہمیوں سے کم کر دیا ہے۔ اور جنہوں نے اسلام جیسے شاندار اور عالمگیر مذہب پر غلط الزامات لگائے ہیں۔ اپنے قول کے خلاف خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اناجیل میں سوائے اسکے کہ خاوند کو روکا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ نہ کرے۔ اور کوئی بھی بات عورتوں کی حمایت میں نہیں۔ زناکار اور تائب مریم مگدلینی کے ساتھ مسیح نے جو حسن اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اس کا کوئی اثر ایک بیوی کی حیثیت پر نہیں پڑ سکتا۔ پولوس کے خطوط میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ عورت کی حیثیت قطعاً بدل نہیں سکتی" عورتو! اپنے آپ کو اپنے خاوندوں کی مطیع رکھو" اور عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی عزت کرتی رہے"۔ ٹرٹولین (Tertullian) کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بزرگ جو اسکے گناہ کی وجہ سے عورت کے خلاف سخت بغض و تعصب رکھتے تھے "عورت تو ہمیشہ ہم و غم اور پھٹے پرانے کپڑوں میں رہیگی۔ تیری آنکھیں آنسوؤں سے پُر رہینگی۔ تُو انسان کو زمین پر لائی ہے"۔ سینٹ ہیرونیمس کو عورت کے متعلق کوئی عمدہ بات نظر ہی آئی جس کا وہ ذکر کرتا۔ وہ لکھتا ہے "عورت شیطان کا دروازہ ہے۔ بدی کا راستہ اور بچھو کا ڈنگ ہے۔ قانون کلیسیا میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف مرد ہی کو خدا کی شکل پر پیدا کیا گیا عورت کو نہیں۔ اسلئے عورت کو چاہئے کہ مرد کی خدمت کرے۔ اور اسکی خادمہ بنکر رہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں میکن کی پراونشل کونسل میں اس سوال پر کہ آیا عورت میں روح ہے یا نہیں نہایت پُر زور بحث ہوئی۔ کلیسیا میں ان خیالات کا اثر ان لوگوں پر بلا روک ٹوک پڑا۔ جنہوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جرمن قوم میں مسیحیت کی قبولیت کے بعد بیوی کو ایسے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس سے اسکی کم حیثیتی کا اظہار مقصود تھا۔ حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر کرفیفٹ ایبنگ جیسا انسان یہ فرض کرے کہ مسیحی دنیا کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن اعلےٰ ترین روحانی خوشی کا وعدہ ہے۔ ایسے کسی وعدے کا ذکر نہ تو بائبل کے اس ترجمہ میں موجود ہے جو مارٹن لوتھر نے جرمن زبان میں کیا ہے۔ اور نہ اس ترجمہ میں ہے جو شاہ جیمس کے زیر حکومت ہوا۔ اگر دنیا کے غیر متعصب اور آزاد خیال لوگوں کی رائے اسبارہ میں طلب کی جائے

کہ آیا وہ اس کو پسند کرتے ہیں۔ کہ سونے کے بازاروں میں وہ چلیں پھریں جنکی دیواریں زبرجد کی ہوں۔ اور نہایت قیمتی پتھر اور جواہرات ان میں لگے ہوئے ہوں۔ اور ہیلا نو جاہ کے نعرے ان کی زبانوں پر ہوں۔ یا وہ اس اسلامی جنت سے مسرت اندوز ہونا چاہتے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ لا یسمعون فیھا لغواً ولا تاثیماً الا قیلاً سلاماً سلاماً کوئی لغو اور بری بات نہیں وہ نہ سنیں گے سوائے اسکے کہ سلامتی کے آوازے آئینگے۔ تو ان کا فیصلہ متفقہ طور پر مؤخر الذکر ہی کے حق میں ہوگا +

# جناب مسیح ایک مُسلم تھے

## (مکمل انسان)

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ مبلغ اسلام

تخلقوا باخلاق اللہ کی تعلیم نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کو اس غرض سے دی۔ تا کہ وہ ان بلند مدارج کو حاصل کرلیں جو ارفع اور اعلیٰ ہونے کے باوجود بھی انسان کے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں۔ انسان گو بہیمیت سے معرا نہیں لیکن اسکی پیدائش چند دیگر اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہوئی۔ اکل و شرب اور افزائش نسل کی قدرت صرف اسی کو عطا نہیں کی گئی۔ بلکہ اس امر میں تو حیوان اسکی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ شومئ قسمت سے صدیوں کے تجربہ کے بعد بھی موجودہ تہذیب فطرت انسانی کو حیوانیت کے ادنیٰ جزو سے پاک نہیں کر سکی۔ اس تہذیب نے فطرت حیوانیہ کے تقاضوں کو پورا کر نیکے لئے ہمیں اعلیٰ ذرائع مہیا کر دیئے ہیں۔ دوسری طرف انسان میں وہ طاقت بھی پوشیدہ ہے جو اسے ملائکہ سے بھی بلند کر دیتی ہے۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ انسان کی خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن انسان نے اپنے اندر خداوند تعالیٰ کی صفات کو پیدا کرنا ہے اس کے اعضا اور جوارح خداوند تعالیٰ کے اعضاء اور جوارح ہو جانے چاہئیں۔ اسے خداوند تعالیٰ کی آنکھوں سے دیکھنا اور اسی کے کانوں سے سننا چاہئے۔ یہ وہ رتبہ ہے جو انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور انہی کے لئے ہے جو خداوند تعالےٰ کے محبوب بن جاتے ہیں

جو انسانی کمزوریوں اور نفسانی خواہشات کے غلبہ کو اپنی جد وجہد سے دُور کر کے انسان کامل کا درجہ حاصل کرتے ہیں لیکن انسانی ترقی کے اس کمال تک ہم کس طرح پہنچ سکتے ہیں - جہاں انسان خداوند تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے - اور اس سے خداوند تعالیٰ کی طاقتوں اور صفات کا اظہار ہونے لگتا ہے - اشیاء کی باہمی کشش کا قانون اگر دنیا میں ہر طرف صحیح نظر آتا ہے اور دل کا دل سے نسبت کی صداقت بھی ظاہر ہے تو سب سے پہلے ہمیں خداوند تعالیٰ سے رشتۂ محبت قائم کرنا چاہئیے - جیسے کائنات میں الیکٹران یا برقی ذرات ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح عالم روحانیت میں محبتِ الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے لیکن برقی ذرے کا اظہار ایک ایسی شے کی موجودگی میں ہی ہو سکتا ہے جو اسے جذب کرنیوالی ہو - اسی طرح ہم نے بھی اپنے اندر اس کشش کو پیدا کرنا ہے جو محبت الٰہی کے شعلہ کو جذب کرلے - نبی کریم صلعم نے فرمایا:-

جو کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اسکی طرف ایک گز بڑھتا ہوں اور جو کوئی میری طرف چلتا ہے، تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں +

تعلیم اسلام کے مطابق ہمارے خدا کی یہ صفات ہیں اس کا فضل ہم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے اعمال ہی اسکی وجہ بنتے ہیں - اگر تم اس سے محبت کرو گے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا - جب تک کہ انسان اپنی خود رائی کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کی مکمل فرمانبرداری اختیار نہیں کر لیتا - وہ ہرگز اس درجۂ کمال کو حاصل نہیں کر سکتا - جہاں پہنچ کر اس کے اعضاء اور افعال خداوند تعالےٰ کے اعضاء اور افعال ہو جاتے ہیں - جس نے یہ کہا کہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے شیطانی روحوں کو دُور کرتا ہوں + (لوقاب ۲۰-۱)

وہ ہرگز اپنی انگلی کو خداوند تعالیٰ کی انگلی سے تشبیہ نہیں دیتا - اسے اپنے اعضا پر کوئی تسلط نہیں - اس نے تو انہیں رضائے الٰہی کے ماتحت کر لیا ہے خودی پر اس طرح فنا وارد کر کے اسکی انگلی خدا تعالیٰ کی انگلی بن گئی - اسی طرح قرآن کریم نبی کریم صلعم کے دست مبارک کے متعلق فرماتا ہے " فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم " تو نے انکو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو قتل کیا "

حضرتِ مسیح اور نبی کریم صلعم نے محبتِ الٰہی میں خودی پر فنا وارد کر کے اس رُتبہ کو پا لیا جو انسان کو صفاتِ الٰہیہ حاصل کرنے کے قابل بنا دیتا ہے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنی ہستی کو

مٹا دیں۔ ایک سچے عاشق کی دلی کیفیت کا صحیح نقشہ عربی کے ان دو الفاظ سے بہتر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ خلت اور حُبّ دوستی اور محبت کے مترادف ہیں۔ ایک کے معنی خالی کرنے کے ہیں اور دوسرے لفظ میں بھرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ محبت کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جو کچھ پہلے دل میں موجود ہے اسے نکال کر ہم نے دل کو خالی کرنا ہے۔ اور پھر ایک نئی شے سے اُسے پُر کرنا ہے ایک دل جو محبت میں پریشان ہے اس میں سوائے اپنے محبوب کے کوئی اور جاگزین نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دل جو دنیاوی خواہشات سے پُر ہیں ان میں کس طرح محبت الٰہی کا جلوہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں اپنے دلوں کو اپنے ان خواہشات سے پاک کر کے اللہ کیلئے خالی کرنا ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حباً للہ۔ البقر رکوع ۲۰)

ترجمہ۔ ان الفاظ میں اس محبت کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو خداوند تعالیٰ سے ہوتی ہے اور یہی درحقیقت اسلام کی بنیاد ہے۔ کیونکہ انسان کی دوستی اور محبت کے اور رشتوں سے یہ زیادہ مضبوط ہے۔ جب تک کہ انسان خداوند تعالیٰ کے خیالات میں غرق نہ ہو جائے۔ وہ اس راحت کا لطف نہیں اٹھا سکتا جو محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اس منزل کو طے کر لیتا ہے تو اسمیں خداوند تعالیٰ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے محبت الٰہی کے اس انتہائی درجہ کو حاصل کر لیا۔ ایک سچے مسلم کی طرح حضرت مسیح نے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا اور صلیب کے آخری مرحلے سے بھی گزر گئے۔ آپنے ہمارے گناہوں کیلئے جان نہیں دی۔ یہ قربانی آپ کی ذاتی رفعت کا موجب ہوئی۔ اور یہ مثال اور لوگوں کی ترقی کا سبب بھی بن گئی۔ حضرت مسیح نے کبھی ایک لفظ بھی اس مفہوم کے متعلق نہیں فرمایا۔ کہ آپ اسلئے صلیب پر چڑھے۔ تاکہ ہمارے گناہ دھوئے جائیں۔ اس کے برعکس آپنے فرمایا۔ اگر تم اپنے تئیں میری پیروی کے قابل بنانا چاہتے ہو تو اپنی صلیب خود اٹھاؤ۔ آپ صلیب پر اس غرض سے چڑھے۔ تاکہ ہمیں قربانی کی ضرورت کا احساس ہو۔ اور ہم آپ کی پیروی کے قابل بن سکیں۔ خداوند تعالیٰ سے انسان کی محبت کا یہ آخری مقام ہے جسمیں وہ اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کیلئے جان تک قربان کر دیتا ہے لیکن یہ جسمانی موت چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ جسم کی یہ قربانی درحقیقت اس قوت ارادی

کی قربانی کا نشان ہی جو جسم پر حکمرانی کرتی ہی۔ہم نے اپنی نفسانی خواہشات اور حرص وہوا پر موت وارد کرنی ہی۔اور اپنے ارادے کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنا ہی۔اسکی رضا پر راضی ہونا اسلام ہی۔اپنے تئیں خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دینے پر ہم اسکے محبوب بن جاتے ہیں موتو قبل ان تموتو فرما کر نبی کریم صلعم نے اس حقیقت کا اظہار کیا موت سے پہلے تم اپنے اوپر ایک موت وارد کرلو یعنی موت آنے سے پہلے ہی تمام نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

## محبت کا بپتسمہ

یوحنا کا یہ قول کہ میں تمہیں پانی سے بپتسمہ دونگا۔اور جو میرے بعد آئیگا۔وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔گو سچ تھا لیکن ان الفاظ کے مفہوم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ان سے وہ محبت مراد ہی جو آگ کی مانند جلانیوالی ہی تشبیہ کو حقیقت پر محمول کیا گیا۔پانی میں ڈبونے سے گناہوں کو دھونا مقصود ہی۔تاکہ اس کے بعد ایک نئی فطرت پیدا ہو لیکن ظاہری رسوم کے پابند اسے بھی پورا نہ کرسکے۔کیونکہ اگر حضرت مسیح کا بپتسمہ آگ کا بپتسمہ تھا جو یوحنا کے بپتسمہ سے جدا ہی تو بپتسمہ کی رسم پانی کی بجائے آگ سے ادا ہونی چاہئیے۔یوحنا نے استعارہ کے رنگ میں ایک بات کہی جس طرح حضرت مسیح تشبیہ دیکر گفتگو کرتے تھے۔یہ طرز کلام آپ اسلئے ضروری سمجھتے تھے۔کیونکہ جو لوگ مخاطب تھے۔وہ سادہ لوح اور ناخواندہ تھے۔

قرآن کریم کے الفاظ بھی اس سچائی کو واضح طور سے بیان کرتے ہیں۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ترجمہ۔اللہ کے رنگ میں (رنگے گئے) اور اللہ (کے رنگ) سے اور کس کا رنگ بہتر ہو گا (البقرہ ع ۱۶) اگر ایک کپڑے کو رنگنا ہوتا ہی تو پہلے اسے داغ دھبوں اور میل سے صاف کرلینا ضروری ہوتا ہے۔اسی طرح اگر ہم نے خداوند تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونا ہی تو ہمیں پہلے توبہ اور استغفار کے ذریعہ تمام اخلاقی کدورتوں سے پاک ہونا چاہئیے

صبغۃ اللہ

حاصل کرنے سے پہلے ہمارے لئے استغفار ضروری ہی رنگ اور آگ کا بپتسمہ دراصل ایک ہی شئے ہے جس طرح ایک کپڑے پر جب رنگ چڑھ جاتا ہی تو اس کا پہلا رنگ معدوم ہو جاتا ہی۔اسی طرح ہر چیز جو

آگ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ آگ کی شکل میں اور خواص اختیار کر لیتی ہے۔ یہی خداوند تعالیٰ کا حقیقی بپتسمہ ہے۔ ہمیں اپنے گذشتہ گناہوں کو دھونے کیلئے کسی کے خون کی ضرورت نہیں۔ پہلے ہم نے اپنے جامے کو پاک و صاف کرنا ہے۔ اور پھر اسے رنگ میں ڈال دینا ہے۔ آگ میں داخل ہونے سے ہم اس وقت تک آگ کا جزو نہیں بن سکتے۔ جب تک ہماری تمام کثافتیں دور نہ ہو جائیں۔ محض یہ ایمان رکھنا کہ آگ سونے کو تمام آمیزشوں سے صاف کر دیگی ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتا جب تک کہ سونے کو آگ میں نہ ڈالا جائے کسی عقیدے پر ایمان لانے یا کسی شخص کو بزرگ تسلیم کر لینے سے ہماری رُوح کی پاکیزگی نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم اس جلتی ہوئی آگ میں داخل نہ ہوں جو ہماری آزمائش کیلئے جلائی گئی ہے۔ پس رنگ اور آگ کے بپتسمہ کی تشبیہ سے دراصل وہ ذرائع مراد ہیں جن سے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے اور اس پر خدا کا رنگ آ جاتا ہے۔ اول ہمیں پہلے گناہوں کے لئے استغفار کر لینی چاہئے پھر ہم اپنی ہستی کو اللہ میں جذب کر سکتے ہیں۔ بت پرستی کا تعلق گذشتہ زمانہ سے ہی نہیں۔ ہم ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو بتوں سے بھی حقیر ہیں +

ہم اپنی نفسانی خواہشات کے پرستار ہیں۔ اور حرص و ہوا کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں جس طرح قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ افرءیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کو خدا بنا لیتا ہے +

نفسانی خواہشات نے جنہیں ایک حد تک قوانین کے ماتحت پورا کرنا اس دنیا میں ہماری ترقی کیلئے ضروری ہے ہم پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور ہم نے اُن کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ تم اپنے نفس کا امتحان کرو۔ اگر وہ ہر قسم کی غل سے پاک ہے تو تمہیں جلوہ الٰہی ہو سکتا ہے تمہارا دل تختِ خداوندی بن جائیگا۔ اور یہ جسم ایک پاک روضہ ہو جائیگا جسمیں صرف اللہ کی عبادت ہوا کریگی۔ خداوند تعالیٰ سے رشتۂ الفت قائم کرو گے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ وہی تمہارے ہاتھ پاؤں بن جائیگا وہ تمہاری بینائی ہوگا جس سے تم

دیکھتے ہو اور تمہارے کان بن جائیگا۔ جن سے تم سنتے ہو۔ جو یہ رتبہ حاصل کر لیتے ہیں ان کیلئے معجزات آسان ہو جاتے ہیں۔ معجزات تو انسان میں خدا کے ظہور کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہرگز کسی کی الوہیت کو ظاہر نہیں کرتے۔ اس نے انسانیت کو درجۂ کمال پر پہنچا کر خداوند تعالیٰ کا عکس لیلیا ہے۔ اور اس سے صفاتِ خداوندی کا اظہار ہونے لگ گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایک انسان ہے کیونکہ لیس کمثلہٖ شیءٌ خداوند تعالیٰ کی تو وہ ذات ہے جسکی مثال تک نہیں ملتی۔ وہ مادی اور جسمانی حدود سے بالاتر ہے اسلام خداوند تعالیٰ کی یہ بزرگی بیان کرتا ہے وہ نہ صرف جسمانی حدود سے بالاتر ہے بلکہ ہم کسی شے سے بھی اُسے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ جو خداوند تعالیٰ کے متعلق یہ خیالات رکھتا ہے اسے حضرت مسیح یا کسی اور کی الوہیت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان کلیسیا کے عقائد کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔ نفسانی خواہشات کو ترقی دیکر روحانیات میں تبدیل کرنے اور صفاتِ الٰہیہ کے اظہار کا صرف یہی ایک طریق ہے۔ کہ ہم خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہو جائیں۔ حضرت مسیح کی طرح ہم نے خودی کو مارنا ہے اسلام سے یہی مراد ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے سامنے تسلیم خم کریں۔ حضرت مسیح کی بزرگی کا یہی راز تھا مصائب اور تکالیف کی راہ کو عبور کر کے آپ خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں داخل ہو گئے آپ نے صلیب اسلئے اٹھائی۔ تا کہ آپ کا رتبہ بلند ہو اور ہم ترقی کریں۔ آپ نے ظاہر کر دیا کہ وہی انسان خداوند تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو اپنی صلیب خود اُٹھائے جسم کی قربانی ایک مشکل امر ہے لیکن اپنی خواہشات کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قربان کر دینا اور بھی دشوار ہے۔ اپنی جان اور مال کو قربان کرنے سے ہی یہ بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ جس پر پہنچ کر نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین ٥ لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین

ترجمہ۔ کہ دو یقیناً میری نماز میری قربانی اور میرا مرنا اور جینا تمام اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور اس کا مجھے حکم ہوا ہے۔ اور فرمانبرداروں میں سے میں اوّل ہوں +

انسانی روح کی ترقی کا یہ اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچکر وہ تکمیل حاصل کر لیتی ہے۔ اور یہ اسلامی آئین

کی پابندی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔
"جو کوئی احکام کی پابندی کریگا اور دوسروں کو بھی یہی سکھائیگا وہ آسمانی بادشاہت
میں بڑا کہلائیگا"۔ حضرت مسیح کے یہ الفاظ ایک مسلم کی شان میں ہی کہے جا سکتے ہیں۔
آپ مسلم تھے اور اسلام کے ہی ایک نبی تھے۔ خدا کی راہ میں اطاعت اور قربانی کرنے
سے ہی آپ اس بلند مقام پر پہنچے۔ لیکن صرف آپ ہی ایک انسان نہیں جس نے اس رتبہ
کو حاصل کیا۔ اور لوگ بھی اس برکت سے متمتع ہوئے ہیں۔ اور اب بھی ہو رہے ہیں۔
حضرت مسیح نے جس آسمانی بادشاہت کا ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلعم نے جو کچھ جنت کے
متعلق فرمایا ہے وہ مختلف الفاظ میں دراصل اسی ایک بات کا اظہار ہے کہ انسان ایک
نامکمل حالت سے قربانی اور نفسانی پاکیزگی کے ذریعہ روحانیت میں تکمیل کے درجہ
تک پہنچ سکتا ہے +

# مکہ ۱۹۲۲ء میں

(بقلم جناب محمد اللہ ایس۔ جنگ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کیمبرج)

مئی ۱۹۱۹ء میں پی اینڈ او کا جہاز کنمبا جو انگلستان جا رہا تھا۔
عرب کے ساحل سے گزرا۔ تو اس وقت میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ کی
زیارت کروں۔ کیمبرج کی سہ سالہ رہائش کے دوران میں یہ خیال میرے دل میں رہا۔
آخر جون ۱۹۲۲ء میں میری اس خواہش کے پورا ہونے کا وقت آیا۔ میں لندن سے
۳ جولائی کو روانہ ہوا۔ اور یورپ میں کچھ عرصہ سفر کرنے کے بعد جرمنی سے ہوتا ہوا ۱۴ جولائی
کو مارسیلز پہنچا۔ اور پی اینڈ او کمپنی کے جہاز نالدیرا سے پورٹ سعید کی طرف روانہ ہوگیا
سفر نہایت خوشگوار تھا۔ کیونکہ میرے ہمراہ بہت سے دوست تھے۔ ۱۹ جولائی کو پورٹ سعید
پہنچکر میں نے انہیں الوداع کہی۔ اور ضروری سامان کرنے کے بعد سویز کی جانب روانہ ہوا۔ ۲۱ جولائی
کو خدیو کے جہاز منصورہ میں جدہ کا رخ کیا۔ اور ۲۲ تاریخ کو طور کے مقام پر پہنچے۔ جہاں

قرنطینہ ہے۔ کوہ طور سے جو حضرت موسیٰ کی وجہ سے مشہور ہے یہاں سے قریب ہی تھا میں نے یہاں فاتحہ پڑھی۔ ساڑھے گیارہ بجے صبح ہم الوجہ کی جانب روانہ ہوئے اور دوسرے دن ینبو پہنچے جہاں ہمیں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ ینبو ایک تجارتی بندرگاہ ہے جو جدہ سے دوسرے درجہ پر سمجھی جاتی ہے۔ ۲۵ تاریخ کو صبح ۹ بجے ہم بخیریت جدہ پہنچ گئے۔ اور وہاں رہائش کا انتظام ہو گیا۔ جدہ کے متعلق ابوالفدا کا بیان کہ یہ ایک میدان ہے جہاں پانی میسر نہیں آتا۔ اس زمانہ میں بھی درست ہے۔ عربی طرز کا شہر ہے سورج کی تیز شعاعوں سے بچنے کیلئے بازار سایہ دار بنائے گئے ہیں۔ تنگ گلیاں ہیں۔ اور چوڑی چوڑی چھتوں والے مکان ہیں۔ ہندوستان کے کسی شہر سے اسے مشابہت نہیں دے سکتے۔ یہاں دو مساجد ہیں۔ ابن جبیر مؤرخ نے ایک تو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور دوسری کا تعلق خلیفہ ہارون الرشید سے بتایا ہے۔ شہر کے باہر بہت سے کھنڈرات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک بڑا پُررونق شہر تھا۔ باب مکہ کے نزدیک ایک قبرستان میں اماں حواؑ کی مشہور قبر ہے۔ برٹن اسے عجیب طرح بیان کرتا ہے کہ حواؑ ایک مسلمہ کی طرح قبلہ رخ پڑی ہے۔ دونوں جانب کی چھوٹی دیواریں جسم کے حدود کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ چھ قدم کا ہے لیکن ابن جبیر کہیں بیان نہیں کرتا۔ کہ وہاں کوئی اس قسم کا مقبرہ موجود ہے۔ وہ ایک گنبد کے متعلق لکھتا ہے جو حواؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو ان کی یادگار قائم رکھنے کے لئے جدہ میں بنایا گیا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد میں جدہ سے روانہ ہوا اور علی الصباح بحرہ پہنچ گیا۔ اس وسیع میدان میں اونٹوں کا نظارہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا تھا جو ایک دائرہ میں ہلال کی شکل بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اسوقت سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اور مجھے تمام دن ایک قریب کے قہوہ خانے میں گزارنا پڑا۔ عرب کا قہوہ خانہ الف لیلہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ یہاں آپ کے سامنے چھوٹے چھوٹے میز لگے ہیں۔ جن پر نہایت قرینے سے آپ کی تواضع کے لئے

کائی رکھی جاتی ہے۔ یہ بہت خوشگوار جگہ تھی۔ کیونکہ تھوڑے فاصلہ پر نہایت تند اور گرم ہوا چل رہی تھی۔ ۲۷ تاریخ کی صبح کو میں مکہ پہنچگیا۔ اور چند گھنٹوں کے بعد میں خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس موقع پر برٹن ایک مسلم کے جذبات کو ایک ایسے مذہبی جوش سے مشابہت دیتا ہے جو نہایت ہی بلند پایہ کا ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسلمان کعبہ کو خوف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ اسکی غلطی ہے۔ سچے مسلمانوں کو حرم میں پہنچ کر بیحد مسرت اور تسلی ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسے مقام میں آ گئے ہیں جہاں ہر وقت انوار الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے مسلمان کعبہ کو جس احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ برٹن اسے سورج اور چاند کی پرستش سے تمیز نہیں کر سکتا۔ جو بُت پرستی کے زمانہ میں رائج تھی۔ ایک مسلمان نے اپنی تصنیف مشرق قریب اور مکّہ کے حج میں بیان کیا ہے کہ سورج آگ اور ستاروں کی پرستش اور قبلہ کو سورج سے مشابہت دینا دراصل کعبہ اور اس کے احترام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کرنے کو سات ستاروں سے کوئی مناسبت نہیں مسلمانوں کی نگاہوں میں یہ نہایت ہی پاک مقام ہے۔ اور اسی حرمت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔ عرفات پر حضرت آدم اور حوّا کے گناہوں کی جو معافی ہوئی اسکی بھی یادگار ہے جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ سات مرتبہ طواف کرنے میں پوری ہوتی ہیں۔ کعبہ کے گرد بہت سی خوبصورت مسجدیں ہیں۔ جنہیں مختلف خلفائے نے تعمیر کیا۔ حرم میں ایک لاکھ حاجی بخوبی آسکتے ہیں حجر اسود کے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ لوسین اور دیگر یورو پین مصنفین کی یہ رائے ہے کہ ہاتھ کو بوسہ دینے سے سورج کی پرستش مراد لی جاتی تھی۔ اور مسلمانوں نے پتھر کو بوسہ دینے کی رسم یہیں سے لی ہے۔ لیکن انکی یہ رائے حقیقت پر مبنی نہیں مسلمانوں کا یہ طرز عمل حضرت آدم کے گناہوں کی معافی کی یادگار ہے۔ یہ پتھر حضرت آدم کی قبولیت دُعا کی ایک نشانی ہے۔ برٹن حجر اسود کو ایک پُر نور پتھر تصور کرتا ہے۔ برک ہارٹ کی رائے میں یہ لاوا سے بنا ہے۔ ہم اس امر میں اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کرتے۔ لیکن دنیا میں یہ ایک

بے مثل شے ہے بعض مصنفوں نے آب زمزم کو بہت بدنام کیا ہے۔ یہ ایک چشمہ کا نہایت عمدہ پانی ہے جسمیں معدنیات ملی ہوئی ہیں۔ برٹن اس پانی کو اسہال اور پھوڑے پیدا کرنیوالا ظاہر کرتا ہے لیکن میرا تجربہ اس کے برعکس ہے۔ حج میں میں نے گوشت کھایا اور زمزم کا پانی پیا مگر کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حرم شریف میں نماز صبح ادا کرنے کے بعد ہم اونٹوں پر منا کی طرف روانہ ہوئے۔ قریباً آٹھ بجے ہم جبل نور کے پاس سے گزرے جہاں قرآن کریم کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تمام دن ہم نے منا میں ہی توقف کیا۔ اور دوسرے روز عرفات پہنچے۔ عرفات ایک میدان ہے۔ جو پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہیں لاکھوں انسان اپنے اونٹوں اور سامان کے ساتھ ٹھیر سکتے ہیں۔ اس کے مقابل پر جبل الرحمہ واقع ہے۔ اس مقدس پہاڑ کے پاس ایک گوشہ میں ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا۔ نہر زبیدہ جو مکہ کو پانی بہم پہنچاتی ہے زمین کے نیچے بنائی گئی ہے اور عرفات کی پہاڑیوں سے ہوکر گذرتی ہے۔ کئی مقامات پر یہ کھلی ہوئی ہے۔ حاجیوں کیلئے یہ نہر ایک نعمت ہے۔ خطبہ حج دوپہر کے بعد شروع ہوا اور لبیک کے نعرے بلند ہوئے۔ درمیانی وقفہ میں توپیں سر ہوتی تھیں۔ اسلام کی حقیقی شوکت ہمارے پیش نظر تھی۔ اس عظیم الشان مجمع میں ترک۔ تاتاری۔ افغان۔ ایرانی۔ افریقی۔ عرب اور ہندوستانی شامل تھے۔ اس مقدس جگہ میں مختلف اقوام کے لوگ اخوت اسلامی کے رشتہ میں منسلک ہوکر جمع ہوتے ہیں۔ عرفات وحدت اسلامی کا نشان ہے جہاں مختلف اقوام کے مسلمان باہم ملتے ہیں۔ وہ نہایت مفید خطبہ جو جبل الرحمہ سے پڑھا جارہا تھا جب ختم ہوا تو عرفات کے میدان کو چھوڑنے کی اجازت ملگئی۔ میں نے ایسا موثر نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ قدرت بھی اس وقت ہمدردی کا اظہار کررہی تھی سورج پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہورہا تھا۔ رات کی آمد آمد تھی ستارے چمک رہے تھے۔ ہوا کم تھی رُکی رُکی سی کیفیت میں خنکی آگئی تھی۔ حاجی اپنے اونٹوں پر سوار ہورہے تھے بعض شریف مکہ کے ہمراہ نہایت شان و شوکت سے واپس چلے گئے۔ اور باقی مصر کی محمل کے ساتھ فوج اور سواروں کی معیت میں روانہ ہوچکے تھے۔ ہمنے اس مقام کی دوبارہ زیارت حاصل کرنے کیلئے دعا کی۔ اور عرفات سے روانہ ہوکر مزدلفہ

کے مقام پر پہنچے۔ ہم اس مسجد کے پاس سے گزرے جو اس وقت لقبعہ نور بن رہی تھی۔
جو ایک ایسے مینار کے نام سے مشہور ہے جو کوئی مسجد نہیں رکھتا۔ اس کا یہ نام منا
کی مسجد کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے جو بغیر کسی مینار کے ہے۔ یہاں اترنا مشکل تھا اسلئے
ہم نے کسی اور موقع پر یہاں آنا مناسب سمجھا اور ایک مقام پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔
ابن جبیر نے مزدلفہ کے میدان کو مشعر الحرام کہا ہے۔ کیونکہ اس مقام پر مذہبی رسومات ادا
کی جاتی ہیں۔ حاجیوں نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھنے کے بعد رات کا بیشتر حصہ
دعا اور ورد میں گزارا۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو نماز فجر اور خطبہ کے بعد ہم روانہ ہوئے اور
۱۲ بجے دوپہر کے وقت منا پہنچ گئے۔ میں فوراً قربانی ادا کرنے کیلئے گیا اور اسکے بعد
نماز جمعہ میں شریک ہوا جو مسجد کہف میں ادا کی گئی۔ پہلے قربانی عقبہ کے
نزدیک ہوا کرتی تھی۔ لیکن حال میں صفائی اور صحت کے خیال سے ایک اور جگہ اس مقصد کیلئے
مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ اس دن مکہ میں جانا اور طواف زیارت اور سعی کرنا سنت ہے
اسلئے میں مکہ کی طرف گیا۔ اور رات کا بہت سا حصہ گزر جانیکے بعد واپس آیا۔ جبل البصیر
منا کے میدان کی شمالی حد پر واقع ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غار واقع ہے جہاں
آپ نے ایک عظیم الشان قربانی کی تھی۔ المسعودی کا بیان ہے کہ اس نے قریب کی پہاڑیوں
میں بندر دیکھے لیکن موجودہ زمانہ میں یہاں بندر نہیں ہیں۔ شاید وہ اس پہاڑی
علاقہ کے اندرونی حصہ میں چلے گئے ہیں۔ منا میں تین روز ٹھیرنے کا رواج ہے لیکن یہاں
کوئی خاص کام نہیں ہوتا۔ سیاست دان اس بے نظیر موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تمام
دنیا کے حاجی اس تبادلہ خیال سے جو فائدہ اسلام کو پہنچا سکتے ہیں اسکی اہمیت بیان سے
باہر ہے۔ ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ کو میں منا سے واپس ہوا۔ اور عصر کے وقت ہز ہائنس
نظام فضل الدولہ بہادر مرحوم کی رباط میں پہنچا۔ جو شامی بازار کے قریب ہے۔
اور مغرب کی نماز کیلئے حرم شریف جہاں حاجی نہایت جوش و خروش سے ایکدوسرے کو
مبارکباد دے رہے تھے میں بھی ان میں نہایت شوق سے شامل ہو گیا۔ کیونکہ حاجی واپس آ گئے
تھے اسلئے مغرب کے وقت ایک بڑا مجمع ہو گیا۔ اور حرم حاجیوں سے پُر ہو گیا۔ برٹن اس

موقعہ پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ کہ میں نے بہت سے ممالک کی مذہبی رسومات کو دیکھا ہے لیکن ایسی شان و شوکت کہیں نظر نہیں آئی۔ ان کلمات میں وہ اسلام کی تعریف کرتا ہے مختلف اقوام اور ممالک سے حاجی آتے ہیں اور مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود وہ اخوت اسلامی میں ایک ہو جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ مکہ کو حج کیلئے اپنا مرکز تصور کرتا ہے۔ حج کے دنوں میں اسلام کی زندگی کا ایک نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کا ایک ایک لفظ پورا ہوا" وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔" ہم نے تم کو اقوام کا مرکز بنایا ۔ تاکہ تم لوگوں پر شاہد رہو۔ بظاہر یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بحیثیت ایک مذہب دنیا کے مختلف اسلامی ممالک کے سیاسی اتحاد و ارتباط کو چاہتا ہے جو سب ایک خلیفہ کے ماتحت رہنے چاہئیں۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا ہمیشہ اس سیاسی اتحاد سے خائف رہی ہے اگست کی ۱۳ تاریخ کو ہمارے قافلے نے مکہ سے روانہ ہو کر جدہ کا رُخ کیا۔ اور اٹھارہ تاریخ کو ہم جہاز پر سوار ہو کر ۲۸۔ اگست کو کراچی پہنچ گئے۔ اس سفر کے دوران میں مجھے حاجیوں کے جہاز کی ابتر حالت کے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ حاجیوں کے لئے جو ایکٹ نافذ کیا گیا ہے۔ اس کی پابندی پورے طور سے نہیں کی جاتی۔ ہندوستان کی گورنمنٹ کو اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجیوں کی آسائش کا انتظام ہے انہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کراچی سے میں اجمیر شریف کیطرف گیا۔ اور پھر دہلی پہنچ گیا۔ ایک نوجوان حاجی کی زندگی کا یہ اہم واقع یہاں ختم ہوتا ہے +

---

# کُنجِ اسلام کی سمت جُنبش

عرصہ ہوا ذیل کا مضمون جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے اپنے نظموں کی کتاب تھاٹ فارودی فیوچر کے دیباچہ میں مرقوم فرمایا تھا۔ یہ مضمون ان لوگوں کے لئے بہت دلچسپ اور پُرمعنی ہے جو رُوح کو صداقت کے نزدیک دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہ کتاب مصنف کے دماغ کی نصیحت آمیز فہرست ہے اسکی قیمت ایک شلنگ ہے ؛ مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

خُدا کے ساتھ میری محبت ایک جُداگانہ شئے ہے جس کو کہ خُود میرا محدُود انسانی دماغ نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس کا علم صرف اسی پیارے باپ کو ہے جس نے ہمکو بنایا ہے اور یہ طاقت بخشی ہے۔ کہ ہم اسکی حمد و ثناء کریں۔ جناب موسیٰ حضرت مسیح۔ حضرت محمد صلعم اور دیگر انبیاء و رسُولوں کی میں بیحد عزت اور توقیر کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس کے میرا یہ بھی ایمان ہے کہ اگر دُنیا میں وحئ الٰہی کا سلسلہ قائم نہ ہوتا تو بھی مَیں اپنے پیارے باپ کو جو آسمان پر ہے اسی طریقہ سے پیار کرتا۔ کوئی محدُود انسانی دماغ میری محبّت۔ میری ستائش اور میرے ایمان کا اندازہ نہیں لگا سکتا ہے۔ اس بات کو جان کر کہ میرے خدا نے میری حفاظت کی ہے شروع بچپن سے میرے انسانی جسم کو نقصانات سے محفُوظ رکھا ہے۔ یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ کہ اب ہم اس حفاظت اور نگرانی پر پوری طاقت اور ایمان سے بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور یہ حیرانی کی بات ہوگی۔ اگر میں کسی تکلیف سے ڈر جاؤں۔ اور اپنے پیارے باپ کی خدمت سے گھبراؤں جو اپنی محبّت کے دامن میں ان لوگوں کو بھی جنہیں ہم پیار کرتے ہیں پناہ دیتا ہے میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس پیارے اور رحیم خدا کی شکرگذاری کرتا ہوں جس نے ہم کو تمام چیزیں عنایت کی ہیں۔ اور میں گذشتہ انعامات۔ مہربانیوں اور عطا شدہ

عقل کیلئے بیحد شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے حصُول سے میں دوسرے انسان کی امداد کے قابل ہو جاؤں۔ کیونکہ اس دنیا میں بہت سے ایسے انسان ہیں جو غریب غمگین مصیبت زدہ ہیں اور آزمائشوں کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ صرف ایک ہی خُدا ہے۔ جو عبادت کے قابل ہے اور جسکے احکام بجالانے چاہئیں۔ وہ سب سے اوّل اور سب سے بالا ہے۔ اور کوئی دوسرا خواہ وہ کتنا ہی پاک اور مُقدّس کیوں نہ ہو اس کے ہم پلّہ اور برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

اِس بیان میں کوئی عجُوبہ یا نئی بات نہیں ہے۔ یہ اتنا ہی کُہنہ اور پُرانا ہے جتنا کہ ایک پہاڑ ہے لیکن تعجّب کی بات یہ ہے۔ کہ اِنسان باوجُود دماغ اور سمجھ رکھنے کے ایسا احمق ہو جاتا ہے۔ کہ پیر پرستی کے اصول اور عقائد اسکی نگاہ کو آسمان اور آسمانی باپ کو دیکھنے سے معذُور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ آسمانی باپ اپنی مخلوق کے نہایت قریب تر ہے۔ خواہ وہ معمولی انسان ہو یا خدا رسیدہ ہو آسمان کی کُنجی ہمیشہ موجُود ہے اور اسکو ایک ذلیل ترین انسان بھی بلا کسی نبی پیر یا بادشاہ کی مدد کے گھُما سکتا ہے۔ یہ اس پاک ہَوا کی طرح ہے جس کو ہم سانس کے ذریعہ کھینچتے ہیں۔ اور جو ہَوا سب کیلئے یکساں ہے۔ جو لوگ انسان کو برعکس اصُول کی تعلیم دیتے ہیں ان کا مقصد خود غرضی پر محمول ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی تنخواہ اور وظیفہ کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ تاکہ اُن کا مطلب نکلے اور بس۔ عیسائی گرجوں (رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ) کے اصُول نے مجھے شروع بچپن ہی میں متنفّر کر دیا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس مذہب کے جانب جسے St. Athanasium نے قائم کیا۔ میری بچپن کی نفرت کچھ کم تھی بہ نسبت اس حقارت کے جو آج مجھے اس شخص کی طرف ہے۔ جس نے مذہبی عقیدے منبر پر چڑھ کر سُناتے ہیں۔ اور ہزارہا انسان کو جہنّم کا کُندہ قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ وہ اسکی تعلیم کو قبُول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مجھے ہمیشہ سے تعجّب معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمیافتہ اصحاب گرجے میں داخل ہونے کیلئے نہایت

خوشی سے اپنا نام پیش کر دیتے ہیں۔ باوجودیکہ نصف اصول پر بھی اُن کا عقیدہ نہیں ہوتا ہے۔ چالیس سال سے زائد غور و خوض اور کوشش کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اس تمام نہاد مذہب کی تمام کائنات انسان کی طرف سے ہے نہ کہ خدا کی طرف سے۔ میں اسبات کا اقرار کرتا ہوں کہ مشرق میں جانے کی وجہ سے میرے دل میں اسلام کے سادہ مذہب کی بہت عزت اور حرمت قائم ہوگئی ہے۔ اسلام میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر وقت کرتا ہے۔ نہ کہ صرف اتوار کے روز جیسا کہ عیسائیوں کا معمول ہے مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ رحیم و کریم خدا ہر وقت اور ہر لمحہ حاضر و ناظر ہے میرے دل کو بیحد مسرور کرتا ہے۔ اور میرے دل میں ایک ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ میں ایک سچے مسلمان کے ساتھ اسکی عبادت میں شامل ہونا پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ سچا اور راستباز ہے۔ اسمیں کسی قسم کی ریا نہیں پائی جاتی ہے۔ جب وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے اپنا جا نماز اُٹھا کر اور زمین پر بچھا کر اپنے مالک کے حضور سربسجود ہوتا ہے۔ روزمرہ صبح سے شام تک کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ اور وہ شخص ہمیشہ خدا کے حضور حاضر رہتا ہے۔ اس کو کسی امام کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اُسکو خدا تعالیٰ کے رحم کی تختگاہ مل گئی ہے۔ اور وہ بلا کسی بیرونی مدد کے وہاں تک پہنچ جاتا ہے اس بزرگ انسان یعنے جنرل چارلس گارڈن نے مسلمانوں کی نسبت کہا ہے کہ ہم کو مسلمانوں میں فریبیوں کا فرقہ نظر نہیں آتا ہے مسلمان خواہ کچھ ہی خیال کریں وہ فریبیوں کی مانند یہ نہیں کہتے کہ زید اور بکر جہنمی ہیں۔ اور ان میں یعنی مسلمانوں میں فریسیوں کے
مانند ناپسندیدہ اخلاق نہیں
ہوتے ہیں +

# ہند میں اشاعت اسلام

چودھری منظور الٰہی صاحب سکرٹری شعبہ تبلیغ ہند تحریر فرماتے ہیں :-

الحمدللہ کہ ہمارے مُبلّغین کی مساعی جمیلہ سے ہر ہفتہ کئی آدمی اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں ۔ اور ہمارا یقین ہے ۔ کہ انشاء اللہ عنقریب

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا

کا نظارہ ہندوستان میں نظر آجائیگا ۔ ہم نے ہندوستان کے مختلف علاقہ جات سے مفصل رپورٹیں منگوائی ہیں جہاں اشاعت اسلام کیلئے بڑا وسیع میدان موجود ہے ۔ اور جہاں کہ ہم آہستہ آہستہ مستقل مشن کھولتے جارہے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمارے پاس لائق مبلّغین موجود ہیں ۔ لیکن مستقل سرمایہ کی کمی کے باعث ہم کام کو جتنا کہ چاہتے ہیں ، پھیلا نہیں سکتے ۔ اس وقت ہماری انجمن صرف ہندوستان کے مبلّغین پر دو ہزار روپیہ ماہوار کے قریب خرچ کر رہی ہے ۔ اگر برادران اسلام ذرا سی توجہ فرما کر ہمارا ہاتھ بٹائیں اور پانچہزار روپیہ ماہوار تک کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں بڑے کامیاب مشن کھُل سکتے ہیں ۔ جن کے نتائج مسلمانان ہند کے لئے بڑی مسرّت کا باعث ہو سکتے ہیں ۔

یہ یاد رہے کہ ہمارے جملہ مُبلّغین مستقل طور پر کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کی ترقی تنخواہ ، رخصت وغیرہ جملہ حقوق سرکاری ملازمین کی طرح ہوتے ہیں ۔ اسلئے جب ہم ایک مُبلّغ کی تقرری کرتے ہیں تو وہ ساری عمر کے لئے خدمت دین کیلئے وقف ہوتا ہے ۔ اسکی جملہ ضروریات کا بہم پہنچانا ہمارا فرض ہوتا ہے گویا کہ ہمارے جملہ اخراجات اشاعت اسلام مستقل طور کے ہیں ۔ گذشتہ سال میں ہمارا اوسط ماہوار خرچ جملہ شعبوں کا قریباً پندرہ ہزار روپیہ ماہوار ہوتا رہا

ہے۔ جو اس سال ہندوستان میں کئی مرکز کھولنے کے باعث بہت بڑھ گیا ہے اس کا اکثر حصّہ ہماری غریب لیکن دریا دل مختصر سی جماعت کی جیبوں سے آتا ہے۔ اور کچھ حصّہ بعض ہمدردان اسلام کی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ لیکن عام طور پر مسلمانوں نے اشاعت اسلام کی اہمیّت اور اجتماعی طاقت سے کام لینے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی جگہ جگہ کمزور انجمنیں اور کمیٹیاں قائم کرنے کی بجائے ہمارے گذشتہ تجربات سے فائدہ اُٹھانے کیلئے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں تو نتائج کے لحاظ سے یہ نہایت شاندار کام ثابت ہوگا + ہمارا سلسلہ نظام و نگرانی باقاعدہ ہے۔ آمد و خرچ کا حساب نہایت تسلی بخش ہے۔ اور قوم کا ایک ایک پیسہ نہایت امانت و دیانت سے خرچ کیا جاتا ہے +

امید ہے کہ برادرانِ اسلام اس موقعہ پر خاص توجہ سے کام لیکر اپنی گذشتہ غفلت کی تلافی کرینگے۔ چندہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جائے۔ اور تشریح کردیجائے، کہ یہ چندہ تبلیغ ہند کی مد کیلئے ہے۔ والسّلام

---

# اسلام اور آریہ سماج

از قلم جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے مبلغ اسلام

## ہندو مذہب کا اصل الاصول

تیرھویں صدی کا خاتمہ اور چودھویں صدی کا آغاز دنیا میں مذہبی انقلابات کے لئے ہمیشہ یادگار رہیگا ۔ کہ بہت سی مذہبی تحریکیں اس زمانہ سے وابستہ ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ زمانہ مذہب سے کوئی خاص مناسبت رکھتا ہے ۔ اس زمانہ میں وہ مذہب جن کا شعار جمود و سکون تھا اپنا چولا بدلنے پر مجبور ہوئے ۔ مثلاً ہندو مذہب ہمیشہ سے اس امر کا پابند تھا کہ ویدک دھرم صرف ہندؤں کیلئے ہی مخصوص ہے ۔ دوسرے لوگوں سے اسے سروکار نہیں ۔ خود ہندوؤں میں بھی شودروں کو وید پڑھانے کی ممانعت تھی ۔ اور اس میں یہانتک مبالغہ کیا جاتا تھا ۔ کہ اگر وید کی کوئی شرتی کسی شودر کے کان میں پڑ جائے تو اس کے کان کو سیسے سے بھر دینا چاہئے پروفیسر میکسملر بھی جو یورپ کے ان چیدہ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سنسکرت سیکھی، وید پڑھے اُن کی شرحیں لکھیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں ۔ کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں ۔ چنانچہ ۱۸۷۳ء میں ممدوح نے لندن کی ایک مشہور عمارت ویسٹ منسٹر ابے میں مذاہب عالم پر تقریر کرتے ہوئے تبلیغی لحاظ سے تمام مذاہب کو دو قسموں میں منقسم کیا (۱) تبلیغی مذہب اور (۲) غیر تبلیغی مذہب ۔ اوّل الذکر میں انہوں نے اسلام، بدھ مذہب اور مسیحیت کو شامل کیا ۔ اور موخرالذکر میں یہودی مذہب ہندو مذہب اور زرتشت مذہب کو ۔ پروفیسر میکس مولر کی یہ تحقیقات کسی جنبہ داری پر مبنی معلوم نہیں ہوتی ۔ اور نہ ہی اُنکی صدق آفرینی ہے

بلکہ جن لوگوں کو مقابلہ مذہب کا شوق ہے۔ اور جن کو ذرا بھی مذہبی واقفیت ہے وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ ہندو مذہب کے اصل الاصول میں یہ امر داخل ہے کہ دوسرے مذہب کا شخص ہندو مذہب اختیار نہیں کرسکتا۔ سناتن دھرم کا وہ جمغفیر جسے ہندوؤں میں آج بھی سواد اعظم کا حق حاصل ہے۔ علے الاعلان یہی عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں۔ اور یہ مذہب صرف ہندو قوم ہی کے لئے مخصوص ہے۔ جو وید کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی تعلیم محض تین قوموں ہی کے لئے محدود ہے۔ کیونکہ اسمیں بار بار ان ہی قوموں یعنے برہمن، چھتری، ویش کا ذکر آتا ہے۔ گو شودروں کا بھی نام لیا ہے۔ لیکن مذہب کی چاردیواری سے انہیں باہر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ وید مقدس میں بار بار ہندوستان کے دریاؤں کا ذکر ہے۔ اور اُن کے نام لے لیکر ان سے دُعاؤں کے قبول کرنے کی التجا کی ہے۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب یا یہ کتاب صرف ان لوگوں کے لئے ہی ہے۔ جو ہندوستان میں رہتے سہتے ہیں۔ اور جو ان دریاؤں کے ناموں سے واقف ہیں۔ جس مذہب کی تعلیم کا حلقہ تمام دُنیا تک پھیلتا ہو۔ اور جس کا مخاطب ہر ایک شخص ہو۔ وہ اپنی کتاب میں خاص قوموں کا ذکر کیوں کریگا۔ بلکہ اس کا رُوئے سخن تو تمام قوموں کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اسکی آواز اسود و احمر تک پہنچنی چاہئے۔ ہم نے بعض ہندو بزرگوں سے سُنا ہے۔ کہ ان کے ہاں عبادتِ الٰہی یا یگ صرف ہندوستان ہی میں جائز ہے۔ اور جو شخص ہندوستان کے حدود اربعہ سے باہر نکلجائے وہ یگ و عبادت نہیں کرسکتا۔ اسی بناء پر محض پُرانے زمانہ کے پکے ہندو ہندوستان سے باہر جانا پسند نہیں کرتے۔ اور اسے خلافِ مذہب تصوّر کرتے ہیں۔ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو الہ آباد ہائیکورٹ میں اس بناء پر ایک مقدمہ بھی دائر ہُوا تھا۔ ایک ہندو جنٹلمین حسب معمول ولایت تعلیم کیلئے تشریف لے گئے اور قانونی ڈگری حاصل کرکے واپس آئے۔ برادری کے بعض لوگوں نے بزعم مذہب سے

زیادہ شغف رکھتے ہونگے۔ کہا کہ تم ہندو نہیں رہے جنٹلمین موصوف نے اس بناء پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا مقدمہ عدالت میں پیش ہؤا۔ تو ہائیکورٹ نے قرار دیا۔ کہ جو شخص ہندوستان سے باہر چلا جائے وہ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہہ سکتا

---

اس کے علاوہ ذات پات کا قصہ جواب تک ہندو سوسائٹی کے گلے کا ہار ہو رہا ہے اسی نتیجہ کا مُوئد ہے کہ ہندو مذہب نے انسان اور انسان میں تفریق و متیاز کو خاص وقعت دی ہے۔ جو مذہب اپنے ہی پیروؤں میں اس قسم کی تفریق و تشتت کا موجد ہو جو شودر اور ویش برہمن اور چھتری کو ایک میدانِ عمل میں کارفرمائی سے روکے۔ وہ بھلا کب گوارا کر سکتا ہے کہ دوسرے مذہب کے لوگ اسمیں شامل ہوں۔ اور مساوی حقوق حاصل کریں یہی وجہ ہے۔ کہ جب اسلام ہندوستان میں آیا تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے مذہب کے تنگ دائرے سے گھبرا گئے تھے۔ اور خوب جانتے تھے۔ ان کے مذہب کی تنگ ظرفی انکو ترقی کرنے سے مانع ہے۔ چنانچہ مسٹر آرنلڈ نے جو کسی زمانہ میں علیگڈھ کالج کے پروفیسر تھے ایک مبسوط کتاب پریچنگ آف اسلام (تبلیغ اسلام) کے نام سے لکھی ہے۔ اور اس میں ایک باب ہندوستان میں اشاعت اسلام کیلئے وقف کیا ہے ممدوح نے اس مضمون میں نہایت کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ "تلوار کی دھار سے پھیلا محض غلط ہے ہندوستان کے شاہان اسلام نے کبھی بھی تبلیغ اسلام کو اپنی اغراض حکومت میں شامل نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومتوں کے دارالخلافوں میں علے العموم ہندو آبادی زیادہ ہے اور مسلمان کم۔ ہاں دیہات میں کثرت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے یہ تھی کہ ہندو جاتی میں جو لوگ کمینہ اور کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے اسلام نے ان کو مساوی حقوق دیئے اور انھوں نے اپنی نجات اسی میں سمجھی کہ اسلام میں داخل ہو کر نسل انسانی کے

مفید اور بہترین رُکن بن جائیں۔ اگر ہندو مذہب میں یہ ذات پات کی حدود و قیود نہ ہوتیں اور انسانوں کے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر بلا وجہ ترجیح نہ دی جاتی تو یقیناً بہت سے مسلمان جو آج اسلام میں داخل ہیں، ہندو ہوتے ✦

---

غرض اگر ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ تو وہ لوہے کی تلوار سے نہیں۔ بلکہ اس اخلاقی تلوار سے پھیلا ہے۔ جس کے زخم جسم پر نہیں بلکہ دل پر لگتے ہیں۔ اور صرف گھائل ہی نہیں۔ بلکہ رام بھی کر لیتے ہیں۔ ورنہ راجپوت جو خود تلوار کے دھنی تھے۔ اور ہندی تلوار کو حمائل کئے پھرتے تھے، تلوار سے ڈرنے والے تھے ؎

تجھ سے آہو رم خوردہ کی وحشت کسی مشکل تھی
سحر کیا، اعجاز کیا، جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا

---

پس برادرانِ وطن کے دل اگر آج اس سے دُکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے کیوں آریہ ورت میں ڈیرا جمایا۔ کیوں ان کے سپوتوں کو اپنا غلام بنایا۔ پھر اسمیں اسلام کا کچھ قصور نہیں، خود ہندو مذہب کا قصور ہے جس نے انسانی اخوت میں بلا وجہ امتیازات قائم کئے۔ اور نسل انسانی میں تفریق و تشتت پیدا کر کے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف سے بدگمان کر لیا ✦

ہندو مذہب کا اصل الاصول ہی امتیازات قومی ہیں۔ مگر اسلام ایک عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے۔ اور اسکی اسی خوبی کو دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں ✦

گذشتہ اشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں۔ کہ ہندو مذہب صرف ہندوستان

میں رہنے والوں کے لئے مخصوص ہے - بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہو گا - کہ ہندوستان میں رہنے والوں میں سے بھی صرف تین قومیں ہی وید مقدس کی حامل ہو سکتی ہیں یعنے برہمن چھتری اور ویش یشودروں کو وید سے تعلق نہیں کہ وہ مذہب یا آسمانی کتاب کے اہل ہی نہیں سمجھے جاتے ۔ وہ صرف ان تینوں قوموں کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں ؛

---

لیکن زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ سوامی دیانند جی نے جو مذہب تجویز کیا اس پرانی ڈگر کو خیر باد کہنے کی کوشش کی گئی - اور یہ عقیدہ بنا لیا کہ ہندو مذہب تمام دنیا کیلئے ہے - دوسرے لوگ بھی اسمیں شامل ہو سکتے ہیں ! اور ہندو مذہب کے مبلغ دوسروں کو تبلیغ کا حق رکھتے ہیں - مگر واقعات بتاتے ہیں کہ یہ صرف سوامی جی کی جدت ہے سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے - کہ اگر ہندو مذہب میں امتیاز قومی نہیں تو پھر شودر ویش چھتری اور برہمن کی تقسیم کیوں عمل میں آئی آریہ سماج کہتا ہے - کہ یہ صرف اعمال کے لحاظ سے ہے - حالانکہ یہ دعویٰ سراسر غلط ہے - آج تک ہندوستان میں کسی برہمن کو اسلئے شودر نہیں کہا گیا کہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے - اور کسی شودر کو برہمن نہیں سمجھا گیا کہ اسکے اعمال قابل تحسین تھے اعمال کے متعلق صحیح علم ہونا بھی بہت مشکل ہوتا ہے بظاہر بہت سے انسان بھلے مانس ہوتے ہیں - مگر درپردہ سیاہ کار ہوتے ہیں ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟ اور معیار فیصلہ کیا ہو ؟

---

پھر شودر کے خلاف تو خود سوامی جی کا بھی فیصلہ ہے - وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ شودر وید نہ پڑھے - اگر تمام انسان برابر تھے - تو شودر بیچارے نے کیا قصور کیا کہ وہ وید مقدس سے محروم ہے - اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوامی جی نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں بہت سے ہندو ذات پات کے جھگڑے سے دق ہو کر حلقہ بگوش

اسلام ہو رہے ہیں۔ تو انھوں نے اپنے مذہب کو بھی وہی چولہ پہنانا چاہا جو اسلام کا امتیاز خاص ہے۔ مگر اس خواہش میں ان کا قدم کہیں سے کہیں پڑ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک سناتن دھرم کے لوگوں کو ان سے اختلاف ہے اور سخت اختلاف ہے" +

---

اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مساوات انسانی پر بڑا زور دیا ہے۔ لیکن یہ زور صرف معاشرتی پہلو ہی سے نہیں بلکہ اسلام مذہبی پہلو سے بھی سب انسانوں کو برابر ہی سمجھتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی ہی سورت نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی ہیں جس سے لازم آتا ہے کہ جس طرح خدا کی ربوبیت جسمانی کا نظارہ عالمگیر ہے۔ اسیطرح اسکی ربوبیت روحانی سے بھی کوئی ملک اور کوئی قوم خالی نہیں۔ پھر دوسرے متعدد مقامات پر بھی اس نکتہ کی توضیح قرآن مجید نے بار بار کی ہے۔ کہیں فرمایا۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ۔ یعنے سب انسان ایک قوم کے حکم میں ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے سب کے لئے انبیاء بھیجے جو انذار و تبشیر کرتے رہے۔ کہیں فرمایا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں گذری جسمیں کوئی خدا کا ہادی آیا ہو۔ کہیں فرمایا۔ ولکل امۃ رسول ہر ایک قوم کی طرف رسول بھیجا گیا۔ غرض قرآن مجید نے اس مضمون کی بار بار تشریح کی ہے۔ کہ ہر ایک قوم و ملک میں رسول آتے رہے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمانوں کو جو عقیدہ انبیاء کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ وہ یہی لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم رسولوں میں سے کسی کی بھی تفریق نہیں کرتے +

یہ عقیدہ معاشرتی نقطۂ نگاہ ہی سے نہیں۔ بلکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی تمام نسل انسانی میں مساوات کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور ہم بلا خوف تردید کہ سکتے ہیں۔ کہ جو مذہب اس اصول پر قائم نہیں۔ وہ اگر نسل انسانی کی مساوات کا دعوے

کرتا ہے۔ تو یہ دعویٰ باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اگر آریہ سماج کی بنیاد فی الحقیقت اسی عقیدہ پر ہے۔ کہ سب انسان برابر ہیں۔ تو پھر یہ عقیدہ بھی ہونا چاہئیے۔ کہ خدا تعالیٰ نے سب قوموں کے پاس نبی اور رسول بھیجے۔ اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت روحانی کا فیض تمام دنیا کو مساوی طریق پر پہنچا لیکن جہانتک ہم سمجھتے ہیں یہ بات آریہ سماج کے اصول اساسی کے خلاف ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ پرماتما کا گیان کسی اور قوم کو نہیں ملا۔ صرف ہندوستان ہی اس شرف و بزرگی سے ممتاز ہوا تو کیا یہ عقیدہ مساوات انسانی کی گردن پر چھری نہیں پھیرتا؟ بات یہی ہے کہ سوامی جی نے صرف مصلحت وقت کی بناء پر محض اپنے مذہب کی تعداد بڑھانے کے لئے یہ مسئلہ وضع کر لیا۔ ورنہ دوسرے پہلوؤں سے خود ان کے عقائد اس کی تردید کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قاعدہ ہے جو بات وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بنائی جاتی ہے۔ وہ دوسری باتوں سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہی حال آریہ سماج کی اس مساوات انسانی کا ہے۔ جس کا غلغلہ سماج کے لیڈروں نے ہندوستان میں ڈال رکھا ہے۔ اور جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ ع

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

---

علاقہ ارتداد میں جب کبھی شدھی ہوتی ہے۔ تو آریہ سماج کے لیڈر کانفرنسیں کرتے ہیں مجلس کرتے ہیں۔ اور انمیں ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں کہ فلاں لوگوں سے فلاں قسم کے تعلقات قائم کر لیں۔ اگر فی الحقیقت ہندو سوسائٹی میں ذات پات کے جھگڑے نہ ہوں جیسا آریہ سماج کا دعویٰ ہے تو پھر ان کانفرنسوں کی کیا ضرورت ہے؟ مسلمانوں کے ہاں بھی کوئی ایسی مجلس نہیں ہوتی۔ کہ فلاں شخص مسلمان ہو گیا ہے۔ اب اس کے ساتھ فلاں ذات کے مسلمان برادرانہ سلوک کریں

کیونکہ مسلمانوں کے ہاں تحصیل حاصل ہے۔ جب کوئی شخص کلمۂ توحید پڑھتا ہے۔ وہ اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور سب مسلمان اس سے بھائیوں کا سا سلوک کرتے ہیں +

---

اس کے برخلاف خود آریہ سماج میں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں کہ مسلمان آریہ ہوئے۔ مگر ان سے آریوں کا سا سلوک نہ کیا گیا۔ غازی محمود دھرمپال کو ہمیشہ یہی شکوہ رہا۔ اس وقت بھی علاقۂ ارتداد میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں غرض آریہ سماج نے زمانہ شناسی سے کام لیتے ہوئے مساوات انسانی کا اصول اسلام سے اُڑایا لیکن ناسپاسی اور ناقدرشناسی کا ستیاناس ہو کہ اس اصول کا اولین مبلغ یعنے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کے بجائے آج آریہ سماج آپ کی ذات بابرکات پر ہی حملے کرتی ہے +

# شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

## کی عید الفطر کی روئیداد

(از قلم جناب روڈلف پکتھال از مسجد ووکنگ)

یہ سعید تہوار جمعہ کے دن ۱۸ ماہ مئی کو ووکنگ میں منایا گیا جہاں انگلستان کے ہر گوشہ سے مسلمان باوجود سخت آندھی اور غبار آلود آسمان کے جمع ہوئے خوش قسمتی سے اس جگہ جو کہ بنظر حالات حاضرہ ہمیشہ اس تقریب کیلئے ممتاز رہیگی نہ تو بارش نہ اولے اور نہ برف باری سے کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہوئی۔ نمازیوں کی تعداد بمقابلہ سالگذشتہ کسی قدر کم تھی۔ گو ماہ مئی کی خوشگوار گرمی لوگوں کو میسر نہ تھی

تاہم عید کی خوشی میں حسب معمول کوئی کمی نہ تھی +

ساڑھے گیارہ بجے امام صاحب خواجہ کمال الدین نے کھلے میدان میں پہلے نماز پڑھائی جسمیں قریباً ڈیڑھ صد مسلمان شریک تھے۔ نماز نہایت سادگی لیکن شان کے ساتھ ادا کی گئی۔ جس کا فوٹو بہت اشخاص نے لیا۔ اسکے بعد خطبہ؎ پڑھا گیا۔ جو سامعین نے بڑی توجہ سے سُنا۔ سب طرف گویا خاموشی کا ایک عالم طاری تھا۔ البتہ گذرنے والی ریل گاڑیوں کا شور کبھی کبھی سکوت کو توڑتا تھا۔

امام نے انسانی محبت کا جو اسے خدا کے لئے ہے ذکر کیا۔ اور بتلایا کہ کس طرح نہایت خلوص اور صداقت کے ساتھ اس محبت کے حاصل کرنے کی کوشش میں دنیا کے لئے امن حاصل کرکے اسے بلا امداد شمشیر اور تدابیر سیاسی (خواہ جدید ہوں یا پارینہ) قائم رکھا جا سکتا ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس محبت کے حصول کیلئے خواہ وہ بہت ہی کم ہو کوشش دل سے ہونی چاہئے۔ پھر اس حالت میں خود غرضی۔ ذاتی محبت اور تمام وہ تنگ خیالی جسے آجکل حب الوطنی کے نام سے پکارا جاتا ہے معدوم ہو جاتی ہے۔

رسولکریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو۔" یہ ارشاد ایک حیران اور مایوس بادشاہ کی شکایت کا نہایت مناسب جواب ہے جو آج سی ستر سال پہلے اس نے ذیل کے الفاظ میں کی :-

"میں نے اُسے (خدا کو) چمکتے ہوئے ستاروں میں پایا۔ میں نے اسے باغات اور کھیتوں میں پھولوں کے اندر دیکھا۔ لیکن انسانوں کے ساتھ اپنے برتاؤ میں وہ نظر نہیں آیا۔"

اس برتاؤ میں یعنے انسانوں کے ساتھ اسکے (خدا کے) برتاؤ یا طریق میں ایک انسان کا دوسرے انسان یا ایک قوم کا دوسری قوم کے ساتھ برتاو و طریق عمل بھی شامل ہے۔ اور جسمیں ہم ریاکاری۔ دغا بازی اور دھوکہ دہی دیکھتے ہیں

؎ یہ خطبہ انشاء اللہ تعالےٰ اکتوبر نمبر میں ہدیۂ ناظرین ہوگا + مترجم

اور اسی برتاؤ سے ایمان و اعتقاد کا اچھی طرح امتحان ہوتا ہے۔ مذہب کی اصلیت تو روزمرہ کے کاموں میں دیکھی جاتی ہے۔ اور اعلٰے سے اعلٰے اصول اور ہدایات بالکل فضول ہیں اگر ان پر عمل نہیں۔ قریباً سو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ انگلستان میں پارسا اور خدا یاد عیسائی مرد اور عورتوں نے اپنی روزانہ زندگی کو بھی پاک بتانے کے لئے انجیل کی آیات کو سنہری چوکھٹوں میں جڑوا کر اپنی خوابگاہوں میں لٹکا دیا تھا۔ لیکن دن کے وقت وہ اپنی تجارت و کاروبار میں وہ تجارتی دھوکے اور وہ طرز اختیار کرتے جو کم و بیش قابل اعتراض ہوتے۔ نیز مضافات میں اکثر ان کمروں کے اندر میز پر ایک پھٹی پرانی انجیل بھی نظر آتی تھی جہاں مسافر کچھ عرصہ کے لیے آرام پایا کرتے تھے۔ اور یہ انجیل کا نسخہ غالباً اس غرض کے لئے دھرا رہتا تھا۔ کہ مسافر اسے دیکھ کر اس سے مرعوب ہو کر گندی اور بد تہذیب گفتگو سے باز رہیں۔ لیکن مذہب کو دنیاوی کاروبار کا جزو بنانے کی کوشش کسی طرح بھی کارگر نہ ہوئی۔ اور اصولوں اور مقولوں کی حد سے باہر ایک قدم بھی اُٹھایا نہیں گیا +

ایک سچا مسلمان اپنے رسول پاک صلعم کی ہدایات (اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو) کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں صرف خود آپ ہی خدا کو اسکے دستور العملوں میں ڈھونڈھنے کے لئے قدم نہیں بڑھائیگا بلکہ اپنی مثال سے دوسروں کو بھی جو اس تاریکی کے اندر گھرے ہوئے ہیں جس نے مغرب کے تمام مذاہب کو لپیٹا ہوا ہے ترقی کرنے کے قابل بنائیگا۔ اس طرح ہو۔ انگلستان میں وہ ایسی شمع روشن کرنے میں مدد دے۔ جو بہت فائدہ بخش اور صدور جہ کی منکشف ہوگی۔ اور کسی سے بجھ نہ سکیگی۔ یہ اصول جن پر ایک مسلمان عمل پیرا ہوتا ہے ایسے ہیں جنہیں دیگر مذاہب والے بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور انہیں نصب العین بنانا چاہتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کر سکتے +

خطبے کے بعد سہ پہر کی چاء میوہ وغیرہ باغ میں چنے گئے۔ مگر ٹھنڈی اور برفانی ہوا سے ان اصحاب کی امیدیں بر نہ آئیں جن کا خیال تھا۔ کہ مائی کے موسم کا لطف اُٹھائیں گے۔ تاہم ہندوستانی طرز کے لطیف کھانوں سے جو بہت سے اشخاص نے نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ مہمانوں کے آگے رکھے تلافی مافات ہوئی +

چونکہ جمعہ کا دن تھا بہت سے اصحاب مجبوراً جلدی رُخصت ہو گئے لیکن امام صاحب کا نہایت فصیح و بلیغ لیکچر سننے کیلئے لوگ بعد دوپہر اس قدر جمع ہو گئے۔ کہ اس چھوٹی مسجد میں قدم رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ شام کے بعد باقی سب مہمان بھی تشریف لیگئے اس قسم کے دن ہمیشہ یاد رہا کرتے ہیں +

# اِسلام میں کوئی فرقہ نہیں

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ۔ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سُنی و مراسم نماز علے الترتیب مکالمات موجود۔ ہندو مسلم اتحاد فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اس کے متعلق صحیفۂ قدرت سے استدلال۔ حدیث لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں حدیث ستفرق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ اور وہی جماعت ہے کی تشریح ہی نسبتہا ایمان پر بحث۔ اپنے عقاید کا اظہار۔ نبوت کے معنے۔ اور ختم نبوت پر یہ کن بحث نزول و وفات مسیح پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ جناب بہاء اللہ کی نبوت اور سید الخیال اصحاب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ دنیا میں ضرورت نبوت اخیر میں ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ کتاب اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں۔ سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر کام کرنیکے لئے تیار کریگی ۲۱۶ صفحہ قسم اول عہ قسم دوم ۱۲ مجلد عہ و ۵/ ر

منیجر مسلم بُک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

# وہ کون تیل ہے؟



جو بال بڑھانے میں درجۂ اول ہو — سندری سہاگ ہے
جو بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو دماغ کی کمزوری اور خشکی کو دور کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو قوت بصارت کو بڑھاتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو درد سر۔ نزلہ۔ زکام کو دور کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو بالوں کو گھونگروالا اور چمکدار بناتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو دل و دماغ دونوں کو معطر کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو گرے ہوئے بالوں کی جگہ نئے بال پیدا کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو مٹی کے تیل یا نقصان رساں جز سے پاک ہو — سندری سہاگ ہے
اسکے استعمال سے بال چکٹتے نہیں ہیں — سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے بال سفید ہونے سے محفوظ رہتے ہیں — سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے عورت مرد دونوں خوش رہتے ہیں — سندری سہاگ ہے

لہذا جب سندری سہاگ میں تمام خوبیاں موجود ہیں تو آپ کے منگانے میں کیا تامل ہے۔ کیا ایک شیشی ارسال خدمت کی جائے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ تین شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔
محصول علاوہ

## سندری سہاگ کی تعریف معزز بہنوں کے قلم سے!

**بیگم جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم۔ دہلی۔**

مخدومی بخشی صاحب۔ مہربانی کرکے دو درجن سندری سہاگ تیل کی بوتلیں بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں۔ ایک دو بوتل منگانے میں پارسل کا خرچ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اسلئے ریل پارسل کردیں تاکہ خرچ کم پڑے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اس تیل پر عاشق ہوں۔ اللہ رکھے چچا بہنوئی حکیم۔ خاوند اور داماد ڈاکٹر درد سر اور بال بڑھانے کے سیکڑوں گھر کے علاج ہوئے کسی سے فائدہ نہ ہوا سر کے درد کو کسی نے جگر کی خرابی سے بتایا کسی نے اعصاب کی کمزوری۔ کسی نے نسوانی عوارض۔ خدا بھلا کرے علامہ راشد الخیری کی بیوی کا ایک دن درد سر میں بیٹھی رہی تھی اور انکے گھر گئی تھی انہوں نے آپکا تیل لیکر سر میں لگایا سچ یہ ہے کہ اس دن سے یہ تیل میرے استعمال میں ہے۔ جہاں سر میں درد، خشکی۔ بال گرنا کوئی شکایت ہوئی استعمال کیا اور جاتی رہی۔ کیا اچھا ہوتا کہ دہلی میں اسکی ایجنسی ہوتی اور آسانی بلا ڈاک کے خراجات کے مل جایا کرتا۔ آپکے تیل کی کافی شہرت ہے کوئی دو درجن کے قریب تو میرے ملنے والیاں اسکا استعمال کرتی ہیں۔

فقط والسلام

**مسز اے۔ ایچ۔ فاروقی حیدرآباد**

تحریر فرماتی ہیں کہ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ میں نے آپ کے یہاں سے چار شیشیاں سندری سہاگ کی منگوائی تھیں اب وہ ختم ہو گئیں اور مجھے تیل مفید ثابت ہونے کی وجہ سے اور منگوانے کی ضرورت پڑی۔ براہ مہربانی تین شیشی سندری سہاگ جسکی شہرت اخبار "تہذیب نسوان" سے ہے روانہ فرماکر ممنون فرمایئے۔

**ملنے کا پتہ: ایس۔ اے۔ بی بخشی اینڈ کو موجد سندری سہاگ تیل کوٹھی نمبر ۸ گولوٹولہ اسٹریٹ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴ کلکتہ**

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

## تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان

راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد عہ مجلد ۱۰؍۱ر
توحید فی الاسلام - بلا جلد عہ مجلد ۵؍
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قسم اول عہ قسم دوم ۱۴؍ مجلد عہ
مذہب عالم کا مذہب - - - - - - ۸ر
اسلام اور علوم جدیدہ - - - - - - ۴ر
مطالعہ اسلام - - - - - - ۱۲ر
مکالمات ملہمہ - - - - - - ۱۲ر
مسلک مرداریہ (دس لیکچروں کا مجموعہ) بلا جلد عہ مجلد ۱۱؍
ضرورت الہام بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲؍

براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱۲ر مجلد ۲؍
ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲ر مجلد ۲؍
اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی ۸ر مجلد ۱۴ر
خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲؍
مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴ر
صلائے نصرت مسلمانوں کیلئے پیغام بیداری ۶ر
مسلم مشنری کے ولائتی لیکچر حصہ اول ۱ر
لمعات انوار محمدیہ - - - - - - ۶ر

**درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

---

# ریاست جموں و کشمیر کی شہرۂ آفاق و معجز نما ادویات

یعنی

# اکسیر سنجیونی بوٹی اور اکسیر سلاجیت مرکب

## پرانے شائقین اور ایجنٹوں کو مژدہ

یہ دو مستند ادویات ہیں جن سے بڑھاپے کی رفتہ طاقت بحال ہو جاتی ہے یادہ تولید کی کمی اور جملہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں اور بہترین مقوی ہی اور بہی ہوتے کے علاوہ سریع الاثر ہونے میں بے مثل ہیں دماغی کام کرنے والوں مثلاً وکلاء مدرس طالبعلم کلرک وغیرہ کیلئے نعمت ہیں آزمائش شرط ہے پچھلے ایام میں کارخانہ بند رہنے کی وجہ سے جو اصحاب مایوس ہو چکے تھے انکی تعمیل ہو رہی ہے + قیمت عہ

**مینیجر سنجیونی و سلاجیت فارمیسی جموں**

---

اسلامیہ پریس بھاٹی دروازہ لاہور میں بابو عبد الرشید کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبد الغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا